کلامِ امام حسین علیہ السلام

خطبات، خطوط اور وصیّتیں

ترجمہ: سیّد افتخار حسین نقوی

بسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

''حسینؑ ہدایت کا چراغ اور نجات کا سفینہ ہیں''۔ (حضرت رسول اللہؐ)

کلامِ امام حسینؑ

ترجمہ وتالیف:

سید افتخار حسین نقوی النجفی

ایلیا بکس

H-7 کالج روڈ، لیاقت باغ چوک، راولپنڈی

PH: +92 51 5771469

علم ہی سچائی ہے

نام کتاب	:	کلامِ امام حسینؑ
ترجمہ وتالیف	:	السید افتخار حسین نقوی النجفی
سرورق	:	عباس
کمپوزنگ	:	سید علی حیدر، تصدق مہدی
سعی واہتمام	:	شاعر آلِ عمران صفدر حسین ڈوگر، سید راشد صغیر رضوی
ناشر	:	ایلیا بکس
طبع	:	بار پنجم
اشاعت	:	جون2008ء
قیمت	:	300/-

ایلیا بکس H/7 کالج روڈ لیاقت باغ چوک راولپنڈی

فون نمبر:051-5771469

صلوات کاملہ

یَا ربِّ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ

اے محمدؐ و آل محمدؐ کے رب جلیل

صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ

محمدؐ و آل محمدؐ پر صلوات بھیج

وَ عَجِّلْ فَرَجَ آلِ مُحَمَّدٍ

اورآل محمدؐ کی گشائش (حکومت کے قیام) میں جلدی فرما!

☆

نوٹ: بعض عاملین کا تجربہ ہے کہ جوشخص روزانہ اس صلوات کو۳۱۳ مرتبہ پڑھے گا اسے امام زمانہ عج کی زیارت نصیب ہوگی۔ یہ صلوات حضرت جبرائیلؑ نے جناب یوسفؑ کو زندان میں تعلیم دی اور حضرت یوسفؑ اس کا ورد کرتے تھے۔

☆

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَللّٰھُمَّ کُنْ لِوَلِیِّکَ الْحُجَّةِ بْنِ الْحَسَنِ

اے اللہ تو اپنے ولی حضرت حجتؑ ابن حسن عسکریؑ

صَلَوَاتُکَ عَلَیْہِ وَ عَلٰی آبَائِہٖ

(تیری صلوات ان پر اور ان کے آباء واجداد پر صبح وشام اور ہر آن ہو

فِیْ ھٰذِہِ السَّاعَةِ وَ فِیْ کُلِّ سَاعَةٍ

کا اس گھڑی میں اور ہر آن میں سرپرست و نگہبان

وَلِیّاً وَ حَافِظاً وَ قَائِدًا وَ نَاصِراً وَ دَلِیْلاً وَ عَیْناً

حامی راہنما مددگار دیکھنے والی آنکھ اور سرپرست

حَتّٰی تُسْکِنَہُ اَرْضَکَ طَوْعاً وَ تُمَتِّعَہُ فِیْھَا طَوِیْلاً

بنارہے ہیں یہاں تک کہ تو اسے اپنی زمین میں اختیار کے ساتھ سکونت

عطا فرما اور یہ کہ تو اسے اپنی زمین میں لمبی مدت تک فائدہ پہنچا۔

شب عاشورا امام حسینؑ کا اپنے منتقم بیٹے حضرت قائمؑ کا تذکرہ

حضرت ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام کی حدیث میں ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے شب عاشورا فرمایا:

ابشروا بالجنة انا نمكث ماشاء الله بعد ما يجرى علينا تم يخرجنا الله و رياكم حتى يظهر قائمنا فيتقم من الظالمين و انا و انتم نشاهدهم فى السلاسل و الاغلال و انواع العذاب؟

فقيل له :من قائمكم يابن رسول الله؟

قال السابع من ولد ابنى محمد بن على الباقر و هو الحجة بن الحسن بن على بن محمد بن على بن موسىٰ بن جعفر بن محمد بن على ابنى و هو يغيب مدة طويلة ثم يظهر و يملأ الارض قسطا و عدلا كما ملئت ظلما و جورا.

ترجمہ: آپ سب کو جنت کی بشارت ہو۔ یہ بات جان لو کہ خدا کی قسم! ہمارے خلاف جو کچھ ہونا ہے جب یہ سب کچھ ہو جائے گا تو جس قدر اللہ تعالیٰ چاہے گا اور جو اس کی مشیت میں ہوگا ہم (مقام مخصوص) میں ٹھہریں گے پھر اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ سب کو وہاں سے باہر نکال لائے گا۔ ایسی حالت میں ہمارے قائمؑ کا ظہور پرنور ہوگا جائے گا پس ہمارے قائمؑ سارے ظالموں سے انتقام لیں گے اس وقت میں خود اور آپ سب ان ظالموں کو ہتھکڑیوں، بیڑیوں اور زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھیں گے اور ہم انہیں مختلف قسموں کے عذاب میں مبتلاء مشاہدہ کریں گے ان کو طرح طرح کا عذاب دیا جارہا ہوگا اور ہم سب اس منظر کو دیکھ رہے ہونگے۔

پس آپ سے سوال کیا گیا: یابن رسول اللہ آپ کے قائم کون ہیں؟

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: وہ میرے بیٹے محمد بن علی الباقر کے ساتویں فرزند ہمارے قائم ہیں اور وہ حجت ہیں جو حسن بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد ہیں اور محمد میرے بیٹے علی کے فرزند ہیں اور وہ (ہمارے قائم) ایک لمبی مدت کے لئے غائب ہوں گے، پھر ظہور فرمائیں گے اور زمین کو عدالت اور انصاف سے بھر دیں گے جس طرح زمین ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ (بحوالہ اثبات الرجعۃ و مقتل الحسین للمقرم)

فہرست

انتساب

☆☆☆☆☆

صاحب الزمان (عج)......آپؑ ! کی نذر

میں اپنے اس معمولی سے ہدیہ ''کلامِ امام حسینؑ'' کو مسند غیبت پر قادرانہ ہیبت کے ساتھ جلوہ گر جاہ وجلال وحدت کے آخری محمدؐ کی نذر کرتا ہوں جو ۱۱۶۸ سال سے مسلسل خون کے آنسوؤں کا پرسہ پیش کر کے بھی اپنے تشنہ ہونے کے احساس سے سوگوار ہیں۔

جو ہر عصر جمعہ اپنے جبار، قہار، قادر و عادل، متکبر و منتقم کے حضور اذن ظہور کی حسرت کے ساتھ عصر جمعہ کو اداس کر کے پھر دبے ہوئے جذبوں کی نوری تپش و تجسس کے ساتھ مظلوم کائنات کی تنہائیوں کے غم میں گھلنے لگ جاتے ہیں۔

اے وارث کساء اے منتقم آل محمدؐ

اس انتقامی فرض منصبی کی ادائیگی کے لئے ہم بزدل حیلہ سازوں کی توجیہات سے صرف نظر کرتے ہوئے اپنے الٰہی اہداف کی خاطر سوگواران تطہیر کی دلجوئی کے لئے اللہ کی جبروتی، قہاری، جلالی اور انتقامی تصویر بن کر ظہور فرما۔

ہم آپؑ کے جدامجد کے نورانی کلمات کو آپؑ سے ہم کلام ہونے کا ذریعہ گردانتے ہوئے ''کلامِ امام حسینؑ'' کی شکل میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں اور وہ لمحہ میری زیست ونجات کی شفاعتی ساعت ہوگی جب شب جمعہ اعمال ملاحظہ فرماتے ہوئے آپؑ کی نورانی نگاہ اس پر ٹھہرے گی اور آپؑ متبسم انداز میں اسے ملاحظہ فرمائیں گے۔

غلام منتظرین ظہور منتقم آل محمدؐ

سید افتخار حسین نقوی النجفی

۲۵/۱۰/۲۰۰۲ پکی شاہ مردان میانوالی

پیش لفظ

واقعات کربلا پر مشتمل کتاب کی ہر دور میں انسان کو اشد ضرورت رہی ہے اور رہے گی کیونکہ واقعہ کربلا ہر حق پرست انسان کیلئے ایک مکمل گائیڈنس رکھتا ہے مثلاً ایک طرف واقعہ کربلا میں ڈسپلن کا نمونہ ہے، صبر و استقامت ہے، عزم ہے جوش ہے، ہوش ہے، انداز اطاعت ہے، جذبہ شجاعت ہے، صبر ہے عبادت ہے، ارادت ہے، حسنیت ہے، تو دوسری طرف کربلا میں بے حجابی ہے سرکشی ہے ظلم ہے، بربریت ہے لاقانونیت ہے، یزیدیت ہے۔ یزیدیت ہر دور میں آ سکتی ہے کیونکہ یزید کی ماں جیسی کروڑوں مائیں یزید پیدا کر رہی ہیں مگر حسینؑ کی ماں جیسی نہ کوئی دُنیا میں آئے گی اور نہ حسینؑ جیسا کوئی پیدا ہوگا اس لئے ہر انسان کو حسینؑ کے اصول اپنانے کے لئے حسینیت کا سہارا لینا پڑے گا اور حسینیت کا سہارا اس وقت تک میسر نہیں ہو سکتا جب تک کربلا کے واقعہ کو یاد نہ کیا جائے۔

اس لئے علامہ افتخار حسین نقوی النجفی صاحب نے اس موضوع پر اس کتاب کا اہتمام کیا ہے کہ تشنگان تعلیم حسینؑ کے لئے ایک نمونہ اور چشم تعلیم کو حیات حاصل ہو جائے اور واقعات کربلا سے مکمل آگاہی ہو جائے۔ ہمیں علامہ صاحب کا شکر گزار ہونا چاہئے جنہوں نے آسان اور خوبصورت انداز میں کتاب کو رقم کر کے ملت اثنا عشریہ کیلئے بلکہ ہر مظلوم زمانہ کے لئے مشعل بنائی ہے۔

خداوند متعال مؤلف و ناشر کے درجات میں اضافہ فرمائے!

طالب دُعا

سید علی حیدر نقوی

پیش لفظ

واقعات کربلا پر مشتمل کتاب کی ہر دور میں انسان کو اشد ضرورت رہی ہے اور رہے گی کیونکہ واقعہ کربلا ہر حق پرست انسان کیلئے ایک مکمل گائیڈنس رکھتا ہے مثلاً ایک طرف واقعہ کربلا میں ڈسپلن کا نمونہ ہے، صبر و استقامت ہے، عزم ہے جوش ہے، ہوش ہے، انداز اطاعت ہے، جذبہ شجاعت ہے، صبر ہے عبادت ہے، ارادت ہے، حسنیت ہے، تو دوسری طرف کربلا میں بے حجابی ہے سرکشی ہے ظلم ہے، بربریت ہے لاقانونیت ہے، یزیدیت ہے۔ یزیدیت ہر دور میں آ سکتی ہے کیونکہ یزید کی ماں جیسی کروڑوں مائیں یزید پیدا کر رہی ہیں مگر حسینؑ کی ماں جیسی نہ کوئی دُنیا میں آئے گی اور نہ حسینؑ جیسا کوئی پیدا ہوگا اس لئے ہر انسان کو حسینؑ کے اصول اپنانے کے لئے حسینیت کا سہارا لینا پڑے گا اور حسینیت کا سہارا اس وقت تک میسر نہیں ہو سکتا جب تک کربلا کے واقعہ کو یاد نہ کیا جائے۔

اس لئے علامہ افتخار حسین نقوی النجفی صاحب نے اس موضوع پر اس کتاب کا اہتمام کیا ہے کہ تشنگان تعلیم حسینؑ کے لئے ایک نمونہ اور چشم تعلیم کو حیات حاصل ہو جائے اور واقعات کربلا سے مکمل آگاہی ہو جائے۔ ہمیں علامہ صاحب کا شکرگزار ہونا چاہیے جنہوں نے آسان اور خوبصورت انداز میں کتاب کو رقم کر کے ملت اثنا عشریہ کیلئے بلکہ ہر مظلوم زمانہ کے لئے مشعل بنائی ہے۔

خداوند متعال مؤلف و ناشر کے درجات میں اضافہ فرمائے!

طالب دُعا

سید علی حیدر نقوی

کہ ہے کربلا کو نسبت کسی سازش کہن سے

زیر نظر کتاب کلام امام حسینؑ حضرت سید الشہداءؑ کی زبان اقدس سے نکلے ہوئے ان نوری خطبات پر مشتمل ہے جو آپؑ نے مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر ارشاد فرمائے امامؑ کا کلام بھی کلام الامامؑ ہوتا ہے کسی موقع کی مناسبت سے کہا جانے والا خطبہ یا کوئی جملہ صرف اسی وقت کی مناسبت سے ہی کامل نہیں ہوتا بلکہ قیامت تک کے لیے یہ فرمان ہر دور کے اسی کردار کے لیے موزوں رہتا ہے اس سلسلے میں معصومینؑ کے ارشادات بھی موجود ہیں مثلاً کربلا معلیٰ میں آپؑ کے ارشاد فرمائے ہوئے پہلے خطاب کا اقتباس ہے کہ

''دین لوگوں کی زبان کا چسکا بن چکا ہے اس میں وہ اتنا لیتے ہیں جتنا ان کے روزگار کے لیے کافی ہو''

اب انہی چند جملوں کو لے لیں یہ آج اور قیامت تک آنے والے خود غرض مادہ پرست ظاہری دین داروں پر اتنا ہی صادر آتا ہے جتنا کہ کربلا میں سلطان کربلاؑ نے اپنے مخاطب طبقے سے فرمایا اور یہ ماحول تا ظہور حضرت ولی العصرؑ (عج) رہے گا بلکہ ان کے ظہور پرنور پر بھی اکثر لوگوں پر درست آئے گا۔

اُردو زبان میں کسی بھی ایک کتاب میں حضرت سلطان کربلاؑ کے خطبات موجود نہیں پائے جاتے اس کے لئے جستجو رکھنے والوں کو کئی کتب سے رجوع کرنا پڑتا ہے۔

زیر نظر کتاب ایران کے معروف دانشور آقای محمد صادق نجمی کی کتاب ''سخنان حسینؑ ابن علیؑ از مدینہ تا کربلا'' کا اُردو ترجمہ ہے۔

مگر فاضل مترجم نے کئی مقامات پر ان خطبا کے کے لئے دیگر کتب سے بھی بھرپور مدد لی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ منظر اور پس منظر کو انتہائی عمیق نظر سے وضاحتی نوٹ یا اہم نکات کا عنوان دے کر قاری کے لئے اسے مزید سمجھنے کی سہولت مہیا کی ہے۔

علامہ سید افتخار حسین نقوی النجفی کی گزشتہ تالیفات اور تراجم اگر آپ پڑھ چکے ہیں جن

میں عصر ظہور، حضرت امام زمانہ (عج) اور ہماری ذمہ داریاں بھی شامل ہیں تو آپ نے محسوس کیا ہو گا کہ وہ انتہائی سادہ سہل اور آسان بلکہ روزمرہ کی گفتگو میں بولی جانے والی اُردو زبان میں ترجمہ کرتے ہیں۔ یہ یقیناً ایک بڑی خوبی ہے کہ کوئی بھی مؤلف یا مصنف تحریر لکھتے یا ترجمہ کرتے وقت اپنی تمام تر علمی اصطلاحات، مقفع، مسجع، عبارات سے قارئی کے ذہن کو بوجھل کر دے اور قاری مطالعہ کے دوران ڈکشنری کی ضرورت محسوس کرے۔ اصل اہلیت یہ ہے کہ آپ کا قاری آپ کی بات کو سمجھ کر ذہن نشین کر لے۔

زیر نظر کتاب میں بھی آپ کتاب کے مطالعہ میں کوئی دقت محسوس نہیں کریں گے بلکہ آپ اس میں اپنے آپ کو محو پائیں گے درحقیقت ترجمہ کتاب لکھنے سے زیادہ مشکل ہے اور جب ترجمہ بھی معصومؑ کی وحی طینت اور الہام سرشت زبان سے نکلے ہوئے قرآن ناطق کے ارشادات ہوں وہ خطبات ہوں جن میں سلونی کے جھرنوں کی آبشار کا صوتی انداز موجود ہو اور ذوالعشیر ہ سے غدیر خُم تک الٰہی کلام کی بازگشت شامل ہو تو پھر اس کلام کی گہرائی اور گیرائی تک جانے اور اسے سمجھنے اور سمجھانے کے لئے صرف اور صرف خاندان تطہیر کی عطاء کی ہوئی بصیرت ہی کارآمد ہوسکتی ہے اللہ نے صرف چہروں اور آنکھوں پر ہی پردہ واجب نہیں کیا بلکہ اچھے الفاظ و مفاہیم بھی اپنے نادان قاری سے اپنا حجاب برقرار رکھتے ہیں خطبات حضرت سید الشہدا ءؑ میں آپ حج کے دوران میدان عرفات میں اقوام عالم سے خطاب بھی مطالعہ فرمائیں گے۔

نیز خاندان بنی اُمیہ کی ریشہ دوانیوں، سازشوں سے آپ مکمل آگاہ ہوسکیں گے اس کے ساتھ ساتھ حضرت امام حسینؑ کے نام معاویہ کا خط اور حضرت امام عالی مقامؑ کا جواب ان چہروں سے نقاب اُلٹنے میں مدد و معاون ثابت ہوگا جنہوں نے کربلا بپا کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا ان خطبات کو دقیق نظر سے سمجھنے کے لیے اس پس منظر میں معاویہ کی یزید کے نام وصیت بھی دی گئی ہے تا کہ ایک عام قاری بھی سانحہ کربلا کی اصل حقیقت سے آگاہ ہو

سکے ساتھ ہی اُموی خاندان کے یزید لعین کے رشتہ دارون کے کردار کا ایک اجمالی جائزہ بھی لیا گیا ہے یزید لعین کا حاکم مدینہ ولید بن عتبہ کے نام خط بھی شامل کیا گیا ہے ان تمام امور کا مختصر سا با حوالہ مدلل جائزہ اس لیے دیا گیا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے کلام کو سمجھنے میں آسانی رہے۔

اللہ تعالیٰ فاضل مؤلف کی توفیقات میں اضافہ فرمائے!

کتاب کے مطالعہ سے جہاں جہاں آپ کے احساسات پر اس مظلوم کائناتؑ کے کلام کا اثر ہو وہاں وہاں اس خاندان کے آخری معصوم حضرت ولی العصر (عج) کے ظہور کی دُعا فرمائیں کیونکہ وہ جہاں ہمارے زمانے کے امامؑ ہیں وہاں منتقم آل محمدؐ (عج) بھی ہیں، انہیں خدا و رسولؐ کے دشمنوں کے علاوہ تمام معصومین علیہم السلام کو اذیت دینے، شہید کرنے اور ظلم و تشدد روا رکھنے والوں سے بدلہ لینا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کے انصار میں شامل فرمائے اور ثابت قدم رکھے۔

شاعر آل عمران:

ملک صفدر حسین ڈوگر

مسلم ٹاؤن راولپنڈی

دستورِ حریت ..... کلام امام حسینؑ

فرات کنارے اُترنے والے محبوبانِ خدا کے قافلہ سالار سبطِ نبیؐ امام حسین علیہ السلام کے افکار و کلام کرۂ ارض پر بسنے والے ان سارے انسانوں کیلئے تا قیامت مشعلِ راہ ہیں جو جبر و ستم، جہل، استحصال اور ناانصافیوں کے خاتمے اور ایسے عادلانہ نظام اور فلاحی معاشرے کے قیام پر یقین رکھتے ہوں جو کرداری سازی میں بنیادی حیثیت رکھتا ہو۔ امام عالی مقام شہید مظلوم امام حسین علیہ السلام نے اپنے کردار و عمل اور علم و کلام کے ذریعے یہ واضح کر دیا تھا کہ ان کی جدوجہد ریاستی اقتدار کے لئے نہیں بلکہ انقلاب محمدؐ کی تعلیمات کے مطابق انسانیت کی رہنمائی کے لئے ہے۔ امام حسین علیہ السلام کی اس صائب فکر کی ہی بدولت ہر دور کے مظلوم طبقات آپ کے کردار و عمل اور قیام سے رہنمائی پاتے ہیں۔ کلام امام حسینؑ شہید مظلوم کے خطبات، خطوط اور وصیتوں پر مشتمل ہے۔ فکر حسینؑ سے آگاہی و رہنمائی کے خواہشمندوں کے لئے اس کا اُردو ترجمہ اُستاد مکرم حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ سید افتخار حسین نقوی النجفی قبلہ نے کیا ہے۔ مقصد قیام حسینؑ کو خود امام حسینؑ کے اپنے خطبات، خطوط اور وصیتوں کی روشنی میں زیادہ بہتر انداز میں سمجھا جا سکتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ فکر حسینؑ کی پر سعادت پیروی کو مقصد حیات بنا لینے والوں کے لئے یہ کتاب صرف مطالعے کی ایک کتاب ہی نہیں بلکہ دستور حریت کا کام بھی دے گی تا کہ اس عہد کے مظلوم طبقات یزیدی فکر اور نظام کے مقابلہ کے لئے ان محبوبات خدا کی پیروی کرتے ہوئے اُٹھیں جو امام حسینؑ کی قیادت میں فرات کنارے اُترا اور تعداد میں کمی کے باوجود اس نے اپنے عہد کے استعمار کو ذلت آمیز شکست سے دوچار کیا۔

حیدر جاوید سید

کالم نگار

روزنامہ ''مشرق'' پشاور

سید الشہداء حضرت ابو عبد اللہ الحسین علیہ السلام
کی حیات مبارکہ کا اجمالی تذکرہ

نام ونسب

حسینؑ نام اور ابو عبد اللہ کنیت ہے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چھوٹے نواسے اور حضرت علیؑ و فاطمۃ الزہرا (صلوٰۃ اللہ علیہا) کے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ آپ کا یہ نام اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود رکھا، یہ نام پہلے کسی کا نام نہ تھا۔

ولادت باسعادت

ہجرت کے چوتھے سال تین شعبان پنج شنبہ کے دن ولادت ہوئی۔ اس خوشخبری کو سُن کر حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے بیٹے کو گود میں لیا۔ داہنے کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہی اور اپنی زبان مبارک دہن اقدس میں دے دی۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقدس لعاب دہن حسینؑ کی غذا بنا۔ ساتویں دن عقیقہ کیا گیا۔ آپؑ کی پیدائش سے تمام خاندان میں خوشی اور مسرت محسوس کی جاتی تھی مگر آنے والے حالات کا علم پیغمبرؐ کی آنکھوں سے آنسو برساتا تھا اور اسی وقت سے امام حسین علیہ السلام کے مصائب کا چرچا اہل بیت رسولؐ کی زبانوں پر آنے لگا۔

نشوونما

حضرت پیغمبر اکرمؐ کی گود جو اسلام کی تربیت کا گہوارہ تھی اب ان دو بچوں کی پرورش میں مصروف ہوئی ایک حسنؑ اور دوسرے حسینؑ اور اسی طرح ان دونوں کا اور اسلام کا ایک ہی گہوارہ تھا جس میں دونوں پروان چڑھ رہے تھے۔ ایک طرف پیغمبر اکرمؐ جن کی زندگی کا مقصد ہی اخلاق انسانی کی تکمیل تھی اور دوسری طرح حضرت امیر المومنین علیؑ بن ابی طالبؑ جو اپنے عمل سے خدا کی مرضی کے خریدار بن چکے تھے تیسری طرف حضرت سیدہ زہراء (صلوٰۃ اللہ علیہا) جو خواتین کے

طبقہ میں پیغمبرؐ کی رسالت کو عملی طور پر پہنچانے کے لیے ہی قدرت کی طرف سے پیدا ہوئی تھیں اس نورانی ماحول میں امام حسین علیہ السلام کی پرورش ہوئی۔

﴿حضرت رسول اللہؐ کی محبت﴾

حضرت محمدؐ اپنے دونوں نواسوں کے ساتھ انتہائی محبت فرماتے تھے سینہ پر بٹھاتے تھے کاندھوں پر چڑھاتے تھے اور مسلمانوں کو تاکید فرماتے تھے کہ ان سے محبت رکھو مگر چھوٹے نواسے کے ساتھ آپ کی محبت کے انداز کچھ امتیاز خاص رکھتے تھے ایسا ہوا ہے کہ نماز میں سجدہ کی حالت میں امام حسین علیہ السلام پشت مبارک پر آ گئے تو آنحضرتؐ نے سجدہ میں طول دیا یہاں تک کہ بچہ خود سے بخوشی پشت پر سے علیحدہ ہو گیا اس وقت سر سجدے سے اُٹھایا اور کبھی خطبہ پڑھتے ہوئے امام حسین علیہ السلام مسجد کے دروازے سے داخل ہونے لگے اور زمین پر گر گئے تو رسول اکرمؐ نے اپنا خطبہ قطع کر دیا اور منبر سے اُتر کر بچے کو زمین سے اُٹھایا اور پھر منبر پر تشریف لے گئے اور مسلمانوں کو متنبہ کیا کہ:

"دیکھو یہ حسینؑ ہے اسے خوب پہچان لو اور اس کی فضیلت کو یاد رکھو"۔

حضرت رسول اکرمؐ نے امام حسین علیہ السلام کے لیے یہ الفاظ بھی خاص طور پر فرمائے تھے کہ "حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں"۔

مستقبل نے بتا دیا کہ رسول اللہؐ کا مطلب یہ تھا کہ میرا نام اور میرا کام دُنیا میں امام حسینؑ کی بدولت قائم رہے گا۔

رسول کریمؐ کی احادیث ہیں کہ "میں اس سے محبت کرتا ہوں جو حسنؑ و حسینؑ سے محبت کرے اور جس سے میں محبت کرتا ہوں اس سے اللہ محبت کرتا ہے اور جس سے اللہ محبت کرے اس کو وہ جنت میں داخل کرتا ہے اور جو ان دونوں سے بغض رکھے اس سے میں بغض رکھتا ہوں اور جس سے میں بغض رکھوں اس سے اللہ بغض رکھتا ہے اور جس سے اللہ بغض رکھے اس کو جہنم میں داخل کرتا ہے اور آپؐ نے فرمایا "بے شک میرے یہ دونوں بیٹے دُنیا میں میرے دو گلدستے

ہیں" ایک مقام پر فرمایا" جو مجھ سے محبت رکھتا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ ان دونوں سے محبت کرے"۔

اور دونوں نواسے اللہ کی طرف سے میدان مباہلہ میں اس کے نبیؐ کی دو دلیلیں اور حجتیں تھے اور اپنے باپ امیر المومنینؑ کے بعد اُمت پر دین وملت میں دونوں اللہ کی طرف سے حجت تھے۔

﴿ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد ﴾

حضرت امام حسین علیہ السلام کی عمر ابھی چھ سال کی تھی جب انتہائی محبت کرنے والے نانا کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ ان پچیس برس تک حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کی خانہ نشینی کا دور ہے۔

اس زمانہ کے طرح طرح کے ناگوار حالات حضرت امام حسین علیہ السلام دیکھتے رہے اور اپنے والد بزرگوارؑ کی سیرت کا بھی مطالعہ فرماتے رہے یہی وہ دور تھا جس میں آپؑ نے جوانی کے حدود میں قدم رکھا اور بھرپور شباب کی منزلوں کو طے کیا۔ 35 ہجری میں جب امام حسین علیہ السلام کی عمر اکتیس برس کی تھی عام مسلمانوں نے حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کو بحیثیت خلیفہ اسلام تسلیم کیا یہ حضرت امیر المومنینؑ کی زندگی کے آخری پانچ سال تھے جن میں جمل وصفین اور نہروان کی لڑائیاں ہوئیں اور امام حسین علیہ السلام ان میں اپنے بزرگ مرتبہ باپ کی نصرت اور حمایت میں شریک ہوئے اور شجاعت کے جوہر بھی دکھائے۔ 40 ہجری میں حضرت امیر المومنینؑ مسجد کوفہ میں شہید ہوئے اور اب امامت وخلافت کی ذمہ داریاں حضرت امام حسن علیہ السلام کے سپرد ہوئیں جو حضرت امام حسین علیہ السلام کے بڑے بھائی تھے۔ امام حسین علیہ السلام نے ایک باوفاء اور اطاعت شعار بھائی کی طرح امام حسن علیہ السلام کا ساتھ دیا اور جب امام حسن علیہ السلام نے اپنے شرائط کے ماتحت جن سے اسلامی مفاد محفوظ رہ سکے معاویہ کے ساتھ جنگ بندی کا معاہدہ کر لیا تو امام حسین علیہ السلام بھی اس مصلحت پر راضی ہو گئے اور خاموشی کے ساتھ زندگی گزارنے لگے۔ دس برس تک حضرت امام حسن علیہ السلام کے بعد آپؑ خاموش اور گوشہ نشینی کے ساتھ عبادت اور شریعت کی تعلیم واشاعت میں مصروف رہے مگر معاویہ نے ان شرائط کو جو امام

حسن علیہ السلام کے ساتھ طے ہوئے بالکل پورا نہ کیا   خود امام حسن علیہ السلام کو سازش ہی سے زہر دیا گیا   حضرت امیر المومنینؑ کے شیعوں کو چن چن کر قید کیا گیا، سر قلم کیے گئے اور سولی پر چڑھایا گیا اور سب سے آخر اس شرط کے بالکل خلاف   کہ معاویہ کو اپنے بعد کسی کو جانشین مقرر کرنے کا حق نہ ہوگا۔ معاویہ نے یزید کو اپنے بعد کے لیے ولی عہد بنا دیا اور تمام مسلمانوں سے اس کی بیعت حاصل کرنے کی کوشش کی گئی اور طاقت کے بل بوتے پر دُنیائے اسلام کے بڑے حصے کا سر جھکوا دیا گیا۔

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کے اخلاق و اوصاف﴾

حضرت امام حسین علیہ السلام سلسلہ امامت کے تیسرے فرد تھے عصمت و طہارت کا مجسمہ تھے آپؑ کی عبدات آپؑ کے عبادت آپؑ کی سخاوت اور آپؑ کے کمال اخلاق کے دوست و دشمن سب ہی قائل تھے۔

پچیس حج آپؑ نے پا پیادہ کیے۔ آپؑ میں سخاوت و شجاعت کی صفت کو خود حضرت رسول اللہؐ نے بچپنے میں ایسا نمایاں پایا کہ فرمایا "حسینؑ میں میری سخاوت اور میری جرأت ہے"۔ چنانچہ آپؑ کے دروازے مسافروں اور حاجتمندوں کا سلسلہ برابر قائم رہتا تھا اور کوئی سائل محروم واپس نہیں ہوتا تھا اس وجہ سے آپؑ کا لقب "ابوالمساکین" ہو گیا تھا۔ راتوں کو روٹیاں اور کھجوروں کے ٹوکرے اپنی پشت مبارک پر اُٹھا کر لے جاتے تھے اور غریب محتاج، بیواؤں اور یتیم بچوں کو پہنچاتے تھے جن کے نشان پشت مبارک پر پڑ گئے تھے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ "جب کسی صاحب ضرورت نے تمہارے سامنے سوال کے لیے ہاتھ پھیلا دیا تو گویا اس نے اپنی عزت تمہارے ہاتھ بیچ ڈالی۔ اب تمہارا فرض یہ ہے کہ تم اسے خالی ہاتھ واپس نہ کرو، کم از کم اپنی ہی عزت نفس کا خیال کرو"۔

غلاموں اور کنیزوں کے ساتھ آپؑ عزیزوں کا سا برتاؤ کرتے تھے۔ ذرا ذرا سی بات پر انہیں آزاد کر دیتے تھے۔ آپؑ کے علمی کمالات کے سامنے دُنیا کا سر جھکا ہوا تھا۔ مذہبی مسائل اور

اہم مشکلات میں آپؑ کی طرف رجوع کی جاتی تھی۔ آپؑ کی دُعاؤں کا مجموعہ ''صحیفہ حسینیہؑ'' کے نام سے اس وقت بھی موجود ہے۔

آپؑ رحمدل ایسے تھے کہ دشمنوں پر بھی وقت آنے پر رحم کھاتے تھے اور ایثار ایسا تھا کہ اپنی ضرورت کو نظر انداز کر کے دوسروں کی ضرورت کو پورا کرتے تھے۔

ان تمام صفات کے ساتھ متواضع اور منکسر مزاج ایسے تھے کہ راستے میں چند مساکین بیٹھے ہوئے اپنے بھیک کے ٹکڑے کھا رہے تھے اور آپؑ کو پکار کر کھانے میں شرکت کی دعوت دی تو حضرتؑ فوراً زمین پر بیٹھ گئے اگرچہ کھانے میں شرکت نہیں فرمائی اس بناء پر کہ صدقہ آل محمدؐ پر حرام ہے مگر ان کے پاس بیٹھنے میں کوئی عذر نہیں۔

اس انکساری کے باوجود آپؑ کی بلندی مرتبہ کا یہ اثر تھا کہ جس مجمع میں آپؑ تشریف فرما ہوتے لوگ نگاہ اُٹھا کر بات نہ کرتے تھے جو لوگ آپؑ کے خاندان کے مخالف تھے وہ بھی آپؑ کی بلندی مرتبہ کے قائل تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے حاکم شام معاویہ کو ایک سخت خط لکھا جس میں اس کے اعمال وافعال اور سیاسی حرکات پر نکتہ چینی کی تھی۔ اس خط کو پڑھ کر معاویہ کو بڑی تکلیف محسوس ہوئی۔ پاس بیٹھنے والے خوشامدیوں نے کہا کہ آپ بھی اتنا ہی سخت خط لکھیے تو معاویہ نے کہ ''میں جو کچھ لکھوں وہ اگر غلط ہو تو اس سے کوئی نتیجہ نہیں اور اگر صحیح لکھنا چاہوں تو خدا کی قسم! حسینؑ میں مجھے ڈھونڈھنے سے بھی کوئی عیب نہیں ملتا۔

آپؑ کی اخلاقی جرأت راست بازی اور راست کرداری، قوت اقدام، جوش عمل اور ثبات واستقلال صبر و برداشت کی تصویریں کربلا کے مرقع میں محفوظ ہیں، اس سب کے ساتھ آپؑ کی امن پسندی یہ تھی کہ آخر وقت تک دشمن سے اسلامی اصولوں کی بقاء پر مذاکرات کرنے کی کوشش جاری رکھی مگر عزم وہ تھا کہ جان دے دی جس صحیح حق راستہ پر پہلے دن سے موجود تھے اس سے ذرا بھر نہ ہٹے۔ اُنہوں نے بہ حیثیت ایک فرزند کے باپ کی اطاعت کی اور چھوٹے بھائی ہو کر بڑے بھائی کی اطاعت کی اور پھر بحیثیت ایک سردار کے کربلا میں ایک پوری جماعت کی

قیادت کی۔اسی طرح کہ اپنے وقت میں وہ اطاعت بھی بے مثل اور دوسرے وقت میں یہ قیادت بھی لاجواب تھی۔آپؑ نے کربلا قائم کر کے دین اسلام کی قیامت تک کے لیے حفاظت کا انتظام فرمادیا۔کربلا ہی رہتی دُنیا تک تمام انسانوں کے لیے ہدایت کا موثر ہی نہیں بلکہ واحد ذریعہ ہے۔ آپؑ نے اپنے ناناؐ کے اس فرمان کو حقیقت کا لباس پہنا دیا کہ ''میرا بیٹا حسینؑ ہدایت کا چراغ اور نجات کی کشتی ہے''۔جو بھی کربلا کی کشتی پر سوار ہو گیا وہ کامیاب و کامران ہو گیا اور جس نے ظلمت و تاریکیوں کے تلاطم سمندر میں اس کشتی پر سوار ہونے سے رُوگردانی کی وہ ابدی ہلاکت میں جا پڑا۔ پس اسی جذبہ اور مقصد کو سامنے رکھ کر حضرت امام حسین علیہ السلام کے ان بیانات، کلمات و خطبات وصایا اور نصائح کو ''کلامِ امام حسینؑ'' کی شکل میں متلاشیان راہ نجات کے لیے یکجا جمع کر دیا ہے جن سے کشتی نجات کربلا کے خدوخال واضح ہوتے ہیں۔اُمید ہے ہماری یہ کوشش بارگاہ امامتؑ میں موردِ قبول ہو گی اور ہمیں بھی اپنی کشتی نجات میں اپنے غلاموں کے ہاں جگہ عنایت فرمائیں گے۔

﴿زائرین امام حسینؑ اس اُمت کے صدیق ہیں﴾

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حضرت امیر المومنینؑ حضرت امام حسینؑ کو صغیر سنی میں اُٹھا کر آپؑ کے گلوئے مبارک کا بوسہ لیتے اور گریہ فرماتے تو امام حسینؑ اپنے والد گرامی سے دریافت کرتے کہ آپ کیوں روتے ہیں؟ تو آپؑ نے فرمایا: میں اس جگہ کے بوسے لیتا ہوں جہاں تیرے دشمن کی تلوار چلے گی بخدا تو اور تیرا بھائی اور تیرا باپ سب شہید ہوں گے۔حضرت امام حسین علیہ السلام پوچھتے کہ اے پدر بزرگوارؑ! کیا ہم سب کی قبریں جدا جدا ہوں گی؟ فرمایا جی ہاں ۔ امام حسین علیہ السلام نے حضرت نبی اکرمؐ سے پوچھا تو آپؐ کی اُمت سے ہماری زیارت کون کریگا؟ تو آپؐ نے فرمایا: تم سب کی زیارت وہ لوگ کریں گے جو میری اُمت کے صدیق ہوں گے۔

﴿تاریخی پس منظر﴾

زیرِ نظر کتاب میں آپ حضرت سید الشہداءؑ کے زبان اقدس سے فرمائے گئے ارشادات و بیانات، وصایا، دُعائیں اور خطبات ملاحظہ کریں گے۔

ہم نے حضرت امام حسینؑ کے ان فرمودات سے پہلے بنی اُمیہ کے چند افراد کے بارے میں تاریخی حقائق درج کیے ہیں جس سے حضرت سید الشہداءؑ کے خطاب کو سمجھنے میں مزید مدد ملے گی۔

ہمارے قارئین کو یہ جاننے میں بھی وقت نہیں ہوگی کہ 60 ہجری میں مرگ معاویہ کے بعد یزید ملعون کے متعلق حضرت امام حسین علیہ السلام کا دوٹوک فیصلہ اچانک رونما نہیں ہوا بلکہ اس کے اسباب پہلے سے مہیا ہو چکے تھے اور اُس کے اعلان کے لئے صرف وقت کا انتظار تھا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے جب سے عہدہ امامت (50 ہجری) کو زینت بخشی اسی وقت سے آپؑ کی نظر اُمت اور ہیئت حاکمہ کے تمام اقدامات پر تھی جبھی آپؑ نے اس دور کے جبری حاکم معاویہ کو ہر مقام پر اس کی غلطیوں پر متنبہ کیا اور امت پر بھی واضح فرماتے رہے کہ حکمرانوں کو اسلام سے کوئی سروکار ہی نہیں رہا البتہ ایک امر حضرت امام حسین علیہ السلام کے لیے حکمرانوں کے خلاف عملی اقدام کرنے سے مانع تھا اور وہ یہ تھا کہ جب ایک امامؑ وقت مصلحت دین کی خاطر کوئی قدم اُٹھالیتا ہے تو بعد میں آنے والے امام معصومؑ اس عمل کی تائید کرتے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام سے حضرت امام زمانہ علیہ السلام تک سیرت ائمہ علیہم السلام اس بات پر شاہد ہے کہ جب کوئی امامؑ کسی ایک کو کوئی قول دے دیتے ہیں تو پھر امامؑ اس پر آخرت وقت تک قائم رہتے ہیں اگرچہ طرف مخالف اپنی بات کی مخالفت ہی کیوں نہ کرے۔

حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی زندگی اس امر کی گواہ ہے جب کہ معاویہ نے جنگ بندی کے معاہدے کی کسی ایک شق پر بھی عمل نہ کیا .حضرت امام حسین علیہ السلام نے بھی

اسی بات کو باقی رکھا کیونکہ بعد والے امامؑ اپنے سے پہلے امامؑ کے قول کا پاس رکھتے ہیں البتہ امامؑ اُمت کو ہر قسمی حالات سے آگاہ رکھتے ہیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کے مدینہ سے کربلا تک ارشادات و خطبات شروع کرنے سے پہلے ہم نے 50 ہجری کے حوالہ سے ہیئت حاکمہ کے خیالات، ان کے بارے میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے نظریات اور پھر اُمت مسلمہ کے علماء دانشوروں کو حالات و واقعات سے آگاہ کرنے اور انہیں ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلانے کے لیے حضرت امام حسینؑ نے جو اقدامات کیے ہیں اسے بھی دے دیا ہے واقعہ کربلا اچانک رونما نہیں ہوا اس کے لیے خیر و شر کی طاقتوں کا ایک تسلسل موجود ہے جو ازلی اور ابدی ہے چند اُموی کرداروں کا اجمالی سا تذکرہ ان کے مکمل ذہنی خاندانی اور معاشرتی حوالوں سے حدیث کربلا کو نکھارنے میں ممد و معاون ثابت ہوگا ہماری اس تحریر سے شاید کوئی حر بن کے یزید عصر کے لشکر سے انصار ان امام عصر علیہ السلام میں آ شامل ہو۔

مروان کا معاویہ کے نام خط

مروان بن حکم جب مدینہ کا گورنر تھا تو اس نے معاویہ کو خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا مجھے عمر بن عثمان نے یہ خبر آ کے دی ہے کہ اہل عراق سے ایک جماعت اور حجاز کے کچھ بزرگان امام حسین علیہ السلام کے پاس آئے اور انہیں آ کر خلافت اور حکومت لینے کی لالچ دلائی ہے میں اس خبر سے خوفزدہ ہو گیا ہوں کہ کہیں اس وجہ سے کوئی فتنہ بپا نہ ہو جائے۔ آج تک تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے خلافت اور حکومت لینے کا ارادہ نہیں کیا اور نہ ہی اس بارے میں کسی قسم کا کوئی جھگڑا کھڑا کیا ہے لیکن میں آئندہ کے بارے میں مطمئن نہیں ہوں ہوسکتا ہے ان کی طرف سے کوئی فساد اور شورش بپا ہو جائے، لہٰذا میں نے اس بارے میں آپ کو اطلاع دی ہے تاکہ آپ کی اس مسئلے کے متعلق جو رائے ہو آپ وہ مجھے لکھ بھیجیں تاکہ میں اس پر عمل کروں۔

﴿معاویہ کا مروان کے نام جواب﴾

معاویہ نے مروان کے خط کے جواب میں لکھا کہ جو کچھ تم نے اپنے خط میں امام حسین علیہ السلام کے بارے میں لکھا میں نے اس مطلب کو اچھی طرح سمجھ لیا ہے لیکن آپ کے لیے دستور یہ ہے کہ آپ ان سے ہرگز متعرض نہ ہوں جب تک وہ آپ کو نہ چھیڑیں آپ بھی ان کے متعلق کچھ نہ کریں کیونکہ ابھی تک اُنہوں نے ہمارے ساتھ عہد و پیمان کو نبھایا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ بلاوجہ میں ان سے متعرض ہوں۔

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کے نام معاویہ کا خط﴾

پھر معاویہ نے ایک خط امام حسین علیہ السلام کے نام تحریر کیا جس کا مضمون کچھ یوں تھا:

بعد از سلام و احوال پرسی معاویہ لکھتا ہے:

''آپؑ کے متعلق میرے پاس کئی باتیں پہنچی ہیں اگر وہ باتیں سچ ہوں تو میرا آپؑ کے لیے مشورہ ہے کہ آپؑ ایسی باتیں ترک کر دیں کیونکہ جس شخص نے خدا سے عہد و پیمان باندھا ہے اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے اس عہد و پیمان پر وفادار رہے اور جو کچھ آپؑ کے متعلق مجھ تک پہنچا ہے اگر وہ غلط ہے تو بھی آپؑ کے لیے یہ درست نہیں ہے کہ آپؑ اس قسم کی باتوں کا ارادہ کریں۔ آپؑ کو چاہیے کہ آپؑ اپنے آپ کو نصیحت کریں اور اپنے عہد و پیمان پر قائم رہیں۔ آپؑ پر یہ بات واضح رہے کہ جب آپؑ عہد شکنی کریں گے تو پھر میں بھی عہد شکنی کروں گا اور اگر آپؑ میرے خلاف مکر و حیلہ سے کام لیں گے تو میں بھی آپؑ کے خلاف مکر و سازش کروں گا۔ پس آپؑ کو چاہیے کہ آپؑ اس اُمت کے اجتماع کو برہم نہ کریں اور کسی قسم کے فتنہ برپا کرنے کا باعث نہ بنیں۔ آپؑ کو چاہئے کہ آپ اپنی جان، اپنے دین اور اپنے جد بزرگوار کی اُمت پر رحم کریں اور بے عقلوں کے فریب میں نہ آئیں''۔

جب معاویہ کا یہ خط حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا تو آپؑ نے معاویہ کو اس مضمون کا جواب تحریر فرمایا۔

﴾حضرت امام حسین علیہ السلام کا معاویہ کے نام خط﴿

''اے معاویہ! یہ جو تو نے اپنے نامہ میں لکھا ہے کہ کچھ باتیں میرے حوالے سے تجھ تک پہنچی ہیں تو یہ لکھ کر مجھ سے اپنی جان چھڑوانا چاہتا ہے اور جو کچھ تو نے میرے لیے لکھا ہے تو اس لائق نہیں ہے کہ تو ایسی باتیں میری طرف تحریر کرے تجھے پتہ ہونا چاہیے کہ اچھائیوں کی طرف ہدایت کرنے والی ذات فقط اللہ تعالیٰ ہی کی ہے اور جن لوگوں نے تیری طرف خط لکھا ہے تو اس قسم کی باتیں لکھنے والے چاپلوس خوشامدی اور سخن چین ہیں۔

واضح رہے کہ میں تجھ سے لڑنے کا ارادہ نہیں رکھتا یہ اس وجہ سے ہے کہ میرے بھائی کا تجھ سے جنگ بندی کا معاہدہ تھا وگرنہ میں تجھ سے جنگ نہ کرکے اس خوف میں رہتا ہوں کہ کہیں خدا مجھ سے اس وجہ سے باز پرس نہ کر ڈالے کیونکہ مجھے یقین ہے کہ خداوند تیری مخالفت کرنے پر راضی ہے کہ تیرے اور تیرے ساتھیوں کے خلاف ضرور بات کی جائے جو دین خدا سے نکل گئے ہیں اور بدعتوں پر قائم ہیں اس حال پر تمہیں چھوڑ دینا اور تیرے اور تیرے ساتھیوں کے خلاف کوئی بات نہ کرنا کسی بھی صورت میں مرضی خدا نہیں ہے اے معاویہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ کیا تو حجر بن عدی کندی اور ان کے نماز گزار اور عبادت گزار پارسا شب زندہ دار اور عابد ساتھیوں کا قاتل نہیں ہے؟ ان کا جرم فقط یہ تھا کہ وہ تجھے ظلم کرنے سے روکتے تھے اور بدعتوں کے مخالف تھے اور اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے تھے تو نے بلا وجہ ظلم وستم سے ان کو قتل کروا دیا جب کہ تو نے انہیں اپنے پاس بلانے کے لیے بڑے بڑے پختہ عہد وپیمان دیئے تھے کہ انہیں کسی قسم کا گزند اور نقصان نہ پہنچائے گا لیکن تو نے عہد شکنی کی انتہا کر دی ان کو قتل کرنے کی وجہ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ وہ قدیم زمانے سے ہماری محبت پر قائم تھے جب کہ تو قدیم الایام سے ہماری دشمنی پر تھا اور ان سے اس وجہ سے دشمنی کرتا تھا کہ وہ ہمارے ساتھ محبت کرتے تھے۔ اور سوائے ہماری محبت کے اور تیری ان کے ساتھی پرانی دشمنی جو کہ ہماری محبت کی وجہ سے تھی ان کو قتل کرنے کی اس کے علاوہ اور کوئی وجہ نہیں۔

اے معاویہ کیا تو صحابی رسولؐ حضرت عمرو بن حمق کا قاتل نہیں ہے؟ وہ عمرو جو خدا کا ایسا نیک

اور صالح بندہ تھا کہ جس کو کثرت عبادت نے نڈھال کر دیا تھا اس کا جسم گھل گیا تھا اس کا رنگ شب زندہ داری کی وجہ سے زرد ہو گیا تھا اسکو بھی تو نے عہد و پیمان دیے تھے ایسے عہد و پیمان دیئے کہ اگر اس قسم کے عہد و پیمان کسی اُڑتے پرندے کو بھی دیے جاتے تو وہ بھی تیرے دام میں آ جاتا لیکن تو نے ان کے ساتھ جو عہد و پیمان کیا تھا اس کو بھی توڑ دیا اور انہیں بے دردی کے ساتھ قتل کر ڈالا۔

اے معاویہ تیرا ایک اور بڑا جرم یہ ہے کہ جس میں تو نے اپنی جرأت کی انتہا کر دی ہے اور سمیہ نامی عورت کے بیٹے زیاد کو اپنا بھائی بنا ڈالا ہے جب کہ وہ ثقیف قبیلہ کے غلام کے بستر پر پیدا ہوا تھا اور حضرت رسولؐ کا ارشاد ہے کہ بچہ اسی کا ہوتا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوتا ہے اور زنا کار کے واسطے سنگساری کی سزا ہے'' لیکن تو نے جرأت کی انتہا کر دی اور اسے اپنے باپ کا بیٹا بنا ڈالا اور دانستہ طور پر سنت رسول اللہؐ کو ترک کیا اور اپنے نفسانی خواہش کی پیروی کی اور سنت رسولؐ کو پامال کیا۔

اے معاویہ تو نے بغیر کسی معقول وجہ کے اور بے دلیل و برھان زیاد کو عراقین (بصرہ، کوفہ) پر مسلط کر دیا اور تو نے یہ اس لیے کیا کہ وہ بے گناہ مسلمانوں کے ہاتھ پاؤں قلم کرے اور ان کی آنکھوں کو پھوڑے، اور انہیں کھجور کے درختوں پر سولی لٹکائے۔

اے معاویہ تیرے اس عمل سے ایسے لگتا ہے کہ توں اس امت سے نہیں ہے یا یہ لوگ تیری رعیت سے نہیں ہیں حد تو یہ ہے کہ سمیہ کا بیٹا تجھے لکھتا ہے کہ بنی خزرم کے لوگ علی ابن ابی طالبؑ کے دین پر ہیں تو توں اس کے جواب میں اسے یہ لکھتا ہے کہ جو شخص علیؑ کے دین پر ہو اسے قتل کر ڈالو اور پھر کیا ہوتا ہے اس شقی اور بد بخت نے بڑی سختی اور شدت کے ساتھ ان لوگوں کو بے جرم و بے خطا قتل کر دیا۔

خدا کی قسم علیؑ تو وہ ہستی ہیں جنہوں نے تیرے بھائیوں، تیرے باپ اور تیرے منہ پر تلوار چلائی اور تم سب ان کی تلوار کے خوف سے بظاہر دین میں آ گئے آج جو توں اس تخت پر بیٹھا ہے تو یہ علیؑ کی برکت سے ہے جس حکومت اور امارت کو توں نے غصب کر رکھا ہے اگر علیؑ کی تلوار نہ ہوتی

تو ہرگز توں اس مقام پر نہ ہوتا تیرا اور تیرے باپ کا کا حشر یہ ہوتا کہ تم تھوڑے سے مال کو مکہ سے شام لے جاتے اور اسے وہاں پر بیچ کر تھوڑی سی منفعت حاصل کر کے واپس لوٹتے اور اسی پر تمہارا گزارا ہوتا۔

اے معاویہ تو مجھے لکھتا ہے کہ ''میں اپنے اوپر اپنے دین پر اور اپنے جد کی امت پر رحم کروں اور اس اُمت میں فتنہ بپا نہ کروں''۔

عجب ہے! تیری اس امارت اور حکومت سے بڑھ کر بھی کوئی اور فتنہ ہوگا میرے نزدیک سب سے بڑا فتنہ تیرا حکومت پر قبضہ کر لینا ہے اگر میں تیرے خلاف جہاد کروں تو اس جہاد میں خدا کا تقرب ہی چاہوں گا اور اگر میں جہاد نہ کروں تو اللہ تعالیٰ سے طلب مغفرت کروں گا اور اللہ سے یہ سوال کروں گا کہ وہ مجھے توفیق دے کہ ہر وہ امر جو اچھائی اور بہتری میں ہو میرے لیے خدا اسے اختیار کرے

اے معاویہ اس کے بعد تو نے لکھا ہے کہ اگر میں تجھ سے عہد شکنی کروں گا تو توں بھی مجھ سے عہد شکنی کرے گا اور اگر میں تجھ سے مکر کروں گا تو توں بھی مجھ سے مکر کرے گا۔

اے معاویہ! اب تک جو تو کر چکا ہے اس کے علاوہ جو مکر تجھ سے ہوسکتا ہے اسے بھی کر ڈال اس سب کا نقصان مجھے نہیں ہوگا بلکہ اس سب کا نقصان خود تجھے پہنچے گا تو ہمیشہ اپنی جہالت پر بضدر رہا ہے اور اپنے کیے ہوئے عہد و پیمان کو توڑنے پر حریص رہا ہے میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تو نے ہرگز کسی ایک شرط پر بھی وفا نہیں کی اور جنہوں نے تجھ سے صلح کی تھی میں یقین سے کہتا ہوں کہ توں نے اس جماعت کے ساتھ عہد شکنی کی اور صلح کرنے کے بعد ان کو قتل کر ڈالا اور تو نے یہ اقدام ان کے خلاف اس لیے کیا کہ وہ لوگ ہمارے فضائل اور مناقب بیان کرتے تھے اور ہمارے حق کو عظیم جانتے تھے اور تو نے اس خوف سے انہیں قتل کیا کہ کہیں توں مر جائے اور وہ زندہ نہ رہ جائیں۔

اے معاویہ میں تجھے اس بات کی خبر دے رہا ہوں کہ جن جن کو توں نے ناحق قتل کیا ہے وہ سب اپنے خون کا قصاص تجھ سے لیں گے اور قیامت کے دن تجھے حساب کے لیے کھڑا کریں گے اور تمہیں یہ بات معلوم رہے کہ اللہ کے ہاں ایک کتاب ہے جس میں ہر چھوٹا بڑا جرم درج ہے اور

اللہ تعالیٰ نے تیرے جرائم کو بھلا نہیں دیا کتنے لوگوں کو تو نے فقط گمان اور شک کی بنیاد پر قتل کر ڈالا کتنے اولیاء اللہ کو تہمتیں لگا قتل کر ڈالا کتنے اللہ کے نیک اور صالح بندوں کو ان کے گھروں سے باہر نکال کیا اور انہیں قتل کر ڈالا اور یزید لعین جیسے شراب خور اور کتوں سے کھیلنے والے شخص کو تو نے جبری طور پر لوگوں پر مسلط کیا اور لوگوں سے جبری بیعت اس کے لیے لے لی تیرے یہ سارے جرائم اور تیری یہ سب حرکات خدا کے سامنے ہیں خدا ان سب کو فراموش نہیں کر سکتا۔

اے معاویہ! تو نے اپنی ذات کے ساتھ برا کیا ہے تو نے خود اپنے دین کو برباد کیا ہے اور اپنی رعیت سے خیانت کی ہے اپنی امارت کو ضائع کیا ہے اور نقصان پہنچایا ہے

اے معاویہ جو لوگ بے عقل، جاہل، اور بے وقوف ہیں تو ان کی باتوں کو سنتا ہے اور ان پر عمل کرتا ہے اور جو لوگ پرہیز گار نیک اور صالح ہیں نہ فقط ان کی اچھی باتوں کو نہیں سنتا بلکہ جاہل اور بے عقل لوگوں کے کہنے پر انہیں خوف و ہراس میں ڈالتا ہے۔

نکات

۱۔ مروان کی دشمنی واضح ہوتی ہے کہ شروع دن سے خاندان رسالت کا بدخواہ تھا۔

۲۔ اس خط سے واضح ہوا کہ امام وقت کسی بھی حال میں نصیحت کرنے کو نہیں چھوڑتے اور نہ ہی کسی کی دھمکی میں آتے ہیں اور کوئی بھی کتنی بڑی طاقت ہو وہ کسی سے مرعوب نہیں ہوتے۔

۳۔ اس خط میں معاویہ کی طرف سے خلاف اسلام اُٹھائے گئے اقدامات کی نشاندہی فرمائی ہے اور معاویہ کی جرائم سے پردہ اٹھایا ہے۔

۳۔ معاویہ کے خلاف جنگ نہ کرنے کی وجہ بیان کی ہے کہ جنگ نہ کرنا کسی خوف و بزدلی کی وجہ سے نہیں اور نہ ہی معاویہ کے عمل پر رضایت ہے بلکہ یہ اس جنگ بندی کے معاہدہ کا پاس ہے جو امام حسن علیہ السلام نے معاویہ سے کیا تھا۔

۴۔ اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ اگر ایک امام کوئی اقدام کر جاتے ہیں تو بعد والے امام اس اقدام کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔

۵۔معاویہ کی عہدو پیمان شکنی کو دلائل سے ثابت کیا ہے۔

۶۔اس میں یہ بھی واضح کیا ہے کہ معاویہ سنت رسولؐ کا مخالف ہے اور اصحاب رسولؐ کا بھی قاتل ہے۔

۷۔زیاد بن سمیہ کو معاویہ نے اپنا بھائی بنا کر شریعت کی کھلی مخالفت کی ہے اس کے اس جرم سے آپؑ نے برملا پردہ اٹھایا ہے۔

۸۔اس خط کے ضمن میں امت کے نام واضح پیغام بھی ہے کہ تمہاری ایسے افراد کے سامنے خاموشی ان خدا مخالفوں کو جرأت دینے کا موجب وسبب بنتی ہے۔

۹۔اور اس خط سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ایک دن ظالموں نے خدا کے سامنے جواب دینا ہے اور خدا ایک جرم کی ان کو سزا دے گا۔

۱۰۔مظلوموں کو روز قیامت یہ حق دیا جائے گا کہ وہ ظالموں کو عدالت الھیہ کے کٹہرے میں کھڑا کریں اور ان سے اپنے اوپر ہونے والے مظالم کا بدلہ چکائیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام اور عزادار وزائرین

اللہ تعالیٰ میری شہادت کے بعد ایک ایسی قوم ظاہر کرے گا جو حق وباطل کی پہچان رکھتے ہوں گے اور ہماری قبروں کی زیارت کریں گے ہماری مصیبت پر گریہ کریں گے ان لوگوں کو میں اور میرے جد بزرگوارؐ دوست رکھتے ہیں یہ روز قیامت ہمارے ساتھ محشور ہوں گے۔

مکہ کانفرنس ذوالحجۃ الحرام ۵۹ ہجری

(بحوالہ تحف القعول)

﴿حج کانفرنس میں امام حسین علیہ السلام کا خطاب﴾

(موعظہ، نصیحت، امر بالمعروف، ونہی عن المنکر)

اس خطبہ کو حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے والد گرامی حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے بیان کیا ہے یہ خطبہ علماء اور دانشوروں کے سامنے دیا گیا ایسے معلوم ہوتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے ۵۹ ھ ق میں جو آخری حج کیا آپؑ نے حج کے موسم کی مناسبت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ خطاب فرمایا مکہ میں عالم اسلام کی نامور شخصیات اس اجتماع میں موجود تھیں اس خطاب میں آپؑ نے انہیں ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا اور باطل کے خلاف قیام کرنے اور گمراہوں کو گمراہی سے بچانے کے لیے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضہ کو ادا کرنے کی اہمیت بیان کی۔

اسی طرح یزید صفت حکمرانوں کے خلاف قیام کی ضرورت سے انہیں آگاہ کیا اور انہیں یہ باور کرایا کہ ظالم حکمرانوں کی موجودگی میں مومنین و صالحین کے لیے زندگی گذارنا انتہائی مشکل ہے علماء، دانشورانِ امت، اصحاب رسولؐ اور مومنین صالحین اپنے لیے ذلت کی زندگی پر عزت کی زندگی کا انتخاب کریں۔ دوسروں کے لیے نمونہ اور اسوہ بنیں۔ یہ ایک تاریخی خطبہ ہے بعض روایات کے مطابق اس کانفرنس میں ایک ہزار سے زیادہ علماء، صحابہ رسولؐ، تابعین اور معروف اسلامی شخصیات موجود تھیں۔

آپؑ نے حمد و صلواۃ کے بعد حاضرین کو مخاطب ہو کر فرمایا۔

”اے لوگو اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء اور دوستوں کو وعظ و نصیحت کرنے کے لیے علماء یہود کی جو

مذمت اپنی کتاب میں فرمائی ہے اس سے عبرت حاصل کرو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یہودیوں کے علماء اور دانشور لوگوں کو حرام خوری اور گناہوں پر مبنی اعمال سے کیوں نہیں روکتے؟ اسرائیلیوں کی وہ جماعت جو کافر ہوگئی تھی حضرت داؤدؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی زبان پر انہیں لعنت بھیجی گئی ہے یہ اس لیے تھا کہ وہ لوگ معصیت کار تھے اور حد سے آگے بڑھ جانے والے تھے اور وہ ناپسندیدہ اعمال بجالاتے تھے۔

خداوند نے ان علماء کی مذمت اس وجہ سے کی ہے کہ وہ ظالموں کو روکتے نہیں تھے وہ ظالم جو ان کے سامنے منکرات و برائیوں اور حرام کو انجام دیتے تھے، وہ یہ جو تباہ کاریاں دیکھتے تھے لیکن ان سے انہیں روکتے نہ تھے کیونکہ وہ علماء لالچی تھے اور لوگوں کے اعتراضات کا سامنا نہیں کر سکتے تھے وہ ان سے ہدایا اور تحائف وصول کرتے اور ان ستمکاروں کے سامنے خاموش ہو جایا کرتے تھے۔

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔

''لوگوں سے مت ڈرو تم مجھ سے ڈرو'' نیز اللہ کا فرمان ہے'' مومن مرد اور مومنہ عورتیں ایک دوسرے کے اولیاء اور دوست ہیں۔'' ایک دوسرے کو نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے ایک دوسرے کو روکتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکات ادا کرتے ہیں، خدا اور رسولؐ کی اطاعت کرتے ہیں ''

خداوند نے پہلے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ایک واجب کے عنوان سے ذکر فرمایا ہے کیونکہ خداوند اس بات سے واقف ہے کہ اگر اس فریضہ کو انجام دیا جائے تو پھر باقی فرائض و واجبات چاہے سخت ہوں یا نرم ہوں ان کا بجالانا اور انجام دینا آسان ہوگا کیونکہ امر بالمعروف کی ادائیگی سے کافروں کو مسلمان ہونے کی دعوت دی جائے گی مظلوموں کو ان کے حقوق واپس دلائے جائیں گے۔ ظالموں کی مخالفت میں قیام کیا جائے گا۔ مال غنیمت اور بیت المال کی عادلانہ تقسیم ہوگی اور صحیح مستحقین تک ان کا حق پہنچ جائیگا، زکات کی صحیح طریقہ پر وصولی ہوگی اور اس کا صحیح طریقہ سے استعمال ہوگا۔

﴾علماء کا عنوان اور حیثیت﴿

آپؑ نے حاضرین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: تم ان لوگوں سے ہو جو اہل علم کہلاتے ہیں، علم کے عنوان سے آپ کی شہرت ہے، آپ کا نام لوگوں کی زبانوں پر اچھے الفاظ سے لیا جاتا ہے، آپ حضرات نصیحت و خیر خواہی کے حوالے سے معروف ہیں۔ علماء ربانی اور علماء حقہ کے عنوان سے لوگوں کے درمیان تمہارا رعب و دبدبہ ہے، شرفاء آپ کے بارے خاص لحاظ کرتے ہیں، کمزور اور ضعفاء آپ کا احترام کرتے ہیں، تمہارا احترام وہ لوگ کرتے ہیں جن پر تمہارا کوئی احسان نہیں ہے اور نہ ہی انہوں نے تم سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا ہے جس جگہ حاجات پوری نہیں ہوتیں وہاں پر تمہاری سفارش سے حاجت مندوں کا کام ہو جاتا ہے جب راہ چلتے ہو تو بادشاہوں کی ہیبت تمہارے اوپر ہوتی ہے اور بزرگوں کا وقار تمہارے اوپر نظر آتا ہے کیا یہ سارا احترام اور عزت جو آپ کے لیے ہے کیا یہ سب کچھ اس لیے نہیں ہے کہ وہ لوگ تم سے یہ انتظار رکھتے ہیں کہ تم الٰہی فریضہ کو ادا کرو گے اور خدا کے حق کی خاطر قیام کرو گے؟ پس کیوں ایسا ہے کہ محروم اور کمزور طبقہ کے لوگوں کا حق پامال ہوتا ہے اور ان کی خاطر آواز بلند نہیں کی جاتی جب کہ تمہارے خیال میں جو تمہارا حق بنتا ہے تو تم اس کے مطالبہ کے لیے فوراً اٹھ کھڑے ہوتے ہو اور اس میں کوئی کوتاہی نہیں کرتے ہو۔

تم تو ایسے ہو کہ نہ تو تم نے خدا کے راستہ میں کوئی مال خرچ کیا ہے اور نہ ہی اپنی جان، جان آفرین کے راستہ میں نثار کی ہے اور ان سستیوں، کاہلیوں کے ہوتے ہوئے کس طرح تم اس بات کی امید لگائے بیٹھے ہو کس طرح تم خود کو عذاب الٰہی سے محفوظ سمجھتے ہو؟ اور تم کس طرح خدا کے غضب سے بچ سکتے ہو؟

مجھے ڈر اس بات کا ہے کہ تم نے امید اور آرزو کا سہارا لے رکھا ہے اور عمل کچھ بھی نہیں کیا اور بغیر عمل کے خدا سے اجر اور بدل کی توقع لگائے بیٹھے ہو، مجھے تمہارے بارے یہ ڈر ہے کہ کہیں تم عذاب الٰہی اور خدائی انتقام میں گرفتار نہ ہو جاؤ۔ کیونکہ خداوند کے لطف و کرم سے تمہیں ایسے امتیازات اور خصوصیات نصیب ہیں جو دوسروں کے لیے نہیں ہیں تمہارے پاس جتنے امتیازات

ہیں یہ سب خدا کا لطف وکرم ہی تو ہے۔

جبکہ تمہاری حالت یہ ہے کہ جولوگ خدا پرستی میں مشہور ہیں تم انہیں اہمیت نہیں دیتے ہو اور تم خود تو خدا کے نام کی وجہ سے اور حق پرستی کے عنوان پر خدا کے بندگان میں محترم بنے ہوئے ہو۔اور اپنا الو سیدھا کرر کھا ہے۔

تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو کہ طاقتوروں کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ کے عہد و پیان توڑے جارہے ہیں تمہیں اسکی کوئی پرواہ نہیں ہے پیغمبر اکرمؐ کے سب پیان پامال ہورہے ہیں، اندھوں، گونگوں اور بہروں کے لیے شہروں میں نہ کوئی سرپرست ہے اور نہ ہی ان کے لیے کوئی پناہ گاہ۔

اور تمہاری حالت یہ ہے کہ نہ تو ان کی خاطر کوئی قدم اٹھاتے ہو اور نہ ہی اپنے مقام وحقیقت سے استفادہ کرتے ہوئے ان کے واسطے کوئی فائدہ پہنچاتے ہو۔اور تمہاری ان افراد پر بھی کوئی توجہ نہیں ہے جوان بے سہارا لوگوں کے لیے اپنی حیثیت ومقام سے گزر جاتے ہیں اور جو کچھ ان سے ہوسکتا ہے وہ اسے انجام دیتے ہیں ظالموں کے ساتھ روابط اور ان کے ساتھ ساز باز کر کے تم نے خود کو ناپاک کرلیا ہے یہ تمہارے سارے اعمال ناپسندیدہ ہیں کہ تمہیں ان سے دوری اختیار کرنا چاہیے یہ سب منکرات ہیں جو تم سے سرزد ہورہے ہیں۔خداوند کا دستور ہے کہ منکرات سے دور رہو۔لیکن تم ہو کہ اس سے غافل ہو۔

تمہاری مصیبت اور پریشانی تمام لوگوں سے زیادہ ہے کیونکہ تم سب علم کی مسند پر بیٹھے ہو اور تم نے غاصبانہ طور پر سچے اور صادق دانشوروں اور علماء حقہ کی جگہ کو سنبھال رکھا ہے۔

ہائے افسوس! تم میں احساس ہوتا تمہارے سننے والے کان ہوتے تم میں سوچ ہوتی یہ سارے مصائب اس وجہ سے ہیں کہ احکام و معاملات کا حل وفسخ یہ سب کچھ خدا شناس، توحید پرست دانشوروں اور علماء کے پاس ہونا چاہیے علماء ہی تو خدا کے حلال وحرام کے امین ہیں۔لیکن اس مقام اور حیثیت کو تم سے چھین لیا گیا ہے یہ جو تم نے عقب نشینی کی ہے اس کی کوئی وجہ نہیں کہ تم اپنی حیثیت کو چھوڑ دو یہ عقب نشینی کیسی؟ ایک ہی وجہ سمجھ میں آتی ہے کہ آپ نے حق کو چھوڑ دیا ہے اور سنت پیغمبرؐ میں اختلاف کر بیٹھے ہو جب کہ واضح اور روشن دلائل

آپ کے پاس موجود ہیں سچ تو یہ ہے کہ اگر تم دشمن کی طرف سے تکالیف اور اذیتوں کو حق کی خاطر برداشت کرتے اور دشمن کا مقابلہ کرتے اور راہ خدا میں مال خرچ کرنے میں دریغ نہ کرتے تو خدا کے کام اور مسلمانوں کے معاملات انجام دینا اور انکی نگرانی و نظارت تمہارے ہاتھ میں ہوتی اور ہر کام کا مرکز و محور اور مرجع آپ ہی ہوتے۔

لیکن افسوس ہے کہ تم نے ستمکاروں اور ظالموں کو اپنے مقام و مرتبہ و حیثیت پر مسلط کر دیا ہے اور الٰہی امور کو دوسروں کے سپرد کر دیا ہے۔ تاکہ وہ شبہ کی بنیاد پر اور اندھا دھند بغیر ثبوت کے جو چاہیں کریں۔ شہوت رانی اور ذاتی اغراض کے لیے قدم اٹھائیں۔

جس چیز نے ظالموں کو تم پر غلبہ دیا ہے وہ بات یہ ہے کہ تم موت سے فراری ہو۔ اور تم نے اس پست اور رنگین زندگی سے دل وابستہ کر رکھا ہے۔ کمزور مخلوق کو تم نے ان کے حوالے کر دیا ہے کچھ غلام قسم کے لوگ ہیں اور کچھ مظلوم و محروم ہیں کچھ بھوکے اور ننگے ہیں وہ ستمگر اور ظالم جیسے چاہتے ہیں امور مملکت میں تصرف کر رہے ہیں اور اپنی ہوس اور رسوائیوں کو وجود میں لائے ہوئے ہیں انہوں نے شر پسندوں کی سیرت کو اپنا رکھا ہے۔

وہ خداوند جبار کے خلاف نبرد آزما ہیں اور اپنے ربّ پر جرأت دکھا رہے ہیں اور ہر شہر میں ان کے حق میں گفتگو کرنے والا منبر پر خطیب موجود ہے انہوں نے پوری مملکت پر قبضہ کر رکھا ہے ان کے ہاتھ ہر جگہ کھلے ہیں بیچارے عوام غلاموں کی مانند ہیں ان کے پاس دفاع کی طاقت موجود نہیں ہے، یہ بے انصاف جابر اور سرکش ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو پوری سختی سے بے سہارا اور کمزور لوگوں پر اپنی پوری طاقت اور قدرت کا استعمال کر رہے ہیں حکمران خدا کی معرفت سے ناآشنا ہیں۔
خداوند جو سب کا خالق ہے اور سب نے اس کی طرف پلٹ کر جانا ہے انہوں نے اس سے روگردانی کر رکھی ہے، انکا اپنے آغاز پر ایمان نہیں ہے اور نہ ہی آخرت کے دن (قیامت) پر انکا ایمان ہے۔

حیرانگی ہے اور ہم حیران کیوں نہ ہوں کہ سرزمین اسلام ایسے لوگوں کے قبضہ میں آچکی ہے کہ یا تو وہ خیانتکار اور ستم کار ہیں، ظالم ہیں یا رسہ گیر، غنڈہ ٹیکس لینے والے، نااہل، بدکردار ہیں۔ یا

بے انصاف، بے رحم حکمران ہیں۔

ہمارے اور آپ کے درمیان جس بات کی بحث و گفتگو ہے اس بارے داوری اور انصاف کرنے والا خداوند ہے۔ ہمارے درمیان اختلافات کو نبٹانے والا بھی خداوند ہے۔

﴿اللہ تعالیٰ کے حضور حضرت امام حسین علیہ السلام کی فریاد﴾

یہ خطبہ دینے کے بعد امامؑ نے مکہ کی سرزمین پر اپنے ربّ سے اس طرح مناجات فرمائی۔

اے ربّ تو آگاہ ہے، فاسد اور منکرات کے خلاف ہم نے جو تحریک شروع کر رکھی ہے اور منکرات کے خلاف ہم نے جو آواز بلند کی ہوئی ہے تو اس ساری بحث و گفتگو اور اقدام کرنے میں نہ تو بادشاہی اور حکمرانی نہ جاہ و منصب اور نہ عہدہ و اقتدار کا لالچ درمیان میں کارفرما ہے اور نہ ہی مال و ثروت و دولت کی طلب مدنظر ہے ہماری خواہش اس ساری گفتگو سے یہ تھی کہ ہم تیرے دین کے راستوں کی نشاندہی کر دیں۔

تیرے شہروں میں جو فسادات بپا ہیں اور شہروں کا امن تباہ ہو رہا ہے ان میں امن و امان لے آئیں اے اللہ ہم چاہتے ہیں کہ تیرے مظلوم بندے آسائش اور امن سے زندگی گذار سکیں اور امن و سکون سے تیری عبادت کو بجالائیں۔

ہم فقط یہ چاہتے ہیں کہ اسلامی فرائض و واجبات پیغمبر اکرمؐ کی سنتیں اور تیرے احکام کا نفاذ کریں۔

﴿امام حسین علیہ السلام کی خطاب کے آخر میں دوبارہ سامعین سے گفتگو﴾

اس مختصر مناجات کے بعد دوبارہ حاضرین کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

اے سامعین آپ ہماری مدد کے لیے اُٹھ کھڑے ہوں۔ ہمارے حق میں انصاف سے کام لیں۔ ستمگر اور ظالم لوگ آپ پر مسلط ہو چکے ہیں وہ تمہارے پیغمبرؐ کے نور کو بجھانے کے درپے ہیں مولاؑ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ اگر تم نے حق کی خاطر قیام نہ کیا اور ظالموں کے خلاف آواز بلند نہ کی اور ہماری مدد کے لیے قدم نہ اٹھایا اور تم نے ہمارا ساتھ نہ دیا تو یہ ظالم اسی طرح تمہارے اوپر

مسلط رہیں گے اور تمہارے پیغمبرؐ کے نور کو بجھا دیں گے۔ اس میں اپنی شہادت اور سانحہ کربلا کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

آپؑ نے اپنی گفتگو ان جملوں پر ختم فرمائی۔

خدا ہی ہمارے لیے کافی ہے اسی پر ہمارا توکل ہے اس کے حضور ہمارا رجوع ہے اور سب کی بازگشت اسی ذات کی طرف ہے۔

﴿نکات﴾

۱۔ یہ خطاب یزید ملعون کی حکومت سنبھالنے کے تقریباً آٹھ ماہ قبل ہے۔

۲۔ اس دور میں جو معاشرہ کی صورتحال تھی اس کی آپؑ نے مکمل عکاسی فرمائی ہے۔

۳۔ علماء اور دانشوروں کو ذمہ داریوں سے مطلع کیا ہے اور اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ ہر دور میں علماء کی ذمہ داریاں یہی ہیں جن کی طرف امامؑ عالی مقام نے اشارہ فرمایا ہے۔

۴۔ عوام پر ظالم حکمرانوں کے تسلط اور غلبہ کی ذمہ داری علماء اور دانشوروں پر عائد ہوتی ہے۔ اگر علماء اور دانشوران امت اپنی ذمہ داری ادا کریں تو ظالموں کو اقتدار نہیں مل سکتا۔

۵۔ علماء کا مقام و مرتبہ ان کی عزت اور احترام سب کچھ اس لیے ہے کہ وہ علماء حق پرست ہیں۔ خدا کے دین کے محافظ ہیں لہذا علماء کو اپنی حیثیت اور مقام کو نہیں بھولنا چاہیے۔

۶۔ درباری ملاؤں کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور ان علماء و دانشوروں کی بھی سرزنش کی گئی ہے جو ظاہری اور دنیاوی فوائد کی خاطر ظالم حکمرانوں کے تمام تر مظالم اور بے انصافیوں پر خاموش ہیں۔

۷۔ اس خطاب میں شہروں کے امن و امان، محروموں کو حق دلانے، اسلامی احکام کے نفاذ کے لیے علماء اور دانشور طبقہ سے امام علیہ السلام نے تعاون اور مدد کی درخواست کی ہے۔

۸۔ ظالم حکمرانوں کے خلاف آپؑ نے آواز بلند کرنے کے اہداف کو بھی بیان کر دیا ہے آپ نے اس اقدام میں ہر قسمی دنیاوی مفاد کی نفی کی ہے اور یہی الٰہی تحریک کا طرہ امتیاز ہے۔

۹۔ علماء و دانشوروں کی کاہلی، غفلت، لاتعلقی تمام خرابیوں کا سبب ہے۔ ہر ایک کو اپنا اپنا واجب ادا کرنا چاہیے۔

۱۰۔خدا پر ہی اعتماد و بھروسہ کامیابی ہے (ظاہری اسباب پر بھروسہ نہ کیا جائے۔)

۱۱۔علماء اور دانشوروں کی خاموشی کے جو خطرناک نتائج نکلتے ہیں اس سے آگاہ فرمایا ہے اور اہم بات بھی بتا دی ہے کہ علماء کی سستی اور غفلت سے نور پیغمبرؐ یہاں امام حسین علیہ السلام نے اپنی ذات کی طرف اشارہ فرمایا ہے اسے ظالم حکمران بجھا دیں گے شہید کر دیں گے۔ پھر امت پر جو طویل سیاہ رات آئے گی اس کا سب کو سامنا کرنا پڑے گا۔

۱۲۔امامؑ کے خطبہ سے یہ بھی واضح ہوتا ہے حالات کا کنٹرول علماء کے ہاتھ میں ہوتا ہے علماء ہی تمام حالات کے ذمہ دار ہوتے ہیں اگر علماء اپنی ذمہ داریوں کو ادا کریں تو معاشرہ میں بگاڑ پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہی حکمران اپنی من مانیاں کر سکتے ہیں۔اور یہ فریضہ جو علماء کی گردن پر ہے اتنا سخت ہے کہ اس میں کسی قسم کی نرمی نہیں ہے اور خداوند نے علماء سے یہ عہد و پیان لیا ہے کہ وہ اس کے مظلوم بندوں کے حق کی خاطر قیام کریں ان کے حق کے لیے آواز بلند کریں انہیں الہی فرائض کی تعلیم دیں الہی احکام کے نفاذ کے لیے قیام کریں اس کام کے لیے اگر انہیں تحریک منظم کرنی پڑے تو بھی کریں۔ اس عہد و پیان پر اگر علماء اور دانشور طبقہ عمل نہ کرے گا تو پھر اللہ کا عذاب بڑا دردناک ہے اور ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

۱۳۔اس خطاب سے پتہ چلتا ہے کہ اس دور کے علماء اور دانشور اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں کوتاہی کا ارتکاب کر چکے تھے۔اسی لیے آپؑ نے انہیں ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا ہے۔اور انہیں سرزنش بھی کی کہ تمہارا حال یہودیوں کے علماء جیسا ہے کہ تم اپنی ذمہ داریوں کو ادا نہیں کر رہے ہو۔ لیکن امام حسینؑ کی طرف سے توجہ دلانے کے باوجود اس دور کے علماء نے اپنی ذمہ داریوں کو ادا نہ کیا جس کے نتیجہ میں کربلاء بپا ہوگئی۔

پس کربلاء کے بپا کرنے کے جرم میں وہ تمام دانشور، علماء شریک ہیں جنہوں نے امامؑ کی آواز پر لبیک نہ کہا۔

۱۴۔کوئی ساتھ دے یا نہ دے حق کی آواز بلند کرنی چاہیے اور کوئی ایسا گروہ تو ہو جو علماء و دانشوروں کو بھی جھنجوڑتا رہے اور انہیں جگاتا رہے۔انہیں ان کے فرائض سے آگاہ کرتا رہے۔

اور آخری بات یہ ہے کہ آج کے دور میں کربلاء کے وارث حجت خدا حضرت امام مہدیؑ آج کے دور کے علماء و دانشورانِ امت سے یہی فرما رہے ہیں جو کچھ امام حسینؑ نے ۵۹ ہجری کے حج خطبہ میں فرمایا تھا حضرت ولی عصر کی غیبت کے طولانی ہونے میں اس دور کے علماء و دانشوروں کا بڑا کردار ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریاں ادا نہیں کر رہے ظالموں کے ظلم پر خاموش ہیں اسلام کی صحیح تعلیم نہیں دے رہے اپنے حقوق کی پامالی اور اپنی بے احترامی پر چیخ اٹھتے ہیں جبکہ ناموس اسلام پامال ہو رہی ہے الٰہی احکام کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ اس پر خاموش ہیں، مصلحت کا شکار ہیں۔

جاہلوں کے ہاتھوں عوام کی باگ ڈور ہے حکمران خدا سے دور خدا کے بندگان پر ستم روا رکھے ہوئے ہیں اللہ کے شہروں میں بدامنی ہے امن و امان تباہ ہے بندگان خدا کا سکون برباد ہے پیغمبر اکرمؐ کی سنتوں کو پامال کیا جا رہا ہے ان حالات میں علماء اور دانشورانِ امت اپنی ذمہ داریوں سے غافل ہیں ان کی غفلت نور محمدیؐ کے ظہور میں رکاوٹ ہے علماء و دانشورانِ امت کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ وارث زمانہ خاتم الاوصیاء حضرت امام مہدیؑ کیلئے ناصران تیار کریں تا کہ حضرت حق ظہور فرما کر اللہ کی زمین پر اللہ کے قانون کا نفاذ کریں اور عدالت الٰہیہ کے قیام اور شہروں میں امن و سکون ہو اور بندگان خدا اللہ کے احکام پر عمل کریں اور عبادات خداوندی بجالانے میں کسی قسم کا خوف ان پر طاری نہ ہو۔

اللهم صل علی محمد و آل محمد و عجل فرجهم بظهور قائمهم (صلوات الله علیه)

والعن اعدائهم من الاولین والاخرین

﴿معاویہ کا یزید کے نام......وصیت نامہ﴾

اس وصیت نامہ سے قارئین سانحہ کربلا کے ساتھ ساتھ معاویہ کا ذہنی پس منظر بھی سمجھ سکیں گے کہ اس نے کن کن مکاریوں سے یزید کو آگاہ کیا ہم اسے اختصار کے ساتھ مجالس المنتظرین جلد اول ص ۸ سے لے رہے ہیں۔

معاویہ یزید کے نام لکھتا ہے

اے یزید! تم میرے احسانات کا بدلہ نہیں اتار سکتے میں نے عرب کے شرفاء کی گردنوں کو تیرے سامنے جھکا دیا ہے تجھ جیسے نااہل کے واسطے حکومت اور اقتدار کے راستے کو صاف کر دیا ہے اور تجھ جیسے (فاسق فاجر) کو اسلام جیسے پاکیزہ دین کا بادشاہ بنا دیا ہے میں نے اپنی سیاسی چالوں کی وجہ سے اسلام میں بغاوت نہیں ہونے دی۔

اب میں دنیا سے جا رہا ہوں اس لئے تمہیں چند مشورے دینا چاہتا ہوں سب سے اہم بات یہ ہے کہ میرے بعد تم پانچ افراد سے کبھی غافل نہ رہنا میں جانتا ہوں کہ تیری جب بھی مخالفت ہوگی انہی پانچ اشخاص کی طرف سے ہوگی میں ان کے بارے میں تجھے آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔

(۱) پہلی شخصیت عبداللہ بن عمر ہے جو اپنے باپ کی وجہ سے خلافت کی خواہش ضرور کرسکتا ہے اس کی تین کمزوریاں بھی ہیں۔

سب سے بڑی کمزوری اس کا بھائی عاصم بن عمر ہے اس کمزوری کا حل میں پہلے ہی کر چکا ہوں یعنی عاصم بن عمر کی بیٹی ام مسکین کی تم سے شادی کر چکا ہوں امید ہے کہ اس دامادی کی وجہ سے عاصم بن عمر کا خاندان تمہاری مخالفت نہ کر سکے گا۔

اسکی دوسری کمزوری دولت ہے تو اس کا حل یہ ہے کہ تو اس کا وظیفہ بڑھا دے اور وقتاً فوقتاً اسمیں اضافہ کرتے رہنا جب تک اس کا وظیفہ بڑھتا رہے گا وہ تیرا ہمدرد رہے گا۔

اسکی تیسری کمزوری اس کا بڑا بننے کا شوق ہے اسے بڑا بنا کے بے شک جہنم میں لے جاؤ وہ چلا جائے گا شرط یہی ہے کہ اسے آگے آگے رکھو جب بھی اسے ملو اس کی خوشامد کر کے ملو وہ تمہارے

ساتھ رہے گا۔

(۲) دوسری شخصیت عبدالرحمٰن بن ابوبکر ہے وہ بھی اپنے باپ کی وجہ سے اہم کردار ادا کرسکتا ہے مگر حضرت امام حسین علیہ السلام کی موجودگی میں وہ خلافت کا امیدوار نہیں بن سکتا کیونکہ ان کی کئی بیٹیوں کے عقد بنی ہاشمؑ کے خاندان میں ہوئے ہیں مگر اس سے غافل بھی نہ رہنا یہ اس کی سب سے بڑی کمزوری ہے اس کی طاقت کندی قبیلہ ہے اگر تم نے محمد ابن اشعث بن قیس کندی اور اس کے بھائی یحییٰ اور قیس وغیرہ کو اپنے ہاتھ میں رکھا تو وہ بے بس ہو جائے گا کیونکہ یہ سارے اس کے پھوپھی زادے ہیں (اشعث بن قیس کندی کی بیوی خلیفہ اول کی بہن تھی)

(۳) تیسری شخصیت سعید بن عثمان ہے یہ دل و دماغ میں خلافت کے خواب ضرور دیکھے گا چونکہ یہ میرے قبیلے سے تعلق رکھتا ہے اس لئے یہ برملا خلافت کا نام نہ لے گا اور اگر کبھی اس نے خلافت کا نام لیا تو اس کا علاج یہ ہے کہ اسے صفین کا آئینہ دکھا دیا جائے یعنی ہم نے جنگ صفین اس کے باپ کے خون کے انتقام پر لڑی ہے اور اسکی سب سے بڑی کاٹ مروان ہے جو اس کا بہنوئی ہے اس لئے اسے مال و دولت کی حرص میں محو رکھنا۔

(۴) چوتھی شخصیت عبداللہ بن زبیر بن عوام ہے اس سے کبھی غافل نہ ہونا یہ لومڑی سے زیادہ مکار چیتے سے زیادہ پھرتیلا بھیڑیے سے زیادہ خونخوار اونٹ سے زیادہ کینہ پرور دہکتی ہوئی آگ سے زیادہ بھڑکیلی تقریر کرنے والا ہے تم اس کی بیعت پر اکتفا نہ کرنا بلکہ پہلی فرصت میں اسکی گردن اڑا دینا یہ جب تک زندہ رہے گا تیری مسلسل مخالفت کرے گا یہ اگر ایک میدان میں شکست کھائے گا تو دوسرے میدان میں پہلے سے بھی مضبوط فوج کے ساتھ آئے گا یہ بار بار شکست کھانے کے باوجود شکست کو تسلیم نہیں کرے گا اور ہمیشہ جنگ کے مہرے بدل بدل کے تیرے ساتھ ٹکراتا رہے گا اسکو ضرور قتل کروا کے دم لینا۔

(۵) پانچویں شخصیت فرزند رسولؐ یعنی حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں ان کے بارے میں کسی خوش فہمی میں مبتلا نہ رہنا کیونکہ ان کی شخصیت میں کسی قسم کی کوئی کمزوری ہی نہیں ہے اگر ان کو تلوار دکھائے گا تو وہ فاتح خیبر واحد بن کے تیرے مقابلے کے لیے سامنے آئیں گے اور اگر دولت پیش

کرے گا تو ان کے قدموں میں کائنات کی ہر شاہی ہے ان کے ساتھ جو بھی کرو خوشامد سے کرو اور کوشش کرو کہ دین کی ظاہری چادر کو نہ اتارنا ورنہ یہ دین کے مالک ہیں یہ چپ نہ کریں گے۔

میری ایک بات یاد رکھنا، یاد رکھنا، یاد رکھنا کہ ان سے جنگ نہ کرنا اور ہر ممکن طریقے سے ان سے جنگ کرنے سے باز رہنے کی کوشش کرنا کیونکہ اگر تو جنگ کر کے ان پر فتح مند بھی ہوگا تو بھی ساری دنیا تم پر لعنت کرے گی اور اگر تمہیں شکست ہوگئی تو بھی ساری کائنات قیامت تک تجھ پر لعنت کرے گی یعنی ان کے ساتھ جنگ کرنے کا انجام صرف اور صرف لعنت ہے ہاں اگر ان سے جنگ ہو جائے تو پھر ہر جتن ہر حیلے بہانے سے جنگ جیتنے کی کوشش کرنا اور اگر تو جنگ جیت جائے تو ان سے وہی رویہ وسلوک رکھنا جو ان کے والد گرامی (امیر المومنینؑ) نے جنگ جمل کی فتح کے بعد ام المومنین عائشہ کے ساتھ رکھا تھا یعنی انہیں عزت واحترام کے ساتھ مدینے بھیج دینا اور ان کے ساتھ زیادتی نہ کرنا اسی میں تیرے اقتدار کی بقا ہے اور ہمیں ان کے باپ (امیر المومنینؑ) کے رویے سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔

اگر حضرت امام حسین علیہ السلام نے علم حق بلند کرنا چاہا تو بہت تھوڑے لوگ ان کے ہمراہ ہوں گے کیونکہ حق کی حمایت میں تھوڑے افراد ہی ہوتے ہیں اور ان کے نظام عدل ومساوات کو کوئی بھی دنیا پرست قبول نہ کرے گا اور اگر ان کے ساتھ کوئی شریک بھی ہوا تو وہ کوفہ کے رہنے والے ہونگے اور یہ بھی یاد رکھنا کہ اہل کوفہ میں دو کمزوریاں ہیں کوفی سرداروں کی کمزوری دولت ہے اور عوام کی کمزوری تلوار ہے ان کے سرداروں کو خریدنے کی کوشش کرنا اور عوام کو تلوار کے ساتھ زیر کرنا اس طرح تیری حکومت باقی رہ جائے گی۔

زائر امام حسین علیہ السلام کے بارے میں حدیث رسول اکرمؐ

جو میرے بیٹے حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا ثواب نوے حج کا میرے حجوں سے عطا کرے گا جو میں عمرہ کے ساتھ بجالایا ہوں۔

﴿معاویہ کا انجام﴾

۲۲اور۲۳رجب ۶۰ ہجری کی درمیانی شب بمطابق ۲۷۔۱۲۸پریل ۶۸۰ ہجری معاویہ بن ابوسفیان کی روح اپنے اجداد کے ساتھ جاملی۔

یزید بن معاویہ مروانی، عثمانی، ابوسفیانی اپنی چنڈال چوکڑی میں مستقبل کی منصوبہ بندی میں مشغول ہوگیا اور اپنے مقبوضہ شہروں کے گورنروں کے بارے میں تفصیلات سنتا رہا۔ اور نئی ہدایات دیتا رہا مختلف شہروں میں اطلاعات کے لیے قاصد بھجوائے گئے۔

﴿مدینۃ الرسول کے حالات﴾

مدینۃ الرسول میں فرعون شام کے زمانے میں مروان حاکم مدینہ رہا۔

۴۹ ہجری تا ۵۴ ہجری سعید بن عاص ملعون عامل و حاکم مدینہ رہا ۵۴ ہجری تا ۵۸ ہجری تک پھر مروان ملعون حاکم بنا۔

۵۸ ہجری میں اہل مدینہ نے اپنا ایک نمائندہ وفد شام بھیجا جنہوں نے مروان کی برطرفی کا مطالبہ کیا اس وفد کا سالار ولید بن عتبہ تھا اس نے معاویہ کے سامنے مروان کی بدکرداریوں اور زیادتیوں کی شکایات کیں تو حاکم شام نے مروان کی جگہ ولید بن عقبہ بن صخر (ابوسفیان) کو مدینے کا گورنر مقرر کر دیا۔

﴿ولید بن عتبہ کا تعارف﴾

ولید بن عتبہ یزید کا چچا زاد بھائی اور بچپن کا دوست تھا ولید تیسرے خلیفہ جمہور کا مادری بھائی بھی تھا اور کافی عرصہ تک کوفہ کا حاکم بھی رہا اور بدنام زمانہ طوائف قطامہ کے عشاق میں سے تھا۔ ولید نے ہی شراب کی حالت میں صبح کی نماز دو رکعت کی بجائے چار رکعت پڑھائی جب نمازیوں نے احتجاج کیا تو اس نے نشے کی مستی میں کہا تھا کہ آج تو دل چاہتا ہے کہ دو رکعت اور بھی زیادہ پڑھا دوں (مقتل ابی داؤد، مجالس المنتظرین جلد اول)

﴿یزید کا ولید بن عتبہ کے نام خط﴾

علامہ زردینی لکھتے ہیں کہ رجب ۶۰ ہجری میں معاویہ کے انتقال کے بعد یزید بن معاویہ جب تخت نشین ہوا تو اس نے سب سے پہلے ولید بن عتبہ حاکم مدینہ کو یہ خط لکھا۔

اے ولید تجھ کو معلوم ہونا چاہیے کہ میرے باپ معاویہ نے اس دار فانی سے عالم جاددانی کی طرف انتقال کیا ہے اور سب لوگ واقف وآگاہ ہیں کہ میرے باپ معاویہ نے مجھ کو اپنی زندگی ہی میں اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا اور وقت مرگ کچھ وصیتیں بھی کیں منجملہ ان کے یہ بھی وصیت کی تھی کہ اولاد ابوتراب پر نگاہ رکھنا ان کا خون بہانے سے دریغ نہ کرنا اور عثمان بن عفان کے خون کا بدلہ ان سے لینا اور اس کام کو اولاد ابوسفیان ہی بدرجہ اولیٰ انجام دے سکتی ہے۔ (اس خط سے پتہ چلتا ہے کہ معاویہ کی مشہور وصیت بنام یزید لعین کے علاوہ بھی اور خفیہ وصیت ہوگی جس کا تذکرہ یزید لعین نے ولید کے نام خط میں کیا ہے معاویہ جیسے چالاک اور ماہر سیاست دان کے لیے ظاہری وصیت اسی طرح کرنی چاہیے تھی جس کا ذکر اوپر ہو چکا اور یزید لعین نے اپنے خط میں جس وصیت کا حوالہ دیا ہے یہ معاویہ کے دل کی بات ہے)

اور اس خط میں ایک خصوصی رقعہ اس مضمون کا لکھ کر رکھا۔

اشراف اربعہ مدینہ (ابوعبداللہ حسینؑ، عبدالرحمٰن بن ابوبکر، عبداللہ بن عمر، عبداللہ ابن زبیر) سے میری بیعت لے اگر وہ کوئی حجت اور بہانہ کریں یا تامل کریں تو انہیں مہلت نہ دینا اور تو ان کا سر قلم کر کے میرے پاس بھیج دینا۔

﴿یزید کے قاصد کی مدینہ آمد﴾

۲۶ رجب المرجب ۶۰ء بمطابق یکم مئی ۶۸۰ ہجری بروز جمعہ عبداللہ بن ابی السراح الکندی (مقتل ابی داؤد جلد ا صفحہ ۶۷، ریاض القدس جلد ا صفحہ ۷۷، مجالس المنتظرین جلد اول صفحہ ۱۴) بعد نماز عصر ولید بن عتبہ کے پاس پہنچا اور معاویہ کے مرنے کی اطلاع دی ولید نے مروان کو دربار میں مشورے کے لیے بلا بھیجا۔ حالانکہ مروان ذہنی طور پر ولید کا مخالف تھا (مجالس المنتظرین جلد ا صفحہ

۱۴)۔

نماز مغرب کا وقت ہونے پر یہ سب مسجد نبوی میں اکٹھے ہو گئے۔ ولید بن عتبہ نے اپنے ہم نواؤں کو باجماعت نماز پڑھائی۔

عین اسی وقت حضرت امام حسینؑ جوانان بن ہاشمؑ اور دیگر مومنین کے ہمراہ مسجد نبوی میں نماز کے لیے تشریف لائے امام حسینؑ نے نماز باجماعت پڑھائی۔

اس وقت ولید نے اپنے قاصد عبداللہ بن عمر ابن عثمان کو حکم دیا کہ میرے جانے کے بعد امام حسینؑ کی خدمت میں کہنا کہ دارالامارہ میں تشریف لائیں ان سے اہم مشورہ کرنا ہے (الفتوح جلد ۵ صفحہ ۱۱ کلمات امام حسینؑ صفحہ ۲۷۷)۔

حضرت امام حسینؑ نے نماز باجماعت ادا فرمائی۔ عبداللہ ابن زبیر بھی مسجد نبوی کے گوشہ میں موجود تھا اس نے امام حسینؑ کی اقتدا میں نماز پڑھی اور یزید کا قاصد مدینہ کے باہر سب سے پہلے اسے ملا تھا کیونکہ یہ اپنی اراضی پر موجود تھا ... مسجد میں ولید کو دیکھ کر یہ کونے میں چھپا رہا جب ولید کا قاصد عبداللہ بن عمر بن عثمان حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف چلا تو ابن زبیرؔ نے اس سے پہلے امام حسین علیہ السلام سے کہا کہ آقا! میں علیحدگی میں آپؑ سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں آپؑ نے ادھر ولید کا پیغام سنا اور ادھر ابن زبیر سے کہا کہ اتنی جلدی کس بات کی ہے پہلے میں اس قاصد کو تو جواب دے کر فارغ ہو لوں۔

امام حسین علیہ السلام نے عبداللہ ابن زبیر سے فرمایا کہ تو مجھے یہی بتانا چاہتا ہے نا؟ کہ معاویہ مرگیا ہے اس نے کہا جی یہی کہنا چاہتا ہوں۔ امام حسینؑ نے فرمایا ہمیں بہت پہلے سے اس کا علم ہے۔

(الفتوح جلد ۵ صفحہ ۱۱، مقتل الخوارزمی جلد ۱ صفحہ ۱۸۲۔ شیر الاحزان صفحہ ۲۳ تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۲۷، الکامل فی التاریخ جلد ۲ صفحہ ۵۲۹، بحارالانوار جلد ۴۴ صفحہ ۳۲۵، العوالم جلد ۱۷ صفحہ ۱۷۵، ریاض القدس جلد ۱ صفحہ ۷۵، مجالس المنتظرین جلد اول صفحہ ۱۶)۔

کچھ لوگ کہتے ہیں معاویہ کی موت کی خبر عبداللہ بن زبیر نے امامؑ کو دی جبکہ ہمارے مسلمہ

عقیدے میں ہے کہ کوئی مومن ہو یا منافق اس وقت تک نہیں مرتا جب تک وہ وقت کے امامؑ کو اپنے سرہانے نہ دیکھے اس لیے کسی کی موت کی خبر بھی کسی کو امام زمانہؑ سے پہلے نہیں ہو سکتی۔

عبداللہ بن زبیر نے پوچھا کہ مولاً اب آپؑ کا کیا ارادہ ہے؟

آپ نے فرمایا کہ ہم دربار ولید میں ضرور جائیں گے۔اب تو بتا کہ تو کن سازشوں میں مصروف ہے ابن زبیر نے کہا کہ یہ رات غنیمت ہے کہیں بھی نکل جانے کے لیے راستے کھلے ہیں میں غیر معروف راستوں سے واقف ہوں میں تو فرار ہونے کا سوچ رہا ہوں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے دوٹوک الفاظ میں فرمایا کہ میں ولید کے دربار میں ضرور جاؤں گا۔

جس وقت عبداللہ بن عمر بن عثمان ولید کے دربار میں پہنچا تو اس نے فوراً سوال کیا کہ امام حسینؑ نے تمہیں کیا جواب دیا ہے؟ اس نے بتایا کہ امام حسینؑ نے فرمایا ہے کہ ہم دربار میں آرہے ہیں......قاصد نے ولید کو بتایا کہ عبداللہ بن زبیر بھی ان کے پاس کھڑا تھا۔

اس وقت مروان بن حکم نے کہا کہ اب امام حسین علیہ السلام بالکل تشریف نہ لائیں گے ولید بن عتبہ نے طنز آمیز لہجے میں مروان سے کہا کہ امام حسین علیہ السلام تیری طرح وعدہ خلاف نہیں ہیں وہ ضرور تشریف لائیں گے۔

(ریاض القدس جلد اصفحہ ۷۵)۔

جس وقت مسجد نبوی سے فارغ ہو کر حضرت امام حسین علیہ السلام گھر میں تشریف لائے تو آپؑ نے تمام افراد خانہ کو آگاہ کیا کہ ہمیں دربار میں بلایا گیا ہے اور دربار بلائے جانے کی وجوہات یہ ہیں خانوادہ تطہیر کی مخدرات عصمت نے جب دربار کے خدشات اور خطرات کا ذکر کیا تو امامؑ عالی مقام نے فرمایا کہ ہم ہر بات سے آگاہ ہیں ولید ہمارا کچھ نقصان نہیں کر سکتا ہم دربار میں ضرور جائیں گے اور ہم یہ وعدہ بھی کر چکے ہیں۔

مقتل کی کتابوں میں ولید کے دربار میں امام حسین علیہ السلام کو بلانے کے بارے مختلف بیانات ہیں۔ چنانچہ ایک بیان اس طرح ہے جو کہ عام طور پر پڑھا بھی جاتا ہے۔

ولید کا امام حسین علیہ السلام کو دربار میں بلانا

یزید نے ولید بن عتبہ ابن سفیان کو خط لکھا کہ مدینہ والوں سے بیعت لے اور سب سے پہلے امام حسین (علیہ السلام) سے بیعت لے جب ولید کو یزید کا خط ملا تو اس نے مروان بن حکم سے مشورہ کیا اور پھر اس نے عبداللہ بن عمر بن عثمان کو درج ذیل شخصیات کے پاس بھیجا کہ انہیں بلالاؤ۔

۱۔عبداللہ بن عمر۔۲عبداللہ بن زبیر۔۳عبدالرحمٰن بن ابی بکر۔۴حضرت امام حسینؑ ابن علیؑ۔

انکے علاوہ اور شخصیات بھی تھیں جن کا مقتل کی کتابوں میں ذکر ہے ولید کا قاصد ان شخصیات کے گھروں میں گیا مگر وہ گھر میں نہ تھے پھر مسجد نبوی گیا تو وہاں موجود تھے تو قاصد نے سب کو سلام کیا اور کہا کہ حاکم آپ کو بلا رہا ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اس کے جواب میں فرمایا

ہم اس مجلس سے فارغ ہو کر انشاء اللہ آجائیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ تم جاؤ ہم آرہے ہیں۔

عبداللہ بن زبیر نے امامؑ کی طرف رُخ کیا اور پوچھا کہ اے اباعبداللہ! اس وقت ہمیں ولید نے کیوں بلایا؟ جبکہ یہ وقت دربار میں بیٹھنے کا نہیں ہے رات کا وقت ہے مجھے خطرہ محسوس ہوتا ہے آپؑ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟ حضرت امام حسین علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ میرا خیال ہے انکا بزرگ سرکش ہلاک ہو گیا ہے کیونکہ میں نے رات کو خواب میں دیکھا ہے کہ معاویہ کا منبر الٹا پڑا ہے اور اس کے گھر میں آگ کے شعلے اُٹھ رہے ہیں اور اسکی تعبیر میرے نزدیک یہ ہے کہ معاویہ ہلاک ہو گیا ہے اور ولید نے بلا بھیجا ہے تاکہ وہ یزید کیلئے یہ خبر پھیلنے سے پہلے ہم سے بیعت لے لے۔

ابن زبیر نے کہا کہ جی ہاں! ایسے ہی معلوم ہوتا ہے عبداللہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے سوال کیا کہ آپؑ کو یزید کی بیعت کیلئے کہا گیا تو آپ کیا کریں گے؟ تو امامؑ نے جواب میں فرمایا! کہ میں اسکی بیعت ہرگز نہیں کروں گا کیوں میرے بھائی حضرت امام حسنؑ کے بعد یہ حکومت

اورخلافت میرے لئے تھی معاویہ نے جو کچھ کیا سواس نے کیا۔ معاویہ نے میرے بھائی حضرت امام حسن علیہ السلام کو قسم دی تھی کہ وہ حکومت وخلافت کو اپنے بعد اپنی اولاد میں کسی کے لئے قرارنہیں دے گا اور وہ میری زندگی میں یہ خلافت مجھے لوٹا دے گا۔معاویہ دُنیا کو چھوڑ گیا اس نے نہ میرے بھائی حسن علیہ السلا کے ساتھ وعدہ پورا کیا اور نہ ہی میرے ساتھ وعدہ پورا کیا۔خدا کی قسم! ہمارے لئے ایک ایسی خبر آئی ہے کہ جسے ہم قبول نہیں کر سکتے۔

اے ابن زبیر! بھلا میں کس طرح یزید کی بیعت کرسکتا ہوں؟ یزید ایک فاسق اور گنہگار آدمی ہے وہ کھلے عام گناہ کرتا ہے شرابی ہے کتوں اور بندروں سے کھیلتا ہے آل رسولؐ سے دشمنی رکھتا ہے۔ خدا کی قسم! ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ میں اس کی بیعت کروں البتہ میں ولید کے پاس جاؤنگا اور دیکھوں گا کہ وہ کیا کہتا ہے؟

ابن زبیر نے کہا کہ مجھے ڈر ہے کہ جب آپؑ ولید کے دربار میں جائیں گے تو وہ آپؑ کو قید کریگا آپؑ کو وہ لوگ نہیں چھوڑیں گے یہاں تک کہ آپؑ بیعت کریں یا قتل ہو جائیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا!

میں ولید کے دربار میں اکیلا نہیں جاؤنگا میرے اصحاب، میرے شیعہ، میرے خادم، میرے مددگار اور میرے نوجوان میرے ساتھ ہوں گے اور انہیں حکم دونگا کہ وہ تلواریں نیاموں سے نکال کر اپنے کپڑوں کے نیچے چھپالیں اور جب میں ان کو اشارہ کروں تو وہ اندر داخل ہو جائیں اور میرے حکم کی تعمیل کریں۔ میں اپنے آپکو نہ تو ذلیل کرونگا اور نہ ہی ان کی اطاعت کرونگا۔اللہ کا جو فیصلہ میرے بارے میں ہے وہ ہوکر رہے گا اللہ جو چاہتا ہے وہ اپنی مخلوق کیلئے وہی کرتا ہے۔

﴿حضرت امام حسینؑ ولید کے دربار میں جانے سے پہلے﴾

حضرت امام حسین علیہ السلام مسجد سے گھر آئے مخصوص لباس پہنا وضو کیا دو رکعت نماز پڑھی اور نماز کے بعد خدا سے مناجات کی پھر اپنے خاندان کے تیس افراد، غلاموں اور اہل بیتؑ کو ان حالات سے آگاہ کیا اور انھیں ساتھ چلنے کیلئے کہا اور انہیں یہ ہدایت فرمائی کہ

”تم ولید کے دربار کے دروازے پر رکے رہنا۔ میں اندر جاؤں گا اور ولید سے بات کروں گا اگر

تم میری آواز بلند سنو تو اے آل رسول! تم بغیر اجازت دربار میں آجانا اور تلوار بکف ہونا اگر ماحول میں ناپسندیدہ بات دیکھو تو پھر جو مجھے قتل کرنا چاہے اسے قتل کر دینا۔

﴿حضرت امام حسینؑ اور دربار ولید﴾

حضرت امام حسینؑ 30 سے زیادہ جوانوں کو ساتھ لائے اس مختصر فوجی دستہ کے سالار حضرت غازی عباسؑ تھے ولید اور مروان دربار میں موجود تھے امامؑ اندر تشریف لے گئے اور فرمایا۔

اللہ گورنر کی اصلاح کرے اور درستگی واصلاح فساد سے بہتر ہے اور تعلق داری لاتعلقی سے بہتر ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ تم دونوں اکٹھے بیٹھے ہو اور خدا کا شکر ہے کہ اس نے تم دونوں کو اکٹھا کیا ہے۔

مولاؑ نے جب یہ جملے فرمائے تو وہ دونوں خاموش رہے۔

﴿نوٹ﴾ اس سے پہلے ان دونوں کے تعلقات کوئی اچھے نہ تھے اور وہ دونوں اہل بیتؑ کے بھی دشمن تھے اور مروان شیطان صفت شخص تھا اسی لیے آنحضرتؐ نے اس کو مدینہ سے نکالا تھا۔

امامؑ نے پھر فرمایا کیا معاویہ کے بارے کوئی اطلاع آئی ہے؟ کیونکہ وہ بیمار تھے اور ان کی بیماری لمبی ہوگئی ہے اب حالت کیسی ہے؟

جب مولاؑ نے یہ جملے کہے تو ولید نے لمبا سانس لیا۔ اور کہا کہ اے ابا عبداللہؑ! خدا آپؑ کو معاویہ کے مرنے کے صلے میں اجر دے وہ آپؑ کے چچا تھے اور اس نے موت کا ذائقہ چکھا ہے اور یہ یزید بن معاویہ (لعنۃ اللہ علیہ) کا خط ہے۔

امامؑ ذی وقار نے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا اے ولید! خدا آپ کیلئے اجر قرار دے لیکن آپ نے مجھے کیوں بلایا ہے؟

ولید میں نے آپ کو بیعت کیلئے بلایا ہے کیونکہ سب لوگ یزید کی بیعت پر اکٹھے ہو چکے ہیں یہ سن کر حضرت امام حسین علیہ السلام نے جواب میں فرمایا۔

امام عالی مقامؑ:۔ ''مجھ جیسا شخص یزید کی بیعت چھپ کر نہیں کر سکتا میں چاہتا ہوں کہ بیعت کا معاملہ لوگوں کی موجودگی میں اور اعلانیہ ہو جب کل صبح ہوگی اور تم جب دوسرے لوگوں کو بیعت کیلئے

بلاؤ گے تو ہمیں بھی بلانا اور ہمارا معاملہ بھی انہیں کے درمیان ہوگا۔

ایک اور روایت میں ہے مولاؑ نے فرمایا کہ میں نہیں سمجھتا کہ یزید کیلئے میرا چھپ کر بیعت کے بارے کچھ کہنا تمھارے لئے مفید ہو میں لوگوں کے سامنے بیعت کے حوالے سے بات کروں گا تا کہ لوگوں کو پتہ چلے کہ بیعت کے متعلق میری کیا رائے ہے۔

ولید:۔ٹھیک ہے۔

امام عالی مقامؑ:۔تم بھی صبح کرو اور اس سلسلہ میں ہم بھی اپنی رائے صبح کو دیں گے۔

ولید:۔یا ابا عبداللہ! آپؑ نے اچھی بات کی ہے اور مجھے آپؑ سے یہی توقع تھی آپؑ خدا کی برکت سے تشریف لے جائیں اور کل لوگوں کے سامنے تشریف لے آئیں۔

مروان نے یہ دیکھ کر کہا۔

کہ اے ولید! خدا کی قسم! اگر حسین علیہ السلام اس وقت یہاں سے چلے گئے اور بیعت نہ کی تو پھر تم ان کی بیعت حاصل نہ کرسکو گے اور نہ ان پر قدرت پاسکو گے تمھارے اور ان کے درمیان بہت قتال ہوگا اسے یہیں قید کرلو اور انہیں نہ جانے دو یہاں تک کہ وہ بیعت کرلیں اور اگر بیعت نہ کریں تو پھر ان کی گردن اڑادو۔

جب امام عالی مقامؑ نے مروان کے یہ جملے سنے تو فرمایا۔

یاابن الزرقاء أنت تقتلني ام هو والله كذبت و اثمت.

اے زرقا کے بیٹے! تو تباہ ہو جائے کیا تو میری گردن کاٹنے کی بات کرتا ہے؟ خدا کی قسم تو جھوٹا اور مجرم ہے۔

جب حضرت امام حسین علیہ السلام کی یہ آواز دروازے پر کھڑے نوجوانوں نے سنی تو وہ اندر داخل ہوگئے مولاؑ نے ان کو کسی قسم کی کاروائی کرنے سے روک دیا اور پھر اپنا تاریخی بیان مروان و ولید کے سامنے دیا اور واضح طور پر اپنے اور یزید کے بارے میں بتایا اور اپنا تاریخی فیصلہ سنایا جسے تاریخ نے اپنے اوراق میں محفوظ کرلیا۔

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کا دربار ولید میں پہلا تاریخی بیان﴾

اے حاکم! ہم نبوت کا گھرانہ ہیں، ہم رسالت کا مرکز ہیں، ہم فرشتوں کے آمدورفت کی جگہ ہیں، ہم اللہ کی رحمت کے اترنے کی جگہ ہیں ہم سے اللہ نے کائنات کا آغاز کیا اور ہم پر ہی کائنات کا اختتام ہے۔

اور یزید ایک گنہگار اور شرابی شخص ہے، کئی شخصیات کا قاتل ہے، علی الاعلان گناہ کرتا ہے، مجھ جیسا یزید جیسے کی بیعت نہیں کرسکتا لیکن ہم بھی صبح کرتے ہیں اور تم بھی صبح کرو ہم بھی انتظار کرتے ہیں اور تم بھی انتظار کرو ہم دیکھیں گے خلافت اور بیعت کا زیادہ حقدار کون ہے؟ یہی خطبہ ایک اور روایت میں اس طرح ہے۔

کہ اے عتبہ کے بیٹے! تجھے معلوم ہے کہ ہم کرامت وعزت کا گھرانہ ہیں، ہم رسالت کی کان ہیں، ہم حق کی نشانیاں ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلوں اور زبانوں کو حق کا مرکز قرار دیا ہے، ہم اللہ کے اذن سے ....حق ہی بولتے ہیں، میں نے اپنے ناناؐ سے سنا ہے کہ خلافت ابوسفیان کی اولاد پر حرام ہے پس کس طرح اہل بیتؑ ان کی بیعت کریں گے؟ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان کے بارے میں واضح فرمان موجود ہے کہ یہ اس قابل ہی نہیں ہیں۔

﴿حضرت امام حسینؑ کے خطبے کے اہم نکات﴾

۱﴾ حضرت امام حسینؑ نے اپنی اور یزید کی پہچان خاندانی حوالے سے نہیں بلکہ نسب کے حوالے سے کروائی۔

۲﴾ حضرت امام حسینؑ نے خود اپنے بارے میں نہیں کہا کہ میں اہل بیتؑ سے ہوں بلکہ (انــا نحن) یعنی ہم کا لفظ کہہ کر یہ بتایا کہ میں تنہا نہیں ہوں بلکہ یہ ایک پورا سلسلہ ہے جس سلسلہ کی میں ایک کڑی ہوں (یعنی ہم سے مراد تمام انبیاء، اوصیاء، نمائندگان خدا اور آئمہؑ ہیں اور امام حسینؑ ان سب کے نمائندہ ہیں)

۳﴾ اس تعارف میں دو پہلو بیان ہوئے ہیں۔ ﴿ا﴾ شریعت کے حوالے سے۔

﴿۳﴾۔ کائنات کے حوالے سے۔
کہ کائنات میں آئمہؑ کو جو برتری حاصل ہے اسے بھی بیان کیا ہے۔

﴿شریعتی پہلو﴾

ہم نبوت والے ہیں، ہم رسالت والے ہیں، فرشتوں کے آنے جانے کا مرکز ہیں، وحی اترنے کی جگہ حق کا راستہ اور رحمت کے اترنے کی جگہ ہیں۔

﴿کائناتی وتکوینی پہلو﴾

کائنات کا آغاز ہم ہیں، اختتام بھی ہم ہیں، جب ہمارا آخری اُٹھے گا تو قیامت آئے گی (یعنی امامؑ کو کائنات بھر میں برتری اور حق تصرف حاصل ہے یعنی اس کائنات میں ہم مرکز ومحور ہیں ہمارے وجود سے خداوند نے کائنات کو باقی رکھا ہوا ہے جب ہم نہ ہوں گے تو کائنات بھی نہ ہوگی)

۴﴾ امامؑ نے یہ بیان یزید کے گورنر کے سامنے دیا۔ ولید معاویہ کا بھتیجا اور عتبہ کا بیٹا تھا۔

۵﴾ امامؑ نے یہ تعارف جب کروایا تو یزیدی کارندوں نے یہ نہیں کہا کہ آپؑ جھوٹ بول رہے ہیں بلکہ ان کا اس موقع پر کچھ نہ کہنے کا مطلب یہ ہوا کہ انہوں نے مندرجہ بالا باتیں تسلیم کی ہیں دشمن ہونے کے باوجود وہ یہ تسلیم کرتے تھے کہ امام حسینؑ کا شرعی اور کائناتی مقام وحیثیت اسی طرح ہے جس طرح آپؑ نے بیان فرمایا ہے۔

۶﴾ ایک دفعہ ہم یہ کہتے ہیں کہ فلاں شخص نبی ورسولؐ کے گھر والا ہے۔ ظاہر ہے نبیؐ کی بیوی نبیؐ کے گھر والی کہلائے گی، نبیؐ کی اولاد نبیؐ کے گھر والے کہلائے جائیں گے، نبیؐ کے سببی ونسبی رشتہ داروں پر بھی یہ جملہ بولا جاتا ہے کہ یہ سب نبیؐ کے گھر والے ہیں نواسے بھی اسی زمرے میں آتے ہیں۔ اس تناظر میں امام حسین علیہ السلام نبی ورسولؐ کے گھرانہ سے تھے لیکن اس تعارف میں امام عالی مقامؑ نے یہ نہیں کہا کہ میں نبیؐ کی آلؑ سے ہوں یا نواسہ رسولؐ ہوں آپؑ ایسا کہہ سکتے تھے اور یہ کہنا درست بھی تھا مگر ایسا نہیں کہا اگر یہ جملے کہتے تو یہ بھی مولاؑ کے لیے فضیلت تھی بلکہ اس جگہ آپؑ

نے فرمایا کہ ہم نبوت والے ہیں، نبیؐ والے کی بجائے نبوت والے، رسولؐ والے کی بجائے رسالت والے کہنا ایک اہم نکتہ اولا کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی نبوت ہمارے گھر آئی ہے ہم رسالت والے ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی جگہ ہیں یہاں فرشتے اترتے ہیں۔ہم اللہ کی نمائندگی اور سفارت کے مالک ہیں مولاؑ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ اس وقت یہ نمائندگی میرے پاس ہے۔

۷ اس بیان میں مولا حسینؑ نے خود کو اللہ تعالیٰ کا نمائندہ قرار دیا ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی زبانی یزید کا تعارف

۱ آپؑ نے فرمایا کہ یزید گنہگار ہے، شرابی ہے، زانی ہے یعنی اس کا کردار بیان فرمایا خاندانی تعارف نہیں کرایا کہ وہ معاویہ کا بیٹا ہے۔

۲ انہوں نے یہ سن کر انکار نہیں کیا یعنی اگر یہ بات صحیح نہ ہوتی تو ولید اس سے انکار کر دیتا وہ کہہ سکتا تھا کہ آپؑ نے غلط کہا ہے لیکن اس نے ایسا نہ کہا بلکہ حقیقت کا اقرار کیا۔

۳ مولاؑ نے صرف یہ نہیں کہا کہ میں یزید کی بیعت نہیں کرتا بلکہ کہا۔

کہ ''مجھ جیسا اس جیسے کی بیعت نہیں کر سکتا'' اس ایک جملے میں آپؑ نے اپنی عصمت وطہارت اور خلیفۃ اللہ ہونے کی وضاحت کر دی میں نبوت ورسالت والا ہوں میں اس جیسے کی بیعت نہیں کر سکتا۔

۴ یہاں ایک اور مسئلہ حل ہو گیا بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے کسی شخص کی بعد از رسولؐ بیعت کی۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ کہ علی علیہ السلام اس کی بیعت کریں تاریخی حقائق اس کے برعکس ہیں امام حسین علیہ السلام کے بیان میں دو ٹوک فیصلہ اور اصول موجود ہے کہ ''مجھ جیسا اس جیسے کی بیعت نہیں کر سکتا'' پس نہ حسینؑ بیعت کرتا ہے اور نہ حسینؑ سے پہلے کسی نے بیعت کی اور نہ ہی بعد میں کوئی کرے گا۔ معاملہ اوصاف اور حیثیتوں کا ہے۔

۵ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو دو خاندانوں کی لڑائی تھی تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے مدینے میں یہ تاریخی اعلان فرمایا۔ کہ ایسا نہیں، دو کرداروں کی لڑائی ہے (۱) رحمانی کردار (۲) شیطانی کردار۔

اسی وجہ سے حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنا اور یزید کا تعارف کردار سے کرایا۔ حضرت

امام حسین علیہ السلام نے یہ خطبہ دیا اور اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے جانثاروں کے ہمراہ واپس گھر تشریف لے گئے۔

﴿ولید کا مروان کو جواب﴾

اسی دوران ولید نے مروان سے کہا تمہارے لیے تباہی ہو کیا تم مجھے حسین علیہ السلام کے قتل کا مشورہ دیتے ہو؟ حسین علیہ السلام کے قتل سے میرا دین و دُنیا چلی جائے گی خدا کی قسم! میں اگر ساری دُنیا کا بھی مالک بن جاؤں مگر حسین علیہ السلام کو قتل نہ کروں گا اور خدا کی قسم! کہ حسین علیہ السلام کو قتل کر کے جو بھی اللہ کے سامنے پیش ہوگا اس کے اعمال میں کچھ بھی باقی نہ ہوگا وہ اللہ کے بے پناہ عذاب کا مستحق ہوگا۔

﴿نوٹ﴾ یہ ولید کے جملے یزید کے جہنمی ہونے کو ظاہر کرتے ہیں اور یہ ایک حقیقت ہے کہ جسے ولید نے چاہے دُنیا داری کیلئے کہا ہو یا حقیقت کا اظہار کیا ہو بیان کیا، جو تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہے۔

﴿مروان سے حضرت امام حسین علیہ السلام کی گفتگو کا عربی متن﴾

انا للہ و انا الیہ راجعون وعلی الاسلام السلام اذا بلیت الامۃ براع مثل یزید ولقد سمعت جدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یقول: الخلافۃ محرمۃ علی ال ابی سفیان فاذا رأیتم معاویۃ علی منبری فابقروا بطنہ وقدرأہ اھل المدینۃ علی المنبر فلم یبقروا فابتلاھم اللہ بیزید الفاسق.

ترجمہ: جب دوسرا دن ہوا تو حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے گھر سے باہر نکلے تا کہ لوگوں کے خیالات معلوم کریں کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں؟ آپؑ کا سامنا مروان سے ہوا۔

مروان نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو دیکھ کر کہا۔

یا اباعبداللہؑ! میں آپ کا خیر خواہ ہوں میں آپؑ کو نصیحت کرتا ہوں ... اگر آپؑ میری بات پہ عمل کریں گے تو ہدایت پائیں گے اور صحیح رہیں گے۔

امام عالی مقامؑ نے جواب میں فرمایا۔

بولو کیا کہنا چاہتے ہو؟ تاکہ میں بھی تو سنوں کہ تمہارے خیالات کیا ہیں؟ اور مجھے کیسی نصیحت کرنے کا ارادہ رکھتے ہو؟

مروان نے کہا کہ میں آپؑ سے یہ کہتا ہوں کہ آپؑ یزید کی بیعت کرلیں کیونکہ یہ آپؑ کی دُنیا و دین کیلئے بہتر ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے یہ جملے سن کر فرمایا۔

انا لله وانا اليه راجعون

کلمہ مصیبت پڑھ کر فرمایا کہ پھر تو ایک اور مصیبت ہوگی اور ایسے اسلام پر سلام ہو جس اسلام کی قیادت کے لیے اُمت کو یزید جیسا فاسق رہبر مل جائے۔

پھر مولاؑ مروان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔

بربادی ہو تمھارے لئے کیا تم مجھے حکم دیتے ہو؟ کہ میں یزید کی بیعت کروں جبکہ یزید ایک گناہ گار آدمی ہے تو نے بہت ہی اُلٹ بات کی ہے۔

میں اس بات پر صرف تیری مذمت نہیں کرتا کیونکہ تو وہ ملعون ہے جس پر خدا کے رسولؐ نے لعنت کی ہے اور اس وقت تو اپنے باپ ابوالعاص کی پشت میں تھا اور جس شخص پر رسول اللہؐ نے لعنت کی ہو اس کیلئے کچھ بھی ناممکن نہیں۔ اور نہ ہی اس سے کسی چیز کی سوائے اس کے توقع ہے۔ کہ وہ یزید جیسے شخص کی طرف بیعت کی دعوت دے۔ پھر فرمایا۔

اے اللہ کے دشمن مجھ سے دور ہو جاؤ ہم رسول اللہؐ کے اہل بیتؑ ہیں، حق ہماری طرف اور ہماری زبانیں ہی حق بات کہتی ہیں اور میں نے حضرت رسول اللہؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خلافت ابوسفیان کی اولاد پر حرام ہے۔

نیز حضور پاکؐ کا یہ بھی فرمان ہے کہ جب تم حاکم شام کو مدینہ میں میرے منبر پر دیکھو تو تم اس کا پیٹ چاک کردینا۔ خدا کی قسم مدینے والوں نے میرے ناناؐ کے منبر پر حاکم شام کو دیکھا اور اس بات پر عمل نہ کیا جو رسول اللہؐ نے معاویہ کے متعلق فرمائی تھی۔ پس خدا نے معاویہ کے بیٹے یزید کو

ان پر مسلط کر دیا ہے۔

اللہ معاویہ کو اس کے کیئے کا نتیجہ دے اور جس کا مستحق ہے اسے وہ سب کچھ دے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب مروان نے یہ بات حضرت امام حسین علیہ السلام سے سنی تو وہ غصہ میں آ گیا اور کہنے لگا کہ۔ خدا کی قسم! تم اس وقت تک میرے پاس سے نہیں جا سکتے جب تک تم ذلت کے ساتھ یزید بن معاویہ کی بیعت نہ کرو گے کیونکہ تم ابوتراب کی اولاد باتیں بہت کر سکتے ہو اور اولاد ابوسفیان کی دشمنی تمہارے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے تمہیں حق ہے کہ تم ان کے ساتھ دشمنی کرو اور ان کو حق ہے کہ وہ تمہارے ساتھ دشمنی کریں۔

تو امام عالی مقامؑ نے اس کی بات نے سن کر فرمایا۔

اے مروان! تمہارے لیے تباہی ہو مجھ سے دور ہو جا کیونکہ تو نجس اور پلید ہے اور ہم اہل بیتؑ طاہر و اطہر ہیں ہم وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ ہی کیلئے آیت اتاری۔

انمایرید اللہ لیذ ھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھر کم تطھیرا

اس پر مروان نے سر جھکا لیا اور کچھ نہ بولا امام عالی مقامؑ نے نیز یہ بھی فرمایا کہ

اے زرقاء (مشہور زانیہ اور نیلی آنکھوں والی عورت) کے بیٹے (ایک اور عبارت میں ہے اے گندی عورت کے بیٹے بازاروں میں جھنڈا لگا کر اپنی طرف لوگوں کو دعوت گناہ دینے والی کے بیٹے مجھ سے دور ہو جاؤ) تم ہر وہ کام کرتے ہو جو میرے نانا ناپسند کرتے ہیں تم اپنے ربّ کے سامنے اس دن آؤ گے جب میرے نانا تم سے میرے حق اور یزید کے متعلق سوال کریں گے۔

پس مروان غصے کی حالت میں ولید کے پاس چلا گیا اور وہ تمام باتیں اسے جا کر بتائیں جو امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ہوئی تھیں۔

﴿اہم نکات﴾

۱۔ امام حسین علیہ السلام نے مروان جیسے پلید انسان کی بات سننے سے انکار نہیں کیا تو اس سے سبق ملتا ہے کہ اگر کوئی بدترین دشمن بھی آپ سے بات کرے تو سن لینی چاہیے اور بعد میں جو حق بات ہو

وہی کہیں اور اس پر عمل کریں۔

۲۔ امام حسین علیہ السلام نے یہاں دو قسم کے اسلام کا تصور دیا ہے ایک وہ ہے کہ جنکی رہبری اور قیادت یزید جیسوں کے ہاتھ میں ہے (جو ظاہر میں اسلام کی بات کریں اور باطن میں اسلام کی تباہی کریں) دوسرا اسلام وہ ہے کہ جو معصومینؑ اور نائبین برحق رسول اللہؐ کے پاس ہے اور امام حسین علیہ السلام اسی اسلام کے رہبر تھے۔

یزید جیسوں کی قیادت و رہبری میں جو اسلام کا عنوان ہوگا تو پھر اس اسلام کا فاتحہ پڑھ لیں کیونکہ یہ وہ رسول اکرمؐ کا لایا ہوا اسلام نہیں ہے۔

۳۔ اسی بیان میں مروان کا ملعون ہونا اور راہ راست سے بھٹکنا بھی بتایا گیا ہے۔

۴۔ اسی گفتگو میں امام عالی مقامؑ نے یہ واضح کیا ہے کہ ہم اہل بیتؑ پیغمبرؐ ہیں اور حق ہمارے ساتھ ہے ہم جو کہتے یا کرتے ہیں وہی حق ہے۔

۵۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے حضور اکرمؐ کی حدیث سے بیان کیا ہے کہ ابوسفیان کی اولاد پر اسلامی خلافت و حکومت حرام ہے۔

۶۔ اور اس میں یہ بھی واضح کیا کہ رسول اللہؐ نے معاویہ کے بارے میں جو حکم دیا تھا مدینہ والوں نے اس پر عمل نہ کیا تو خدا نے معاویہ سے بھی بدترین شخص یزید کو ان پر مسلط کر دیا۔

۷۔ اسی بیان میں حضرت امام حسین علیہ السلام نے مروان کو نجس اور پلید کہا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو بھی امامؑ وقت کی مخالفت کرے گا وہ نجس اور پلید ہے۔

۸۔ یہ بھی بتایا کہ آیت تطہیر ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

۹۔ یہ بھی بتایا جو بات ہم کہہ رہے ہیں وہ حق ہے اور اس کا انکار مروان بھی نہیں کر سکا یعنی یہ تمام باتیں اس کے اندر موجود تھیں وگرنہ وہ جواب میں کہہ دیتا کہ آپؑ غلط بیانی کر رہے ہیں۔

۱۰۔ یزید کی بیعت نہ کرنے کی وجہ امام عالی مقامؑ پہلے بیان کر چکے ہیں کہ انبیاءؑ کا وارث شیطان کے کارندوں کی بیعت نہیں کر سکتا کیونکہ خدا کے مخالف کی بیعت کرنا معصومؑ کیلئے کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہے۔

مدینہ چھوڑنے سے پہلے:

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام نانا کے مزار پر﴾

رات کے وقت امام حسین علیہ السلام اپنے گھر سے باہر آئے اور نانا کی مزار اقدس پر پہنچے اور ان الفاظ کے ساتھ نانا کو سلام کیا۔

السلام علیک یارسول اللہ انا الحسین ابن الفاطمة فرخک وابن فرختک وسبطک الذی خلفتنی فی امتک فاشهد یانبی الله انهم خذلونی ولم یحفظونی وهذه شکوای الیک حتی القاک۔

ترجمہ﴿ آپؐ پرسلام ہو اے اللہ کے رسولؐ! میں حسینؑ فاطمہؑ کا بیٹا ہوں میں آپؐ کا بیٹا آپکی بیٹی کا بیٹا ہوں میں آپ کا نواسہ اور فرزند ہوں جسے آپؐ اپنی امت میں چھوڑ گئے پس اے اللہ کے نبیؐ آپ اس اُمت پر گواہ رہنا کہ انہوں نے مجھے بے حفاظت چھوڑ دیا اور آپ کے پاس یہ میری شکایت ہے یہاں تک کہ میں آکر آپؐ سے ملاقات کروں۔ یہ زیارت پڑھنے کے بعد آپؑ مزار اقدس کے قریب نماز میں مشغول ہو گئے۔

﴿دوسری دفعہ نانا کے مزار پر﴾

جب ولید سے گفتگو کو دوسری رات ہوئی تو امام حسینؑ نانا کی مزار پر گئے دو رکعت نماز پڑھی پھر یہ کلمات کہے۔

اللهم ان هذا قبر نبیک محمد وانا ابن بنت نبیک وقد حضرنی من الامر ماقد علمت اللهم انی احب المعروف وانکر المنکر واسألک یا ذالجلال والاکرام بحق القبر ومَن فیه الا اخترت لی ماهولک رضیً ولرسولک رضیً

ترجمہ﴿ اے اللہ! یہ تیرے نبیؐ کی قبر ہے اور میں تیرے نبیؐ کی بیٹیؑ کا بیٹا ہوں اور جو معاملہ مجھے درپیش ہے تو اس سے آگاہ ہے اے خدا! میں اچھائی کو پسند کرتا ہوں اور برائی سے نفرت کرتا ہوں

اے خدا! میں اس قبر کے حق کے صدقے میں میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور جو اس قبر میں موجود ہے اس کے حق کا واسطہ دے کر کہ تو میرے لئے وہ پسند کر جس میں تیری اور تیرے رسولؐ کی رضا ہو۔

﴿ان دو عبارتوں میں اہم نکات﴾

۱﴾ زیارت کے جملوں میں حضرت امام حسین علیہ السلام نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ آپؑ اُمت پر رسول اللہؐ کے مقرر کردہ خلیفہ و جانشین تھے۔

۲﴾ اس بات کو واضح کیا کہ اُمت نے آپکی قدر نہ کی آپکا حق ضائع کیا اور آپؑ کی ذمہ داری آپؑ کے حوالے سے پوری نہ کی اور جن لوگوں نے آپؑ کا ساتھ نہ دیا وہ مجرم ہیں مولاؑ نے یہ شکایت حضرت رسول اللہؐ کے حضور پیش کی۔

۳﴾ اس میں وہابیوں کے نظریہ کی تردید ہے امام عالی مقامؑ نے اس طرح گفتگو کی کہ جس طرح رسولؐ سن رہے ہوں۔

۴﴾ مولاؑ کو نیکی پسند اور برائی سے نفرت ہے تو مولاؑ ماننے والوں کو بھی ایسا ہونا چاہیے۔

۵﴾ مولاؑ نے قبر اور قبر والے کا واسطہ دے کر خدا سے سوال کیا لوگ یہ بات تو مان جاتے ہیں کہ رسولؐ کا واسطہ دیا جائے مگر امامؑ نے قبر کا واسطہ دے کر یہ ثابت کیا کہ امامؑ و نبیؐ کی قبر کی بھی ایک منفرد شان اور فضیلت ہے نیز قبر مقدس کا واسطہ دینا بھی درست ہے اسی سے اولیاء کے مزارات پر جانے کا جواز بھی ثابت ہو جاتا ہے اور اولیاء اللہ کے منسوبات کا واسطہ دے کر دعا مانگنا بھی درست ہے۔

۶﴾ امام حسین علیہ السلام کی ساری توجہ خدا کی طرف ہے اور شکایت بھی اللہ سے کی ہے اور کہا ہے کہ اے خدا! کہ تو میرے معاملے سے آگاہ ہے اور پھر خدا سے فیصلہ بھی مانگا ہے کہ وہ فیصلہ جاری فرما کہ جس میں تیری رضا ہو۔

﴾حضرت رسول اللہؐ کا امامؑ کو پیغام﴿

امام حسین علیہ السلام نے رورو کر دعا مانگنا شروع کی اور یہاں تک کہ صبح کی سفیدی طلوع ہوگئی اور صبح کے وقت آپؑ نے اپنا سر حضورؐ پاک کی قبر پر رکھا تو تھوڑی دیر کیلئے آپؑ کو اونگھ آ گئی تو امام حسین علیہ السلام نے دیکھا۔ نبی پاکؐ فرشتوں کے ایک جھرمٹ میں اسطرح تشریف لائے ہیں کہ آپؐ کے دائیں بائیں آگے پیچھے سب فرشتے تھے حضور پاکؐ نے امام حسین علیہ السلام کو اپنے سینے سے لگایا اور آپ کی پیشانی پر بوسہ دے کر فرمایا۔

(گویا کہ امام حسین علیہ السلام کی پہلی مجلس نبی پاکؐ خود پڑھ رہے ہیں اور مولاؑ سن رہے ہیں)

اے میرے پیارے بیٹے ! گویا میں آپؑ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپؑ جلد قتل کر دیئے جائیں گے آپؑ کو ذبح کیا جائے گا اور یہ کام میری امت کا ایک گروہ کرے گا اور آپؑ کو پیاسہ ذبح کیا جائے گا اور آپؑ کو پانی نہیں دیا جائیگا آپؑ کا جگر پیاس کی شدت سے جل رہا ہوگا اسے پانی سے سیراب نہیں کیا جائیگا میری امت کا یہ گروہ یہ جرم بھی کرے گا اور اس کے ساتھ وہ میری شفاعت کی امید بھی رکھے گا ان کیلئے ایسا نہیں ہوگا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن میری شفاعت ان تک نہیں پہنچائے گا اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کیلئے کسی قسم کی کوئی نرمی اور مہربانی نہ ہوگی۔

میرے پیارے حسین علیہ السلام ! تیرا باباؑ، تیری ماںؑ اور تیرے بھائی حسن علیہ السلام میرے پاس آئے ہیں اور وہ سب آپؑ کے مشتاق ہیں اور اے حسینؑ ! تیرے لئے جنت میں درجات ہیں جنکو تو شہادت کے بغیر ہرگز نہ پاسکے گا۔

﴾حضرت امام حسین علیہ السلام کی اپنے ناناؐ سے خواہش﴿

جب امام حسین علیہ السلام نے اپنے نانا کو نیند میں دیکھا اور گفتگو سنی تو فرمایا ! اے نانا ! میں دُنیا میں واپس نہیں جانا چاہتا مجھے دُنیا میں جانے کی کوئی ضرورت نہیں پس آپؐ مجھے اپنے پاس لے لیں اور اپنے ساتھ قرار دے دیں۔

﴿حضرت رسول اللہؐ کا امام حسین علیہ السلام کے لئے فرمان﴾

نبی پاکؐ نے فرمایا! اے حسین علیہ السلام آپ کو دُنیا میں ضرور پلٹ کر جانا ہے تا کہ آپؑ شہادت کا رتبہ حاصل کر سکیں۔ اور شہادت میں خدا نے جو اجر و ثواب آپؑ کیلئے قرار دیا ہے اسے حاصل کریں کیونکہ آپؑ اور آپؑ کے باباؑ، آپکی ماںؑ، بھائیؑ اور آپؑ کے چچا (جعفرؑ) اور آپؑ کے باباؑ کے چچا (حمزہؑ) قیامت کے دن سب کے سب ایک جماعت و گروہ کی صورت میں محشور ہوں گے یہاں تک کہ آپؑ سب لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے (امام حسین علیہ السلام بیدار ہو جاتے ہیں اور اپنے ناناؐ کی قبر کو ان الفاظ کے ساتھ وداع کرتے ہیں)

میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں یا رسول اللہؐ! میں آپ کی ہمسائیگی کو مجبوری کی حالت میں چھوڑ رہا ہوں میرے اور آپؐ کے درمیان جدائی ڈال دی گئی ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ معاویہ کا بیٹا یزید جو کہ شرابی ہے، کمینہ و گنہگار ہے، زانی و فاسق و فاجر ہے وہ مجھے مجبور کر رہا ہے کہ میں انبیاءؑ کا وارث ہوتے ہوئے اس کے سامنے جھک جاؤں ..... پس میں آپؐ کی کے قرب کو چھوڑ کر جا رہا ہوں جب کہ آپؐ کی مزار اقدس کو چھوڑنا میرے لیے بہت ہی تکلیف دہ ہے میری طرف سے آپؐ پر سلام و وداع ہو۔

﴿اس گفتگو کے اہم نکات﴾

اول نکتہ یہ ہے کہ رسول خداؐ نے امام مظلومؑ کی مجلس پڑھی۔

امامؑ اور معصوم کا خواب حکم خدا کا درجہ رکھتا ہے یعنی سچا ہوتا ہے۔ امام حسین علیہ السلام کو با قاعدہ یہ حکم ملا کہ وہ مدینہ کو چھوڑ دیں آپؑ نے اپنے اختیار سے مدینہ نہ چھوڑا بلکہ مجبوری کی حالت میں چھوڑا (یزید کی بیعت نہ کی) آپؑ کا یہ قیام اور خروج رسولؐ اللہ کے حکم کی تعمیل کیلئے اور خدا کے دین کی بقاء کے لئے تھا۔

سابقہ بیانات سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ امام حسینؑ نے یزید کی بیعت اس لئے نہیں کی کہ وہ باطل پر تھا   اسلام کا باغی تھا   دشمن خدا اور رسولؐ تھا   اور یہ فیصلہ سوچ سمجھ کر کیا امامت

جذبات میں آکر کوئی فیصلہ کرتی ہی نہیں اور نہ ہی کسی گروہ کی طرف سے آپؑ کو امام قرار دینے اور رہبر بنانے کی وجہ سے آپ نے ایسا کیا پس یہ خیال درست نہیں ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے کوفہ والوں کی حمایت کے اعلان کی وجہ سے ایسا کیا کیوں کہ یہ سب باتیں اس وقت کی ہیں جب عالم اسلام خواب غفلت میں تھا اور کسی کو یزید کے ایسے اقدام کی خبر تک نہ تھی۔ اور نہ ہی کسی کو امام حسین علیہ السلام کے اعلان کی خبر تھی تا کہ کسی جگہ آپ کو حمایت ملتی اور وہ حمایت کسی فیصلہ کی بنیاد بنتی۔ یہ سب فیصلہ ایک الہی حکم کی تعمیل میں تھا اور اس تناظر میں تھا کہ الہی نمائندے کسی کی بیعت نہیں کیا کرتے۔

اس اقدام سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ اختلاف اصولی تھا اور حضرت امام حسن علیہ السلام نے بھی معاویہ کے ہاتھ پر بیعت نہ کی تھی بلکہ حالات کے پیش نظر جنگ بندی کا معاہدہ کیا تھا اور یہ بھی اُمت کی بے حسی اور بے معرفتی کی وجہ سے ہوا تھا۔ کیونکہ اگر حضرت امام حسین علیہ السلام جنگ بندی کی پیش کش قبول نہ کرتے تو اس کے بعد مسلمانوں کا جو قتل عام ہونا تھا اس سب کی ذمہ داری حضرت امام حسن علیہ السلام پر ڈال دی جاتی اور ابوسفیان کا بیٹا تمام تر جرائم کے باوجود امت کی نظروں میں پارسا بن جاتا۔ حضرت امام حسن علیہ السلام نے ایسا قدم اٹھایا کہ امت پر وقت گذرنے کے ساتھ باطل واضح ہوگیا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ اسلام اور عزاداری امام حسینؑ

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام کے ماتم اور عزاداری کے لیے آٹھ سو درہم کی وصیت فرمائی کہ میری شہادت کے بعد دس برس تک ہر سال ایام حج میں منیٰ میں نوحہ خوانی کرائی جائے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی جناب محمد حنفیہ سے گفتگو

جب صبح کے وقت رسول اللہ کے حرم آپ سے واپس آئے تو آپؑ کے بھائی محمد حنفیہ آپ کے پاس آئے اور عرض کی۔

اے میرے بھائی! آپ پوری مخلوق سے زیادہ میرے نزدیک محبوب ترین ہیں مجھے ان سب سے زیادہ آپؑ عزیز ہیں خدا کی قسم! کوئی بھی آپؑ سے بڑھ کر خیر خواہی کا حقدار نہیں ہے کیونکہ آپ میرا وجود ہیں میری روح و جان ہیں میری آنکھیں ہیں آپؑ اہل بیتؑ میں سے بزرگ ہیں آپؑ کی اطاعت میرے اوپر فرض ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو میرے اوپر شرافت وفضلیت عطاء کی ہیں اور آپؑ کو جوانان جنت کا سردار بنایا ہے اور پھر گفتگو مزید آگے بڑھاتے ہوئے عرض کی! کہ آپؑ مدینہ سے مکہ تشریف لے جائیں اگر وہاں پر حالات اچھے رہے تو وہیں رہیں ورنہ آپ یمن کے شہروں کی طرف تشریف لے جائیں کیونکہ یمن والے آپؑ کے ناناؐ اور باپؑ کے انصار ہیں اور وہ لوگوں میں سب سے زیادہ مہربان ہیں ان کے دل سب سے زیادہ نرم ہیں ان کا ملک دیگر ملکوں سے زیادہ وسیع ہے اور اگر وہاں پر حالات درست ہو جائیں تو بہتر ورنہ بصورت دیگر آپ ریگستانوں اور پہاڑوں کی گھاٹیوں کی طرف چلے جایئے گا اور ایک شہر سے دوسرے شہر میں جایئے گا یہاں تک کہ آپ دیکھیں گے کہ لوگوں کا معاملہ کس طرف پلٹتا ہے اور خدا ہمارے اور گنہگار قوم کے درمیان کیا فیصلہ کرتا ہے؟

جناب محمد حنفیہ کے لیے حضرت امام حسین علیہ السلام کا جواب

امام حسینؑ نے فرمایا اے بھائی! خدا کی قسم!

کہ اگر دُنیا میں کوئی ٹھکانہ اور کوئی پناہ گاہ نہ رہی تو پھر بھی میں یزید کی بیعت نہ کرونگا محمد بن حنفیہ نے بات ختم کردی اور رونا شروع کر دیا اور امام حسین علیہ السلام بھی ان کے ساتھ تھوڑی دیر تک روتے رہے اور پھر فرمایا۔

اے بھائی! خدا آپکو جزائے خیر دے آپ نے میری خیر چاہی اور صحیح مشورہ دیا میں نے تو مکہ

جانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کا اپنے ساتھیوں پر اعتماد﴾

میں اس کام کیلئے خود آمادہ ہوں اور میرے بھائی بھتیجے اور شیعہ تیار ہیں یہ سب ایسے ہیں کہ جنکا امر میرا امر ہے جنکی رائے میری رائے ہے۔

﴿محمد بن حنفیہ کیلئے ہدایات﴾

لیکن اے بھائی! آپ نے یہیں مدینہ میں رہنا ہے تا کہ آپ میرے لئے ان مخالفین کے حوالے سے خبریں دیتے رہیں اور ان مخالفین کے جتنے معاملات ہیں ان میں سے کسی چیز کو مجھ سے مخفی نہ رکھیں۔

﴿نکات﴾

۱﴾ جناب محمد بن حنفیہ کی امامؑ کے بارے میں معرفت اور اطاعت کا اظہار ہے اور یہ کہ رعیت کو امامؑ کا خیر خواہ ہونا چاہیے۔

۲﴾ دوسری بات یمن والوں کی تعریف کی ہے کہ وہ اچھے اور نرم دل مسلمان ہیں۔

۳﴾ حضرت محمد بن حنفیہؒ نے یزید کے حوالے سے واضح کیا ہے کہ یزید کی بیعت امامؑ کو ہرگز نہیں کرنی چاہیے چاہے وہ جہاں جائیں۔

۴﴾ حضرت امام حسینؑ کا مدینے میں واضح بیان ہے کہ میں کسی صورت میں بھی یزید کی بیعت نہیں کر سکتا یہ میرا اٹل فیصلہ ہے۔

۵﴾ حضرت امام حسین علیہ السلام نے جناب محمد بن حنفیہ کی تعریف کی کہ آپ نے اچھا مشورہ دیا ہے۔

۶﴾ امام حسین علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں کے بارے میں بتایا کہ جوان کی رائے ہے وہ میری رائے ہے یہ نہیں کہا کہ جو میری رائے ہے وہی ان کی رائے ہے بلکہ یہ کہا کہ جوان کی رائے ہے وہی میری رائے ہے یعنی مولاؑ کو اس قدر با اعتماد ساتھی اور آدمی ملے کہ مولاؑ نے اس طرح سے جو

کہا ہے اس سے سبق ملتا ہے کہ دین و دُنیا کے رہبروں کو ساتھیوں پر اعتماد کرنا چاہیے اور ساتھیوں کو بھی اعتماد پر پورا اُترنا چاہیے۔

۷ ۞ حضرت امام حسینؑ نے محمد حنفیہ کو حکم دیا کہ آپ مدینہ رہیں اور یہاں کی خبریں مجھ تک پہنچائیں آپؑ سمجھا رہے تھے کہ کس طرح سے پلاننگ کرنی چاہیئے۔ اور ساتھیوں کے بارے میں واضح کرا دیا کہ ان میں اور آپؑ میں کوئی فرق نہیں ہے نیز آپؑ نے مدینہ کے حالات سے آگاہی کے لیے تاکید فرمائی۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا گریہ

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام ۳۵ سال تک حضرت امام حسین علیہ السلام پر گریہ فرماتے رہے آپؑ دن کو روزہ رکھتے تھے اور رات کو عبادت کیا کرتے تھے جس وقت روزہ کے افطار کا وقت ہوتا تھا غلام کھانا اور پانی پیش کرتا اور تناول کرنے کو کہتا تو آپؑ فرمایا کرتے کہ ہائے افسوس فرزند رسولؐ بھوکا پیاسہ شہید کیا گیا اور انہی الفاظ کو دہراتے رہتے تھے اور روتے رہتے تھے یہاں تک کہ کھانا آنسوؤں سے تر ہو جاتا تھا اور پانی آنسوؤں سے مخلوط ہو جاتا تھا جب تک آپؑ زندہ رہے آپؑ کا یہی دستور رہا۔

جناب محمد حنفیہؒ کی گفتگو کا ایک اور حصہ

اے بھائی! مجھے ڈر ہے کہ یہ لوگ آپؑ کو قتل نہ کر دیں اور اس کے بعد جناب محمد بن حنفیہ نے یہ تجویز پیش کہ آپ مکہ چلے جائیں اور وہاں بھی حالات ٹھیک نہ ہوں تو یمن یا پھر جنگلوں اور ریگستانوں میں نکل جائیں اور بعض روایات کے ذریعے معلوم ہوا ہے کہ محمد بن حنفیہ نے یہ بھی عرض کی ہے کہ آپ کوفہ نہ جائیں تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے جہاں اور جوابات دیئے تو یہ بھی فرمایا کہ!

خدا کی قسم! اے میرے بھائی اگر میں حشرات الارض کے بلوں میں بھی چلا جاؤں تو یہ لوگ مجھے وہاں سے بھی نکال لائیں گے اور قتل کر دیں گے۔

نکات

۱۔ محمد بن حنفیہ کی ہمدردی کا اظہار اور حفاظت کی فکر...... اس طرح ہر رعیت کو اپنے امامؑ کیلئے ہونا چاہیے۔ آج ہمیں اپنے امام زمانہ عج کی عافیت وسلامتی کے لیے بھی ایسی سوچ رکھنی چاہیے۔

۲۔ مولاؑ نے ایک بہت دردناک صورت واضح کی ہے کہ اس وقت امت اتنی بگڑ چکی ہے کہ وہ امام مظلومؑ کے خون کے پیاسے ہیں کہ بالفرض اگر میں حشرات لارض کے بل میں بھی چلا جاؤں تو بھی یہ لوگ مجھے نہ چھوڑیں گے۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁

حضرت امام زمانہ عج اور عزاداری امام حسینؑ

زیارت ناحیہ میں ہے کہ میں آپؑ پر صبح وشام ندبہ وماتم کروں گا اور آنسوؤں کی بجائے آپ پر خون روؤں گا۔

﴾حضرت امام حسین علیہ السلام کی محمد حنفیہ کے لیے وصیت﴿

(حضرت امام حسین علیہ السلام نے مدینہ چھوڑنے سے پہلے قلم دوات اور کاغذ طلب فرمایا اور یہ وصیت اپنے بھائی محمد کو تحریر کر کے دی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هذاما اوصیٰ به الحسین ابن علی الی اخیه محمد بن الحنفیه ان الحسین یشهدان لا اله الا الله وحده لا شریک له وان محمداً عبده ورسوله جاء بالحق من عنده وان الجنة حق والنار حق والساعة آتیة لا ریب فیها وان الله یبعث من فی القبور وانی لم اخرج اشراً ولا بطراً ولا مفسداً ولا ظالماً وانما خرجت لطلب الا صلاح فی امةِ جدی صلی الله علیه وآله ارید ان آمر بالمعروف وانهیٰ عن المنکر واسیر بسیرة جدی وابی علی ابن ابی طالب فمن قبلنی بقبول الحق فالله اولیٰ بالحق ومن رد عَلَیَّ هذا اصبر حتی یقضی الله بینی وبین القوم وهو خیر الحاکمین وهذه وصیتی الیک یااخی وماتوفیقی الا بالله علیه توکلت والیه انیب.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ وصیت ہے حسینؑ بن علیؑ کی طرف سے بھائی محمد جو ابن حنفیہ کے نام سے مشہور ہیں کے نام کہ بہ تحقیق حسینؑ ابن علیؑ گواہی دیتے ہیں کہ **لا اله الا الله وحده لا شریک له** کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور محمدؐ اللہ کے عبد اور اس کے رسولؐ ہیں جو حق کی جانب سے حق لیکر آئے ہیں اور یہ کہ جنت برحق ہے جہنم برحق ہے قیامت آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں اور یہ کہ اللہ ان سب کو جو قبروں میں ہیں اُٹھائے گا۔

﴿نکات﴾

۱﴾ وصیت کے اس حصہ میں امامؑ نے توحید و نبوت و قیامت اور اس سے متعلقہ عقائد بیان کر کے اپنا عقیدہ بتایا ہے اور شاید آپؑ نے اس لئے یہ تحریری وصیت کی ہے تا کہ کل فتوی فروش ملّاں اپنا دین بیچ کر حضرت امام حسین علیہ السلام کے خلاف فتوی دیں گے کہ (العیاذ باللہ) حسینؑ دین اسلام سے نکل چکے ہیں تو ان کا جواب تحریری طور پر پہلے سے دیا جا چکا ہو۔

۲﴾ وصیت تحریر کرنے کی اہمیت واضح ہوتی ہے کہ تحریری طور پر وصیت کی جائے اور اس جگہ یہ مقام افسوس بھی ہے کہ بجائے اس کے کہ لوگ امامؑ کے پاس آ کر اپنا عقیدہ درست کرائیں وہ اُلٹا امامؑ کا عقیدہ پوچھیں اور امامؑ خود لوگوں کو تحریری طور پر بتائیں ہیں کہ میں مسلمان ہوں۔

﴿یزید کے خلاف حضرت امام حسین علیہ السلام کے اہداف﴾

امام حسین علیہ السلام نے اس وصیت کے اگلے حصے میں اپنے قیام کے بارے میں جو یزید کے خلاف تھا اغراض و مقاصد بیان کیے آپؑ فرماتے ہیں کہ۔

باتحقیق میں نے یہ خروج ان اھداف کی خاطر کیا ہے۔

۱﴾ میں شر پھیلانے والا نہیں ہوں۔ بلکہ شر کے خاتمہ کے لیے میرا یہ قیام ہے۔

۲﴾ میں اترانے (تکبر کرنے والا) والا نہیں ہوں۔ بلکہ تکبر و غرور کی ناک رگڑنے جا رہا ہوں۔

۳﴾ میں فسادی نہیں ہوں۔ بلکہ فساد کی جڑوں کو خشک کرنے جا رہا ہوں۔

۴﴾ میں ظالم نہیں ہوں۔ بلکہ ظلم کا خاتمہ کرنے جا رہا ہوں۔

﴿اہم نکتہ﴾

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے قیام کے حوالے سے چار چیزوں ظلم، فساد، غرور و تکبر اور شر کی نفی کی ہے اس کے بعد امامؑ اس طرح اپنا مقصد بیان فرماتے ہیں۔

امامؑ فرماتے ہیں کہ میرا خروج اس لئے ہے کہ میں اپنے نانا کی امت کی اصلاح کروں اُمت بگڑ چکی ہے یہ اقدام اس کو درست کرنے کیلئے ہے۔

﴿اصلاح کی تفصیل﴾

آ گے فرماتے ہیں۔

۱﴾ میں چاہتا ہوں کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کروں۔

۲﴾ اپنے نانا و باپؑ کی سنت پر چلوں۔

﴿نکات﴾

۱﴾ ان دو جملوں میں مولاؑ نے عمل و زبان دونوں کے ذریعے سے اپنے اجداد کے راستے اور سیرت پر چل کر اصلاح کی تفصیل بتائی ہے۔

۲﴾ مولاؑ نے فقط یہ نہیں کہا کہ میں ناناؐ کی سیرت پر چلنا چاہتا ہوں بلکہ باپؑ کی سیرت پر بھی چلنے کا کہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت رسول اکرمؐ کے بعد تین خلافتوں کے گزرنے کے بعد جب چوتھے نمبر پر حضرت امیرالمومنینؑ کی خلافت آئی اور دوسری خلافت کے بعد بھی حضرت امیرالمومنینؑ کو یہ کہا گیا کہ ہم آپؑ کو خلافت دیتے ہیں مگر یہ کہ آپ حضورؐ کی سیرت کے ساتھ ساتھ سیرت شیخین پر بھی عمل کریں مگر حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ میں رسول پاکؐ کی سیرت طیبہ پر عمل کروں گا۔ ان کی سیرت کے علاوہ کسی اور کی سیرت پر عمل نہ کروں گا۔

اس واقعہ کے کئی سال بعد حضرت امام حسینؑ نے تحریری طور پر یہ واضح کر دیا ہے کہ میرے ناناؐ اور باپؑ کی سیرت ہی بہترین ہے اور کسی اور کی سیرت پر میں ہرگز نہیں چلوں گا اس کے ذریعے مولاؑ نے امامت کا نظریہ واضح کر کے امت کو سنت پیغمبر پر چلنے کی دعوت دی ہے۔

﴿حق کا ساتھ دینے کی دعوت﴾

آخر میں فرماتے ہیں کہ

پس جو شخص مجھے حق کے عنوان سے قبول کرے گا تو خداوند قدوس زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس کے حق کو قبول کیا جائے جس نے میری خلافت کو ٹھکرا دیا تو میں صبر کروں گا۔ یہاں تک کہ خدا میرے اور اس قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ دے اور وہ بہترین فیصلہ دینے والا ہے۔

﴿نکات﴾

۱۔ مولاؑ نے تمام مسلمانوں کو دعوت دی ہے کہ وہ میری اصلاحی دعوت کو قبول کریں۔

۲۔ مولاؑ نے کہا ہے کہ مجھے حق سمجھ کر (یہ نہیں کہا کہ حق کا پیرو ہوں) میرا ساتھ دیں یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ ''علیؑ حق کے ساتھ ہیں اور حق علیؑ کے ساتھ ہے اور حق ادھر پھرے گا جدھر علی علیہ السلام جائے گا'' (یعنی خود امامؑ حق ہیں) امام حسین علیہ السلام نے یہ جملہ فرما کر اس بات کو واضح فرمایا ہے کہ آج حق میں ہوں حق میرے ساتھ ہے میں حق کے ساتھ ہوں جدھر جدھر میں جاؤں گا حق ادھر ہوگا لہذا جو حق پر چلنا چاہتا ہے وہ میرا ساتھ دے۔

۳۔ مولاؑ نے یہ بھی بتا دیا کہ مخالفت کے نتیجے میں جو مصائب آئیں گے ان کو برداشت کروں گا اور اس دعوت سے نہ ہٹوں گا یہ نہیں کہا کہ حق سے نہیں ہٹوں گا بلکہ یہ واضح کیا کہ میں حسینؑ خود حق ہوں۔

۴۔ یہ میری وصیت ہے اور اے میرے بھائی میرے لئے اور آپ کے لئے خداوند قدوس کی مدد ہے اور اللہ پر ہی بھروسہ ہے۔

۵۔ اسی جگہ حضرت محمد حنفیہ سے فرمایا کہ آپ نے مدینہ میں رہنا ہے اور آپ نے مجھے مدینہ کی خبروں سے آگاہ رکھنا ہے۔

۶۔ اس بیان سے یہ بھی واضح ہو گیا حضرت امام حسین علیہ السلام نے تمام امور بڑے اطمینان سے طے فرمائے بلکہ اپنی تحریک کے تمام خدوخال واضح اور روشن کئے اور جانے سے پہلے تمام حالات کا جائزہ لے کر ہی ایک فیصلہ دیا۔

۷۔ آپؑ کے بیانات سے یہ بھی واضح ہے کہ آپؑ آئندہ کے حالات سے آگاہ تھے آپ جو کچھ کر رہے تھے یہ ایک خدائی حکم کے تحت تھا۔

۸۔ آپ کا سارا اقدام اسلام کی حفاظت اور اسلام کو قیامت تک محفوظ بنانے کے لیے تھا۔

﴾حضرت امام حسین علیہ السلام کی اپنے بھائی عمر بن علیؑ سے گفتگو﴿

عمر بن علیؑ کہتے ہیں کہ میں نے جب سنا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام مدینہ چھوڑ رہے ہیں تو میں آپؑ کی خدمت اطہر میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کی کہ یا ابا عبداللہؑ! روتے ہوئے فرمایا: بھائی جان! میرے بھائی حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے میرے بابا حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے اس طرح بیان نقل فرمایا کہ آپؑ کو قتل کیا جائے گا میرا خیال یہ ہے کہ آپؑ کا اس طرح سے یزید کی مخالفت کا انجام آپؑ کا قتل ہو جانا ہوگا اور وہ خبر جو مجھے دی گئی وہ وقوع پذیر ہو جائے گی۔ جب کہ دوسرا راستہ اختیار کرنے کی صورت میں آپؑ کی جان محفوظ رہے گی یہ بیان کرتے ہوئے زاروقطار رو بھی رہے تھے۔ مولاؑ نے انہیں اپنے سینہ سے لگایا اور فرمایا! تیرا کیا خیال ہے؟ کہ جو کچھ آپ کو انہوں نے بیان کیا ہوگا کہ میں قتل کر دیا جاؤں گا تو وہ انہوں نے مجھے نہیں فرمایا؟ تو جناب عمر بن علیؑ نے عرض کی۔

یا ابن رسول اللہؐ! آپؑ کو اپنے حق کا واسطہ بتایئے کہ کیا آپؑ کو آپؑ کے قتل کی خبر دی گئی ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا جی ہاں۔

﴾امام عالی مقامؑ کا اپنی شہادت کی خبر دینا اور یزید کی بیعت نہ کرنے کا دوٹوک فیصلہ﴿

میرے باپ حضرت امیرالمومنینؑ نے مجھ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضرت رسول اللہؐ نے انہیں میری شہادت اور خود ان کی شہادت کی اطلاع دی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ میری قبر ان کی قبر کے نزدیک ہوگی اور اے برادر کہ تیرا کیا خیال ہے؟ کہ جس بات کو تو جانتا ہے اس کو میں نہیں جانتا۔

''میں کبھی بھی ذلت کی طرف اپنا ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا''یعنی میں اپنے پاس ذلت نہ آنے دوں گا اور یقیناً میری مادر گرامی حضرت سیدہ زہراء (صلواۃ اللہ علیہا) اپنے بابا محمد مصطفیٰؐ سے شکایت کرنے کے لئے ملاقات کریں گی۔ یہ ان مصائب کے حوالے سے ہوگا جو حضور نبی اکرمؐ کی اُمت کی طرف سے حضرت سیدہؑ کی اولاد کو پہنچائے گئے جنت میں ان میں سے کوئی بھی نہیں جا سکے گا جنہوں

نے حضرت سیدہ زھراء (صلواۃ اللہ علیھا) کوان کی اولاد کے حوالے سے تکلیف پہنچائی ہوگی۔

﴿نکات﴾

۱۔ امام حسین علیہ السلام کو اپنی شہادت کی اطلاع تھی بلکہ یہ خبر تو عام لوگ بھی جانتے تھے پس یہ کہنا غلط ہے کہ مولاؑ یا آپؑ کی اولاد اور ساتھیوں کو خبر نہ تھی کہ اس فیصلہ کا انجام کیا ہونا ہے؟ بلکہ سب اس سے واقف تھے اور یہ جانتے تھے کہ اسلام کی حفاظت کیلئے یہ سب کچھ انجام پانا ہے اور اس کے بغیر اور کوئی چارہ کار ہی نہیں ہے۔

۲۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے یہ واضح کیا کہ اس بات کی اطلاع ان کو تھی کہ انہوں نے نجف اشرف کے نزدیک دفن ہونا ہے۔

۳۔ یزید کی بیعت کرنا ذلت ہے اور میں ذلت قبول نہ کروں گا۔ اور کوئی امامؑ کسی ایسے فیصلہ کو قبول نہیں کرتا جس میں اسکی ذلت ہو وہ ہمیشہ عزت اور کرامت کے راستہ کا انتخاب کرتا ہے اگر چہ ان کے ظاہری فیصلہ سے لوگوں کو سبکی کا پہلو نظر آرہا ہو لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا نیز امامؑ کا ہر فیصلہ حکم خدا کے تابع ہوتا ہے۔

۴۔ جناب سیدہؑ اپنا مقدمہ اپنے بابا رسولؐ پاک کی خدمت میں پیش کریں گی اور ان کی اولاد کو تکلیف دینے والے کبھی جنت میں داخل نہ ہوں گے۔

مدینہ سے روانگی کے وقت:

جب امام حسین علیہ السلام مدینہ سے اپنی تیاری کا مکمل پروگرام بتا چکے اور حسب پروگرام شاہراہ أعظم سے آپ نے مکہ کی طرف سفر کا آغاز کیا تو اس وقت آپ کی زبان پر وہی کلمات جاری تھے جو حضرت موسیٰ نے مصر کو مدائن کے قصد سے چھوڑتے وقت پڑھے تھے۔ وہ کلمات یہ ہیں:

فخرج منھا خائفا یترقب قال رب نجینی من القوم الظالمین

پس موسیٰ مصر سے خوف، پریشانی اور حالت انتظار میں نکل کھڑا ہوا اور موسیٰ نے کہا میرے ربّ مجھے ظالم قوم سے نجات عطاء فرما۔

﴾مدینہ سے مکہ کی جانب روانگی﴿

حضرت امام حسین علیہ السلام 28 رجب کو روانہ ہوئے تو سورہ قصص آیت 21 تلاوت فرما رہے تھے۔

فخرج منها خائفایترقب قال ربّ نجنی من القوم الظالمین لاو الله لا افارقه حتی یقضی الله ماهو قاض۔

سونکل کھڑے ہو (موسیٰ) وہاں سے ڈرتے ڈرتے ٹوہ لیتے ہوئے دعا مانگی اے میرے مالک! بچالے تو مجھے ظالم لوگوں سے۔

﴾نکات﴿

ا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے آپ کو حضرت موسیٰؑ کے اس سفر سے مشابہت دی ہے جیسا کہ آپؑ اپنے وطن مالوف مصر سے مدائن کی طرف نکل کھڑے ہوئے۔

۲۔ حالت خوف اپنی ذات کے حوالے سے نہیں اس لیے تھی کہ اگر آپ مدینۃ الرسولؐ نہ چھوڑتے تو فرعون وقت کے کارندے آپؑ کو قتل کرنے کے درپے ہوتے اور حرم رسولؐ کی بے احترامی ہوتی۔

۳۔ مدینۃ الرسولؐ والوں کی بے حسی اور اپنے زمانہ کے امام سے لاتعلقی اور بے معرفتی کی طرف اشارہ ہے۔

۴۔ خدا پر بھی اعتماد اور بھروسہ کا اعلان ہے اور فرعونیوں کے خاتمہ کی خبر بھی ساتھ ہی دے دی ہے۔

۵۔ یہ کہ میں حضرت موسیٰؑ کی طرح کامیاب ہوں گا فرعون کا خاتمہ ہوگا۔

مدینہ تا مکہ کی منازل کے نام

۲۸ رجب ۶۰ ھجری ۳ مئی ۶۸۰ عیسوی کو امام حسین علیہ السلام مدینہ منورہ سے مکہ کے لیے روانہ ہوئے آدھی رات کے بعد یہ کاروان مدینہ سے روانہ ہوا۔ مدینہ تا مکہ کی منازل کے نام حسب ذیل ہیں۔

آغاز سفر از مدینہ۔

ابیار علی ← دوراھا ← مساجد ← ام ایمن

جمارات ← دغانج ← بدر ← دوراھا ریاض

مستورۃ ← ربیغ ← حلیص ← عسفان

ام حملا ← تنعیم ← شعب علی ابن ابی طالب (مکہ)

تنعیم سے ایک راستہ مکہ میں داخل ہوتا تھا اور دوسرا سفر آپ اپنے گھروں کی طرف جاتا تھا جو کہ شعب ابی طالبؑ کے نام سے مشہور تھے۔ اس طرح آپ کی آخری منزل شعب ابی طالبؑ (مکہ) تھی۔

مدینہ سے مکہ تک کا فاصلہ برید اعظم (طریق اعظم) سے ۴۵۰ کلومیٹر تھا جس کی تفصیل کچھ یوں ہے مدینہ سے جنوب مغرب دس کلومیٹر کے فاصلہ پر آبیار علیؑ آبیار علیؑ سے دوراھا (ایک راستہ تبوک کے راستہ شام کی طرف جاتا تھا دوسرا راستہ بدر کی طرف جاتا تھا) سے ہوتے ہوئے مساجد کی منزل ۳۹ کلومیٹر اور وہاں سے مغرب کی طرف ۲۴ کلومیٹر کے فاصلہ پر ام ایمن کا شہر تھا جو مدینہ سے ۱۰۵ کلومیٹر کا فاصلہ بنتا ہے ام ایمن سے الحمرا کی بستی ۱۲ کلومیٹر الحمرا سے دغانج ۱۲ کلومیٹر یہاں پر ایک دوراھا تھا ایک راستہ بدر اور حنین کی طرف جاتا تھا اور وہاں سے مکہ کا راستہ تھا اور ایک راستہ سیدھا مکہ جاتا تھا۔ امام حسین علیہ السلام نے سیدھا راستہ اختیار کیا بدر کا میدان

دغانج سے ۲۱ کلومیٹر فاصلہ پر تھا اس طرح بدر کا مدینہ سے ۱۴۸ کلومیٹر کا فاصلہ بنتا ہے۔ بدر سے ۱۵ کلومیٹر جنوبی طرف ایک دوراھا تھا ایک راستہ سیدھا مغرب کی طرف ریاض شہر کی طرف جاتا تھا دوسرا راستہ جنوب مشرق کے رُخ پر مستورہ شہر کی طرف جاتا تھا بدر سے مستورہ ۴۷ کلومیٹر تھا مستورہ سے ربیغ ۳۱ کلومیٹر ربیغ سے خواص ۸۶ کلومیٹر ہے عسفان ۲۰ کلومیٹر عسفان سے ام حملا ۷۵ کلومیٹر ام حملا سے تنعیم ۲۶ کلومیٹر تنعیم سے مکہ ۸ کلومیٹر (مدینہ سے مکہ کا کل فاصلہ ۴۵۰ کلومیٹر)

حضرت امام علی رضا علیہ السلام اور عزاداری امام حسین علیہ السلام

ریان بن شبیب سے امام علی رضا علیہ السلام فرماتے ہیں

اے شبیب کے بیٹے اگر امام حسین علیہ السلام پر اتنا گریہ کرو کہ تمہارے آنسو تمہارے دونوں رخساروں پر جاری ہو جائیں تو خدا تمہارے ہر چھوٹے یا بڑے گناہ کو معاف کر دے گا۔

اگر جنت میں تم چاہتے ہو کہ محمدؐ و آل محمدؐ کے ساتھ ہم نشین رہو تو امام حسین علیہ السلام کو شہید کرنے والوں پر لعنت بھیجا کرو۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی مکہ میں آمد

یہ کاروان مکہ میں تین شعبان ۶۰ ھجری بمطابق ۸ مئی بروز جمعہ ۶۸۰ ء مقام تنعیم سے یہ کاروان شعب امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ کی طرف چلا گیا جو کہ مکہ کے مرکز سے تین کلومیٹر کے فاصلہ پر تھا اس جگہ مولا امام حسین علیہ السلام کے اپنے گھر تھے آپؑ نے اپنے پردہ داروں کے ساتھ مکہ میں اسی جگہ قیام فرمایا امام حسین علیہ السلام وہاں سے مکہ حرم خدا میں تشریف لاتے تھے اور پھر وہاں سے واپس اپنے قیام کی جگہ تشریف لے جاتے تھے۔

تنعیم سے ایک دوراہا تھا جسے صفاح کہا جاتا تھا اس سے ایک راستہ سیدھا مکہ داخل ہوتا تھا جب کہ دوسرا راستہ شعب حضرت علیؑ کی طرف جاتا تھا آپ نے شعب والا راستہ اختیار کیا۔

آپ نے اس جگہ ۷ ستمبر ۶۸۰ ء بمطابق ۸ ذلحجہ ۶۰ ھجری قیام کیا چار ماہ اکیس دن بنتا ہے۔

مکہ میں داخلہ

امامؑ 3 شعبان 60 ھجری کی رات کو مکہ پہنچے تو وہی پڑھا جو حضرت موسیٰؑ نے مدائن میں داخل ہوتے پڑھا تھا۔

ولماتوجه تلقاء مدين قال عسى ربي ان يهديني سواء السبيل

اور جب رخ کیا موسیٰؑ نے مدائن کا تو دل میں کہا امید ہے کہ میرا ربّ مجھے سیدھے راستے پر ڈال دے۔

جب آپؑ مدینہ سے چلے تو امام حسین علیہ السلام نے عام راستہ اختیار کیا بعض روایات میں ہے کہ مسلمؑ بن عقیلؑ نے کہا کہ یابن رسول اللہؐ! اگر ہم شاہراہ عام سے ہٹ کر دوسرا راستہ اختیار کریں تو بہتر نہ ہوگا جیسے عبداللہ بن زبیر نے کیا تھا تو امامؑ نے فرمایا!

نہیں خدا کی قسم! اے میرے ابن عم میں شاہراہ عام کو ہرگز نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ مکہ شہر کے گھر مجھے نظر آنے لگیں یا اللہ تعالیٰ وہ فیصلہ دے دے جسے وہ پسند کرتا ہے یا پھر جو اسکی رضا ہو۔

﴿نکات﴾

۱۔ حضرت امام حسین علیہ السلام چھپ کر نہیں جانا چاہتے تھے لہذا انہوں نے عمومی راستے کو اختیار کیا اور یہ راز بھی کارفرما تھا کہ میرے جانے کی عام لوگوں کو اطلاع ہو نیز دُنیا کو پتہ چلے کہ میں نفس مطمئنہ ہوں۔

۲۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا خدا کی قسم ! میں عمومی شاہراہ کو نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جو فیصلہ دینا چاہے وہ دے دے۔

۳۔ مولاؑ نے یہ بھی فرمایا کہ کیا تم ڈرتے ہو؟ کہ پیچھے سے کوئی دستہ آ جائے اور ہمیں پکڑ کر لے نہ جائے جواب دیا گیا جی ہاں تو آپؑ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ موت کے ڈر سے ہم راستہ تبدیل کریں میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام اور عزاداری امام حسین علیہ السلام

اگر کسی چیز کے لیے گریہ کرنا چاہتے ہو تو حسینؑ بن علیؑ کے لیے گریہ کرو کیونکہ امام حسین علیہ السلام کو اشقیا نے گوسفند کی مانند ذبح کیا اور اٹھارہ جوانان بنی ہاشمؑ آپؑ کے ساتھ شہید کئے کہ جن کی مثل و مانند روئے زمین میں نہیں تھی۔ اور سات آسمانوں اور زمین حضرت امام حسین علیہ السلام کے قتل پر گریہ کناں ہوئیں۔

مکہ میں عبداللہ بن عمر کی حضرت امام حسین علیہ السلام سے ملاقات

یاابا عبدالرحمن اماعلمت ان من هو ان الدُنیا علی الله ان راس یحییٰ بن زکریا اهدی الی بغی من بغایابنی اسرائیل اماتعلم ان بنی اسرائیل کانوا یقتلون مابین طلوع الفجر الی طلوع الشمس سبعین نبیا ثم یجلسون فی اسواقهم یبیعون ویشترون کان لم یصنعوا شیئا فلم یعجل الله علیهم بل امهلهم واخذهم بعد ذلک اخذ عزیز ذی انتقام اتق الله یااباعبدالرحمن ولا تدعن نصرتی

(لھوف صفحہ ۲۶ مثیر الاحزان صفحہ ۲۱)

ترجمہ: اے ابوعبدالرحمٰن کیا تم نہیں جانتے؟ کہ بنی اسرائیل طلوع فجر سے طلوع شمس کے درمیانی وقت میں ستر نبیوں کو قتل کر دیتے تھے پھر وہ بازار میں بیٹھ کر خرید وفروخت کرتے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انہوں نے کوئی جرم ہی نہیں کیا لیکن خدا نے انکے عذاب میں جلدی نہیں کی ان کے لئے بعد میں سخت عذاب ہے خدا ان سے غافل نہیں ہے ان کو اس کا بدلہ ضرور دیا جائے گا اے ابوعبدالرحمٰن اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری مدد ترک نہ کرو اور نماز میں مجھے یاد رکھو قسم ہے اس خدا کی جس نے میرے نانا رسول کو بشیر ونذیر بنا کر بھیجا اگر تیرا باپ عمر ابن الخطاب میرے زمانے میں موجود ہوتا وہ بھی اسی طرح ظاہراً میرے ساتھ ہوتا جس طرح وہ میرے نانا کے ساتھ ہوتا تھا۔

امام حسین علیہ السلام کے مکہ آنے سے پہلے عبداللہ بن عمر مستحب عمرہ کے لئے اور اپنے کچھ ذاتی کاموں کی انجام دہی کی خاطر مکہ آیا ہوا تھا جس روز حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ میں داخل ہوئے عبداللہ بن عمر اس دن مدینہ واپس جانے کا ارادہ کر چکا تھا وہ امامؑ کی خدمت میں پہنچا اور امامؑ کو صلح اور یزید کی بیعت کرنے کو کہا اور یزید کی مخالفت کے انجام اور جنگ کے اقدام سے ڈرایا اس نے کچھ اس انداز سے گفتگو کی۔

﴾عبداللہ بن عمر کی امام حسین علیہ السلام سے گفتگو﴿

یا ابا عبداللہ!

اللہ آپؑ پر رحم کرے اس خدا کا تقویٰ اختیار کرو جس کے پاس آپؑ نے پلٹ کر جانا ہے آپؑ کو اس گھرانے کی دشمنی کا علم ہے انہوں نے جو آپؑ پر ظلم کیے ہیں اس سے بھی آپؑ واقف ہیں لوگوں نے یزید ابن معاویہ کو حاکم بنایا ہے مجھے ڈر ہے کہ مال و دولت کے لالچ کی وجہ سے عوام اس کے ساتھ ہو جائے گی اور وہ لوگ آپؑ کو قتل کر دیں گے آپؑ کی خاطر بہت سارے انسان ہلاک ہو جائیں گے کیونکہ میں نے رسول خداؐ سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا ''حسینؑ قتل کر دیئے جائیں گے اور اگر انہوں نے امام حسین علیہ السلام کو قتل کر دیا اور امام حسینؑ کی بے حرمتی کی اور کسی نے ان کی مدد نہ کی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان لوگوں کو رسوا کرے گا''۔

میرا مشورہ ہے کہ آپ آج ہی امن و صلح کے راستے میں داخل ہو جائیں جس میں لوگ داخل ہوئے ہیں یزید سے پہلے معاویہ کے بارے آپؑ نے صبر کیا اس پر بھی صبر کریں یہاں تک کہ اللہ آپؑ کے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دے۔ آپؑ اپنے وطن سے بھی دور نہ ہوں یہیں سے مدینہ واپس لوٹ جائیں اور اپنے نانا رسولؐ کے حرم میں رہیں۔ یہ لوگ جن میں کوئی انسانیت نہیں ہے ان کو موقع نہ دیں کہ وہ آپؑ کے خلاف کوئی قدم اُٹھا سکیں اور اگر آپؑ پسند کریں تو آپ بیعت نہ کریں آپؑ کو چھوڑ دیا جائے گا ہو سکتا ہے کہ یزید ابن معاویہ زیادہ عرصہ زندہ نہ رہے بس اس کے معاملے میں اللہ ہی کی ذات کافی ہے۔

﴾امام عالی مقامؑ کا جناب عبداللہ کے سوال کا جواب﴿

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا! ''جب تک زمین و آسمان قائم رہیں گے آپ کی اس گفتگو پر افسوس رہے گا اے عبداللہ! میں تجھے خدا کی قسم دیکر سوال کرتا ہوں کہ آیا تیرے نزدیک میں غلطی پر ہوں؟ پس اگر تیرے نزدیک میں اس معاملے میں غلطی پر ہوں تو مجھے رہنے دیں کہ میں تیری یہ بات سنوں اور اسکی پیروی کروں گا۔

عبداللہ بن عمر نے کہا۔

"نہیں خدا کی قسم! ایسا نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کے فرزند کو غلطی پر قرار نہیں دیا۔ رسولؐ کی نسبت سے آپؑ کی طہارت و پاکیزگی اور آپؑ کا مرتبہ و شان پر ہونا بھلا یزید ابن معاویہ کب اس کی برابری کر سکتا ہے؟ لیکن مجھے ڈر ہے کہ آپؑ کے اس خوبصورت چہرے پر تلواریں ماری جائیں اور یہ امت آپؑ کے ساتھ ایسا رویہ اختیار کرے جسے آپؑ نہیں چاہتے آپؑ ہمارے ساتھ مدینہ واپس چلیں آپؑ بیعت نہیں کرنا چاہتے ہیں نہ کریں تو آپؑ گھر بیٹھ جائیں۔

ملائکہ کی عزاداری

حضرت امام علی رضا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ چار ہزار فرشتے حضرت امام حسین علیہ السلام کی مدد کے لیے جب نازل ہوئے تو آپؑ شہید ہو چکے تھے اور اب یہ فرشتے امام حسین علیہ السلام کی قبر کے پاس پریشان حال اور گرد آلود رہتے ہیں یہاں تک کہ جب حضرت قائم علیہ السلام قیام کریں گے تو یہ ان کے یار و انصار میں ہوں گے اور ان کا شعار و نعرہ یالثارات الحسینؑ (اے حسین علیہ السلام کے خون کا بدلہ لینے والو بدلہ لینے کے لیے اُٹھو) ہوگا۔

﴾حضرت امام حسین علیہ السلام کا عبداللہ بن عمر کو حقائق سے آگاہ کرنا﴿

اے ابن عمر!

جو کچھ تو کہہ رہا ہے یہ کبھی بھی نہیں ہو سکتا یہ قوم (بنی امیہ) مجھے کبھی نہیں چھوڑے گی جب تک مجھے وہ پا نہ لیں اور جو وہ چاہتے ہیں وہ مجھ سے نہ منوا لیں اور اگر مجھ تک نہ پہنچ سکے تو ان کا اصرار مسلسل برقرار رہے گا یہاں تک کہ میں نہ چاہتے ہوئے بھی ان کی بیعت کرلوں یا پھر وہ مجھے قتل کر دیں۔

اے ابا عبدالرحمٰن! دُنیا کی بے وفائی اور پستی کے حوالے سے کیا تم نہیں جانتے؟ کہ بنی اسرائیل کی بدکار عورتوں میں سے ایک زناکار عورت کے پاس یحییٰ بن زکریاؑ کے سر کو بطور ہدیہ لایا گیا جبکہ سر ان کے خلاف بول رہا تھا۔

"اے ابن عمر اگر میرے ساتھ تیرا جانا مشکل ہے تو تیری مرضی لیکن پھر تم یزید کی بیعت کرنے میں جلدی نہ کرنا اور یہ بھی یاد رکھنا اگر آج تو نے میری مدد نہ کی تو کل تم اس کپڑے سے بھی زیادہ ذلیل و رسوا ہو گے جو خون آلود کپڑا عورتیں باہر کوڑے میں پھینک دیتی ہیں میری نصیحت یاد رکھنا اور تم بنی امیہ اور یزید کے ساتھ نہ جانا اور اسکی بیعت ہرگز نہ کرنا"۔

﴾جناب عبداللہ بن عمر کی خواہش﴿

عبداللہ بن عمر نے جب امام عالی مقامؑ کی یہ بات سنی تو روتے ہوئے کہا اے مولاؑ! میں واپس مدینے جا رہا ہوں میری ایک خواہش ہے اپنے بدن مبارک سے دامن اُٹھائیں تا کہ میں اس جگہ بوسہ دے لوں جہاں اکثر رسول خداؐ بوسہ دیا کرتے تھے حضرت امام حسین علیہ السلام بوسہ گاہ رسولؐ سے کپڑا ہٹا دیا جناب عبداللہ نے اس جگہ کا بوسہ لیا اس حالت میں کہ جناب عبداللہ بن عمر مسلسل رو رہا تھا اور یہ کہہ رہا تھا کہ اے ابا عبداللہؑ! میں آپؑ کو خدا کے سپرد کرتا ہوں اور خدا حافظ کہتا ہوں کیونکہ آپ کو اس سفر میں قتل کر دیا جائے گا پھر روتے ہوئے اپنے امامؑ کو چھوڑ کر مدینہ چلا گیا اور مدینہ پہنچ کر یزید کی بیعت کرلی۔

﴿نکات﴾

۱﴾ عبداللہ بن عمر نے اس گفتگو میں ایک حدیث بیان کی کہ جب امام حسینؑ خروج کریں تو انکی مدد کرنا اور اس نے خود بیان کیا کہ جو امامؑ کی مدد نہیں کریں گے وہ ذلیل ورسوا ہوں گے اس حدیث کی روشنی میں امام حسینؑ نے فرمایا۔ ''اگر یہ بات سچ ہے تو پھر میری مدد کرو لیکن اس حدیث پر عبداللہ نے عمل نہیں کیا۔ اور پھر جیسے مولا حسین علیہ السلام نے خبر دی تھی ویسے ہی ہوا اور آخر میں حجاج بن یوسف کے ذریعہ وہ ذلیل وخوار ہوئے۔

۲﴾ اس وقت کے تمام اصحاب کو علم تھا کہ امام حسین علیہ السلام نے مارا جانا ہے۔

۳﴾ اس ساری گفتگو سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ عبداللہ بن عمر کو امام حسین علیہ السلام کے مارے جانے کا پتہ تھا مگر ظاہری طور پر وہ یہ چاہتا تھا کہ امامؑ بچ جائیں اور قتل نہ ہوں۔

۴﴾ امامؑ کا اٹل فیصلہ ہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ جو تم کہتے ہو کہ میں گھر بیٹھ جاؤں اور یزید کے خلاف آواز بلند نہ کروں۔

۵﴾ عبداللہ بن عمر کی گفتگو سے امامؑ کی صداقت واضح ہوجاتی ہے امامؑ نے جو فیصلہ کیا ابن عمر نے ظاہراً اسے قبول کرلیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت کے اصحاب مانتے تھے کہ امام حسین علیہ السلام صحیح فیصلے پر ہیں۔

۶﴾ امام حسین علیہ السلام نے یحییٰؑ بن زکریاؑ کے سر کی مثال دے کر کہا کہ میرے سر کو اس طرح یزید کے سامنے لایا جائے گا جب کہ وہ ان کے خلاف بول رہا ہوگا۔ اس بیان سے ان افراد کا جواب بھی ہوگیا جو یہ کہتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک نے ایک آدھ دفعہ گفتگو کی کیونکہ مولا حسین علیہ السلام نے حضرت یحییٰؑ کے سر کی مثال دی ہے جس طرح ان کا سر اپنے قاتلوں کے خلاف بول رہا تھا اسی طرح میرا سر بھی بولے گا اور ایسا ہی ہوا۔

۷﴾ امام حسین علیہ السلام نے بنی اسرائیل کا حوالہ دے کر کہا کہ اللہ مجرموں کو عذاب دینے میں جلدی نہیں کرتا اگر میرے قاتلوں کو جلدی عذاب نہ ملے تو یہ نہ سمجھنا کہ خدا غافل ہے بلکہ ان کیلئے آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

۸ ﴿ عبداللہ بن عمر کو اس کے مستقبل کے بارے میں آگاہ کیا تم ذلیل و رسوا ہو گے کہ نجس اور گندے کپڑے سے بھی بدترین ہو جاؤ گے۔

۹ ﴿ عبداللہ کا امام حسین علیہ السلام کے بدن پر بوسہ دینا۔ ہمارے لئے درس ہے کہ وہ اس جگہ پر بوسہ دیتا ہے جہاں رسولؐ بوسہ دیتے تھے اس کے اس عمل نے اس کو کوئی فائدہ نہیں دیا کیونکہ اس نے امامؑ کی مدد نہیں کی اور عمل کے ذریعے مخالفت کی پس آج اگر ہم امامؑ کی قبر کا بوسہ لیں اور روتے رہیں لیکن عمل اور کردار منشور امامؑ کی خلاف ورزی کریں تو ہمارا بھی یہی حال ہوگا ہم بھی ذلیل و رسوا ہوں گے۔ ہمیں نجات نہیں ملے گی۔

﴿ عبداللہ بن عمر کے کارنامے ﴾

عبداللہ بن عمر کو علم ہو چکا تھا کہ امام حسین علیہ السلام کبھی بھی یزید بن معاویہ سے صلح نہیں کریں گے پھر بظاہر اور بطور ریا کاری اس نے سینہ حسین علیہ السلام کے بوسہ لئے اور اشک بہائے اور رسول خداؐ کا فرمان نقل کیا کہ امام حسین علیہ السلام راہ قرآن میں قتل ہونگے اور جس نے ان کی مدد نہ کی وہ ذلیل ہوگا پھر صراحت کے ساتھ امامؑ نے اس سے فرمایا کہ عبداللہ خدا سے ڈرو اور میری مدد سے ہاتھ نہ اٹھاؤ لیکن اس کے باوجود نہ فقط عبداللہ نے امامؑ کی مدد نہ کی بلکہ مدینہ پہنچتے ہی اس نے یزید کے ساتھ وفاداری کا اعلان کیا اور اللہ کے گروہ کی بجائے شیطان کے گروہ سے پیوست ہو گیا۔

﴿ عبداللہ بن عمر اور حضرت امیر المومنینؑ کا دور خلافت ﴾

حضرت عثمان کے قتل کے بعد تمام مسلمانوں نے مدینہ میں اپنے انداز سے امیر المومنین علی علیہ السلام کی بیعت کی مگر عبداللہ بن عمر سات افراد کے گروہ میں سے ایک تھا کہ جس نے حضرت امام علی علیہ السلام کی بیعت نہ کی اور ان کا بہانہ یہ تھا کہ اس وقت تمام مسلمان بیعت کر رہے ہیں میں بھی بیعت کرنا چاہتا ہوں لیکن میں چاہتا ہوں کہ تمام لوگوں سے آخر میں امامؑ کی بیعت کروں اس پر مالک اشتر نے درخواست کی کہ اے امیر المومنینؑ وہ شمشیر اور تازیانہ سے ڈرتا ہے اس لیے بہانے کر رہا ہے آپ اجازت دیں تا کہ اسے سیدھا کر دوں۔

حضرت امام علی علیہ السلام نے فرمایا "میں اپنی بیعت کیلئے کسی کو مجبور نہیں کرتا اس معاملے میں تمام لوگ آزاد ہیں کہ وہ اپنے انتخاب سے میری بیعت کریں لیکن ایک روز حضرت علی علیہ السلام کو خبر ملی کہ عبداللہ بن عمر حکومت کو سرنگوں کرنے کیلئے مکہ گیا ہوا ہے اور امامؑ کے خلاف لوگوں کو بھڑکا رہا ہے۔

تو امامؑ نے ایک لشکر روانہ کیا کہ اسکو گرفتار کرلیا جائے بالآخر عبداللہ بن عمر بغیر کامیابی کے مدینہ واپس لوٹ آیا اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی حکومت کے آخر تک اس نے امامؑ کی حکومت کو قبول نہ کیا اور نہ ہی امامؑ کی بیعت کی۔ لیکن امیر المومنین علیہ السلام کی شہادت کے بعد اس نے معاویہ کی بیعت کرلی اور اس کی حکومت کو قبول کرلیا۔ یہ تھا عبداللہ کا حضرت علی علیہ السلام جیسی شخصیت سے سلوک کہ اس نے نہ ان کی بیعت کی اور نہ احترام مگر معاویہ کی حکومت کو قبول کر کے بیعت بھی کرلی۔

﴿عبداللہ بن عمر اور یزید کی بیعت﴾

جس وقت معاویہ اپنے بیٹے یزید کیلئے لوگوں سے بیعت لے رہا تھا عبداللہ بن عمر مخالفین کے گروہ سے مل گیا لیکن معاویہ کو اس کی مخالفت سے کوئی خطرہ نہ تھا اور یزید کو معاویہ نے مخالفین کے بارے میں بتایا تو درمیان میں عبداللہ بن عمر کا نام بھی آ گیا تو معاویہ نے عبداللہ بن عمر کے بارے یہ نظریہ دیا اگرچہ عبداللہ بن عمر نے تمہاری بیعت کی مخالفت کی ہے لیکن اس کا دل تمہارے ساتھ ہے اسکی قدر کرنا اور اس کو اپنے سے جدا نہ کرنا۔ معاویہ کی پیش بینی کی بنیاد پر عبداللہ بن عمر کی مخالفت کا نقصان یزید کو نہ ہوا بلکہ یہ بتایا کہ موقع آنے پر عبداللہ بن عمر کی طرف سے ایک بڑی حمایت یزید کو ملے گی اور اس وقت جب یزید کے خلاف قیام امام حسینؑ بن علیؑ سے کرے گا تو عبداللہ بن عمر امامؑ کو صلح کی دعوت دے گا تاکہ یزید کی حکومت مزید مستحکم ہو جائے چونکہ وہ اس راہ میں شکست سے گھبرائے گا واقعاً ایسا ہی ہوا وہ امامؑ کے ساتھ مکہ میں خدا حافظ کر کے مدینے آیا اور وہاں سے یزید بن معاویہ کو خط لکھا کہ میں تمہاری حکومت کو دل و جان سے قبول کرتا ہوں وہ اس بیعت میں مستحکم رہا اور جب مدینہ کے لوگوں نے امامؑ کی شہادت کے بعد یزید کے خلاف آواز

بلند کی اور مختلف قسم کی شورشیں پیدا ہونے لگیں اور مدینہ کے لوگوں نے گورنر عثمان بن محمد کو شہر سے باہر نکال دیا اس وقت عبداللہ نے اپنی قوم قبیلے غلاموں اور فرزندوں کو جمع کیا اور ان سے گفتگو کی اور یزید کی حکومت کو مضبوط کرنے کا فیصلہ کرتے ہوئے ان سے کہا۔

کہ میں نے حضرت رسول خداؐ سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ قیامت کے دن ہر پیمان شکن فرد کیلئے ایک پرچم کھلا ہوگا اور اس سے پیمان شکن کو پہچانا جائے گا۔

عبداللہ نے اپنی گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ میں اس دھوکے اور پیمان شکن سے بالاتر کسی چیز کو نہیں جانتا کہ کسی شخص کی بیعت کوئی انسان کرے پھر اس کے ساتھ جنگ کرے لہذا اگر مجھے یہ علم ہوا کہ تم میں سے جس شخص نے یزید کے ہاتھ پر بیعت سے ہاتھ اٹھایا ہے اور اس کے مخالفین کی حمایت کی ہے تو میں اس سے تعلق توڑ دوں گا۔

﴿عبداللہ بن عمر اور حجاج بن یوسف﴾

یزید ابن معاویہ کے بعد (عبدالملک بن مروان) کی حکومت آئی اس نے حجاج بن یوسف "فہ کا گورنر بنایا اور ابن زبیر کی سرکوبی کیلئے حجاج بن یوسف کو زبردستی مدینہ بھیجا۔ حجاج بن یوسف جب مدینہ پہنچا تو عبداللہ بن عمر رات کے وقت بیعت کرنے کیلئے حجاج بن یوسف کی طرف دوڑا اور کہا اے امیر اپنا ہاتھ مجھے دے تا کہ میں خلیفہ وقت کی بیعت کروں۔ حجاج نے سوال کیا یہ جلدی کس لئے ہے؟ کیا تم کل دن میں بیعت نہیں کر سکتے تھے؟ عبداللہ نے کہا کیونکہ میں نے رسول خداؐ سے سنا ہے کہ جو شخص بھی اس حال میں مرجائے کہ وہ اپنے زمانہ کے امامؑ اور پیشوا کو نہ پہچانتا ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ اس لئے میں ڈرتا ہوں کہیں ایسا نہ ہو آج رات میری موت واقع ہو جائے تو پیغمبرؐ کے فرمان کے مطابق میں جاہلیت کی موت مر جاؤں گا۔ جیسے ہی عبداللہ کی گفتگو یہاں تک پہنچی تو حجاج نے اپنے پاؤں کو لحاف سے باہر کیا اور کہا۔ آؤ میرے ہاتھوں کی بجائے میرے پاؤں کو مس کرو یعنی آج تو نے میرے لئے پیغمبرؐ کی حدیث کو پڑھا ہے۔

جبکہ تم ہی نے تو حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ اور حسینؑ ابن علیؑ کے زمانے میں ان کی بیعت نہیں کی تھی اس وقت تم نے اس حدیث کو کیوں بھلا دیا تھا؟ اس جملے کا یہاں پر معنی دیکھیں کہ کیا بنتے

ہیں؟ خود عبداللہ رسول خداؐ سے حدیث نقل کرتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی نصرت نہ کرنا ذلت و رسوائی کا باعث ہے نتیجہ یہ ہوا کہ عبداللہ ابن عمر کا حقیقی اور خوفناک چہرہ ہمیں نظر آتا ہے ایسے کئی چہروں والے لوگ ہر زمانے میں موجود ہیں اور ہمیں ان سے ہمیشہ بچنا چاہیے اور اگر عبداللہ کو اس کے تکبر، جہالت اور دشمنی نے اجازت نہیں دی تھی کہ امام حسینؑ کی مدد کرے اور وہ اس دن کا منتظر تھا اس لئے اس ذلت اور حقارت کے ساتھ اس رات وہ چھپ چھپا کر حجاج کے گھر آیا اور معاویہ و یزید کے ساتھ تعلقات کی یہ سزا تھی کہ آج اسے ایک کثیف ترین اور زنا کار افراد میں سے ایک شخص کے پاؤں پر بوسے دینے پڑے۔

ذالک لهم خزی فی الدُنیا و لهم فی الاخرة عذاب عظیم

ترجمہ ﴿ ان کیلئے دُنیا میں ذلت و رسوائی اور آخرت میں عذاب عظیم ہے۔

(سورہ مائدہ آیت نمبر ۳۳)

عزاداروں کے لیے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی دعا

اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے جنہوں نے ہمارا ساتھ دیا ہماری مصیبت، غم، حزن، رونے پیٹنے اور ماتم کرنے کو طول دینے میں ہمارے ساتھ مدد کی ہے۔ میرے جد مظلومؑ امام حسین علیہ السلام کے ذکر کو زندہ رکھا ہے۔

جس طرح ہم اس غم کو یاد کر کے روتے ہیں اسی طرح ہمارے ماننے والے بھی انہیں یاد کر کے گریہ کرتے ہیں۔

﴿ مکہ مکرمہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کا خصوصی خطاب ﴾

حج کا موسم قریب ہونے کے ساتھ ہی مسلمان اور حجاج مکہ میں داخل ہونے لگے ماہ ذی الحجہ کے آغاز میں امامؑ مطلع ہو گئے کہ یزید بن معاویہ نے عمرو بن سعید بن عاص کو بظاہر امیر حجاج بنا کر اس خطرناک کام کو سرانجام دینے کیلئے مکہ بھیجا ہے یزید کی طرف سے وہ اس کام پر معمور تھا کہ جہاں کہیں بھی مکہ میں امکان پیدا ہو جائے امام عالی مقامؑ کو قتل کر دیا جائے لہذا مکہ کے احترام کو محفوظ رکھنے کیلئے امام عالی مقامؑ نے مراسم حج میں شرکت کیے بغیر ارادہ کیا کہ حج کو انفرادی عمرہ میں تبدیل کر دیا جائے چنانچہ ۸ ذی الحجہ کو امامؑ سے عراق کی جانب چلے روانگی سے پہلے امامؑ نے خاندان بنی ہاشمؑ اور اپنے شیعوں کے اس گروہ کے درمیان کہ جو قیام مکہ میں امامؑ کے ساتھ تھا خطبہ دیا اور فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وماشاء الله ولا قوة الا بالله وصلى الله على رسوله خط الموت على ولد آدم مخط القلادة على جيد الفتاة وما اولهني الى اسلافي اشتياق يعقوب الى يوسف وخيرلي مصرعاًانا لاقيه كاني باوصالي تتقطعها عسلا ن الفلوات بين النواويس وكربلا فيملان مني اكراشاجوفاواجربة سغبا لامحيص عن يوم خط بالقلم رضاالله رضانا اهل البيت نصبر على بلائه ويوفينا اجور الصابرين لن تشذ عن رسول الله لحمته بل هي مجموعة له في حظيرة القدس تقربهم عينه وينجزبهم وعده الا ومن كان فينا باذلا مهجته موطنا على لقاء الله نفسه فليرحل معنا فاني راحل مصبحاان شاء الله.

تمام حمد ہے خدا کیلئے۔ وہی ہوتا ہے جو خدا چاہتا ہے۔ اللہ کے رسول کو طاقت اور قوت فقط اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہے۔ موت کی لکیر اولاد آدم پر اس طرح کھینچ دی ہے جس طرح نوجوان لڑکی کی گردن پر گلوبند کی لکیر کھینچی جاتی ہے مجھے اپنے گزشتگان سے ملاقات کے شوق کی

شدت یعقوبؑ کی یوسفؑ سے ملاقات سے بھی زیادہ ہے میرے لئے قتل گاہ کا انتخاب ہو چکا ہے مجھے اسی جگہ کا اشتیاق ہے میں دیکھ رہا ہوں کربلا اور نواویس کے درمیان میرے جسم کے حصوں کو جنگل کے خونخوار بھیڑیئے کاٹ رہے ہیں۔ اور وہ اپنے خالی شکموں کو میرے خون سے ضرور با ضرور بھریں گے اس دن سے فرار نہیں جو دن قلم قدرت سے لکھ دیا جاتا ہے اللہ کی رضا ہم اہل بیتؑ کی رضا ہے ہم اللہ کی آزمائش پر صبر کریں گے خدا ہمیں صبر کا اجر عطا کرے گا۔

رسول اللہؐ کے گوشت کا حصہ اس سے ہرگز جدا نہیں ہوگا رسول اللہؐ کے گوشت کا یہ ٹکڑا رسولؐ کیلئے جنت کے مقام مقدس میں رکھا ہوگا اس سے ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہوگی اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے ان سے کیے ہوئے وعدے کو پورا کرے گا پس جو شخص ہمارے راستے میں اپنی جان نچھاور کرنے والا ہے اور اپنے اللہ کی ملاقات کیلئے آمادہ ہے پس اسے چاہیے کہ وہ ہمارے ساتھ کوچ کرے اور میں انشاء اللہ صبح سویرے کوچ کر رہا ہوں۔

اس خطبے کے بعد امام عالی مقامؑ نے چند مزید حکیمانہ جملے بھی فرمائے۔

۱۔ حلم اور بردباری زینت ہے۔

۲۔ وفا کرنا انسانیت ہے۔

۳۔ صلہ رحمی نعمت ہے۔

۴۔ تکبر اور بڑا بننا بدبختی ہے۔

۵۔ جلد بازی بے وقوفی ہے۔

۶۔ بے عقلی کمزوری ہے۔

۷۔ تیز روی ہلاکت ہے۔

۸۔ پست لوگوں کیساتھ اٹھنا بیٹھنا برائی ہے۔

۹۔ گنہگاروں کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا شک کا سبب ہے۔

﴿اہم نکات﴾

۱۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے موت کی بہترین تعریف کی ہے کہ جیسے کوئی لڑکی اپنے گلے کے ہار سے نفرت نہیں کرتی اسے اس سے پیار ہوتا ہے انسان کو بھی موت سے پیار کرنا چاہیے۔

۲۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا۔ مجھے اپنے بزرگوں سے ملاقات کی اتنی شدت سے خواہش ہے کہ جتنی خواہش کی شدت حضرت یعقوبؑ کو حضرت یوسفؑ سے ملاقات کی تھی بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے اس جگہ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ شہید زندہ ہوتے ہیں اور امام حسین علیہ السلام سید الشہداءؑ ہیں پس جب امامؑ زندہ ہیں تو اس پر آپ شیعہ کیوں روتے ہیں؟ اس کے جواب کیلئے یہی کافی ہے کہ حضرت یعقوبؑ کو علم تھا کہ یوسفؑ زندہ ہیں پھر بھی وہ اتنا روئے کہ آنکھیں سفید ہوگئیں پس زندہ پر رونا سنت انبیاءؑ ہے بدعت نہیں ہے۔

۳۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنی شہادت کی کیفیت بیان کی ہے کہ مجھے مارنے والے خونخوار بھیڑیئے ہیں۔

۴۔ امام عالی مقام نے لوگوں کو مدد کیلئے پکارا ہے جو مرنے کیلئے تیار ہو وہ میرا ساتھ دے۔

۵۔ ہمارے زمانہ کے امام عجؑ آج اپنے جد امجد کے انہی جملوں کو ضرور دہراتے ہوں گے۔ امام زمانہ عج اللہ کی زمین پر اللہ کے قانون کا نفاذ چاہتے ہیں اور اس عمل کے لیے آپؑ کو ایسے جانثاروں اور انصار کی ضرورت ہے جن کے دل میں موت کا ڈر نہ ہو۔ شوق شہادت سے سرشار اور ظالموں کے خاتمہ کے لیے تیار ہوں۔

حضرت امام حسینؑ کی عبداللہؓ ابن عباسؓ سے گفتگو

جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے روانگی کا ارادہ کیا تو اس رات جس کی صبح آپؑ نے روانہ ہونا تھا آپؑ کے پاس آپؑ کے چچازاد بھائی عبداللہ ابن عباس آئے اور عرض کیا اے بھائی کوفہ والوں نے جو غداری آپؑ کے باپ اور بھائی کے ساتھ کی ہے اس سے مجھے ڈر ہے کہ وہ آپؑ کے ساتھ بھی کہیں ایسا نہ کریں جیسا انہوں نے اس سے قبل کیا ہے پس اگر آپ مناسب سمجھیں تو یہیں مکہ میں رہ جائیں کیونکہ یہ حرم خدا ہے اور اس میں آپؑ کا سب سے زیادہ احترام کیا جائے گا آپؑ محفوظ رہیں گے اگر آپ مکہ سے کہیں جانا ہی چاہتے ہیں تو بہتر ہے کہ یمن چلے جائیں کیونکہ اس علاقے میں آپؑ کے والد گرامی کے شیعوں کی تعداد زیادہ ہے وہ بہت وسیع اور محکم پہاڑوں کا علاقہ ہے مرکزی حکومت سے بھی دور ہے وہاں سے آپؑ اپنی دعوت کو مختلف لوگوں کی طرف خط لکھ کر مزید اضافہ دے سکتے ہیں مجھے امید ہے کہ اس راستے میں آپؑ بغیر کسی پریشانی کے اپنے ھدف تک پہنچ جائیں گے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کا عبداللہؓ ابن عباسؓ کو جواب

یابن العم انی واللہ لأ علم انک ناصح مشفق وقد ازمعت علی المسیر واللہ لا یدعونی حتی یستخرحو اھذہ العلقۃ من حوفی فاذا فعلو اسلط اللہ علیھم من یزلھم حتی یکونو ا اذل من فرام المرأہ

''امام عالی مقامؑ نے فرمایا اے میرے ابن عم! خدا کی قسم! میں جانتا ہوں کہ تمہاری یہ تجویز ازراہ خیر خواہی اور شفقت و مہربانی ہے لیکن میں عراق کی طرف جانے کا ارادہ کر چکا ہوں''۔

ابن عباسؓ نے یہ جواب سنا تو اسے معلوم ہوا کہ امام عالی مقامؑ یقینی ارادہ کر چکے ہیں اور اس بارے میں امام عالی مقامؑ کے سامنے کسی بھی قسم کی پیش کش یا تجویز بے اثر ہے لہذا اس نے اس سلسلے میں اصرار نہ کیا اور اس طرح کہا اچھا اگر آپؑ اس سفر کا ارادہ کر چکے ہیں تو پھر اپنے بچوں اور مستورات کو ہمراہ نہ لے جائیں کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں آپؑ کے ساتھ ان کو بھی قتل نہ

کر دیا جائے۔

امام عالی مقامؑ نے ابن عباسؓ کی اس تجویز کو سن کر فرمایا۔

ترجمہ ﴾ ''خدا کی قسم یہ لوگ میرا خون بہانے تک میرا پیچھا نہیں چھوڑیں گے اور یہ ایک گناہ عظیم ہے خداوند ان پر کسی ایسے کو مسلط کرے گا جو ان کو ذلت و رسوائی میں غرق کر دے گا۔

نیاز امام حسین علیہ السلام کا اہتمام کرنے والوں کی عظمت

تفسیر انوار النجف جلد ۴ ص ۱۱۱ میں علامہ حسین بخش جاڑا لکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰؑ کو ذات پروردگار کی جانب سے ارشاد ہوا کہ اگر کوئی بندہ محمد مصطفیٰؐ کے نواسہ کی محبت میں کسی کو کھانا کھلائے گا یا اس سلسلہ میں کوئی درہم و دینار خرچ کرے گا تو اس کو دُنیا میں اس کا ستر گنا عطا کروں گا اور آخرت میں اس کا مقام جنت ہوگا اس کے تمام گناہ بخش دوں گا مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم! اگر کسی مرد یا عورت کی آنکھ سے روز عاشورا یا کسی اور دن اس کی مصیبت میں ایک آنسو جاری ہوگا تو اس کے نامہ اعمال میں ایک سو شہید کا ثواب درج کروں گا۔

حضرت امام حسینؑ کی عبداللہ بن زبیر سے گفتگو

عبداللہ بن زبیر حکومت یزید کے مخالف افراد میں سے ایک تھا اس لئے اس نے مدینہ سے فرار ہو کر مکہ میں آ کر پناہ لی۔ پس جب امام عالی مقام مکہ میں آئے تو یہ دوسرے مسلمانوں کی مانند کبھی کبھی امام عالی مقام کے پاس جایا کرتا تھا اور امامؑ کی مجلس میں شرکت کرتا تھا جب اس کو امامؑ کے عراق کی طرف سفر کرنے کا علم ہوا تو یہ امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بظاہر امامؑ سے ہمدردی کرتے ہوئے اس سفر سے باز رہنے کی پیش کش کی اور کہا اگر کوفہ والے میرے لئے اس طرح سے شیعہ ہوں جس طرح آپؑ کے لئے ہیں تو میں کبھی بھی کوفہ سے روگردانی نہ کرتا لیکن اگر آپؑ حجاز میں رہ جائیں تو بہتر ہے کیونکہ مکہ امن کی جگہ ہے یہاں آپؑ محفوظ رہیں گے ہم آپؑ کو اپنا سربراہ بنائیں گے یہ حکومت آپؑ کے حوالے کر دیں گے آپؑ کی مدد کریں گے آپ کی خیر چاہیں گے آپؑ کی بیعت کریں گے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کا عبداللہ بن زبیر کو جواب

ان ابی حدثنی ان بمکة کبشاً به تستحل حرمتهافمااحب ان اکون ذلک الکبش ولئن اقتل خارجامنها بشبراحب الی من ان اقتل فیهاخار جامنها بشبرين احب الی من ان اقتل خارجا منها بشبر وايم الله لو كنت فی جحر هامه من هذه الهوام يستخرجونی حتی يقضوا بی حاجتهم والله ليعتدن علی كمااعتدت اليهود فی السبت

ياابن الزبير لئن ادفن بشاطئی الفرات احب الی من ان ادفن بفناء الكعبة ان هذا يقول لی كن حماما من حمام الحرم ولئن اقتل وبينی وبين الحرم باع احب الی من ان اقتل وبينی وبينه شبر ولئن اقتل باالطف احب الی من ان اقتل بالحرم ان هذا ليس شئی من الدنيا احب اليه من ان اخرج من الحجاز وقد علم ان الناس لا يعدلونه بی فود انی خرجت حتی يخلوله

میرے بابا امیرالمومنینؑ نے مجھے فرمایا ہے کہ ایک دنبہ کے ذریعے کعبہ کی بے حرمتی ہوگی میں نہیں چاہتا کہ وہ دنبہ میں بنوں خدا کی قسم! اگر میں قتل کیا جاؤں میرے اور حرم کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ ہوتو یہ بات میرے لئے زیادہ پسندیدہ ہے اس سے کہ میں حرم میں قتل کیا جاؤں امامؑ نے مزید اپنی گفتگو میں فرمایا۔

''خدا کی قسم! اگر میں کیڑے مکوڑوں کے بل میں بھی گھس جاؤں تو یہ لوگ مجھے باہر نکال لائیں گے اور مجھے قتل کر کے اپنا مقصد حاصل کریں گے۔

خدا کی قسم! یہ میرے ساتھ اسی طرح بے حرمتی اور زیادتی کریں گے جس طرح یہودیوں نے ہفتے کے دن کی بے حرمتی کی یہ بھی حرم خدا کا احترام توڑ دیں گے۔

پھر فرمایا! ابن زبیر مجھے صحن کعبہ کی بجائے کنارِ فرات پر دفن ہونا زیادہ پسند ہے۔

اس کے بعد ابن زبیر امامؑ کی مجلس سے چلا گیا تو امامؑ نے فرمایا'' ابن زبیر ظاہری طور پر بڑی ہمدردی کا اظہار کر رہا ہے جب کہ درحقیقت اسے میرا مکہ سے جلد از جلد روانہ ہونا پسند ہے تاکہ لوگ یزید کے مقابلے میں اس کی بیعت کریں اور وہ یزید کے مقابلے میں حکومت کرے نیز آپ نے فرمایا دیکھیں وہ یہ چاہتا ہے کہ میں حرم کے کبوتروں میں سے ایک کبوتر بن جاؤں، خدا کی قسم! میں حرم سے ایک بالشت دور قتل ہونے کو اس چیز سے زیادہ پسند کرتا ہوں کہ میں حرم میں قتل ہو جاؤں۔

امام حسین علیہ السلام نے عبداللہ بن زبیر سے یہ بھی فرمایا ہے اے عبداللہ! خیال کرنا کہ آپ کی وجہ سے کعبہ کی بے حرمتی نہ ہونے پائے اور تمھیں معلوم رہے کہ ہمارے ذریعے کعبہ کی حرمت پامال نہیں کی جاسکے گی۔

پھر فرمایا اگر میں عقر (کربلا) کی زمین کے ٹیلوں پر چڑھ کر مارا جاؤں تو یہ میرے لئے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں حرم اور مکہ میں مارا جاؤں۔

﴿اہم نکات﴾

۱۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی عبداللہ بن زبیر کے ساتھ گفتگو سے دو مختلف فکروں کی نشاندہی کی جاسکتی ہے ایک فکر عبداللہ بن زبیر کی ہے کہ کعبہ کو اپنی حفاظت کا وسیلہ بنایا جائے کعبہ کو اپنے لئے ڈھال بنا کر اس کو اپنے لئے استعمال کیا جائے۔

دوسری فکر امام حسین علیہ السلام کی ہے کہ خود کعبہ کیلئے استعمال ہو جائیں اور کعبہ کو ڈھال نہ بنایا جائے اور خود کو دین کی سپر بنایا جائے نہ کہ دین کو اپنی حکومت کیلئے استعمال کیا جائے۔

۲۔ امامؑ کی پیش بینی سچ ثابت ہوئی امامؑ نے ابن زبیر کو آنے والے وقت سے آگاہ کیا تھا لیکن ابن زبیر متوجہ نہ ہوا اور آئندہ چند سالوں میں کعبہ کی بے حرمتی کا باعث بنا تیرہ سال کے قلیل عرصہ میں خانہ کعبہ پر دو دفعہ سنگ باری ہوئی آتش زنی ہوئی اور اسی طرح حضرت امیر المومنینؑ اور حسینؑ ابن علیؑ کی پیش گوئی سچ ثابت ہوئی۔

کعبۃ اللہ کی بے حرمتی کے دو مراحل:

﴿مرحلہ اول﴾

امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے تین سال بعد تین ربیع الاول ۶۴ ہجری کا واقعہ ہے ابھی تک ابن زبیر نے یزید کی بیعت نہ کی تھی واقعہ حرہ اور مدینہ کے لوگوں کی قتل و غارت کے بعد یزید کے فوجی ابن زبیر کی سرکوبی کیلئے مکہ آئے اس شہر کا محاصرہ کیا چونکہ ابن زبیر اپنی جان کی حفاظت کیلئے کعبہ میں پناہ لئے ہوئے تھا اہل لشکر نے ابن زبیر تک پہنچنے کیلئے محاصرہ کو تنگ کیا کوہ ابوقیس کے بالائی حصہ سے مسجد الحرام میں داخل ہوئے اور کعبہ پر منجنیقوں کے ساتھ سنگ باری کی اور خانہ کعبہ کے بہشتی غلاف پر آتش زنی کی یہ حملہ شدت اختیار کر گیا کہ یزید لعن کی موت کی خبر مکہ پہنچی تمام لشکر متفرق ہو گئے ابن زبیر نے سکھ کا سانس لیا اور اس نے دوبارہ سے خانہ کعبہ کو تعمیر کروایا۔

﴿ مرحلہ دوم ﴾

یزید کے مرنے کے بعد ابن زبیر نے لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی تدریجاً کچھ گروہوں نے اس کی بیعت کر لی لیکن خلافت پھر بھی ابن زبیر کے ہاتھ نہ آئی ۷۳ ہجری عبدالملک کی خلافت کے دوران حجاج بن یوسف کو ابن زبیر کی سرکوبی کیلئے مامور کیا گیا وہ چند ہزار لشکریوں کے ساتھ مکہ میں داخل ہوا ابن زبیر نے خانہ کعبہ کو اپنی پناہ گاہ بنایا حجاج ملعون کے محاصرے نے چند ماہ تک طول کھینچا بالآخر حجاج ملعون نے شہر کے پانچ اطراف سے منجنیقیں داخل کرنے کا حکم دیا مسجد الحرام پر سنگ باری کی گئی اور آتشی گولے برسائے گئے غلاف کعبہ جل گیا۔ کعبہ کو شدید نقصان پہنچا مورخین نے لکھا ہے کہ کعبہ کلی طور پر ویران ہو گیا ابن زبیر اس جنگ میں قتل ہو گیا پھر حجاج بن یوسف ملعون نے کعبہ کی دوبارہ تعمیر کروائی۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁

حضرت امام سجاد علیہ السلام اور عزاداری

ایک شخص نے حضرت امام سجاد علیہ السلام سے پوچھا کہ آپؑ کا یہ گریہ کب ختم ہوگا؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ حضرت یعقوبؑ کے بارہ بیٹے تھے اللہ تعالیٰ نے صرف ایک بیٹا ان کی آنکھوں سے اوجھل کیا تو اس غم میں روتے ہوئے ان کی آنکھیں سفید ہو گئیں حالانکہ ان کو حضرت یوسفؑ کے زندہ ہونے کا علم تھا۔

میں نے اپنے مظلوم باپؑ اپنے بھائی اور چچا اور خاندان کے اٹھارہ جوان شہید ہوتے دیکھے۔ اپنے مظلوم باپؑ کے اعوان و انصار کے

حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف کوفہ والوں کے خطوط

ہم اس جگہ امام حسین علیہ السلام کی مکہ سے روانگی کے حالات کو روکتے ہیں اور کوفہ کی جانب رُخ کرتے ہیں کیونکہ جب امام حسین علیہ السلام مکہ میں قیام پذیر تھے اور آپ کی یزید کے خلاف کاروائی سے پورا عالم اسلام آگاہ ہو چکا تھا تو کوفہ جیسا اہم شہر بھی ان حالات سے نہ فقط آگاہ ہوا بلکہ اس میں ایک عظیم تحریک نے سر اُٹھایا اور وہ تحریک یہ تھی کہ یزید سے چھٹکارا حاصل کیا جائے اور اس کے لیے انہوں نے امام حسین علیہ السلام کی طرف خطوط روانہ کیے۔ ہم اس جگہ پہلے اس بارے گفتگو کرتے ہیں اور پھر مولاؑ کے مکہ سے کربلاء کے سفر بارے گفتگو ہوگی۔

معاویہ کے مرنے کے بعد کوفہ کے حالات

جب کوفہ والوں کو معاویہ کے مرنے کی خبر ہوئی تو عراق والے یزید کے حاکم بننے سے گھبرا کے پریشان ہو گئے ان کو یہ بھی اطلاع ملی کہ امام حسین علیہ السلام نے یزید کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا ہے اور مدینہ سے مکہ کی طرف چلے گئے ہیں۔

محمد بن بشیر ہمدانی کہتے ہیں اور ہم تمام لوگ سلیمان بن صرد خزاعی کے گھر اکٹھے ہوئے اور میں نے انہیں خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ معاویہ ہلاک ہو گیا ہے اور امام حسین علیہ السلام نے یزید کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا ہے اور آپ مدینہ سے مکہ کی طرف چلے گئے ہیں اگر تم لوگ حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے باپ کے شیعہ ہو پس اگر تمھیں یقین ہے کہ تم ان کی مدد کرو گے اور ان کے دشمن کے خلاف جنگ کرو گے تو انھیں مکہ پیغام بھیجو اور انھیں وعدہ دو کہ ان کا ساتھ دو گے اور ان سے اپنی راہنمائی کی درخواست کرو لیکن اگر تمھیں کمزوری یا دھوکہ دہی کا ڈر ہے تو پھر تم انھیں دھوکہ نہ دو اور اسی حال پر باقی رہو۔

یہ سن کر سب نے جواب دیا نہیں ہم ان کے دشمن کے خلاف جنگ کریں گے اور حضرت امام حسین علیہ السلام پر اپنی جان قربان کریں گے۔

پھر سب نے مل کر امام حسین علیہ السلام کو خط لکھا اس طرح بہت سے اور افراد نے انفرادی

اور اجتماعی طور پر حضرت امام حسین علیہ السلام کو مکہ میں خطوط بھیجے ان تمام خطوط کا مضمون تقریباً ایک ہی تھا کہ۔

معاویہ ہلاک ہو گیا ہے مسلمان اس کے شر سے بہت تنگ تھے اور ہم نے اپنے لئے ایسے امام اور رہبر کی ضرورت محسوس کی ہے جو ہمیں ساحل نجات تک پہنچائے کیونکہ ظالم حکمرانوں نے اُمت کے نیک افراد کو قتل کر دیا ہے اور شر پسند افراد کو باقی رکھا ہوا ہے انہوں نے اللہ کے مال کو اپنے دولت مندوں سرکشوں اور جابروں کے درمیان تقسیم کر دیا ہے غریبوں کا کوئی سہارا اور آسرا نہیں رہا ہے اب آپؑ ہمارے پاس آ جائیں تاکہ اللہ تعالیٰ ہمیں آپؑ کے توسل سے حق پر اکٹھا کر دے اس شہر میں یزید کا گورنر نعمان بن بشیر قصر عمارہ میں بند ہے ہم نہ جمعہ کے دن اور نہ ہی عید کے دن اس کے ساتھ اکٹھے ہونگے اگر ہمیں یہ خبر مل جائے کہ آپؑ کوفہ تشریف لا رہے ہیں تو ہم اسے کوفہ سے باہر نکال دیں گے۔

اس مضمون کے بارہ ہزار خطوط لکھے گئے اور مولاؑ تک پہنچے اور بعض روایات کے مطابق خطوط کی تعداد اس سے کہیں زیادہ تھی امام حسین علیہ السلام نے ان تمام خطوط کا ایک ہی جواب دیا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کا پیغام شیعوں کے نام

اے میرے شیعو! جب ٹھنڈا پانی پینا تو مجھے یاد کر لینا اور جب کسی غریب شہید کے واقعات سننا تو مجھ پر گریہ کرنا میں رسولؐ کا وہ مظلوم نواسہ ہوں جسے بلا جرم وخطا دشمنوں نے قتل کر دیا۔

اے میرے شیعو! کاش تم عاشور کے روز ہوتے اور دیکھتے کہ میں اپنے بیٹے (علی اصغرؑ) کے لیے کس طرح پانی مانگ رہا تھا اور یہ سنگ دل کس بے باکی سے انکار کر رہے تھے۔

﴿حضرت امام حسینؑ کی طرف سے کوفیوں کے خطوط کا جواب﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من الحسین بن علی الی الملاءِ من المومنین والمسلمین امابعد

فان ھانیا وسعید اقدما علی بکتبکم وکانا آخر من قدم علی من رسلکم وقد فھمت کل الذی قصصتم وذکرتم ومقالۃ جلکم انہ لیس علینا امام فاقبل لعل اللہ یجمعنا بک علی الھدیٰ والحق وقد بعثت الیکم اخی وابن عمی وثقتی من اھل بیتی وامرتہ ان یکتب الی بحالکم وامرکم ورأیکم فان کتب انہ قد اجتمع رأی ملاءِ کم وذوی الفضل والحجیٰ منکم علیٰ مثلٖ ماقدم علی بہ رسلکم وقرأت فی کتبکم اقدم علیکم وشیکاً اِن شاء اللہ فلعمری ماالاامام الا العامل بالکتاب والآخذ بالقسط والدائن بالحق والحابس نفسہ علی ذات اللہ والسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ خط حسینؑ بن علیؑ کی طرف سے شہر کوفہ کے اہل ایمان بزرگان اور تمام مسلمانوں کی طرف ہے۔

امابعد۔

تحقیق ہانی اور سعید میرے پاس جو تمھارے خطوط لے کر آئے یہ تمھارے بھیجے گئے آخری نمائندے تھے میں نے وہ سب کچھ جان لیا ہے جو تم نے بیان کیا ہے تمہارے تمام خطوط کی گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے اوپر کوئی امام نہیں ہے پس آپ آجائیں تا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں آپؑ کے ذریعے سچائی اور حق پر اکٹھا کر دے۔

میں آپ کی طرف اپنے بھائی اپنے چچا کے بیٹے اور اہل بیتؑ سے بااعتماد شخص مسلمؑ بن عقیلؑ کو بھیج رہا ہوں کہ وہ آپ کے حالات دیکھ کر مجھے لکھے گا اور اپنی رائے اور آپ کے دانش ور لوگوں

کی رائے سے مجھے آگاہ کرے گا پس اگر انہوں نے مجھے لکھا کہ تمہارے صاحب فضل اہل عقل اور اہل دانش کی رائے اس بات پر مجتمع ہے جیسا کہ آپ کے نمائندوں نے میرے پاس آ کر بیان کیا ہے اور میں نے آپ کے خطوط میں پڑھا ہے تو میں فوراً بڑی تیزی سے آپ کی طرف آ جاؤں گا اس کے بعد بعض روایات کے مطابق یہ جملے بھی تحریر فرمائے جس میں اپنے نمائندہ حضرت مسلم بن عقیل علیہما السلام کا ساتھ دینے اور انہیں رسوانہ کرنے کا لکھا پس تمہیں چاہیے کہ تم میرے ابن عم کا ساتھ دو اس کے ہاتھ پر میرے لئے بیعت کرو اور اس کو رسوانہ کرنا یعنی جو کچھ تم نے اپنے خطوط میں لکھا ہے میرے نمائندے کے ساتھ اس کے برخلاف نہ کرنا۔

اس کے بعد آخری جملے اس طرح تحریر فرمائے جن میں امام برحق کے اوصاف بیان فرمائے مجھے قسم ہے کہ امام وہ ہوتا ہے جو

۱۔ اللہ کی کتاب پر عمل کرنے والا ہو۔

۲۔ عدل وانصاف کا راستہ اپنانے والا ہو۔

۳۔ حق کی پیروی کرنے والا ہو۔

۴۔ اپنی ذات کو خدا کے فرمان کے مطابق چلانے والا ہو۔

خداوند ہمیں اور آپ کو ہدایت پر اکٹھا کر دے اور تقویٰ کی بات کو مضبوطی سے قابو میں رکھنے کی توفیق دے وہ خدا لطیف و مہربان ہے والسلام

اہم نکات

۱۔ امام حسین علیہ السلام نے کوفہ والوں کو خط نہیں لکھے بلکہ کوفہ والوں نے امام حسین علیہ السلام کی طرف خط لکھے اور یہ خطوط آپ کو مدینہ میں نہیں بلکہ مکہ میں ملے آپ ان خطوط سے پہلے یزید کی بیعت کا انکار کر چکے تھے بعض مخالفین کا یہ کہنا کہ امام حسین علیہ السلام نے کوفہ والوں کی حمایت کو سامنے رکھ کر یزید کی بیعت کا انکار کیا یہ بالکل درست نہیں ہے اور اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

۲۔ کوفہ سے جن لوگوں نے خط لکھے ان میں تھوڑی تعداد آپؑ کے شیعوں کی تھی اور زیادہ خطوط عام ان مسلمانوں کی طرف سے تھے یا عام مسلمانوں سے تھے جو خوارج میں سے تھے ان خطوط سے یہ

بھی پتہ چلتا ہے کہ کوفہ میں رہنے والے عام لوگ بنی امیہ کے مظالم سے تنگ تھے اور جب انھیں پتہ چلا کہ معاویہ کی جگہ یزید حاکم بن گیا ہے تو انھیں اور خوف ہوا اس وجہ سے کوفہ کی آبادی عمومی طور پر یہ چاہتی تھی کہ ایسی شخصیت حاکم بنے کہ جس کی وجہ سے ان پر ظلم وستم کا سلسلہ ختم ہو جائے اور وہ شخصیت امام عالی مقام سے بہتر کوئی اور نہ تھی۔

۳۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے کوفہ والوں کے جواب میں اپنے نمائندے کو اس لئے بھیجا کہ مستقبل میں آنے والا مورخ یہ نہ کہہ سکے کہ جب کوفہ جیسا اہم شہر حضرت امام حسین علیہ السلام کو قبول کرنے کیلئے تیار تھا اور وہ آپؑ کو اپنا حاکم ماننے کیلئے آمادہ تھے تو امام حسینؑ نے ان کی دعوت کو کیوں قبول نہ کیا؟ اگر ان کی پیش کش کو قبول کر لیتے تو امت مسلمہ کو یزید جیسے فاسق وفاجر سے نجات مل جاتی تاریخ مولا حسین علیہ السلام کے خلاف فیصلہ دیتی۔ کوفہ والوں کی طبیعت ومزاج کو جاننے کے باوجود امام حسین علیہ السلام کے پاس ظاہری حالات کے اعتبار سے ان کی دعوت کو قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا اور یہ درحقیقت اس دور کے مسلمانوں کا امتحان بھی تھا۔

۴۔ مولا امام حسین علیہ السلام نے امام (رہبر) کی تعریف اپنے خط میں بیان کر کے تمام مسلمانوں کیلئے یہ راہنمائی دی کہ ہر شخص اسلامی حکومت کا سربراہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس میں یہ چار صفات نہ ہوں جو بیان ہو چکی ہیں۔

۵۔ اشارتاً مولا حسین علیہ السلام نے مسلم بن عقیلؑ کی شہادت کا بھی ذکر کر دیا۔

امام حسین علیہ السلام کے راہ میں خرچ کرنا

حدیث قدسی میں وارد ہے:

جو شخص نواسہ رسولؐ کی محبت میں ایک درہم یا دینار خرچ کرے گا میں دنیا میں اس کے ایک درہم میں برکت ڈال کر اس کو ستر درہم کے برابر کر دوں گا۔

حضرت امام حسینؑ اور حضرت مسلمؑ ابن عقیلؑ کے درمیان گفتگو

حضرت امام حسین علیہ السلام نے خط پر مہر لگائی خط بند کیا مسلمؑ بن عقیلؑ کو بلایا اور خط ان کے حوالے کر کے فرمایا میں آپؑ کو کوفہ والوں کے پاس بھیج رہا ہوں یہ خط کوفہ والوں کے خطوط کا جواب ہے جو انہوں نے مجھے بھیجے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے امر کا فیصلہ اس طرح سے دے گا جیسے وہ چاہتا ہے جیسے اس کی رضا ہے اور میں یہ اُمید رکھتا ہوں کہ میں اور آپؑ دونوں شہادت کے مرتبے پر ہوں گے اللہ کی برکت سے چلو یہاں تک کہ کوفہ میں داخل ہو جاؤ اور کوفہ میں ایسے شخص کے پاس جا کر ٹھہرنا جو سب سے زیادہ با اعتماد ہو اور لوگوں کو میری اطاعت کی دعوت دینا اور انھیں آل ابوسفیان سے علیحدہ کرنا پس اگر آپؑ دیکھیں کہ وہ میری بیعت پر اکٹھے ہیں تو مجھے جلدی اطلاع دینا تا کہ میں اس کے مطابق عمل کروں اس کے بعد امام حسین علیہ السلام حضرت مسلمؑ سے گلے ملے اور ان کو روتے ہوئے وداع کیا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کا حضرت مسلم بن عقیلؑ کی جانب خط

مسلمؑ بن عقیلؑ نیمہ ماہ رمضان المبارک میں حضرت امام حسینؑ ابن علیؑ کے فرمان کے مطابق کوفہ کے ارادہ سے چلے خفیہ طور پر مدینہ میں داخل ہوئے قبر پیغمبرؐ کی زیارت کی تجدید عہد کیا مسجد نبوی میں نماز پڑھی آدھی رات کے وقت گھر والوں کو وداع کیا راستے کی راہنمائی کیلئے قیس قبیلے سے دو آدمیوں کو اپنے ساتھ لیا۔ وہ دونوں صحرا میں راستہ بھول گئے راستے میں پانی ختم ہو گیا تو وہ دونوں پیاس کی شدت سے اس جہان فانی سے کوچ کر گئے لیکن مرنے سے پہلے حضرت مسلمؑ کو اشارہ کیا کہ اس راستے پر چلتے جاؤ پانی تک پہنچ جاؤ گے حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ نے ہمت سے کام لیا اور وادی خبیط کی جگہ مضیق پر پہنچ گئے اس بیابان میں ایک قبیلہ آباد تھا حضرت مسلمؑ اس آبادی میں رُک گئے وہاں سے قیس بن مسھر کے ہمراہ حضرت امام حسینؑ کو خط لکھا جس میں سفر کی ساری صورت حال سے آگاہ کیا اور کہا کہ میں نے اس کو بری فال جانا ہے اور آپؑ کے جواب کا اسی جگہ منتظر ہوں جو آپؑ حکم دیں گے میں اس پر عمل کروں گا۔

بعض محققین کا خیال ہے کہ مکہ سے مدینہ جاتے ہوئے راستہ بھول گئے اور آپ کے جو ساتھی تھے وہ اسی صحراء میں مر گئے البتہ مرنے سے پہلے راستہ کی نشاندھی کر گئے تفصیلات کے لیے مجالس المنتظرین دیکھیں۔

امامؑ کو یہ خط ملا تو امام عالی مقامؑ نے یہ جواب لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امابعد. فقد خشیت ان لا یکون حملک علی الکتاب الی فی الاستعفاء من الوجه الذی وجهتک له الا الجبن فامض بوجهک الذی وجهتک فیه والسلام

مجھے ڈر ہے کہ آپؑ نے جو مجھے اس طرح کا خط لکھ بھیجا ہے یہ خط بزدلی کی وجہ سے نہ ہو میں نے آپؑ کو جس کام کیلئے بھیجا ہے جاؤ ڈر اور خوف کو اپنے سے دور کرو۔

حضرت مسلمؑ کے پاس جب یہ خط پہنچا تو حضرت مسلمؑ نے خط پڑھ کر یہ جملہ فرمایا۔

مجھے اپنی جان کا ڈر خوف نہیں ہے۔

﴿حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کوفہ میں﴾

حضرت مسلمؑ مدینہ سے روانہ ہو کر کوفہ پہنچ گئے اور کر حضرت مسلمؑ نے مختار بن عبیدہ ثقفیؒ کے گھر قیام کیا جہاں شیعوں نے آپؑ کے پاس آنا شروع کر دیا آپ ان کو امامؑ کا خط پڑھ کر سناتے تھے وہ لوگ خط سن کر روتے تھے انہوں نے امام حسین علیہ السلام کے لئے حضرت مسلمؑ کے ہاتھ پر بیعت کرنا شروع کر دی ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے بیعت کی دوسری طرف عبداللہ بن مسلم (عمارہ) بن عقبہ، عمر بن سعد بن ابی وقاص نے یزید کو خط لکھا کہ مسلمؑ بن عقیلؑ کوفہ آچکے ہیں شیعوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کیلئے مسلمؑ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے پس اگر تم کو کوفہ کی ضرورت ہے تو کسی طاقتور آدمی کو کوفہ بھیجو کیونکہ نعمان بن بشیر انتہائی کمزور گورنر ہے۔

حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی روانگی اور مکہ سے کوفہ تک کی منزلیں

روانگی از شعب علیؑ بن ابی طالبؑ مکہ۔

۱۵ رمضان ۶۰ ھجری ۱۸ جون ۶۸۰ء بروز جمعرات بوقت سحر آپؑ نے مکہ سے مدینہ تک کا خفیہ راستہ اختیار کیا اور یہ وہ راستہ تھا جس راستہ سے حضرت رسول اکرمؐ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے تھے مکہ ہی سے قبیلہ قیس کے دو آدمی بطور گائیڈ حضرت مسلمؑ کے ہمراہ امام حسینؑ نے روانہ فرمائے۔

ایک کا نام عبداللہ بن منذر رارجی، دوسرے کا نام عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن منذر رارجی

حضرت مسلمؑ کے ہمراہ جناب قیس بن مسہر الصید اوی الاسدی جناب یحییٰ بن ہانی اور جناب سعید بن عبداللہ تھے۔ البتہ یحییٰ کے بارے اختلاف ہے کہ وہ ہمراہ تھے یا نہ تھے آپ کی خدمت کیلئے آپ کے ہمراہ چند غلام بھی تھے ان میں جناب عمارہ بن عبیداللہ سلولی کا نام گرامی بھی موجود ہے اگر مکہ سے بدر اور عسفان والے راستہ سے مدینہ جائیں تو یہ فاصلہ ۴۵۰ کلومیٹر بنتا ہے اور اگر ذات العرق والے راستہ سے مدینہ جائیں تو یہ فاصلہ ۵۰۰ کلومیٹر بنتا ہے حضرت مسلمؑ کا مکہ سے براستہ مدینہ کوفہ تک کا کل فاصلہ ۱۶۴۷ کلومیٹر بنتا ہے۔

آپؑ نے مکہ سے مدینہ تک کا سفر صحرائی راستہ سے کیا مدینہ سے ایک دن کا فاصلہ باقی تھا کہ آپ کا سامنا صحرائی بادسموم کے طوفان سے ہوا اور یہ ۱۷ رمضان ۶۰ ھجری ۲۰ جون ۶۸۰ء کا واقعہ ہے اسی دوران راستہ گم کر بیٹھے اور دونوں گائیڈ بادسموم کی وجہ سے انتقال کر گئے ہیں البتہ مرنے سے پہلے انہوں نے قافلہ کو راستہ کی نشاندہی کر دی جس کی بنیاد پر یہ قافلہ دوسرے دن ایک آباد جگہ پر پہنچ گیا اس جگہ کا نام وادی بطن الجنت یا بطن الجنیت تھا۔ اور اس کے ساتھ پہاڑی سلسلہ کا نام کوہسار آرہ تھا اور اس پہاڑ کی چوٹی کو لحف کہتے تھے۔ اور وہاں سے چند فرلانگ کے فاصلہ پر مضیق نام کی بستی تھی جہاں پر بنی محارب اور بنی اسد کے قبائل آباد تھے اور پانی کے کنوئیں موجود تھے پیاس سے نڈھال اس مختصر کارواں کو اس جگہ پر پہلے سے موجود ایک قافلہ نے پانی پلایا اور

علاقہ کا تعارف کروایا وہ لوگ حج عمرہ کرنے جارہے تھے۔اسی قافلہ والوں کے ہاتھ حضرت مسلمؑ نے ایک خط امام حسینؑ کے نام بھیجا جس میں راستہ میں جو جو مشکل پیش آئی اس کا تذکرہ فرمایا اور اپنے گائیڈوں کی موت کا ذکر بھی اس خط میں کیا اور خط کے جواب کی انتظار کرنے کا بھی تحریر کیا۔

یہاں سے یہ کاروان روانہ ہوکر ۱۹ رمضان ۶۰ ھجری ۲۱ جون ۶۸۰ء کو مدینہ میں پہنچا۔

۱۹ رمضان سے ۲۵ رمضان تک اس کاروان نے مدینہ میں قیام فرمایا۔

(بحوالہ مسلمؑ بن عقیلؑ ص ۳۹۷ تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۷۹ مقتل الخوارزمی ج ۲ ص ۱۹۶ بحار الانوار ج ۴۴ ص ۳۵۵ کلمات امام حسینؑ ص ۳۱۴)

بحوالہ واقعہ الطف مقتل ابی داؤد مکہ سے حضرت مسلمؑ کے ہمراہ آپ کے دو کمسن فرزند محمدؑ و ابراہیمؑ بھی موجود تھے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا عزاداروں کے نام پیغام

صاحبان ایمان پر واجب ہے کہ روز عاشورا امام حسین علیہ السلام پر گریہ کریں جو کوئی بھی اس دن گھر میں موجود ہو وہ اپنے اہل خانہ کو کہے کہ وہ فرزند رسولؐ پر گریہ کریں۔گھروں میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے مصائب کا ذکر کریں ایک دوسرے کو تعزیت پیش کریں پرسہ دیں جو لوگ اس عمل کو انجام دیں میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ضمانت دیتا ہوں دو ہزار حج وعمرہ حضرت رسول اللہؐ اور آئمہ معصومینؑ کے ساتھ مل کر جہاد کرنے کا ثواب ان کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔

نیز اس دن مومنین اپنے گھر سے باہر آئیں اور دوسرے مومنین کے گھروں میں جا کر ان سے تعزیت پیش کریں

﴿حضرت مسلمؑ مدینہ سے کوفہ کی جانب﴾

۲۴ رمضان ۶۰ ھجری ۲۷ جون ۶۸۰ ء ہفتہ کی رات قافلہ مدینہ شہر کے شمال مشرقی درواز ے باب الجھینیۃ سے معدن النقر ہ کی طرف یہ کاروان روانہ ہوا۔

مدینہ سے روانہ ہوکر براستہ معدن النقر ہ فید نامی جگہ پر آپ نے قیام فرمایا مدینہ سے فید تک کا فاصلہ تقریباً ۵۰۰ کلومیٹر بنتا ہے فید آج ایک معروف شہر ہے اس جگہ حاتم طائی کا قبیلہ آباد تھا فید سے آگے کی منازل ،منزل اجفر ،منزل خزیمیہ (زرود) منزل قیر العبادی جس کا دوسرا نام ابطان بھی تھا۔ ان چار منازل کے سامنے مغربی جانب دومشہور پہاڑ تھے ۔ا۔جبل سلمی ۔۲۔جبل اجا۔ ان پہاڑوں کے درمیان طائی قبیلہ آباد تھا اس زمانہ میں ۳۰۰ کلومیٹر کے علاقہ پر طائی قبائل پھیلے ہوئے تھے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسلمؑ نے عید کا چاند منزل فید پر دیکھا ہے ...اور اسی جگہ پر روز عید بھی گزارا۔ فید سے کوفہ ۶۴۸ کلومیٹر بنتا تھا۔

﴿حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی کوفہ میں آمد﴾

۷ جولائی ۶۸۰ ء ۵ شوال ۶۰ ھجری منگل کی شام یہ چھوٹا سا کاروان کوفہ شہر کے دروازہ باب الحجاج سے اندر داخل ہوا (بحوالہ مسلمؑ بن عقیلؑ ص ۴۳۰)

﴿کوفہ کا تعارف﴾

۱۷ ھجر ی کوفہ شہر کو آباد کیا گیا اس میں ستر قبائل بسائے گئے ان کیلئے سرکاری خرچہ پر ۸۰ ہزار گھر تعمیر کروائے گئے ۶ ہزار گھر فقط فوجیوں کیلئے تعمیر کرائے گئے تھے۔ بعد میں اس شہر کی آبادی میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا اس اضافہ کی بنیاد پر زیاد بن ابیہ نے اسے کئی حصوں میں تقسیم کردیا تھا ان کو محلے سمجھ لیں۔

آبادی کی شرح اضافہ ہر پچاس سال بعد دس گناہ ہوتی ہے اسی لئے ۵۰ ھجری میں زیاد بن سمیہ نے اس شہر کو سرکاری سہولت کے واسطے کئی محلوں میں تقسیم کردیا تھا اس حساب سے ۶۰ ھجری

تک یہ شہر آٹھ لاکھ سے زیادہ گھروں پر مشتمل ہوگیا۔

﴿حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کوفہ میں﴾

حضرت مسلمؑ نے کوفہ میں مختار ثقفیؒ کے گھر قیام کیا۔

حضرت مسلمؑ کی طرف سے کوفہ والوں سے بیعت لینے والے نائبین کے نام۔

۱۔ جبلہ بن علی شیبانی، حضرت مسلمؑ کی شہادت کے وقت کوفہ سے باہر بیعت لینے گئے ہوئے تھے یہ کربلا کے شہداء سے ہیں۔

۲۔ جنادہ بن حارث انصاری سلمانی ازدی

۳۔ جندب بن حجیر کندی، کربلا کے شہید ہیں۔

۴۔ شبیب بن جراد کلابی، ۹ محرم کو کربلا پہنچے تھے۔

۵۔ جناب عباس بن جعدہ بن ہبیرہ بن مخزوم بن عبدالمطلبؑ جناب جعدہ مولائے امیرالمومنینؑ کے بھانجے تھے اور ضربت لگنے کے بعد حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے انہیں نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا۔

۶۔ عمرو بن جندب حضرمی۔

۷۔ عمرو بن قرظہ انصاری، کربلا کے شہداء سے ہیں۔

۸۔ نافع بن ہلال جملی، شہدء کربلا سے ہیں۔

۹۔ یحیٰی بن ہانی بن عروۃ، کربلا کے شہداء سے ہیں۔

۱۰۔ عبیداللہ بن عمرو کندی، شہید کوفہ۔

۱۱۔ عمارہ بن صلخب ازدی، شہید کوفہ۔

۱۲۔ سلیمان بن صرد خزاعی، کربلا کے بعد گروہ توابین کے سربراہ تھے اور شہید ہوئے۔

۱۳۔ حارث بن امراء القیس کندی، شہزادہ علی اصغرؑ کے ماموں ہیں اور کربلا کے شہداء سے ہیں۔

۱۴۔ عبدالاعلی کلبی علیمی، حضرت مسلمؑ کے گھر کے دربان۔

۱۵۔ جناب مسلم بن عوسجہ، شہداء کربلا سے ہیں۔

شعبہ مالیات کے انچارج عمرو بن عبداللہ المعروف ابوثمامہ صیداوی شہداء کربلا سے ہیں۔

ان کے علاوہ آپؑ کے خواص میں حضرت حبیب بن مظاہرؓ علی بن مظاہرؓ شہداء کربلا سے ہیں

ہانی بن عروہؓ شہید کوفہ

مختار ثقفیؒ جنہوں نے بعد میں قاتلان امام حسین علیہ السلام سے بدلہ لیا اور جام شہادت نوش کیا۔

عزاداروں کے آنسو کی قدر و منزلت

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ کی طرف سے گنہگار عزاداروں کو ایک تابندہ موتی عطا ہوگا کہ جس کے نور سے عرصہ محشر منور ہو جائے گا ارشاد ہوگا کہ اے گنہگار یہ موتی وہ آنسو ہے جو مصائب امام حسین علیہ السلام میں تیری آنکھ سے نکلا تھا اب اس موتی کی قیمت جنت ہے۔

﴾کوفہ میں حضرت امیر مسلمؑ کا تاریخی خطاب﴿

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

وصل علی محمد و الہ اجمعین اما بعد ایها الناس ان اللہ جعلا محمد اوعلیا صلوات اللہ علیها دلیلا لذاته و اقامهما مقامه فی سائر بریاته مجعل احدهما وجهه والا خر نفسه وجعل الواحد منهما تاجالمشیته و الثانی سیفالارادته وکان سیدنا الاکبر ینطق عن اللہ و للہ باللہ و سیدنا الاصغر کان یفعل عنه وله وبه فمضیاطاهرین طیبین راضیین و مرضیین عند اللہ ولیس لهما الیوم علی وجه الارض وارث سوی ابی عبداللہ الحسین علیه السلام کلیم القرآن و المناجی بالرحمن وحلیف الایمان وقاسم کل خیر المفروض طاعته علی الجن والانس والوحش والطیر فاعقلوااهل الکوفة لوتستطیعوا فاعقلوأاترکتم اباعبداللہ علیه السلام مصباح الصلوٰة ونور المحراب وخلاصة الوجود وتفسیر الکتاب ؟لشاربّ الخمور واللاعب بالکلاب أرقیتم باالحمیم المتروک المطروک من عین الحیوة المرزوق هل یستوی الخمر والسلسبیل وسامع الطفامی والغوانی من مناجی له جبرئیل ها انا ارسلت فیکم سفرا وکنت فیکم داعیاالی بیعة اللہ تعالیٰ والی بیعة ابی عبداللہ علیه السلام وامشوااثرغیاره فاثرو الخیة.

(بحوالہ ریاض القدس، مقتل ابی داود، مسلم بن عقیل تالیف آقای کمرہ ای)

ترجمہ ۵شوال ۶۰ ھجری کو حضرت مسلمؑ بن عقیل کا کاروان کوفہ کے باہر پہنچا اور رات کو حضرت امیر مختار ثقفیؒ کے گھر میں رونق افروز ہوا آپؑ کوفہ کے تمام حالات سے آگاہ ہو چکے تھے۔

دوسری صبح آپؑ نے جامع مسجد کوفہ میں نماز فجر ادا فرمائی اور آپؑ کا خطاب سننے کیلئے لوگوں کو منادی کے ذریعہ جمع ہونے کا اعلان ہوا۔

لوگوں کی کثیر تعداد جامع مسجد میں آئی لوگوں کی باہمی سرگوشیوں نے اس وقت دم توڑ دیا جب حضرت امیر مسلمؑ نے حضرت امام حسینؑ کا خط لوگوں کو پڑھ کر سنانا شروع فرمایا جس میں اہل کوفہ کے خطوط ملنے کی اطلاع اور حضرت مسلمؑ کی سفارت کے بارے میں تحریر تھا۔

جب حضرت مسلمؑ حضرت امام حسین علیہ السلام کا خط پڑھ رہے تھے تو اس وقت مسجد میں موجود لوگ دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ خط سننے کے بعد سب سے پہلے عابس بن شبیب شاکری اُٹھے قبضہ تلوار پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ میں حلف اٹھا کر کہتا ہوں کہ جب تک ہماری جان میں جان ہے ہم اس تلوار سے فرزند رسولؐ کی نصرت کرتے رہیں گے۔

اسی دوران رئیس کوفہ محمد بن بشیر کے ساتھ مجمع میں حجاج بن علی بیٹھا ہوا تھا اس نے محمد بن بشیر سے کہا کہ تو کیوں گفتگو میں شریک نہیں ہو رہا؟ اس نے جواب میں کہا کہ میں خاندان تطہیر کو ساری دُنیا سے محبوب سمجھتا ہوں مگر نہیں چاہتا کہ ان کی حمایت کا اعلان کر کے قتل کیا جاؤں اور نہ ہی میں یہ چاہتا ہوں کہ آج لوگوں کے درمیان حلف اُٹھاؤں اور کل کو اس کو توڑ دوں۔

اس پہلی بیعت کے بعد حضرت مسلمؑ نے عابس بن شبیب شاکریؒ کو حضرت امام حسین علیہ السلام کے نام خط دے کر روانہ کیا جس میں آپؑ نے امام عالی مقامؑ کو تمام تفصیلات سے آگاہ فرمایا۔

حضرت مسلمؑ مسجد کوفہ میں

تمام کوفہ کے مخالف و موافق لوگ جامع مسجد میں جمع تھے کہ خانوادہ تطہیر کے سفیر کا خطبہ سنیں حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کا خطبہ ہاشمی فصاحت و بلاغت کا نمونہ تھا اس خطبہ ہی کی تاثیر سے قاضی شریح جیسا مخالف شخص بھی بیعت پر آمادہ ہو گیا وحی سرشت خاندان کے ماحول میں پرورش پانے والے فرزند عقیلؑ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور پیغمبر خداؐ پر درود و سلام کے بعد فرمایا۔

اے لوگو! یقیناً اللہ تعالیٰ نے شہنشاہ انبیاءؐ اور امیر کائناتؑ کو اپنی ذات کی دلیل قرار دیا ہے آپ جانتے ہیں کہ ہر دعویٰ کی دلیل ہوتی ہے اور دعویٰ اس وقت تک ثابت نہیں ہوتا جب تک اس کی کوئی دلیل نہ ہو اور جس دعویٰ کی کوئی محکم دلیل نہ ہو وہ باطل ہوتا ہے بالکل اسی طرح ان ذوات مقدسہ کے ذریعہ ہی سے اللہ تعالیٰ کی ذات کی معرفت ہوئی ہے۔ ذات واجب نے

حضرت شہنشاہ انبیاءؐ اور حضرت امیر کائناتؑ کو تمام عالم موجودات میں اپنا قائم مقام بنایا ہے۔

اے اہل کوفہ! اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے انوار میں سے سید الانبیاءؐ کے نور کو اپنی ذات کیلئے بلاتشبیہ روح قرار دیا ہے اور امیر المومنینؑ امیر کائناتؑ کو اپنا نفس قرار دیا ہے اس طرح یہ دونوں روح اللہ اور نفس اللہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان دونوں ذوات اطہارؑ میں سے ایک ذات پاک کو اپنی مشیت وخواہش کا تاج قرار دیا ہے اور دوسری ذات پاک کو اپنے ارادوں کا محور قرار دیا ہے۔

حضرت امیر مسلمؑ فرماتے ہیں کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی اکرمؐ کو اپنی بولنے والی زبان قرار دیا ہے اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام جو بھی کام کرتے رہے وہ اللہ کی طرف سے کرتے رہے حضرت امیر المومنینؑ کو فرمان رسولؐ کی عملی تفسیر بنایا۔

اے لوگو! آج یہاں بھی وہی صورت وکیفیت ہے ان دونوں ذوات مقدسہ کا اس زمانہ میں سوائے تاجدار کربلا کے اس وقت کوئی وارث نہیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام وہ ذات مقدس ہے جو قرآن کے سوا کلام نہیں کرتے اور رحیم ورحمان سے سرگوشیاں کرتے ہیں اور ایمان کے حلیف ہیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام وہ ذات ہیں جو دُنیا وعقبیٰ کی ہر قسم کی خیر وبرکت کو تقسیم کرنے والے ہیں ان کی اطاعت تمام جن وانس، چرند پرند اور ہر ذی روح پر اس طرح واجب ہے جس طرح اللہ کی اطاعت واجب ہے۔

اے اہل کوفہ! اگر آپ عقل وشعور رکھتے ہیں تو عقل وشعور سے کام لیں۔

اے اہل کوفہ! آپ اس فرزند رسول کو چھوڑنا چاہتے ہیں جو نماز کے لئے روشن چراغ ہیں، جو محراب عبادت کا نور ہیں، جو عالم یری وما لا یری کے وجود کا خلاصہ اور وجہ وجود ہیں اور ام الکتاب کی تفسیر ہیں ان کی ذات مقدس کی بجائے اس شخص کی پیروی کر رہے ہو جو روز روشن میں شراب پیتا ہے اور جس میں ظاہری وباطنی خباثتیں موجود ہیں۔

اے اہل کوفہ! کیا تم ایسے کریم امامؑ کی بجائے یزید ملعون کو منتخب کر رہے ہو؟ جو کتوں سے دل

بہلاتا ہے کیا تم آب حیات کے جاری وساری چشمے کے بدلے جہنم کی غلاظت کو پسند کر رہے ہو؟

اے اہل کوفہ! مجھے شہنشاہ کائنات امام علیہ السلام نے تمہارے پاس اپنا سفیر بنا کر بھیجا ہے اور ہم تمہارے درمیان اللہ کی بیعت کی طرف بلانے والے ہیں اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی بیعت دراصل اللہ تعالیٰ کی بیعت ہے۔

اے اہل کوفہ! اگر تم حضرت امام حسین علیہ السلام کے نقش قدم سے اٹھنے والی دھول کے پیچھے پیچھے آ جاؤ تو جنت تمہاری قدم بوسی کرے گی۔

﴿نکات﴾

ا۔ کوفہ والوں میں جو شیعہ خالص تھے وہ آخر تک وفادار رہے کچھ کوفہ میں شہید ہوئے کچھ اسیر ہوئے کچھ کربلاء کے شہداء میں شامل ہوئے اور کچھ نے بعد میں مختار کی قیادت میں شامل ہو کر قاتلان حضرت امام حسین علیہ السلام سے بدلا لیا۔ کچھ گروہ توابین کے نام سے مشہور ہوئے اور اپنی جانیں قربان کر کے توبہ کی سند حاصل کی۔

۲۔ کوفہ کے لاکھوں کی آبادی والے شہر میں چند ہزار کا بیعت کرنا اور بعد میں اکثریت کا قتل کے ڈر سے یا مال کے لالچ میں آ کر پھر جانا امت کی بے حسی کو بیان کر رہا ہے۔

۳۔ کربلاء رونمانہ ہوتی تو اسلام کا نام تک مٹ جاتا۔

کوفہ کے حالات کو سامنے رکھ کر ہر شخص اس دور کے مسلمانوں کی حالت کو پڑھ سکتا ہے۔

۴۔ ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہیے آج کروڑوں کی تعداد میں مسلمان ہیں۔ اسلام پر عمل نہیں ہو رہا قرآن پامال ہے ظلم عام ہے کفر کا راج ہے امام زمانہ (عج) منتظر ہیں نصرت کے لیے دعوت دے رہے ہیں ایسا لگتا ہے آج پورا عالم اسلام کوفہ کا منظر پیش کر رہا ہے۔ بہرحال اب بھی حبیب بن مظاہر مسلم بن عوسجہ مزاج ناصران کی ضرورت ہے تا کہ اپنے امامؑ کے لیے نصرت کی شرائط کو پورا کریں اور وارث کربلاء اس دھرتی پر آ کر اللہ کے نظام کا نفاذ کرے اور تمام ظالموں سے انتقام لے۔

حضرت امام حسینؑ کی جانب سے بصرہ کے شرفاء کے نام خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اما بعد. فان الله اصطفى محمداً من خلقه واكرمه بنبوته واختاره لرسالته ثم قبضه اليه وقد نصح لعباده وبلغ ماارسل به وكنا اهله واولياءه واوصياءه وورثته واحق الناس بمقامه في الناس فاستأثر علينا قومنا بذلك فرضينا وكرهنا الفرقة واحببنا العافية ونحن نعلم انا احق بذلك الحق المستحق علينا ممن تولاه وقد بعثت رسولي اليكم بهذاالكتاب وانا ادعوكم الى كتاب الله وسنة نبيه فان السنة قد أميتت والبدعة قد احييت فان تسمعوا قولي اهدكم الى سبيله الرشاد والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امابعد! اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰؐ کو اپنی مخلوق سے منتخب کرلیا اور آپ کو نبوت کے ذریعے کرامت و بزرگی عطا کی پھر اللہ نے آپؐ کو اپنی طرف بلالیا اور بے شک حضورؐ نے اللہ کے بندوں کی خیر خواہی کی اور انہیں نصیحت کی اور جو کچھ ان کو دے کر بھیجا گیا تھا اسے انہوں نے لوگوں تک پہنچادیا۔

ہم اس کے اہل، اولیاء اور اوصیاءؑ ہیں اور اس کے وارث ہیں اور لوگوں میں سے حضورؐ کے مقام کے ہم سب سے زیادہ حقدار ہیں ہماری قوم میں سے کچھ لوگوں نے ہمارے خلاف ہوکر ہمارے مقام کو ہم سے زبردستی لے لیا۔ ہم اس پر چپ ہوگئے کیونکہ ہم نے اختلاف کو پسند نہیں کیا ہم نے امن اور عافیت کو چاہا جبکہ ہم جانتے تھے کہ ہم اس حق کے زیادہ مستحق ہیں ان لوگوں سے جو ہم پر حاکم بن کے بیٹھے ہوئے ہیں اور انہوں نے جو نیکی اور اچھے کام کیے ہیں اور جو حق بات کہی ہے اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کرے اور ہمارے لئے بخشش ہے۔

میں یہ خط دے کر آپ کے پاس اپنا نمائندہ بھیج رہا ہوں میں آپ کو اللہ کی کتاب اور سنت

رسولؐ کی طرف دعوت دیتا ہوں کیونکہ رسولؐ کی سنت کو ختم کیا جا چکا ہے اور بدعت کو زندہ کیا گیا ہے اگر تم میری بات سنو اور میری اطاعت کرو تو میں تمھیں صحیح راستے کی ہدایت کرونگا والسلام

امام حسین علیہ السلام نے مکہ میں وارد ہونے کے بعد شہر بصرہ کے چھ نامور لوگوں کے نام ایک خط تحریر کیا جن کے نام یہ ہیں۔

﴿۱﴾ مالک بن مسمع بکری۔

﴿۲﴾ مسعود بن عمرو۔

﴿۳﴾ منذر بن جارود۔

﴿۴﴾ احنف بن قیس۔

﴿۵﴾ قیس بن اعثم۔

﴿۶﴾ عمرو بن عبداللہ بن معمر۔

ان چھ افراد میں سے منذر بن جارود اس خط کو اور امامؑ کے قاصد کو عبیداللہ ابن زیاد لعین کے پاس لے آیا کیونکہ منذر کو یہ ڈر تھا کہ یہ خط کہیں دھوکہ نہ ہو اور خود ابن زیاد نے اسے آزمانے کے لیے نہ بھیجا ہو کیونکہ منذر کی بیٹی بحریہ ابن زیاد کی بیوی تھی چنانچہ ابن زیاد لعین نے امامؑ کے قاصد کو اس رات سولی پر لٹکا دیا جس رات وہ کوفہ کی طرف روانہ ہو رہا تھا اور منبر پر چڑھ کر بصرہ والوں کو ڈرایا کہ اگر انہوں نے یزید کے خلاف کسی اقدام کی حمایت کی تو اس کا بھی یہی حال ہوگا اور عثمان کو بصرہ کا گورنر بنا کر خود کوفہ روانہ ہو گیا۔

﴿نکات﴾

۱﴾ اس خط میں امام عالی مقامؑ نے اپنا برحق ہونا بتایا اور یہ بتایا کہ رسولؐ کی جانشینی ہمارا حق ہے اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ ہمارا حق ہے ہم خاموش رہے تا کہ فساد نہ ہو اور امن رہے۔

۲﴾ امام عالی مقامؑ نے بتایا کہ اب جو میں یزید کے خلاف اُٹھا ہوں تو اس لئے کہ قرآن اور رسولؐ کی سنت کو ختم کیا جا رہا ہے۔

۳﴾ امام عالی مقامؑ نے جہاں ضرورت سمجھی وہاں لوگوں کو اپنی مدد کی دعوت دی تا کہ بعد میں یہ نہ

کہہ سکیں کہ امام عالی مقامؑ نے تو ہمیں کہا ہی نہیں تھا۔

(طبری ج ۷ ص ۲۳۵) (کامل ابن اثیر ج ۳ ص ۲۹۷)

(ارشاد ص ۲۰۶) (مقتل خوارزمی ج ۱ ص ۱۹۵)

حضرت نبی کریمؐ اور عزاداروں کی شفاعت

حضرت نبی کریمؐ نے حضرت سیدہؑ کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی جب شہادت کی خبر دی تو جناب سیدہؑ نے سوال کیا۔ بابا جان! یہ کب ہو گا؟ آپؐ نے فرمایا بیٹیؑ جب نہ میں ہوں گا اور نہ آپ ہوں گی نہ علیؑ ہوں گے اور نہ حسنؑ ہوں گے۔

حضرت سیدہ (صلواۃ اللہ علیھا) کا گریہ بڑھا اور عرض کیا بابا جان تو میرے بیٹے کو رونے والا کوئی نہ ہو گا۔

آپؐ نے فرمایا بیٹی! میری امت کی عورتیں میری ذریت کی مستورات پر اور میری اُمت کے مرد میرے اہل بیتؑ کے مردوں پر روئیں گے نسل در نسل ہر سال اس غم کو تازہ رکھیں گے قیامت کے دن آپ عورتوں کی اور میں مردوں کی شفاعت کروں گا۔ قیامت کے دن ہم دونوں امام حسین علیہ السلام کے رونے والوں کو ہاتھوں سے پکڑ کر انہیں جنت میں داخل کریں گے۔

از مکہ روانگی برائے عراق:

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام سے عبداللہ بن عباس کی گفتگو﴾

آٹھ ذی الحجہ جب سحری کا وقت ہوا تو امام عالی مقامؑ روانگی کیلئے آمادہ ہوئے تو عبداللہؓ ابن عباسؓ سامنے آئے اور انہوں نے ناقہ کی باگ کو پکڑا کہ جس پر امام عالی مقامؑ سوار تھے اور کہا اے بھائی! کیا آپؑ نے رات نہیں فرمایا تھا؟ کہ جو میں نے سوال کیا ہے آپؑ اس پر غور کریں گے۔

امام عالی مقامؑ نے فرمایا ''جی ہاں لیکن جب میں رات آپ سے علیحدہ ہوا تو میرے پاس حضرت رسول خداؐ تشریف لائے اور فرمایا اے حسینؑ مکہ چھوڑ دو کیونکہ اللہ کی مرضی یہ ہے کہ وہ آپؑ کو مقتول دیکھے اور خواتین اور بچوں کو بھی ساتھ لے جائیں تا کہ ان کے ذریعے تمہارے خون کی تشہیر ہو سکے''۔

عبداللہؓ بن عباسؓ نے جب یہ جملے سنے تو کلمہ مصیبت کہا

انا للہ وانا الیہ راجعون

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کی محمد حنفیہ سے گفتگو﴾

حضرت امام حسین علیہ السلام کے بھائی محمد حنفیہ مناسک حج انجام دینے اور امام حسینؑ ابن علیؑ کی زیارت کرنے مدینہ کے حالات سے آگاہ کرنے اور اپنے امامؑ سے نئے احکامات لینے کے لیے مکہ میں تشریف فرما ہو چکے تھے قرائن سے واضح ہوتا ہے کہ یہ گفتگو مکہ میں قبل از روانگی ہوئی ہے۔

بقول علامہ حلی محمد حنفیہؒ شدید مریض تھے آخری رات روانگی سے قبل وہ امامؑ کے پاس آئے اور کہا اے بھائی! کوفہ کے لوگ بے وفا اور پیمان شکن ہیں انہوں نے حضرت امیر المومنینؑ اور آپؑ کے بھائی حسن علیہ السلام کے ساتھ جو کچھ کیا اس سے میں ڈرتا ہوں کہ یہ لوگ آپؑ کے ساتھ بھی پیمان شکنی کریں گے پس بہتر یہی ہے کہ عراق کی طرف نہ جائیں اور مکہ میں رہ جائیں حرم خدا ہر شخص کیلئے باعث احترام ہے امامؑ نے جواب دیا ''میں اس لئے ڈرتا ہوں کہ یزید لعین حیلہ

وبہانہ سے مجھے حرم خدا میں قتل کروادے گا اور اس طرح سے خانہ کعبہ کا احترام ختم ہو جائے گا۔
محمد بن حنفیہ نے پھر پیش کش کی کہ اس صورت میں بہتر ہے کہ آپؑ عراق کی بجائے یمن یا دوسرے امن کے علاقوں کی طرف چلے جائیں''۔

امام عالی مقامؑ نے فرمایا''ٹھیک ہے میں آپ کی اس پیش کش پر غور کروں گا لیکن حضرت امام حسینؑ ابن علیؑ سحری کے وقت عراق کی طرف روانہ ہونے کیلئے تیار ہو گئے جیسے ہی یہ خبر محمد ابن حنفیہؓ کو پہنچی تو محمد ابن حنفیہؓ جلدی سے امامؑ کے سامنے حاضر ہوئے ناقہ کی لگام اپنے ہاتھ میں لی اور عرض کی اے بھائی آپؑ نے رات وعدہ کیا تھا کہ میری درخواست پر غور فرمائیں گے امامؑ نے جواب دیا۔

بلیٰ ولکن بعدمافارقتک اتانی رسول الله وقال یا حسین اخرج الی العراق فان الله تعالیٰ شاء اَن یراک قتیلا وقد شاء الله أن یراھن سبایا. لھوف ص ٦٥.

ترجمہ ﴿ جی ہاں لیکن آپ کے جانے کے بعد رسول اللہؐ خواب میں تشریف لائے اور فرمایا اے حسینؑ یہاں سے کوچ کرو خدا چاہتا ہے کہ وہ تمھیں قتل ہوتا دیکھے اور مستورات کو قیدی دیکھے۔
محمد بن حنفیہ نے یہ سنتے ہی کہا۔

انا لله وانا الیه راجعون

محمد بن حنفیہؓ نے آپؑ سے دوبارہ التماس کیا کہ آپ بچوں اور عورتوں کو ساتھ نہ لے جائیں راستہ بہت خطرناک ہے۔

امام عالی مقامؑ نے جواب دیا خدا چاہتا ہے کہ وہ ان کو اسیر دیکھے۔

محمد بن حنفیہؓ نے امام حسین علیہ السلام کو روتے ہوئے وداع کیا تو یہ جملے کہے کہ خدا کی قسم! میں آپؑ کی جدائی کی وجہ سے بہت زیادہ غمگین ہوں اور سخت بیمار ہونے کی وجہ سے آپؑ کے ساتھ نہیں جا سکتا نہ تو میں تلوار چلانے کے قابل ہوں اور نہ ہی میں نیزہ چلا سکتا ہوں خدا کی قسم! میں آپؑ کے بعد کبھی بھی خوش نہیں رہوں گا یہاں تک کہ روتے روتے آپ بے ہوش ہو گئے جب آپ ہوش میں آئے تو آپؑ سے کہا اے بھائیؑ! میں آپؑ کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور اللہ کی امان میں دیتا ہوں اے میرے شہید! اے میرے مسافر! اے میرے مظلوم بھائی!

حضرت امام حسین علیہ السلام کے نام حضرت عبداللہؑ بن جعفرؑ کا خط

جب حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ سے عراق کے لیے روانہ ہونے لگے اور اس امر کی اطلاع جناب عبداللہؓ بن جعفرؑ کو ملی تو انہوں نے امامؑ کو عراق کے سفر سے روکنے کیلئے کافی کوشش کی لیکن امام علیہ السلام اپنے فیصلہ پر قائم رہتے ہوئے جب مکہ سے روانہ ہو گئے تو حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ نے اپنے زمانہ کے امامؑ کی حفاظت کے لیے ایک اور اقدام اپنی سوچ کے مطابق اٹھایا اور اس کے لیے آپ نے ایک مختصر سا خط اپنے بیٹوں عونؑ و محمدؑ کے ہاتھ حضرت امام حسین علیہ السلام کے لیے بھیجا۔

اس خط کا مضمون یہ تھا

''میں آپؑ کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آپؑ مکہ سے نہ جائیں کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ اس معاملے میں جس کا آپؑ نے ارادہ کیا ہے اس میں آپؑ بھی مارے جائیں گے اور آپ کے اہل بیتؑ بھی مارے جائیں گے کیونکہ اگر آپؑ قتل ہو گئے تو زمین کا نور بجھ جائے گا اور آپؑ ہدایت کی جان ہیں آپؑ جانشین امیرالمومنینؑ ہیں آپؑ عراق جانے کی جلدی نہ کریں میں آپؑ کیلئے یزید اور تمام بنی امیہ سے امان نامہ حاصل کروں گا کہ آپؑ کی جان و مال، اولاد اور اہل بیتؑ کو کوئی کچھ نہ کہے میری رائے پر عمل کیجئے والسلام

سینوں میں رچ گیا ہے یوں ماتم حسینؑ کا
لگتا ہے سارا سال محرم حسینؑ کا
وہ خوش نصیب گھر ہے کہ جس کی فصیل
پر سب کو دکھائی دیتا ہے پرچم حسینؑ کا

﴿امام عالی مقامؑ کا جناب عبداللہؑ کے لیے جواب﴾

ترجمہ ﴿ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   امابعد: آپ کا خط مجھے ملا میں نے پڑھا جو کچھ آپؑ نے بیان کیا میں نے اسے سمجھ لیا ہے میں آپؑ کو آگاہ کرتا ہوں کہ میں نے رسول خداؐ کو خواب میں دیکھا ہے انہوں نے مجھے ایک کام کرنے کا حکم دیا ہے میں نے اس کام کو کرنا ہے خواہ وہ ظاہری طور پر میرے فائدے میں جائے یا بظاہر میرے خلاف جائے

خدا کی قسم!

اے ابن عم! اگر میں حشرات الارض میں سے کسی کے بل میں بھی گھس جاؤں تو بھی یہ مجھے وہاں سے نکال کر قتل کر دیں گے یہ لوگ میرے خلاف اس طرح زیادتی کریں گے جس طرح یہودیوں نے ہفتے کے دن کی حرمت کو پامال کیا تھا   والسلام

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کے لیے امان نامہ کا حصول﴾

عبداللہؓ بن جعفرؓ نے جیسے ہی امامؑ کے لئے خط روانہ کیا خود فوراً عمرو بن سعید کے پاس آئے (کہ عمرو بن سعید یزید کی طرف سے ولید کی معزولی کے بعد مدینہ کا گورنر تھا۔ اور مکہ میں بظاہر یزید لعن کی جانب سے امیر حاج مقرر تھا جب کہ اس کے ذمہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو احرام کی حالت میں قتل کر دینا تھا۔) اس سے ملاقات کے بعد عبداللہؓ بن جعفرؓ نے درخواست کی کہ وہ امامؑ کیلئے ایک امان نامہ تحریر کر دیں کہ شاید امامؑ مکہ واپس آ جائیں۔ اس نے گورنر مکہ کی رضامندی سے امان نامہ لکھ دیا اور حضرت عبداللہ کے اصرار پر ان کے ہمراہ اپنے بھائی یحییٰ ابن سعید کو بھی روانہ کیا۔

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کے لیے امیر حجاج عمرو بن سعید کا خط﴾

امابعد میں اللہ سے سوالی ہوں کہ وہ آپؑ سے ہر وہ چیز دور کرے جو آپؑ کو تکلیف دے اور بے آرام کرے اور آپؑ کو ہدایت دے جس میں آپ کا فائدہ ہے مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپؑ عراق جارہے ہیں میں آپؑ سے افتراق کی پناہ مانگتا ہوں کہ آپؑ افتراق کا سبب نہ بنیں کیونکہ مجھے اس راستے میں ڈر ہے میں آپؑ کے پاس عبداللہؓ بن جعفرؓ اور یحییٰ ابن سعید کو بھیج رہا ہوں آپؑ ان کے ساتھ واپس آجائیں آپؑ کیلئے میرے پاس امان صلہ رحمی، احسان اور اچھی ہمسائیگی ہے اور اس کیلئے اللہ گواہ ہے اللہ ضامن ہے اور اللہ ہی وکیل ہے والسلام

عبداللہ بن جعفر یحییٰ بن سعید کے ساتھ مکہ سے باہر امامؑ کے قافلے تک پہنچے امان نامہ پیش کیا اور امامؑ کو عراق کے سفر سے منع کرنے کی کوشش کی۔

﴿امام عالی مقامؑ کا دوٹوک فیصلہ﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انی رأیت رؤیا فیھا رسول اللہ وامرت فیھا بأمرٍ أنا ماضٍ له علی کان اولی ماحدثت أحداًبھا ومأأنا محدث بھا حتی اُلقیٰ ربی والسلام

امام علیہ السلام نے فرمایا میں نے رسول اللہ کو خواب میں دیکھا انہوں نے مجھے ایک کام کرنے کیلئے کہا میں نے اس کام کو کرنا ہے خواہ اس میں میرا نفع ہو یا نقصان ہو۔

حضرت عبداللہؓ بن جعفرؓ نے اس خواب اور کام کے بارے میں پوچھا تو حضرتؑ نے فرمایا میں یہ خواب کسی سے بیان نہیں کروں گا جب تک زندہ رہوں گا یہاں تک کہ میں اللہ سے ملاقات کروں۔

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف سے عمرو بن سعید کے لیے جواب﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

أما بعد فا نه لم يشا قق الله ورسوله من دعاالى الله عزوجل وعمل صالحا و قال انني من المسلمين وقد دعوت الى الأ يمان والبر والصلة فخير الامان امان الـله ولن يؤمن الله يوم القيامة من لم يخفه في الدُنيا فنسأل ا لله مخافة في الدُنيا تـوجـب لـنـا امانه يوم القيامة فان نويت بالكتاب صلتي وبرى فجزيت خيرا في الدُنيا والآخرة والسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جس شخص نے اللہ کی طرف دعوت دی اور نیک اعمال بجالایا اس نے اللہ اور رسولؐ کی مخالفت نہیں کی اور جس نے یہ کہا کہ میں مسلمان ہوں تو اس نے بھی مخالفت نہیں کی۔

آپؐ نے مجھے نیکی، احسان، امان اور صلہ رحمی کی طرف دعوت دی ہے تو بہترین امان اللہ کی امان ہے اور جو شخص دُنیا میں اللہ سے نہیں ڈرتا قیامت کے دن اللہ اسے ہرگز امان نہیں دے گا ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ دُنیا میں ہمیں اپنا خوف عطا کرے اور ہمارے لئے قیامت کے دن اپنی امان ضروری قرار دے یا قیامت کے دن ہمارے لئے اپنی امان کا ذریعہ بنائے۔ اور جو آپ نے مجھے خط لکھا ہے اگر اس سے آپ کا ارادہ میرے ساتھ احسان کرنا اور صلہ رحمی کرنا ہے تو تمھیں دُنیا و آخرت میں اس بات کا اچھا بدلہ دیا جائے گا والسلام

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کو زبردستی مکہ واپس لانے کی کوشش﴾

عبداللہؓ بن جعفرؓ اور یحیی ابن سعید جب اپنی پیش کش سے مایوس ہو گئے اور امام عالی مقامؑ کا ارادہ اٹل دیکھا تو وہ مکہ لوٹ آئے اور عمرو بن سعید کو اطلاع دی چونکہ عمرو بن سعید صلح کے راستے سے مایوس ہو گیا تو اپنے بھائی کو دوبارہ ایک کام پر مامور کیا اور ایک مسلح گروہ کے ساتھ اسکو حسینؑ بن علیؑ کے پیچھے بھیجا۔ یحیی ابن سعید امام حسین علیہ السلام کے پاس پہنچا اور آپؑ کو مکہ واپسی پر مجبور کیا تو امامؑ کی سپاہ اور یحیی کے سپاہیوں کے درمیان جھڑپ بھی ہوئی یحیی مقابلہ کی تاب نہ لاتے

ہوئے واپس مکہ چلے گئے اور امام حسین علیہ السلام نے اپنا سفر جاری رکھا۔

﴿اہم نکات﴾

حضرت عبداللہؑ بن جعفرؑ کے جواب میں اور امان نامہ عمرو بن سعید کیلئے جو امامؑ نے جواب دیا اس میں چند نکات کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

۱۔ حضرت امام حسینؑ ابن علیؑ عبداللہؑ کے جواب میں یحیی کے سپاہیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عالم رؤیا میں رسول خداؐ کی طرف سے ان کے اوپر حکم نازل ہوا ہے جس پر عمل کرنا ہے اور شاید اس کام کو انجام دیں اگر چہ کہ ان کیلئے نقصان دہ ہی ثابت کیوں نہ ہو اس وقت تاکید کرتے ہیں کہ اس ماموریت اور اس راز کو کسی کے اوپر ظاہر نہ کریں گے یہاں تک کہ تا آخر انہوں نے یہ بات کسی سے نہیں کی یہ ماموریت کیا ہے؟ کیا جہاد اور شہادت امام حسینؑ ہے اور ان کے بچوں کا اسیر ہونا ہے خدا کی راہ میں مارا جانا ہے؟ ان باتوں کو تو امامؑ نے مکے سے روانہ ہونے سے پہلے جناب محمد حنفیہؒ سے بیان فرمایا تھا اور مدینے سے شہادت تک کے حالات کبھی اشارتاً اور کبھی صراحتاً سب ملنے والوں سے بیان کئے آخر یہ کونسی ماموریت تھی؟ اور کونسا راز تھا؟ جس کے بارے میں امامؑ اتنے یقین سے بتاتے تھے کہ عبداللہؑ کی امیدی کو ناامیدی میں بدل دیتے ہیں بالآخر تمام کوششوں کے بعد عبداللہ خاموش ہو جاتے ہیں اور مکے واپس چلے جاتے ہیں خود فرماتے تھے۔

وما انا محدث بها حتى القى ربي.

یہ راز ہے اس سے خود امامؑ ہی آگاہ ہیں۔

۲۔ امام حسین علیہ السلام امان نامے کے جواب میں سب سے پہلے اپنے اہداف کے مطابق کہ جو خدا کی طرف دعوت ہے فرماتے ہیں اور پھر ایک لطیف اشارہ کرتے ہیں اور عمرو کو نصیحت کرتے ہیں'' قیامت کے دن وہ لوگ خدا کی امان میں شامل ہونگے جو دُنیا میں اپنے وظائف کو انجام دیتے ہونگے اور خدا کا خوف رکھتے ہوں گے''۔

اس میں ''اِنْ'' شرطیہ کو استعمال کرنے سے ہدف اصلی اور جو، ان کی مراد ہے اس سے پردہ

اٹھ جاتا ہے کیونکہ مقام دعا میں اگر کو استعمال کرنا سوال انگیز اور توبیخ کے مفہوم کو ظاہر کرتا ہے۔

۳۔ ابومخنف نے جو کچھ لکھا ہے ہوسکتا ہے اس کی عبارت میں کچھ رہ گیا ہو اور وہ حکم جس کا امام حسین علیہ السلام نے ہر جگہ تذکرہ فرمایا ہے اس خواب میں بھی حضور پاکؐ نے امام حسین علیہ السلام سے ملاقات کے وقت وہی حکم سنایا ہو اور ساتھ ہی آپ کی ملکوت اعلی کی طرف جلد آمد کی خواہش کا اظہار بھی کیا ہو۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام فرماتے ہیں

اگر تم جنت میں ہمارے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو ہمارے غم واندوہ میں محزون ومغموم رہا کرو۔ اور ہماری خوشی میں خوش اور شادمان رہو۔ تم پر لازم ہے کہ ہم سے محبت ودوستی رکھو۔ کیونکہ اگر کوئی شخص کسی پتھر سے بھی محبت کرے تو خدا اسے اس پتھر کے ساتھ قیامت میں محشور کرے گا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کا ارشاد

جس شخص کی آنکھیں ہمارے غم میں اشک بار ہوں یا جو شخص ہماری مصیبت کو یاد کر کے ایک قطرہ آنسو کا بہائے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت عطا کرے گا۔

﴿مکہ سے کربلا براستہ مدینہ﴾

﴿ضروری وضاحت﴾

اکثر مؤرخین نے مکہ سے کربلاء کی روانگی کو اس انداز سے تحریر کیا ہے جس سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ آپ مکہ کے بعد سیدھے عراق گئے ہیں مدینۃ الرسول تشریف نہیں لے گئے جب کہ بعض مؤرخین اور صاحبان مقاتل نے وضاحت لکھی ہے کہ آپ مکہ سے مدینہ الرسول تشریف لے گئے ہیں اور پھر مدینہ سے کربلاء کا سفر شروع کیا ہے ہمارا نظریہ بھی یہی ہے اور اس نظریہ کے مؤیدات سے مدینہ سے روانگی کے وقت امام حسین علیہ السلام کی طرف سے واضح اور دوٹوک الفاظ میں یہ اعلان فرمانا ہے کہ میں اس وقت مکہ جارہا ہوں بعد کے بارے آپ نے خاموشی اختیار کی ہے ساتھ یہ بھی آپ نے واضح اعلان فرمایا کہ میں یزید بن معاویہ لعن کی بیعت ہرگز ہرگز نہ کروں گا۔ جب سفر کے آغاز میں نہ کوفہ کی روانگی کا ذکر ہے نہ کوفہ والوں کی دعوت آئی ہے تو ظاہر ہے اس دوران بعض صاحبان مقاتل نے جو واقعات مدینہ درج کیے ہیں جن میں مدینے سے وداع کے وقت کوفہ اور کربلاء کا تذکرہ ہے تو یہ ان سے اشتباہ ہوا کیونکہ جب امام عالی مقامؑ اپنے سفر کے آغاز میں کوفہ و کربلاء کا ذکر ہی نہیں فرمارہے تو پھر وداع کرنے والے اس کا ذکر کیونکر کرتے۔ صحیح صورتحال یوں بنتی ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام مکہ سے کربلاء جانے کا اعلان کرتے ہیں کوفہ والوں کی طرف اپنے سفیر حضرت مسلمؑ کو روانہ فرماتے ہیں اور حضرت کی شہادت کی خبر بھی مل چکی ہوتی ہے ان حالات میں اور اس اٹل فیصلہ کی روشنی میں جب مدینۃ الرسولؐ میں آخری وداع کے لیے تشریف لاتے ہیں تو اس وقت آپ کے خاندان والوں نے جب آپ کو وداع کیا تو اس میں کربلاء کا ذکر آپ کی شہادت کا ذکر کوفہ والوں کی غداری کا ذکر ہے اور امامؑ کا بھی جواب سب کے لیے تھا کہ یہ ایک الٰہی فیصلہ ہے جس پر مجھے عمل کرنا ہے اسی تناظر میں اس جگہ مکہ سے واپسی مدینہ کی منازل ترتیب وار درج کر دی ہیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی دوبارہ مدینہ آمد

۱۶ ذالحجہ ۶۰ ھ کی رات کو سلطان کربلا کی ''معدن بنی سلیم'' سے روانگی ہوئی اس راستے پر ہی ربذہ کا خطہ آتا ہے۔

وارث کائنات خلیل کربلاؑ یہاں سے روانہ ہوئے تو ایک دوراہا آیا جسے بطور منزل بھی پکارا اور شمار کیا جاتا تھا اس کا نام ''مغیثۃ الماوان'' تھا جو عام طور پر ''ماوان'' کے نام سے شہرت یافتہ تھا یہاں ہوازن اور ربیعہ کے قبیلے آباد تھے جو یمنی الاصل تھے اور ہجرت کر کے یہاں آئے تھے چونکہ ''ماوان'' کے مقام پر پانی کے کنویں وافر مقدار میں تھے۔

اس مقام سے دو راستے نکلتے تھے ایک سیدھا شمال کی طرف ''معدن النقرہ'' جاتا تھا اور دوسرا شمال مغرب کی طرف سے ہو کر اس راستے سے جاملتا تھا جو مدینے سے ''معدن النقرہ'' جاتا تھا منزل الماوان سے مدینہ تقریباً 95/90 کلومیٹر اور المعاوان سے معدن النقرہ بھی تقریباً 70/60 کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔

مورخین نے بہ اختلاف اسے مختلف منازل میں شمار کیا کچھ نے آٹھویں منزل بعض نے نویں، دسویں اور گیارہویں منزل لکھا ہے یعنی اس مقام کو کوئی سو کلومیٹر آگے جا شمار کیا ہے اس اشتباہ کی چند وجوہات تھیں چونکہ اس منزل سے ایک واقعہ کا تذکرہ شامل ہے جس وقت امام کائناتؑ مکہ سے روانہ ہونے کا پروگرام بنا رہے تھے اس وقت قبیلہ بنی اسد کے کئی لوگ وہاں موجود تھے اور یہاں ہی عبداللہ بن زبیر کو حضرت سید الشہداءؑ نے اپنے دوٹوک فیصلے سے بھی آگاہ فرمایا کہ میرے جد اطہر نے جس دنبہ کے حرم خدا میں ذبح ہونے کی تصدیق فرمائی ہے وہ میں حسینؑ نہیں بننا چاہتا اور میں کعبہ سے دور شہید ہونے کو پسند کروں گا۔

امام کائناتؑ نے احرام کھولنے کا ارادہ فرمایا اور حج کا ارادہ ترک کر دیا قبیلہ بنی اسد کے دو جوان عبداللہ بن سلیمان اسدی اور منذر بن مشمعل اسدی روایت کرتے ہیں جو ہم اس سارے سفر میں امام کائناتؑ کے شریک سفر نہ تھے بلکہ ان سے ہٹ کر قیام پذیر ہوتے آئے تھے۔

جس وقت سلطان کائناتؑ نے معدن بنی سلیم سے سفر شروع فرمایا ہم اس قافلہ تسلیم و رضا کے پیچھے پیچھے دھیمے انداز میں مصروف سفر رہے دوران سفر ہمارے پاس سے ایک تیز رفتار ناقہ سوار (بروایت دیگر گھوڑا سوار) ''مغیثۃ الماوان'' کی طرف سے آکر گزرا اس وقت امام حسینؑ کا قافلہ ربذہ سے گزر رہا تھا تو اس سوار نے عمامے سے چہرے کو ڈھانپا ہوا تھا مگر ہم نے اسے گزرتے ہوئے ضرور دیکھا اس سوار کی نگاہ حضرت امام حسینؑ کے کاروان صدق و وفا پر پڑی تو اس نے اپنا راستہ بدل لیا ہم نے اس کی اس مشکوک حرکت سے اس کا پیچھا کیا اور کچھ فاصلے پر جا کر اسے روک لیا ہمارے سلام کا جواب دینے کی بجائے اس نے ہمارا تعارف چاہا ہم نے بتایا کہ ہم اسدی قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں اس نے ٹھنڈی آہ بھر کر کہا الحمدللہ اور ساتھ ہی نقاب اُلٹ کے کہا کہ میرا نام بجیر ابن سعد اسدی ہے میں کوفے سے آرہا ہوں اور ابن زیاد ملعون نے حاکم مدینہ عمر ابن سعید ملعون کی طرف بھیجا جیسے میں مدینہ پہنچا تو پتہ چلا کہ حاکم مدینہ ابن سعید ملعون امیر حج بن کے مکہ گیا ہوا ہے اور وہ ایام تشریق مکہ گزارے گا اس لئے اب میں عازم مکہ ہوں

ہم نے کوفہ کے بارے میں حالات پوچھے تو اس نے کہا کہ جناب امیر مسلمؑ سے اہل کوفہ نے بے وفائی کی ہے انہیں دھوکہ میں رکھا اور عین مشکل میں تنہا چھوڑ دیا اور ابن زیاد ملعون کے حکم سے جناب امیر مسلمؑ کو شہید کر دیا گیا مجھے اسی خبر کو دینے کیلئے حاکم مدینہ کی طرف بھیجا گیا تاکہ وہ تازہ ترین حالات سے نبرد آزما ہونے کیلئے تیار رہے ابن زیاد ملعون نے یہ سب انتظامات جوانان بنی ہاشم سے خوفزدہ ہو کر کیے ہیں......

یہ دونوں اسدی جوان روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت امام حسینؑ کے قافلے میں جا کر شامل ہو گئے اور اس کوشش میں رہے کہ انہیں کوفہ کے حالات سے تخلیہ ملنے پر آگاہ کر دیں مگر ہمیں مقام ''الماوان'' تک ایسا کوئی موقع مہیا نہ ہو سکا آخر نماز عشاء کے بعد ہم نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے ایک غلام سے بارگاہ اقدس میں عرض گزار ہونے کے لئے درخواست کی کہ ہم ایک اہم خبر رکھتے ہیں کریم کائناتؑ نے چاروں طرف دیکھا اور فرمایا ہم میں کوئی بھی غیر نہیں جو چاہو بیان کرو۔

ہم نے بجیر بن سعد اسدی کی زبانی جو سنا تھا وہ بیان کر دیا

(بحوالہ تاریخ ابن عساکر، ترجمہ الامام حسینؑ ص ۲۰۹، کلمات امام حسینؑ ص ۳۴۶)

یہ خبر سن کر فرزندان امیر مسلمؑ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش جاری ہوگئی

منبر سے خطباء وذاکرین اس واقعہ کو منزل ثوق کے حوالے سے بیان کرتے ہیں حالانکہ منزل ثوق کوفہ کے نزدیک ہے اور مکہ سے کوئی بھی مسافران دنوں دو دنوں میں منزل ثوق پر نہ پہنچ سکتا تھا۔

اوراس زمانے میں جبکہ ذرائع آمدورفت انتہائی محدود تھے اور راستے بھی دشوار گزار تھے دراصل حقیقت یہ ہے کہ مکہ سے روانگی کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام نے عیدالاضحیٰ منزل ذات العرق پہ گزاری جبکہ ظاہری طور پر یہ خبر شہادت حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ امام عالی مقامؑ کو منزل مغیثۃ الماوان پہ ملی۔ یہ بھی عرض کر دیں کہ جو کچھ مورخین نے لکھا ہے کہ خبر شہادت امیر مسلمؑ خزیمہ پر پہنچی جو مدینہ سے کئی سو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اور عام طور پر ایک گھوڑ اسوار کو کوفہ سے مدینہ زیادہ سے زیادہ چھ دن لگتے ہیں اگر بجیر اسدی کو دس گیارہ ذی الحجہ کو بھی روانہ کیا گیا ہو تو بھی اس مقام پر اس کا ملنا مشکل ہے یعنی روایت، فاصلے، وقت، رفتار، جغرافیہ اور تاریخ کو اگر ملایا جائے تو بھی بجیر اسدی کا سلیمان و مشمعل اسدی سے مقام مغیثۃ الماوان سے پہلے ملنا ثابت ہوتا ہے۔

یہ بجیر اسدی حیرہ کا رہنے والا تھا اب ایک اور بکر اسدی کوفہ کا ساکن بھی حضرت امام حسینؑ کو راستے میں ملا تھا اور اس نے بھی حضرت امیر مسلمؑ کی شہادت کی خبر دی تھی اس نام کے کئی اور لوگوں پر بھی مورخین کو اشتباہ ہوا ہے اس اطلاع کے بعد مولا امام حسین علیہ السلام نے خیام کو زینت بخشی اور مخدرات عصمت کو اس شہادت سے آگاہ فرمایا۔ آپ کے ارشادات کچھ اس طرح ہوں گے۔

کوفہ والوں نے غداری کی۔ ہمارے بھائی مسلمؑ بن عقیلؑ اور ان کے ساتھ ہمارے خاندان کے وفادار نوے سال کے بزرگ صحابی رسول کو بھی شہید کر دیا۔ جناب مسلمؑ کے فرزندانؑ بھائیوںؑ

بہنوںؑ کو پرسہ دیا گیا۔ اور اسی جگہ سے مدینہ جانے کا پروگرام بنایا گیا۔

﴿مغیثۃ الماوان سے مدینہ روانگی﴾

۱۷ ذی الحجہ کی رات ''مغیثۃ الماوان کے مقام پر کاروان توحید نے گزاری اور ساری رات خیام سے گریہ و ماتم کی صدائیں بھی بلند ہوتی رہیں۔

دوسری طرف حضرت امام مظلومؑ کربلا نے اپنے خاندان کے افراد کو جمع فرمایا اور کہا کہ اس مقام مسافرت میں کوئی فیصلہ کرنے سے بہتر ہے کہ مدینۃ الرسولؐ میں چلتے ہیں اور وہاں تمام بنی ہاشمؑ کو اکٹھا کر کے کوئی فیصلہ کرتے ہیں اس لئے ہمارا صبح کا سفر مدینہ کی جانب ہوگا۔

عام لوگوں کا خیال ہے جو خلیل کربلاؑ جب پہلی دفعہ مدینۃ الرسولؐ سے روانہ ہوئے ہیں تو یہ قافلہ سفر ہی میں رہا اور مکہ سے آگے بھی رواں دواں رہا حالانکہ ایسا نہیں ہے حقیقت یہ ہے کہ مکہ مکرمہ مدینۃ الرسولؐ سے جنوب کی طرف ہے اور کربلا معلیٰ اور کوفہ شمال کی طرف ہے مدینہ سے مکہ مکرمہ کی طرف دو راستے جاتے ہیں ایک مدینے کے مغرب کی جانب اور دوسرا راستہ مدینہ سے مشرق کی طرف ہے یہ مشرقی راستہ معدن النقرہ کی طرف جاتا ہے جو مکہ و کوفہ کی ایک منزل ہے اور معدن النقرہ مدینہ سے ۱۰۰ کلومیٹر مشرق کی طرف ہے یعنی تھوڑا سا شمال مشرق کے رخ پہ ہے اس راستے سے ۳۹ کلومیٹر مدینہ سے مشرق کی جانب ایک دوراہا آتا تھا جس سے ایک راستہ جنوب مشرق کی طرف نکل کے مغیثۃ الماوان کی طرف جاتا تھا جہاں سے مغیثۃ الماوان ۵۰ کلومیٹر سے کچھ زیادہ ہے۔

جس وقت سلطان کربلاؑ مغیثۃ الماوان پہنچے تو یہاں سے ویسے بھی مدینے آنے کا پروگرام تھا مگر حضرت امیر مسلمؑ کی شہادت کی خبر سن کر مدینۃ الرسول کا ہی رخ فرمایا اس موضوع پر مختلف کتب میں ساٹھ سے زیادہ حوالے ملتے ہیں چند حوالے درج کرنا ضروری بھی ہیں چونکہ مکہ سے حضرت سید الشہداءؑ کے دوبارہ آنے کو نہ تو زیادہ شہرت ہے اور نہ ہی اکثریت کو اس کا علم ہے

❁ یہ روایت لوط بن یحییٰ ابی مخنف نے اپنی مقتل میں اس طرح تحریر کی ہے

جس وقت حضرت امیر مسلمؑ شہید ہوگئے اور ان کی خبر حضرت مظلوم کربلاؑ تک پہنچی تو ان کو شدید

صدمہ پہنچا تو انہوں نے اپنے ہمراہیوں کو حکم دیا کہ یہاں سے مدینے کا رخ کریں انہوں نے جس منزل پر خبر دی وہاں سے خیمے اکھاڑے اور مدینہ میں جا پہنچے۔

صاحب ریاض الاحزان نے بھی یہ لکھا ہے کہ

جس وقت سلطان کربلاؑ نے مکہ سے عراق کا ارادہ فرمایا تو وہ واپس مدینہ طیبہ میں تشریف لے گئے۔

۞ صاحب فوادح حسینیہ نے بھی یہ روایت لکھی ہے کہ،

جب حضرت امام حسینؑ نے کوفہ کے سفر کا ارادہ فرمایا تو مکہ سے مدینہ تشریف لائے۔

۞ اسی طرح صاحب منتخب التواریخ نے لکھا ہے کہ

حضرت امام حسین علیہ السلام نے جب عراق کا قصد فرمایا تو مدینہ سے تشریف لے گئے۔

۞ علامہ دربندی نے بھی لکھا ہے کہ جس وقت حضرت شہنشاہ کربلاؑ واپس مدینہ تشریف لائے تو انہیں جناب محمد حنفیہؒ ملنے کیلیئے آئے اور انہوں نے حضرت امام حسینؑ سے حضرت مسلمؑ ابن عقیلؑ کی شہادت پر تعزیت کرتے ہیں تو آپؑ نے فرمایا کہ ہمیں اپنے بھائی حضرت مسلمؑ کی شہادت کا شدید صدمہ پہنچا ہے اس لئے ہم کوفہ جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

۞ صاحب اسرار الشہادہ تحریر کرتے ہیں کہ جس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام کو اسدی جوانوں نے حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی شہادت کی خبر دی تو اس وقت آپؑ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے جو سلطان کربلاؑ مکہ سے عراق تشریف لے جانے سے پہلے مدینہ طیبہ تشریف لائے اور یہ کوئی زیادہ سفر بھی نہ تھا کیونکہ آپؑ کو مدینہ آنے کیلیئے اضافی سفر صرف ۳۰ کلومیٹر ہی کرنا تھا۔

اس پر مزید تفصیلی بحث کیلیئے ریاض القدس ج اص ۱۶۱ ملاحظہ فرمائیں۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ حضرت مسلمؑ کی شہادت کی خبر ملنے کے بعد جو صورت حال سامنے آئی ان حالات کے تحت آپؑ کیلیئے بنی ہاشمؑ کے تمام افراد کو دوبارہ ملنا بھی ضروری تھا اور حضرت امام حسین علیہ السلام نے حضرت عبداللہؓ بن جعفر طیارؓ سے بھی یہی فرمایا کہ آپؑ مکہ مکرمہ میں چند روز قیام کر کے وہاں کے حالات کا جائزہ لے کر مدینہ تشریف لے آئیں ہم آپؑ کے منتظر ہونگے اس

تاکیدی گفتگو سے بھی آپؑ کا مدینہ طیبہ تشریف لے آنا ثابت ہے۔

اگر ہم ذرائع آمدورفت سے رفتار سفر کو بھی دیکھیں تو ثابت ہوتا ہے جو تین دن کسی مقام پر لگ گئے ہیں ورنہ آپؑ کربلا معلیٰ یکم محرم سے پہلے تشریف لے آتے۔

مورخین نے سلطان کربلاؑ کے دوبارہ مدینۃ الرسولؐ پہنچنے کے بعد مزار اقدس حضرت رسول اللہؐ پر حاضری اور گفتگو کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

مدینہ منورہ میں آپ کا تین دن کا قیام تھا اور آپؑ اس دوران زیادہ تر روضہ رسول اکرمؐ پر ہی قیام پذیر رہے اس وقت مدینہ کا حاکم عمر بن سعید ملعون مکہ گیا ہوا تھا اور اس کا بھائی یحییٰ بن سعید ملعون بھی مکہ میں تھا (ریاض القدس ج ا ص ۱۶۱) اور مدینہ حاکم سے خالی تھا۔

دراصل مشکل ترین مرحلہ یہ ہے کہ مورخین نے مدینۃ الرسولؐ سے حضرت امام حسینؑ کی دو مرتبہ روانگی کو یکجا کر کے بھی لکھا ہے جس سے حالات خلط ملط ہو گئے۔

صرف چند مندرجہ بالا روایات وواقعات ہی سے دو دفعہ روانگی کی نشاندہی ہوتی ہے ہمارے خیال میں ہم نے اس عنوان پر سیر حاصل بحث کر لی ہے مزید تحقیق کیلئے روضۃ المطلومین کی جلد اول کے خطاب نمبر ۲۷ اور ۲۸ کو ملاحظہ فرمائیں۔

ہم نے کوشش کی ہے کہ مدینۃ الرسولؐ کے وہ واقعات جن میں عراق جانے کا تذکرہ ہے انہیں مدینہ واپسی اور وہاں سے عراق روانگی کے حوالے سے تحریر کریں کیونکہ جب پہلی دفعہ آپؑ مدینہ سے روانہ ہوئے تو اس وقت کوفہ کا اور عراق جانے کا حوالہ نہ تھا فقط مکہ جانے کی بات تھی۔

﴿مکہ تا مدینہ منازل اور فاصلے﴾

پہلی منزل شعب علی مکہ سے ذات العرق فاصلہ ۹۹ کلومیٹر

بروز منگل ۹ ذی الحجہ الحرام ۶۰ ہجری بمطابق ۸ ستمبر ۶۸۰ء

دوسری منزل ذات العرق تا المسلح فاصلہ ۸۴ کلومیٹر

ہفتہ ۱۳ ذی الحجہ ۶۰ ہجری بمطابق ۱۲ ستمبر ۶۸۰ء

تیسری منزل المسلح تا العمق فاصلہ ۱۰۲ کلومیٹر (المسلح سے آپ کا گذر رفیعیہ نامی قصبہ سے بھی ہوا)

اتوار ۱۶ ذی الحجہ ۶۰ ہجری بمطابق ۱۴ ستمبر ۶۸۰ء

چوتھی منزل العمق تا معدن بنی سلیم فاصلہ ۸۰ کلومیٹر (العمق سے روانہ ہوئے آپ گذر سلیلہ نامی جگہ سے ہوا)

سوموار ۱۵ ذی الحجہ ۶۰ ہجری بمطابق ۱۶ ستمبر ۶۸۰ء

پانچویں منزل معدن بنی سلیم تا الماوان فاصلہ ۹۰ کلومیٹر (معدن بنی سلیم سے ربذہ کے راستہ سے گذرے اور عید قربان ذات العرق میں گذاری اور پھر وہاں سے ماوان کی طرف روانہ ہوئے)

منگل ۱۶ ذی الحجہ ۶۰ ہجری بمطابق ۱۵ ستمبر ۶۸۰ء

چھٹی منزل الماوان تا مدینہ منورہ فاصلہ ۹۵ کلومیٹر (حضرت مسلمؑ کی شہادت دو اسدی افراد نے آپ کو الماوان میں پہنچائی۔ بظاہر یہ پہلی مرتبہ خبر تھی جو آپؑ کو علنی ملی)

بدھ ۱۷ ذی الحجہ الحرام ۶۰ ہجری بمطابق ۱۶ ستمبر ۶۸۰ء

﴿ مکہ سے کربلا تک کی منازل براستہ مدینہ ﴾

۹ ذوالحجہ کو مکہ سے کربلا تک جن مقامات میں امامؑ نے قیام کیا وہ پندرہ 15 منزلیں ہیں۔

۱ تنعیم ۔شعب حضرت علی بن ابیطالبؑ سے روانہ ہوئے اور تنعیم کے راستہ منزل

۲ صفاح کی طرف روانہ ہوئے وہاں سے منزل ذات العرق پر قیام فرمایا

۳ ذات العرق میں آپؑ نے عید قربان کا دن گذارا (مکہ سے فاصلہ تا ذات العرق ۹۹ کلومیٹر)

۴ المسلح: ذات العرق سے راونہ ہوکر المسلح نامی جگہ پر قیام فرمایا (درمیانی فاصلہ 84 کلومیٹر)

۵ العمق: المسلح سے روانہ ہوکر آپؑ نے العمق میں قیام فرمایا (درمیانی فاصلہ 102 کلومیٹر)

۶ معدن بنی سلیم: العمق سے روانہ ہو کر آپؑ نے بنی معدن بنی سلیم میں قیام فرمایا (درمیانی فاصلہ 180 کلومیٹر)

۷ الماوان: اور بنی سلیم سے روانہ ہو کر آپؑ نے الماوان میں قیام فرمایا (درمیانی فاصلہ 90 کلومیٹر)

نوٹ: الماوان سے ایک راستہ سیدھا کوفہ کی طرف جاتا تھا اور دوسرا راستہ مدینہ منورہ سے ہوکر معدن النقرہ کے راستہ سے ہوتے ہوئے کوفہ جاتا تھا۔

۸ مدینہ منورہ: آپؑ الماوان سے مدینہ واپس تشریف لے گئے کیونکہ مدینہ واپس جانے میں آپؑ کے مدنظر کچھ اہم مقاصد تھے جن میں کوفہ میں حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی شہادت کے تناظر میں بنی ہاشم کے نوجوانوں سے صلاح مشورہ، اپنے جد امجد کے مزار سے تجدید زیارت اور اپنی مادر گرامی اور برادر بزرگ وار کے مزارات کی زیارت کا مقصد بھی مدنظر تھا اور اس کے لیے آپؑ کو فقط تیس کلومیٹر اضافی سفر کرنا پڑتا تھا۔ (درمیانی فاصلہ الماوان تا مدینہ فاصلہ 95 کلومیٹر تھا آپؑ مدینہ منورہ 17 ذوالحجہ 60 ہجری بمطابق 16 ستمبر 480 عیسوی پہنچے)

(مدینہ سے کربلاء کی طرف روانگی اور کربلاء تک کی منازل آگے چل کر بیان کرتے ہیں)

﴿مدینہ سے کربلاء......منازل کی تفصیل﴾

مدینہ سے براستہ جہینہ عسیلیہ وادی صفراء سے گذرے اس وادی میں جہنی قبیلہ کے لوگ رہتے تھے ان میں سے عباد بن مہاجر، زائدہ بن مہاجر جہنی آپ کے کاروان میں شامل ہوئے اور کربلا کے شہداء سے ہیں۔ معدن النقرہ شاہراہِ اعظم پر واقع تھا وان اور ربذہ سے آنیوالا راستہ اسی جگہ پر آ کر ملتا تھا اور یہاں سے کاروان کوفہ کے لیے جاتے تھے۔ اس لیے معدن النقرہ کو دوراہا بھی کہا جاتا تھا مدینہ سے یہاں تک کا فاصلہ 102 کیلومیٹر بنتا ہے۔

بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ معدن النقرہ میں امام حسین علیہ السلام کی ملاقات جناب عبداللہ بن عمر سے ہوئی اور اس نے وہ گفتگو کی جسے بعض دوسرے محققین نے مکہ کی ملاقات کے حوالے سے بیان کیا ہے، بہرحال ہوسکتا ہے مکہ میں بھی عبداللہ بن عمر امام حسین علیہ السلام سے ملے ہوں اور پھر جب آپ مدینہ سے عراق کے لیے روانہ ہو گئے تو دوبارہ آپ کو یزید کے خلاف عملی اقدام اُٹھانے سے روکنے کے لیے حاکم مدینہ کے اشارہ پر معدن النقرہ میں بھی عبداللہ بن عمر نے دوبارہ آپ سے آ کر ملاقات کی ہو۔

مدینہ سے روانگی کے بعد دوسری منزل حاجز ہے معدن النقرہ سے حاجز کا فاصلہ 104 کلومیٹر بنتا ہے۔ اور حاجز ایک پہاڑی سلسلہ تھا اور اس کے بعد اگلی منزل بطن الرمۃ بنتی تھی جس کا فاصلہ حاجز سے 102 کلومیٹر بنتا تھا۔

حاجز میں قیام کے دوران زرارہ بن صالح اور محمد الواقدی نے آپ سے ملاقات کی جو بطن الرمۃ کی طرف سے آ رہے تھے۔ انہوں نے آپ کو مشورہ دیا کہ آپؑ کوفہ تشریف نہ لے جائیں کیونکہ وہ لوگ بے وفا ہیں۔

امام حسین علیہ السلام نے ان کے جواب میں فرمایا:

ولکنی اعلم علما ان هناک مصرعی ومصرع اهلی واصحابی لاینجو منهم الاولدی علی زین العابدین

لیکن میں یقینی طور پر جانتا ہوں کہ وہاں پر میری قتل گاہ ہے میرے اصحاب اور اہل بیت نے قتل ہونا ہے میرے اہل بیت سے فقط میرے بیٹے علی زین العابدین علیہ السلام بچیں گے۔

مدینہ سے تیسری منزل سمیر جو کہ وادی بطن الرمہ میں تھی اور حاجز سے **102** کلومیٹر کے فاصلہ پر تھی اس کے تین طرف پہاڑ ہیں ا۔جبل الشمار حاجز اسی پہاڑی سلسلہ کا حصہ تھا اور اس کی شمالی طرف وادی بطن الرمہ تھی منزل سمیر سے امام حسین علیہ السلام نے اپنا ایک قاصد کوفہ کی طرف روانہ فرمایا اور وہ جناب عبداللہ بن یقطر تھے جناب عبداللہ نے کوفہ میں جا کر جو خطبہ دیا تھا اس میں فرمایا تھا کہ میں آپ کے مولا کو وادی بطن الرمہ بمقام سمیر چھوڑ کر آ رہا ہوں۔

چوتھی منزل توز ہے جو منزل سمیر سے **76** کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔

﴿پانچویں منزل﴾

منزل توز سے اگلی منزل فید ہے درمیانی فاصلہ **93** کلومیٹر بنتا ہے اور یہ جگہ مکہ اور کوفہ کے عین درمیان میں واقع تھی اس کے ساتھ ساتھ جو پہاڑی سلسلہ تھا اسے جبال سلمی اور اجا (عجہ) کہا جاتا تھا۔یہی وہ پہاڑی سلسلہ ہے جس کے بارے جناب طرماح بن عدی نے امام حسین علیہ السلام کو مشورہ دیا کہ آپ ان پہاڑوں میں جا کر قیام کریں۔فید کا شہر جبال شمار کے بالکل مشرقی طرف تھا۔اس علاقہ میں طائی قبیلہ آباد تھا۔جب کہ حاجز، سمیر، توز اور فید تک علاقہ جو دیار بنی قیس کہا جاتا تھا کیونکہ ان کا قبیلہ اس علاقہ میں پھیلا ہوا تھا۔

اسی منزل پر عبداللہ بن شرح بن سلیم کوفی کی روایت ہے کہ وہ حج کر کے واپس آ رہا تھا اور منزل فید سے پہلے آپ کی ملاقات کوفہ سے آنے والے بکیر اسدی نامی شخص سے ہوئی اور اس نے ہمیں حضرت مسلم اور حضرت ہانی کی شہادت کی خبر اور ان کی لاشوں کی پامالی کی خبر سنائی اور پھر اسی بکیر اسدی نے بتایا کہ اس نے یہ خبر امام علیہ السلام کو سنائی تھی۔

﴿ایک غلطی کا ازالہ﴾

اس جگہ واقعات بیان کرنے والوں میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے کہ حضرت مسلمؑ کی شہادت

کی خبر امام حسین علیہ السلام کو کس جگہ ملی اور کس نے دی۔اس بارے جو کچھ بیان کیا جاتا ہے وہ کچھ یوں ہے یہ خبر آپ مغیثۃ الماوان میں دی گئی اور پھر آپ وہاں سے مدینہ تشریف لے گئے یہ خبر آپ کو منزل فید پر ملی یہ خبر آپ کو منزل خزیمہ میں ملی یہ خبر آپ کو منزل زبالہ پر ملی۔ یہ خبر آپ کو منزل ثوق پر ملی میرے خیال میں یہ سب روایات درست ہیں کیونکہ کوفہ اور مکہ کوفہ اور مدینہ کے درمیان لوگ آجا رہے تھے اور کوفہ کی خبریں آگے لیجائی جارہی تھیں ظاہر ہے کوفہ سے مدینہ کے درمیان لوگ آجا رہے تھے اور کوفہ کی خبریں آگے لیجائی جارہی تھیں ظاہر ہے کوفہ سے مدینہ جانے والوں کا راستہ وہی تھا جس سے امام حسین علیہ السلام کوفہ جارہے تھے تو مختلف لوگوں سے جب ملاقات ہوتی اور ان سے حالات دریافت کئے جاتے تو آپ کو جہاں اور خبریں بتائی جائیں وہاں پر حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی شہادت بارے بھی بیان کیا جاتا البتہ پہلی دفعہ آپ کو جو خبر ملی قرائن سے پتہ چلتا ہے وہ مغیثۃ الماوان میں خبر ملی تھی۔

﴿چھٹی منزل﴾

فید سے شمالی اجفر کا شہر تھا۔فید سے 99 کلومیٹر کے فاصلہ پر تھا روایات سے پتہ چلتا ہے کہ اجفر سے شقوق تک کے علاقوں میں قوم عاد وثمود آباد رہی ہے جسکا تذکرہ قرآن میں موجود ہے حضرت هود ان کے اوپر پیغمبر بھیجے گئے۔

فید سے بیس کلومیٹر کے فاصلہ میں جناب عبداللہ بن عمیر کلبی اپنے کاروان کے ساتھ موجود تھا اور یہ اپنے زمانہ کا بڑا راہزن تھا البتہ کربلا میں اس نام کے دو شہید ہیں ایک کی کنیت ابو وھب ہے وہ حضرت امیر المومنینؑ کے اصحاب سے تھے البتہ یہ عبداللہ بن عمر دوسرے ہیں امام سے ملاقات کے بعد ہدایت پائی اور پھر کربلا تک ساتھ رہے اور شہداء کربلا میں شامل ہیں۔

﴿ساتویں منزل خزیمیہ﴾

اجفر سے میاہ العرب 66 کلومیٹر اور میاہ العرب سے خزیمیہ 6 کلومیٹر ہے اس جگہ امام علیہ السلام نے قیام فرمایا۔

میاہ العرب میں عبداللہ بن مطیع سے ملاقات امام ہوئی اس نے امامؑ کو کوفہ جانے سے منع فرمایا اور موت یاد دلائی امامؑ نے اس کے جواب میں فرمایا۔

الموت علی الحق اولی من الحیوۃ علی الباطل

والموت فی العزخیر من الحیواۃ فی الذل

حق پر موت آنا باطل پر زندہ رہنے سے بہتر ہے اور عزت کی موت ذلت کی زندگی سے بہتر ہے۔

میاہ العرب سے چھ کلومیٹر بعد خزیمیہ کو امامؑ نے اپنی منزل بنایا اسی جگہ کو زورد بھی کہا جاتا تھا جناب سیدہ زینب (صلواۃ اللہ علیھا) نے ہاتف کو جو اشعار پڑھتے سنا وہ یہی جگہ تھی وہ اشعار یہ ہیں

الایاعین فاحتفلی بجھد و من یبکی عیل الشھداء بعدی علی قوم تسوقھم المنایا بمقدار الی انجاز وعدی

اے آنکھ اگر تو نجات چاہتی ہے اور سختیوں سے بچنے کا ارادہ ہے تو ان شہیدوں کے غم میں بھر پور آنسو بہا جن شہداء کو قضاء خود ان کے اپنے قدموں کے ساتھ ان کی شہادت گاہ کی طرف چلا کر لے جارہی ہے اور رضائے الٰہی انہیں کھینچ کر ان کی شہادت گاہ کی طرف لے جارہی ہے جب بی بی نے یہ شعر سنائے تو امام حسین علیہ السلام نے جواب میں فرمایا۔

یا اختاہ کل ماقضی فھو کائن

اے بہن جو فیصلہ قضاء کا ہو چکا ہے اس نے ضرور ہونا ہے۔

فرزدق شاعر کے بھائی بشر بن غالب کی ملاقات آپ سے اسی جگہ ہوئی ہے اور اس نے آپ سے یہ سوال کیا تھا کہ اس آیت کا معنی کیا ہے۔

"یوم ندعو کل اناس بامامھم"

اور اسی منزل پر زہیر بن قین سے ملاقات ہوئی اور اس نے آپ کی دعوت پر لبیک کہی اور آپ کے کاروان میں شامل ہو گیا اور آخر دم تک آپ کے ساتھ رہا۔

﴾آٹھویں منزل قیرا العبادی﴿

(منزل ابطان) ثعلبیہ سے شمال کی طرف 62 کلومیٹر کا فیصلہ تھا اسی جگہ جناب وھب بن عبداللہ کلبی کی والدہ سے ملاقات ہوئی اسی جگہ امام حسین علیہ السلام نے زمین پر نیزہ مارا تھا اور پانی کا چشمہ ابلا تھا۔ یہ وھب اپنی ماں اور بیوی کے ہمراہ کربلاء پہنچے اور شہادت پائی۔ وھب کی والدہ کا نام قمر تھا یہ چھوٹا سا خاندان نصرانی تھا امام حسین علیہ السلام کے ہاتھوں مسلمان ہوئے اور بڑا درجہ پا گئے۔

﴾نویں منزل ثوق یا زبالہ﴿

اس منزل پر ایاس بن عثل طائی امام حسین علیہ السلام سے آ کر ملے۔ اسے کوفہ سے عمر بن سعد نے حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کے ذاتی سامان کی گٹھڑی دے کر بھیجا تھا گویا اس نے حضرت مسلمؑ نے شہادت سے پہلے عمر بن سعد کو جو وصیت کی تھی اس وصیت کے جزوی حصہ پر عمل کیا۔

مدینہ تا زبالہ کا فاصلہ 855 کلومیٹر ہے یہ شخص 28 ذالحجہ کو امام حسین علیہ السلام کے ساتھ آ کر ملا ہے۔

خزیمیہ سے ثعلبیہ 66 کلومیٹر

ثعلبیہ سے قیر العبادی سے ثوق تک کا فاصلہ 58 کلومیٹر تھا

منزل ثوق سے زبالہ تک کا فاصلہ 20 کلومیٹر تھا

منزل ثوق کو کچھ لوگ منزل شقوق بھی کہتے ہیں۔

ثوق غاضریہ کے اسدی لوگوں کی ملکیت تھا

امام حسین علیہ السلام نے ایاس بن عثل طائی سے کوفہ کے حالات سنے اور حضرت مسلمؑ کی خصوصی چیزوں کو وصول کیا اور اندر پردہ داروں کے پاس جا کر اس سامان کو کھولا یقیناً اس دوران گھر کے اندر اور باہر حضرت مسلمؑ کی شہادت پر ماتم داری کی گئی ہوگی عمر بن سعد کے خط میں حضرت مسلمؑ کی وصیتیں درج تھیں اور آپ کا خصوصی سامان تھا جو آپ کی اولاد کو پہنچا دیا گیا۔

امام حسین علیہ السلام نے حالات سننے کے بعد فرمایا:

ان الامر لله یفعل مایشأ و ربنا هو کل یوم فی شان

بتحقیق اللہ کا امر و فیصلہ جاری ہے وہ جو چاہتا ہے انجام دیتا ہے اور ہمارے ربّ کی تو ہر دن ایک نئی شان ہے۔

روایات میں ہے کہ اس منزل پر امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ جو افراد تھے ان کی تعداد کے بارے بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے آٹھ ہزار سے تیس ہزار تک تعداد لکھی گئی ہے۔ اسی منزل پر امام حسین علیہ السلام نے اپنے تمام ہمراہیوں کو ایک خطبہ دیا جس کے الفاظ یہ تھے۔

امـا بـعد ایها الناس ان جمعکم معنا علی ان العراق لی، انه قد اتنا خبر فظیع وهو قتل مسلم بن عقیل علیهما السلام وهانی بن عروة وقد خذلتنا شیعتنا فمن احب منکم الانصراف فلینصرف فانه لیس علیه مناذمام

(تاریخ طبری ج ۳ ص ۳۰۲ الارشاد ص ۲۲۲ مقتل الخوارزمی ج ۱ ص ۲۲۸ الاعیان الشیعہ ج ۱ ص ۵۹۵ کامل فی التاریخ ج ۲ ص ۵۴۹ لہوف ۳۰ البدایۃ والنھایۃ ج ۸ ص ۱۸۲ بحار الانوار ج ۶۶ ص ۳۷۳ واقعہ الطف ۱۶۴ کلمات امام حسینؑ ص ۳۶۳)

ترجمہ: اے لوگو آپ ہمارے ساتھ اس لیے آرہے ہیں کہ عراق ہمارا ہے لیکن ہمیں ایک دردناک خبر مل گئی ہے اور وہ خبر حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ اور ہانی بن عروۃ کے قتل ہو جانے کی خبر ہے ہمارے ساتھیوں نے ہمیں رسوا کر دیا ہے پس تم میں سے جو بھی چھوڑ کر جانا چاہے وہ چلا جائے کیونکہ ہماری طرف سے اس پر کوئی پابندی نہیں ہے۔

اسی جگہ سے جو لوگ مادی مفادات کی خاطر آئے تھے وہ سب ادھر ادھر ہو گئے پس خالص افراد آپ کے ساتھ بچ گئے۔ بعض مقتل نگاروں کا خیال ہے کہ اس اعلان کے بعد تین ہزار افراد پھر بھی آپ کے ہمراہ باقی رہ گئے۔ اور وہ شب عاشور تک آپ کے ساتھ رہے اور پھر جب شب عاشورا آپ نے خطبہ دیا اور اپنی شہادت کی خبر دی اور چراغ بجھا دیے تو اس وقت خالص افراد کے علاوہ باقی سب چھوڑ کر چلے گئے۔ بہر حال زیادہ تر کا خیال یہ ہے کہ جن لوگوں کے امام حسین علیہ

السلام کو چھوڑا تھا وہ اسی جگہ سے چھوڑ گئے اور شب عاشورا میں امام حسین علیہ السلام کو چھوڑ کر جانے والی روایت درست نہیں ہے۔ اور میرا نظریہ بھی یہی ہے کہ شب عاشورا امام حسین علیہ السلام کو چھوڑ کر جانے والی روایت غلطی پر مبنی ہے امام حسین علیہ السلام کا اس رات کو اپنے اہل بیتؑ اور اصحاب کی تعریف میں خطبہ اس بات کی بین دلیل ہے واللہ العالم

﴿دسویں منزل واقصہ﴾

اسے واقصۃ الحزن بھی کہا جاتا تھا منزل زبالہ سے واقصہ تک کا فاصلہ ۱۳۴ کلومیٹر ہے اس جگہ جناب نافع بن ہلال الجملی، ان کے غلام عمر ابن خالد اسدی، جناب مسلم بن عوسجہ، جناب ابو عامر صیداوی، جناب عابس بن شبیب شاکری اور کچھ اور جانثار بھی حضرت امام حسین علیہ السلام کے کاروان شہادت میں شامل ہوئے۔

زبالہ سے ۴۸ کلومیٹر کے فاصلہ پر القاع کا قصبہ تھا اور وہاں سے پہاڑی سلسلہ شروع ہوتا تھا جو واقصہ تک جاتا تھا اور اسی پہاڑی سلسلہ میں القاع سے ۳۸ کلومیٹر کے فاصلہ پر بطن عقبہ کی گھاٹی آتی تھی۔ اور بطن عقبہ سے آگے ۴۸ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقصہ آتا تھا جہاں پر مولاؑ نے قیام فرمایا ۳۰ ذالحجہ ۶۰ ھ اور ۲۹ ستمبر منگل کا دن تھا کہ اسی جگہ آپ کو عبداللہ بن یقطر اور جناب قیس بن مسھر صیداوی کی شہادت کی خبر ملی۔ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ یہ خبر آپ کو منزل خزیمیہ میں ملی، محرم کا چاند آپ نے اسی جگہ دیکھا۔

﴿گیارھویں منزل ذو حسم یا المغیثۃ﴾

واقصہ سے چار کلومیٹر فاصلہ پر ایک قصبہ تھا جسے شراف کہا جاتا تھا شراف سے ۱۸ کلومیٹر کے فاصلہ پر صحرا شروع ہوتا تھا جسے ذو حسم کہتے تھے۔

اسی جگہ پر امام حسین علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اپنی ضرورت سے زیادہ پانی بھر لیں کیونکہ واقصہ سے المغیثۃ کا کل فاصلہ ۷۹ کلومیٹر بنتا تھا۔

منزل شراف میں جناب طرماح بن عدی، عمرو ابن جندب اور کنانہ بن عتیق تغلبی آپؑ کے

کاروان شہادت میں آکر شامل ہوئے۔

﴿دوران سفر لشکر حر کی آمد﴾

بعض کا خیال ہے کہ حر کے لشکر کی ملاقات منزل شراف میں ہوئی ہے۔لیکن اصل بات یہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام منزل شراف سے ہوکر ذوحسم کے صحراء کی طرف جارہے تھے اور اسی صحراء میں حر کے لشکر سے ملاقات ہوئی امام حسین علیہ السلام حر کے لشکر سے پہلے القرعا پہنچ گئے تھے جہاں سے آپ نے ضرورت سے زیادہ پانی لے کر اپنے سفر کو جاری رکھا ہوا تھا کہ راستہ میں حر کا پیاس سے نڈھال لشکر ملا۔حر کے لشکر کا پانی ۳۰ ذالحجہ کی رات کو ختم ہوگیا تھا کیوں وہ اس رات مغیثہ سے روانہ ہوا تھا۔اگلی منزل سے اسے پانی بھرنے کا موقعہ ہی نہ ملا اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ مغیثہ سے کچھ پہلے ذوحسم کے کسی صحرائی حصہ میں قیام کیا گیا ہوگا۔مؤرخین نے اس قیام میں مغیثہ کو قرار دیا ہے۔

مغیثہ سے تھوڑا سا سفر شمال مشرق کی طرف کیا جاتا تو وہ راستہ مشرق کی طرف مڑ کر قادسیہ چلا جاتا تھا۔قادسیہ دریائے فرات کے کنارے ایک شہر آباد تھا۔حصین بن نمیر نے اس جگہ پر قیام رکھا ہوا تھا مغیثہ سے قادسیہ کا فاصلہ ۵۶ کلومیٹر تھا،لیکن جناب حر کے حضرت امام حسین علیہ السلام کے کاروان کے راستہ کو روکنے کی وجہ سے آپ نے کوفہ جانے کے لیے اس راستہ کو چھوڑ دیا تھا اسی لیے امام حسین علیہ السلام نے ذوحسم کے صحرائی راستہ سے ہی ایک اور راستہ اختیار کیا جس کا اختتام کربلا تک جا ہوا۔

دو محرم الحرام ۶۱ ہجری یکم اکتوبر ۶۸۰ عیسوی بروز جمعرات رات کے آخری حصہ میں سفر شروع کیا گیا۔اس جگہ سے کربلا تک کے فاصلے اور جگہوں کی تفصیل کچھ یوں بنتی ہے۔

مغیثہ سے صحرائی راستہ سے رھیمیہ تک کا فاصلہ ۶۵ کلومیٹر

رھیمیہ سے عطشان صحرائی راستہ تک کا فاصلہ ۴۸ کلومیٹر

عطشان سے آگے قصر بنی مقاتل ۲۰ کلومیٹر اور قصر بنی مقاتل سے کربلا معلیٰ کا فاصلہ ۲۰ کلومیٹر

مغیثہ سے کربلا کا کل فاصلہ ۱۵۳ کلومیٹر بنتا ہے۔

امام حسین علیہ السلام نے مغیثہ سے شمال مغرب والے صحرا کی طرف سے سفر کیا ہے جس میں

رھیمیہ اور قطقطانیہ آتے تھے اور درمیان میں بہت ساری چھوٹی چھوٹی آبادیاں تھیں ان میں قصبہ بیضہ بنی ابان بن دارم اور بیضہ بنی یربوع مشہور ہیں پہلے قصبہ کا مشہور شاعر فرزدق تھا دوسرے قصبہ کے لوگ امیر المومنینؑ کے موالیان سے تھے اور یہی علاقہ جناب مالک بن نویرہ کا تھا جنہوں نے خلیفہ اول کو زکات نہ دی تھی اور خالد بن ولید کا قیادت میں ان کا قتل عام کروایا گیا تھا۔

امام حسین علیہ السلام قصبہ بیضہ میں بھی قیام فرمایا البتہ کس قصبہ میں قیام فرمایا اس کی تفصیل نہیں ہے البتہ بیضہ بنی یربوع میں قیام والی بات زیادہ قرین قیاس ہے کیونکہ حضرت محمد بن عی علی علیہما السلام کی والدہ حنفیہ قبیلہ سے اسی جگہ کی تھیں اور بیضہ بنی یربوع عطشان سے پہلے واقع ہے جو مغربی طرف سے واقع ہے۔

﴿بارہویں منزل بیضہ بنی یربوع﴾

اس جگہ ابوھرم نے مولاؑ سے ملاقات کی جو خود بیان کرتا ہے کہ میں قطقطانیہ سے حیرہ (نجف) کی طرف محو سفر تھا کہ میری مولا حسین علیہ السلام کا کاروان پر دید پڑی میں امام حسین علیہ السلام سے عرض کیا۔

یا بن رسول اللہ ماالذی اخرجک عن حرم اللہ و حرم جدک اے فرزند رسول کس چیز سے آپ کو حرم خدا اور اپنا ناناؐ کے حرم سے نکلنے پر مجبور کر دیا امام حسین علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ امویوں نے ہمیں مجبور کر دیا کہ ہم اپنا گھر چھوڑ دیں اسی جگہ آپ نے کوفہ کے ایک آدمی سے فرمایا تھا۔

اما واللہ لو لتیتک بالمدینة لأریتک اثر جبرئیل فی دارنا و نزوله بالوحی علی جدیؐ

مقتل والے لکھتے ہیں جس وقت امام حسین علیہ السلام رھیمیہ سے روانہ ہوئے تو آپ قطقطانیہ شہر کی مشرقی جانب سے ۱۰ کلومیٹر کے فاصلہ سے اور مغربی طرف نجف اشرف سے ۳۰ کلومیٹر کے فاصلہ سے آپؑ کا گذر ہوا۔ قطقطانیہ سے سیدھا راستہ نجف جاتا تھا جو کہ چالیس کلومیٹر بنتا تھا۔ وہاں سے بنی یربوع سے عطشان ۵ کلومیٹر عطشان سے قصر مقاتل ۲۳ کلومیٹر اور قصر بنی

مقاتل سے کربلا معلیٰ ۱۸ کلومیٹر فاصلہ بیان کیا گیا ہے کل فاصلہ ۴۸ کلومیٹر بنتا تھا۔
اس اعتبار سے آپ ۳ محرم الحرام کو ۶۱ ہجری ۱۲ اکتوبر ۶۸۰ عیسوی صبح کے ۸ بجے تقریباً یہ کاروان تسلیم و رضا اپنی آخری منزل کربلا پہنچ جاتا ہے۔

بیضہ بنی یربوع میں جناب حذیفہ ابن اسید، جناب سعید، جناب ابوالشعثاء الکندی، جناب حباب بن عامر تمیمی، جناب سالم مولی بنی المدین، جناب حارث بن امرء القیس بن عابس الکندی، جو شاہزادہ علی اصغرؑ کے ماموں ہیں یہ سب کوفہ سے آئے اور امام حسین علیہ السلام کا کے کاروان شہادت میں شامل ہو گئے۔

مدینہ منورہ سے کربلاء تک کی منازل کی تفصیل دے دی ہے تاکہ ذاکرین عظام علماء کرام کے لیے اس راستہ سے تفصیلی آگاہی مل جائے جس سے امام حسین علیہ السلام نے کربلا تک کا سفر کیا۔ ہم نے منازل میں جن جگہوں کو مشخص طور پر لکھا ہے یہ وہ جگہیں ہیں جہاں پر امام حسین علیہ السلام نے قیام فرمایا ہے۔ آخر میں ہم نقشہ بھی دے رہے ہیں تاکہ راستہ اور اس میں جو منازل ہیں انہیں سمجھنے میں آسانی ہو۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیں مجالس المنتظرین ج ا

﴿مدینہ تا کربلا منازل کا اجمالی خاکہ﴾

مدینہ جہینیہ دورھا معدن النقرہ حاجز بطن الرمہ توز فید ابن عمیر اجفر میاہ العرب خزیمیہ (زرود) زبالہ ایقاع (قاع) بطن عقبہ واقصہ شراف القرعا ذوحسم مغیثہ رھیمیہ قطقطانیہ بیضہ بنی یربوع قصر بنی مقاتل کربلا

مکہ سے کربلا امام حسینؑ کے بیانات:

﴾منزل اول...... تنعیم﴿

یمنی کاروان سے حضرت امام حسینؑ کی گفتگو

جب آپؑ مکہ اپنے گھر شعب حضرت علی علیہ السلام سے روانہ ہوکر مقام ''تنعیم'' پہنچے تو وہاں پر آپؑ کی ملاقات یمن کے گورنر کی طرف سے بھیجے ہوئے ایک قافلے سے ہوئی اس کا سالار ''بحیر بن یسار حمیری'' تھا قافلے کے تمام اونٹ قیمتی جواہرات و ہیرے اور یمنی سکوں اور مال و اسباب سے لدے ہوئے تھے وہ یہ تمام مال واسباب یزید کی طرف لے جارہے تھے۔ اور یہ اموال ارباع کے خمس چار چیزوں کا خمس یہ اصطلاح عام تھی تمام حکمران چار چیزوں سے خمس وصول کرتے تھے۔ خمس کے اموال کو یہ عنوان دیا جاتا ہے اس میں معدنیات، خزائن، غوطہ خوری، سے حاصل شدہ اموال اور جنگی غنائم شامل ہوتے تھے کی بابت تھے جسے وہ ہر سال حاکم شام کے پاس لے جاتے تھے یہ ان کا طریقہ ہوتا تھا کہ وہ پہلے مکہ آتے یہاں پر حج کرتے اور پھر ان اموال خمس کو حاکم شام کے پاس لے جاتے خمس کے حقیقی مالک کیونکہ مولا امام حسین علیہ السلام تھے اس لئے امامؑ نے ان تمام اموال پر حق تصرف حاصل فرمایا اور کاروان والوں سے فرمایا۔

من احب منکم أن ینصرف معنا الی العراق اوفینا کراء ہ و احسنا صحبتہ ومن احب المفارقۃ اعطینا ہ من الکراء علی ماقطع من الارض

ترجمہ﴾ آپ میں سے جو پسند کرے وہ ہمارے ساتھ عراق چلے ہم اس کا مکمل کرایہ دیں گے اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کریں گے اور جو ہمارے ساتھ نہیں جانا چاہتا ہم اس کو اس سفر کے مطابق طے شدہ مزدوری دینے پر تیار ہیں۔ اس کو اتنا کرایہ دیں گے جتنا اس نے راستہ طے کیا ہے۔

اس پیشکش کے بعد کچھ لوگوں نے اپنا کرایہ لیا اور یمن کی طرف واپس پلٹ گئے اور کچھ لوگوں نے ساتھ رہنے کا اعلان کیا اور امام عالی مقامؑ کے ساتھ عراق کی طرف چلے۔

﴾یمنی کاروان سے اموال خمس کی وصولی کا راز﴿

اس گفتگو کا راز اور امامؑ کے انقلابی عمل کا جو نمونہ ہے وہ قیامت تک تمام الٰہی تحریکوں کے رہبروں کیلئے بہترین ماڈل واسوہ ہے مجرموں کی پشت پناہی اور طاغوتی طاقتوں سے دشمنی اور ان کو کمزور کرنا اس عمل سے استفادہ کیا جاسکتا ہے کہ جو بھی فرصت مناسب ہو طاغوت کو ضعیف کیا جائے اور محروموں اور غریبوں کو تقویت دی جائے پھر جیسا کہ امامؑ اس مال و دولت کو جو بیچارے یمن کی عوام سے ان کے حکومتی صوبے دار جمع کرتے تھے اور وہ اموال خمس سے تھے جسے وہ یزید لعن کے اختیار میں دینے جارہے تھے مولاؑ عملی اقدام کرتے ہیں اور اسے باطل کے پنجے سے چھین لیتے ہیں۔ اور امت کے اصلاحی موارد میں خرچ کرتے ہیں اور فقیروں کو جو، اس طویل راہ یعنی حجاز سے عراق تک ان سے ملتے ہیں انھیں عطا کرتے ہیں اور قرآن و دین کے راستے کی رکاوٹوں کو توڑنے میں استعمال کرتے ہیں اور جو، ان اموال کا صحیح مصرف تھا اس میں ان اموال کو خرچ کرتے ہیں کیونکہ آپؑ ان اموال کے حقیقی وارث تھے۔

اور ایک طرف اونٹوں کے مالکوں کو جن کے اونٹ کرایہ پر تھے اور طاغوت کی خدمت کرتے تھے جب کہ وہ معاشرے کے محروم اور ضعیف طبقے سے تعلق رکھتے تھے ان کی مزدوری اور کرایہ جو اس مشکل سفر میں بنتا تھا خوش اخلاقی کے ساتھ ان کو ادا کیا اور جو ہمراہ ہو لئے انہیں سفر سے پلٹنے کے بعد آزاد کر دینے اور ان کو کرایہ ادا کرنے اور ہمراہی کے دوران نیک سلوک اور محبت کا وعدہ کیا۔

فرزند پیغمبرؐ کے عراق کے سفر میں اور ان کے ہمرکاب رہنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپؑ کا نیک رفتاری آپ کی عظمت و سعادت ... ان کیلئے بہشت جاوداں اور مقام ارجمند پر پہنچنے کا باعث بنے۔ کہ جو ہر صالح اور باایمان بندے کی آرزو ہے۔

منزل دوم سے پہلے

﴿مقام صفاح نامی جگہ پر مشہور شاعر فرزدق سے ملاقات﴾

امام حسین علیہ السلام ''تنعیم'' سے روانہ ہوئے اور مقام ''صفاح'' پہنچے تو فرزدق شاعر حج کے مراسم کے لیے آ رہا تھا تو اس کی ملاقات امامؑ سے ہوئی اس کی ملاقات کا ذکر خود اس کی زبانی بیان کرتے ہیں۔ فرزدق شاعر روایت کرتا ہے۔

میں 60ھ میں اپنی والدہ کے ہمراہ حج کے مراسم ادا کرنے آ رہا تھا کہ جب میں حرم کی حدود کے قریب پہنچا تو میں نے ایک قافلہ کو دیکھا کہ ان کے پاس تلواریں ڈھالیں اور سامان جنگ تھا اور ساتھ بچے اور باپردہ خواتین بھی تھیں میں حیران ہوا اور سوال کیا کہ یہ کاروان کس کا ہے؟ مجھے بتایا گیا یہ قافلہ فرزند رسولؐ حضرت حسینؑ ابن علیؑ کا ہے تو میں امامؑ کی خدمت میں آیا ان پر سلام کیا اور ان سے عرض کی اللہ آپ کی حاجات اور امیدیں برلائے میرے ماں باپ آپؑ پر قربان

مااعجلک عن الحج ؟

آپ نے حج کو چھوڑ کر جلدی کی اس کی وجہ کیا ہے؟

توامامؑ نے فرمایا **لولم اعجل لأخذت.**

اگر میں جلدی نہ کرتا تو مجھے پکڑ لیا جاتا۔

فرزدق کہتا ہے پھر امامؑ نے مجھ سے پوچھا تم کون ہو؟ تو میں نے عرض کیا۔ ''میں قوم عرب سے ایک مرد ہوں اور آپ کو اللہ کی قسم اس سے زیادہ مجھ سے میرے بارے میں سوال نہ کریں''

پھر امامؑ نے سوال کیا۔

اپنے پیچھے جو لوگ چھوڑ آئے ہو ان کے بارے میں کچھ بتاؤ؟ تو میں نے عرض کیا۔ آپؑ نے ایک باخبر اور آگاہ شخص سے سوال کیا۔

لوگوں کے دل آپؑ کے ساتھ ہیں مگر ان کی تلواریں آپ کے خلاف استعمال ہونگی قضا آسمان سے اترتی ہے اور اللہ جو چاہتا ہے انجام دیتا ہے۔

﴾امام عالی مقامؑ کا فرزدق کے لیے جواب﴿

صدقت لله الأمر كل يوم هو في شأن ان نزل القضاء بمانحب ونرضى فنحمد الله على نعمائه وهو المستعان على اداء الشكر وان حال القضاء دون الرجاء فلم يتعد من كان الحق نيته والتقوى سريرته

امامؑ نے فرمایا!

ترجمہ﴿تو نے سچ کہا'' آج سے پہلے اور آج کے بعد حکم اللہ کا ہے ہر دن ہمارا ربؒ ایک نئی شان میں ہے اگر قضا اسی طرح اترے جس طرح ہم چاہتے ہیں اور ہماری رضا ہے تو ہم اللہ کی نعمتوں پر اللہ کی حمد بجالائیں گے اور وہی شکر ادا کرنے والوں کا مددگار ہے اور اگر ہماری امید کے برعکس قضا ہوئی تو وہ شخص دور نہ ہوگا جس کی نیت حق ہوگی اور جس کی سیرت تقویٰ ہو''۔

فرزدق کہتا ہے پھر میں نے امامؑ سے کچھ حج کے متعلق مسائل کے بارے میں سوالات کئے ان کے جواب دینے کے بعد امامؑ نے مجھے خدا حافظ کیا اور مجھ سے جدا ہوئے اور امامؑ کے قافلے نے اس مقام سے کوچ کی۔

﴾اہم نکات﴿

۱﴿امام حسین علیہ السلام نے مکہ چھوڑنے اور حج نہ کرنے کی علت بیان کی اگر ایسا نہ کرتے تو مخالفین کی طرف سے مزاحمت کرنے پر کعبہ کی بے حرمتی ہوتی۔

۲﴿اللہ کی رضا پر راضی ہونا ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ اگر آپ کی نیت صحیح ہے اور آپ کی سیرت و کردار تقویٰ پر ہے تو پھر پرواہ نہ کریں کہ نتیجہ وہ نکلے جو آپ چاہتے ہیں یا آپ کی خواہش کے برعکس ہو۔

۳﴿اخلاقی مسئلہ کی طرف نشاندہی کرتے ہیں کہ امام عالی مقامؑ کا یہ سفر کرنا ایک الٰھی امر ہے جو فقط ظاہری کامیابی کی بجائے ہدف معنوی تک پہنچنا سکھاتا ہے۔

﴾منزل سوئم.....ذات العرق﴿

حضرت امام حسین علیہ السلام ''صفاح'' سے چلے اور ''عقیق'' کے راستے سے ہوتے ہوئے ''ذات العرق'' میں پہنچے جو ''نجد'' اور ''تہامہ'' کے درمیان ایک جگہ ہے وہاں پر بنی اسد کے ایک آدمی ''بشیر بن غالب'' سے امام عالی مقامؑ کی ملاقات ہوئی۔ مولاؑ نے پوچھا یہ آدمی کون ہے؟ تو جواب دیا گیا کہ یہ بشیر بن غالب قبیلہ بنی اسد سے تعلق رکھتا ہے۔

﴾امام عالی مقامؑ کی بنی اسد کے ایک شخص بشیر سے گفتگو﴿

امام حسین علیہ السلام! اے بنی اسد کے بھائی کہاں سے آرہے ہو؟

بشیر! عراق سے۔

امامؑ! عراق والوں کو اپنے پیچھے کس حال میں چھوڑ کر آئے ہو؟

بشیر! دختر رسولؐ کے بیٹے ان لوگوں کے دل آپؑ کے ساتھ مگر تلواریں بنی اُمیہ کیساتھ ہیں۔

امامؑ! اے عرب بھائی آپ نے سچ کہا اللہ وہ کرتا ہے جو اس کی مشیت ہو اور وہ فیصلہ دیتا ہے جو وہ چاہتا ہے۔

بشیر! یابن رسول اللہؐ

یوم ندعوا کل اناس بامامھم

''قیامت کے دن ہم تمام لوگوں کو ان کے امامؑ کے نام سے پکاریں گے۔

(سورہ اسراء آیت ۷۱)

اس آیت کا مفہوم کیا ہے؟

امامؑ! اے بنی اسد کے بھائی۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ امام دو قسم کے ہیں۔

ہدایت کا امام وہ ہے جو ہدایت کی طرف دعوت دیتا ہے اور دوسرا گمراہی کا امام ہے اور گمراہی کا امام وہ ہے جو گمراہی کی طرف دعوت دے لہذا جو ہدایت کے امام کو قبول کرے گا تو اس نے جنت کے راستے کی ہدایت پائی اور جس نے گمراہی کے امام کو قبول کیا وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

فریق فی الجنة وفریق فی السعیر.
ایک گروہ جنت میں ہے اور ایک جھنم میں۔

(سورہ شوری آیت نمبر ۷)

اس آیت کا مفہوم بھی یہی ہے۔

اس گفتگو کے بعد بشیر بن غالب امامؑ سے جدا ہوئے اور وہ اپنے راستے پر چلے اور امام عالی مقامؑ اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور عزاداری امام حسین علیہ السلام

جب بھی امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے حضرت امام حسین علیہ السلام کا ذکر کیا گیا آپؑ نے گریہ کیا اور حاضرین مجلس بھی روئے آپؑ فرمایا کرتے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ''میں کشتہ عبرت ہوں جو مومن مجھے یاد کرے گا وہ روئے گا''

حضرت نبی کریمؐ کا فرمان

حضرت سیدہؑ سے فرمایا کہ قیامت کے دن ہر آنکھ اشک بار ہوگی لیکن جو آنکھ غم حسین علیہ السلام میں روئی ہو وہ مسرور اور خوش ہوگی

منزل المسلح

جناب سعد بن بشر حضرمی کی ملاقات:

یہاں پر جناب سعد بن بشر حضرمی اور آپ کے ایک ساتھی جناب ابوھرہ ازدی حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضری دی۔ یہ دونوں جب امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں جب حاضر ہوئے تو آپ کے سامنے بہت سارے خطوط پڑے تھے جنہیں آپؑ پڑھ رہے تھے انہوں نے سوال کیا آپؑ اس جگہ کیسے؟ اور کہاں کا ارادہ ہے۔تو امام حسین علیہ السلام نے ان کے جواب میں فرمایا۔

وھذہ کتب اہل الکوفہ

یہ بہت سارے کوفہ والوں کے خطوط ہیں انہوں نے مجھے وہاں آنے کے لیے دعوت دی ہے۔

جناب سعد عرض کرتے ہیں مولاؑ یہ حالات کوفہ جانے کے لیے سازگار نہیں ہیں آپؑ نے فرمایا کہ ہم اس لیے جا رہے ہیں تا کہ ان پر اتمام حجت ہو جائے کل وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم نے امام زمانہ (عج) کو اپنی ہدایت اور سرپرستی کرنے کے لیے دعوت دی تھی وہ ہمارے پاس نہ آئے اور ہم ہلاک ہو گئے پھر فرماتے ہیں میں یہ بھی جانتا ہوں کہ **وھم قاتلی فاذا فعلوا ذالک لم یدعو اللہ محرما الا انتھکوہ** جب کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے جب انہوں نے ایسا جرم کر لیا تو پھر ان کی جرأت اتنی بڑھ جائے گی کہ وہ خدا کے کسی محترم امر کی پرواہ نہ کریں گے اور ہر ایک کی ہتک حرمت کریں گے اور خدا کے احکام کی پامالی کا ارتکاب کریں گے۔ان کے ان جرائم کی سزا کے طور پر اللہ تعالیٰ ان پر ایسے شخص کو مسلط کر دے گا جو انہیں قتل کرے گا اور اتنا انہیں ذلیل وخوار کرے گا کہ ان کی حیثیت اس کپڑے سے بھی بدتر ہوگی جسے خواتین استعمال کے بعد دور پھینک دیتی ہیں۔

معدن بنی سلیم

اس منزل پر جناب سیف بن حارث اور ان کے چچازاد بھائی مالک بن عبداللہ جو آپس میں مادری بھائی بھی تھے۔اپنی والدہ کی ہدایت پر اسی منزل پر امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے، امام

علیہ السلام نے اپنے خیمہ سے باہر آ کر ان کا خود استقبال کیا۔ اور جناب سیف بن حارث کو ان جملوں سے سرفراز فرمایا۔

کیف حالک یا بن عم: اے چچا زاد آپ کا کیسا حال ہے؟ ان دونوں نے روتے ہوئے اپنے سروں کو مولاؑ کے قدموں پر رکھ دیا۔ یہ دونوں کربلاء کے شہداء سے ہیں اور امام زمانہ عج نے زیارت ناحیہ میں ان کا نام لے کر سلام کیا ہے۔

﴿منزل ماوان (مغیثۃ الماوان) کے واقعات﴾

حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی شہادت کی خبر ظاہری طور پر امام حسین علیہ السلام کو اسی منزل پر پہنچی ہے اور یہ خبر بجیر اسدی کے ذریعہ امام حسین علیہ السلام کے پاس پہنچی ہے کیونکہ کوفہ سے مدینہ کا فاصلہ چھ دن میں طے ہوتا تھا۔ اس حساب سے مغیثۃ الماوان میں اس قاصد کا پہنچنا ممکن بنتا ہے کیونکہ یہ قاصد ۱۰ ذوالحجہ کو یا گیارہ ذوالحجہ کو کوفہ سے روانہ ہوا ہو تو وہ مغیثۃ الماوان ۱۷ ذوالحجہ کو پہنچ سکتا ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

روایت، درایت، فاصلے، رفتاراں، جغرافیہ اور تاریخ وغیرہ کو دیکھا جائے تو یہ بات زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے کہ سلیمان اور مشمعل اسدی نے بجیر اسدی سے ماوان پہنچنے سے پہلے ملاقات کی ہوگی اور پھر جب امام حسین علیہ السلام ماوان میں اپنے خیام لگا چکے تو امام حسین علیہ السلام کو یہ خبر دی گئی اور جو یہ کہا جاتا ہے کہ پہلی مرتبہ منزل خزیمیہ جو کہ مدینہ سے کئی سو کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے وہاں شہادت کی خبر موصول ہوئی تو وہ درست نہیں ہے۔

۱۷ ذالحجہ بمطابق ۱۶ ستمبر بدھ کی رات آپ نے اسی منزل پر گذاری ہے اور دوسرے دن حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے خاندان کے افراد سے مشورہ کے بعد یہ فیصلہ سنایا کہ ماوان سے مدینہ جائیں گے اور وہاں جا کر اگلا پروگرام ترتیب دیا جائے گا۔ اس طرح آپ ماوان سے مدینہ تشریف لے گئے۔

﴿ناناؐ کی مزار پر﴾

مشہور مقتل نویس ابومخنف کا بیان ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام مکہ سے کوفہ جانے لگے تو آپ مکہ سے دوبارہ مدینہ تشریف لے آئے اور مدینہ سے ہو کر کوفہ گئے۔

مدینہ پہنچ کر آپ اپنے نانا رسول اللہ کی قبر پر حاضر ہوئے آپ نے نانا رسول اللہ کی قبر کو گلے سے لگایا اور کافی دیر روتے رہے یہاں تک کہ آپؑ ناناؐ کی مزار پر ہی سو گئے تو رسول اللہؐ نے حالت خواب میں آپ سے ملاقات کی اور اپنے بیٹے کے لیے یہ فرمایا

حضرت رسول اللہؐ نے امام حسینؑ سے فرمایا! اے میرے بیٹے جلدی کرو جلدی کرو تیرے ماں باپ اور بھائی حسنؑ اور تیری نانی خدیجۃ الکبریٰؑ سب میرے پاس آئے ہیں اور وہ سب آپؑ کی زیارت کے مشتاق ہیں اس لئے آپؑ جلدی ہمارے پاس آ جائیں۔

گویا حضرت رسول اللہ کی زبان حال کچھ یوں تھی اے میرے پیارے حسین علیہ السلام آپ عراق کی طرف ضرور جائیں کیونکہ اللہ کے دین کی بقاء اسی میں ہے اللہ تعالیٰ آپ کو مقتول اور آپ کے اہل و عیال کو اسیری کی حالت میں دیکھنا چاہتا ہے یعنی جب تک تم اپنی جان کا نذرانہ پیش نہ کرو گے اور کربلاء کے لق و دق صحرا میں تین دن کی بھوک و پیاس برداشت کر کے قتل نہ ہو جاو گے اور آپ کے پیغام برحق کو خاندان نبوت کے پردہ دار ظالموں کے درباروں میں نہ پہنچائیں گے اس وقت تک قیامت تک کے لیے اسلام کی بقاء یقینی نہیں اس لیے آپ کو کربلاء جانا ہی ہے۔

﴾ام المومنین حضرت ام سلمہؑ سے حضرت امام حسینؑ کی گفتگو﴿

جناب امام حسینؑ مدینہ سے جانے لگے تو آپ اپنی نانی جناب ام سلمہؑ کے پاس آئے جب بی بی نے آپؑ کے سفر کا حال سنا تو بی بی نے فرمایا۔

اے میرے پیارے بیٹے!

عراق کی طرف جانے سے مجھے غمزدہ نہ کرو کیونکہ میں نے رسول اللہؐ سے سنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا ''میرا بیٹا حسینؑ زمین کربلا پر قتل کردیا جائے گا'' اور مجھے رسول اللہؐ نے ایک شیشی میں مٹی (خاک) ڈال کردی اور یہ بتایا کہ جس زمین پر میرا بیٹا مارا جائے گا اس کا نام کربلا ہے۔

امام عالی مقامؑ نے یہ سن کر بی بیؑ سے فرمایا!

اے اماں جان! میں اس بات کو جانتا ہوں میں ہر صورت مارا جاؤں گا اور اس کے بغیر چارہ کار نہیں ہے۔

خدا کی قسم! میں اس دن کو جانتا ہوں جس دن میں قتل کیا جاؤں گا میں اس شخص کو بھی جانتا ہوں کہ جو مجھے قتل کرے گا میں اس جگہ سے بھی واقف ہوں جس میں مجھے دفن کیا جائے گا اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ میرے اہل بیتؑ، میرے رشتہ داروں اور شیعوں میں سے کون کون قتل کیا جائے گا؟

اے اماں!

اگر آپ چاہیں تو میں آپؑ کو وہ جگہ دکھاؤں جہاں میں نے ابدی نیند سونا ہے پس امامؑ نے کربلا کی طرف اشارہ کیا تو زمین جھک گئی اور کربلا کی زمین سامنے آئی یہاں تک کہ امام حسینؑ نے اپنے دفن کی جگہ، گھوڑے سے گرنے کی جگہ، فوج کے ٹھہرنے کی جگہ اور شہادت کی جگہ دکھائی۔

حضرت ام سلمہؑ نے یہ منظر دیکھ کر سخت گریہ فرمایا اور امامؑ نے مصائب کے یہ جملے فرمائے۔

اے اماں! اللہ کی مرضی یہ ہے کہ وہ مجھے مقتول دیکھے، ظلم کے ساتھ ذبح ہوتے ہوئے دیکھے اور اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ میرا حرم، میرے بچے، میری عورتیں در بدر کی ٹھوکریں کھائیں۔ ان کی

بے حرمتی کی جائے، مظلومیت کے عالم میں زنجیروں میں جکڑے ہوئے وہ قیدی ہوں، وہ مدد کیلئے پکاریں لیکن کوئی مددگار نہ ہو۔

ان جملوں کے بعد مولاؑ نے ایک شیشی دی جس میں کربلا کی مٹی تھی اور فرمایا۔

اس شیشی کو اس دوسری شیشی کے ساتھ رکھ دیں جو میرے ناناؐ نے آپ کو دی ہے اور جب دیکھیں کہ ان دونوں شیشیوں سے خون ابل رہا ہے تو جان لینا کہ میں قتل کر دیا گیا ہوں۔

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ عاشورہ کا دن ہوا تو ظہر کے بعد میں نے دیکھا کہ دونوں شیشیوں سے خون ابل رہا تھا تو میں نے جان لیا کہ میرا بیٹا مارا گیا ہے تو اس وقت میں نے ماتم و گریہ شروع کیا۔

﴿اہم نکات﴾

۱﴿ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنی شہادت کی خبر سب کو دی۔ اور مدینہ روانگی سے قبل یہ خبر دی پس یہ تاثر دینا کہ جو مدینہ میں رہ گئے تھے انہیں پتہ نہ تھا کہ امام حسینؑ اور آپ کے ساتھیوں کے ساتھ کیا ہونا ہے ؟ یہ غلط ہے۔

۲﴿ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنی شہادت کی کیفیت بچوں کے قتل ہونے کی کیفیت اور عورتوں کے اسیر ہونے کی کیفیت کو مدینہ چھوڑنے سے قبل بیان فرمایا۔

۳﴿ حضرت امام حسین علیہ السلام ام سلمہؓ کو وداع کرنے آئے تو ظاہر ہے تمام خواتین و بچے آپؑ کے ساتھ جا رہے تھے تو سب ہی ساتھ ہوں گے اور یقینی بات ہے کہ جب مولاؑ نے یہ مصائب بیان فرمائے تو سب نے ماتم و گریہ کیا ہوگا۔

﴿مصائب کا گریز﴾

یہاں ام سلمہ کو وداع کیا تو سب سے زیادہ مشکل وقت میں جناب سیدہؑ کی قبر کو وداع کیا ہوگا اور وہاں بھی مصائب کے جملے فرمائے ہوں گے۔ ظاہر ہے جب بیٹے ماں سے جدا ہو رہے ہوں تو وہ وقت بہت ہی مشکل اور دردناک ہوتا ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کے لیے وصیت

حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ! جب آپ نے مدینہ سے عراق کا رُخ کیا تو آپؑ نے امامت کے تبرکات، کتابیں اور دیگر چیزیں جو منصب امامت کے ساتھ مخصوص تھیں وہ آپؑ کے حوالے کیں اور فرمایا کہ جب میرے علی زین العابدین علیہ السلام بیٹے آپ کے پاس آئیں تو یہ چیزیں اور وصیت ان کے سپرد کر دینا اور جب حضرت امام حسینؑ شہید ہوئے اور حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام واپس آئے تو حضرت ام سلمہؓ نے وہ تمام چیزیں ان کے سپرد کر دیں۔

بعض محققین کا خیال ہے کہ جناب ام سلمہؑ کی یہ گفتگو اس وقت سے متعلق ہے جب آپ مکہ سے واپس مدینہ تشریف لائے اور تین دن قیام کرنے کے بعد عراق کیلئے روانہ ہوئے تو اس وقت آپؑ نے جن ہستیوں کو وداع کیا تو ان سے یہ گفتگو فرمائی یہ بات قرین قیاس بھی ہے کیونکہ آپؑ نے یہ اعلان فرمایا کہ میں اس وقت مدینہ سے مکہ جا رہا ہوں جیسا کہ جناب محمد حنفیہؑ سے گفتگو میں ہے البتہ مکہ سے جب مدینہ واپس آئے تو اس وقت واضح تھا کہ آپؑ عراق جا رہے ہیں اسی طرح بعض صاحبان مقاتل کا بیان ہے کہ آپؑ نے اپنی دختر جناب فاطمہ صغریٰ کو بیماری کی وجہ سے مکہ سے واپسی پر مدینہ چھوڑا کیونکہ آپؑ سفر کے قابل نہ تھیں۔ اور آپ مدینہ سے مکہ کے سفر میں آپؑ کے ہمراہ تھیں لیکن جب امامؑ مکہ سے واپس مدینہ آئے تو راستہ کی تھکان سے جناب سیدہ فاطمہ صغریٰ سخت بیمار ہو گئیں لہذا آپ نے اپنی اس بیٹی کو مدینہ ہی میں چھوڑ دیا۔ اور بی بی نے بھی اس اقدام پر کسی قسم کا اعتراض نہ فرمایا ہے ظاہر ہے پروردہ گود امامت تھیں بھلا کس طرح اس الٰہی حکم کے سامنے زبان اعتراض کھول سکتی تھیں اس بی بی کے حوالے سے جو کچھ مجالس میں تیاری مدینہ اور مکہ سے واقعات میں پڑھا جاتا ہے تو ان واقعات میں اس مظلومہ بی بیؑ کی سخت توہین کی جاتی ہے۔ اور ایسا انداز اپنایا جاتا ہے کہ شاید بی بیؑ کو اس پورے واقعہ کا علم تک نہ تھا جب کہ آپ واقعات سے سمجھ چکے ہیں کہ اس واقعہ کے بارے اس خاندان کے ہر فرد کو علم تھا بلکہ یہ تو اغیار بھی جانتے تھے کہ انجام کیا ہونا ہے پھر خاندان کے افراد کو بھلا کیسے علم نہ ہو۔

بہر حال اس مظلومہ بی بیؑ کے حوالے سے ایسے مکالمے اور ڈائیلاگ پڑھنے سے گریز کیا جائے جس سے آپؑ کی توہین ہو۔ اور بعض کا یہ خیال کہ بی بیؑ کا اصل وجود ہی نہیں ہے یا آپ مدینہ میں نہیں تھیں تو ان کے لیے عرض ہے کہ اگر بی بیؑ کا وجود ہو اور آپؑ مدینہ میں رہ گئی ہوں تو اس سے کون سے اسلامی اصول یا فرمان معصومؑ کی نفی لازم آتی ہے جب کہ اس مضمون کی روایات موجود ہیں تو اس قول کو ماننے میں کیا قباحت ہے؟

تفصیلات کے لیے مجالس المنتظرین دیکھیں۔

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کی بنی ہاشم کی خواتین سے گفتگو﴾

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ!

جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے مدینہ سے عراق کی طرف روانہ ہونے کا قصد کیا تو خاندان عبدالمطلبؑ کی عورتیں آپؑ کے پاس آئیں اور سب (بعض علماء نے اس طرح بیان کیا ہے کہ جب امام حسینؑ روانگی کیلئے تیار ہو گئے تو) بزرگ عورتیں آپؑ کے پاس حاضر ہوئیں اور کہا کہ ہم تمام خواتین کا نمائندہ بن کر آئی ہیں۔ اس وقت خاندانِ عبدالمطلبؑ کی تمام خواتین ہو چکی میں جمع ہوئیں اور انہوں نے کہا ہے کہ آپؑ مہربانی کریں اور ایک دفعہ دوبارہ حویلی میں تشریف لائیں اور بعض علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ ان خواتین نے آپؑ سے درخواست کی کہ آپؑ خود اور آپؑ کی بہن حضرت سیدہ زینب (صلواۃ اللہ علیہا) ایک دفعہ حویلی میں واپس آئیں پس امامؑ نے ان کی درخواست قبول کی اور اپنی سواریوں سے اترے اور اندر تشریف لائے۔

بنی ہاشمؑ کی حویلی میں جملہ خواتین نے نوحہ وگریہ وزاری اور ماتم کرنا شروع کیا امام حسینؑ اور آپؑ کی ہمشیرہ جناب سیدہ زینب (علیہا السلام) انکے درمیان سے گزرے اور امام حسینؑ نے انہیں ان الفاظ کے ساتھ صبر کی تلقین فرمائی۔

''ہر حال میں اللہ کو یاد رکھیں ہماری جدائی کے غم میں کوئی ایسی بات نہ کہنا جس میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی معصیت اور نافرمانی شمار ہو''۔

عبدالمطلبؑ کے خاندان کی خواتین نے امامؑ سے عرض کیا! پس ہم یہ گریہ وزاری، نوحہ وفغاں

کس کے لئے بچا کر رکھیں؟ ہمارے نزدیک آج کا دن ایسا ہے جیسے اس دن حضرت رسولؐ اللہ حضرت علیؑ و جناب سیدہؑ ہم سے جدا ہو رہے ہیں۔

اللہ سے دُعا کریں کہ اللہ ہمیں آپ کا فدیہ قرار دے کیونکہ آپؑ دُنیا سے چلے جانے والوں میں سے سب کے پیارے اور محبوب ہیں۔

یہ واقعہ بھی گواہ ہے کہ خاندان بنی ہاشمؑ کے تمام افراد کو اس سفر کے انجام کا پتہ تھا پھر جناب حضرت سیدہ فاطمہ صغریٰ (صلواۃ اللہ علیھا) کو کیسے پتہ نہ تھا اور یہ بھی واضح ہوا کہ دختر امامؑ مدینہ میں اکیلی نہ تھیں بلکہ بزرگ خواتین کے علاوہ خاندان عبدالمطلبؑ کی بہت ساری خواتین اور آپ کے بزرگان جیسے حضرت محمد بن حنفیہ حضرت عبداللہ اور دیگر افراد بنی ہاشم موجود تھے۔ پس مجالس میں یہ تاثر دینا کہ کوئی بھی مدینہ میں باقی نہ تھا یہ درس نہیں ہے۔ اس سفر میں فقط وہ گئے جن کا نام کربلاء نامہ میں روز ازل سے درج تھا۔

حضرت ام ہانیؑ سے امام حسین علیہ السلام کی گفتگو

اسی حالت میں خواتین امام حسین علیہ السلام کی پھوپھی حضرت ام ہانی کے پاس آئیں اور سب نے کہا کہ اے ام ہانی! حسین علیہ السلام اپنے اہل وعیال کے ساتھ مدینہ چھوڑ رہے ہیں پس جناب ام ہانیؑ امام حسین علیہ السلام کے پاس آئیں اور امامؑ نے آپ کو دیکھا تو مولاؑ نے فرمایا کہ یہ تو میری پھوپھی ام ہانی ہیں تو جواب ملا کہ جی ہاں۔ تو مولاؑ نے فرمایا کہ اے پھوپھی جان! کونسی چیز آپ کو یہاں لے آئی ہے (وہ زیادہ ضعیف تھیں اس لئے انہیں فرمایا) تو ام ہانی نے جواب میں کہا کہ میں کیوں نہ آتی جب مجھے یہ خبر ملی ہے کہ بیواؤں کا سرپرست جا رہا ہے، مجھ سے جدا ہو رہا ہے اور پھر زور زور سے رونا شروع کیا اور اپنے باپ حضرت ابوطالبؑ کے اشعار پڑھے۔

''اور وہ سفید روح کہ جس کے وسیلہ دیکر   بادل سے بارش مانگی جاتی ہے وہ یتیموں کے ہمدرد، بیواؤں کا سہارا   موت   آل ہاشمؑ کے گرد آرہی ہے جبکہ وہ لوگ آرام وسکون سے ہیں''

پھر فرمایا! اے میرے سرور وآقا میں آپؑ کے اس سفر کو خطرے سے خالی نہیں سمجھتی کیونکہ کل رات میں نے ہاتف کو یہ ندا دیتے ہوئے سنا ہے کہ بہ تحقیق طف (کربلاء) میں قتل ہونے والا اولاد ہاشمؑ سے ہے اور قریش سے ہے کہ جسے ظلم کا نشانہ بنایا جائے گا رسولؐ کا پیارا اور وہ بے خطا ہے   اور اس کی مصیبت سب کے لئے ظاہر ہو جائیگی۔

امام حسینؑ نے اپنی پھوپھی اماں کی یہ بات سنکر فرمایا۔

اے پھوپھی اماں! آپ یہ نہ کہیں کہ آپ کی وجہ سے قریش ذلیل وخوار ہوں گے بلکہ کہیں کہ مسلمانوں کو ذلت ورسوائی ہوگی اور پھر فرمایا کہ اے پھوپھی جان! ہر وہ چیز جو مقدر ہے اسے ضرور ہوکر رہنا ہے اور آپؑ نے ایک شعر پڑھا۔

''وہ ایک ایسی قوم نہیں ہیں کہ جو ابن غالب پر غالب آجائیں لیکن غائب کے علم میں معاملہ اسی طرح مقدر ہوا ہے۔

جناب ام ہانیؑ نے روتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ امام حسینؑ کو وداع کیا اور یہ اشعار پڑھے۔

''حسینؑ کے مدینہ چھوڑنے سے فقط میں ہی نہیں کہ جس کا یہ حال ہوا ہے بلکہ اس کے جانے سے رسولؐ کا منبر وقبر اور درودیوار مدینہ بھی رو رہے ہیں۔''

﴿حضرت امام حسینؑ کی جناب جابر بن عبداللہ انصاری سے گفتگو﴾

جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے عراق کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں امام حسین علیہ السلام کے پاس آیا اور عرض کی کہ آپؑ رسولؐ اللہ کے فرزند ہیں اور دو سبطین میں سے ایک ہیں۔ آپ بڑی شان کے مالک ہیں مجھے اس بارے کچھ بتادیں کہ کہیں ایسا تو نہیں ہوگا کہ آپ اپنے بھائی حضرت امام حسن علیہ السلام کی مانند یزید بن معاویہ لعن کے ساتھ جنگ بندی کا معاھدہ کرلیں جس طرح انہوں نے حالات کے پیش نظر معاویہ کے ساتھ جنگ بندی کا معاہدہ کیا تھا تو امام حسینؑ نے جناب جابرؓ سے کہا کہ اے جابر! جو کچھ میرے بھائی نے کیا وہ اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے حکم سے کیا اور میں بھی جو کچھ کروں گا وہ انہیں کے حکم سے کروں گا۔

پھر مولاؑ نے فرمایا کہ کیا تجھے رسولؐ وعلیؑ اور میرے بھائی حسنؑ کا دیدار کرادوں؟ پھر مولاؑ نے آسمان کی طرف دیکھا اور رسولؐ اللہ علیؑ، حسنؑ، حمزہؑ وزید (چچا کے بیٹے) آسمان سے اترے اور زمین پر آکر ٹھہر گئے جناب جابر کہتے ہیں میں یہ منظر دیکھ کر خوف کے مارے کانپتا ہوا کھڑا ہو گیا تو رسولؐ اللہ نے مجھ سے فرمایا کہ اے جابرؓ! کیا میں نے آپ کو حسنؑ وحسینؑ کے معاملے میں پہلے سے نہ بتادیا تھا کہ تم مومن نہیں ہوگے جب تک تم دونوں کی امامت کو تسلیم نہ کروگے اور ان پر کسی قسم کا اعتراض نہ کروگے کیا تم معاویہ (لعن) کی جگہ اور میرے بیٹے حسنؑ کا مقام اور یزید کی جگہ اور میرے بیٹے حسینؑ کا مقام دیکھنا چاہتے ہو میں نے کہا جی ہاں یارسولؐ اللہ! تو رسول اللہؐ نے زمین پر اپنا پاؤں مارا زمین پھٹ گئی اور ایک سمندر ظاہر ہوا اور پھر سمندر کا سینہ چاک ہوا اس سے ایک زمین ظاہر ہوئی اور اس طرح سات زمینیں ظاہر ہوئیں سات آسمان چاک ہوئے میں نے ان کے نیچے آگ دیکھی وہاں پر ولید بن مغیرہ، ابوجہل، معاویہ، یزید اور سرکش شیاطین زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ ان سب میں سے سب سے زیادہ سخت عذاب میں یہ لوگ ہیں۔

پھر حضرت رسولؐ اللہ نے یہ فرمایا!

اپنا سر بلند کرو اور اوپر دیکھو پس جب میں نے اوپر دیکھا آسمانوں کے دروازے کھل گئے

اوراس کے اوپر جنت نظر آئی اور پھر رسول اللہؐ پرواز کر گئے۔

پس جب ہوا میں گئے تو آواز دی اے میرے بیٹے میرے ساتھ آجاؤ حسینؑ ان کے ساتھ ہو گئے اور اوپر کی طرف پرواز کی یہاں تک کہ جنت کے بلند ترین حصوں میں داخل ہو گئے وہاں سے رسول اللہؐ نے مجھے دیکھا اور حسینؑ کے ہاتھ کو پکڑ کر کہا۔

اے جابرؓ! یہ میرا بیٹا اس جگہ میرے ساتھ ہے پس ان کے معاملہ کو قبول کرنے اور ان کی کسی بھی بات میں شک نہ کرنے پر ہی تم مومن رہو گے۔

جابر یہ واقعہ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ میری آنکھیں اندھی ہوں اگر جو کچھ میں نے کہا ہے یہ رسول اللہؐ سے میں نے مشاہدہ نہ کیا ہو (اس واقعہ کا سیاق وسباق بھی بتاتا ہے کہ امام حسینؑ جب مکہ سے واپس مدینہ آئے تو اس وقت حضرت جابرؓ اور آپؑ کے درمیان یہ گفتگو ہوئی ہوگی) اور یہ حالت مکاشفہ کوئی بعید بھی نہیں ہے کیونکہ جب آج کے عاملین مکاشفہ کے ذریعہ ارواح سے باتیں کر سکتے ہیں بلکہ حضرت رسول اللہؐ اور باقی آئمہ علیہم السلام کی زیارت کا شرف کر لیتے ہیں تو ایسا حضرت جابر کے لیے کیونکر نہیں ہو سکتا۔

حضرت امام علی زین العابدینؑ علیہ السلام کا نیاز کا اہتمام کرنا

اسیران کوفہ وشام کی مدینہ واپسی کے بعد بنی ہاشمؑ کی خواتین نے سیاہ لباس پہنے اور وہ گرمی سردی کی پرواہ نہ کرتی تھیں اور حضرت علیؑ ابن الحسینؑ امام زین العابدین علیہ السلام ان کے ماتم ومجلس کے لیے طعام وغذا کا خود اہتمام کرتے تھے۔

مدینہ سے عراق کے لیے روانگی

جب امام حسین علیہ السلام مدینہ سے عراق کے لیے روانگی کیلئے آمادہ ہوئے تو آپؑ آدھی رات کے وقت اپنی ماںؑ کی قبر پر تشریف لے گئے وہاں پر نماز ادا کی اور قبر کو وداع کیا اور پھر واپس گھر لوٹ گئے۔

امام حسین علیہ السلام نے جب مدینہ چھوڑا تو ساٹھ ہاشمی نوجوان ہمراہ تھے راوی کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ آپؑ کے دروازے پر گھوڑوں کی زینیں بجی ہیں اور اونٹوں پر محمل لگے ہیں اور امام حسین علیہ السلام کو ہاشمی نوجوانوں نے گھیر رکھا ہے اور آپؑ کرسی پر تشریف فرما ہیں آپؑ ہاشمیوں کے درمیان ایسے معلوم ہو رہے تھے جیسے ستاروں کے ہالے میں چاند ہو۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے تقریباً چالیس محمل دیکھے جنھیں ریشم حریر اور دیباج کے کپڑوں سے سجایا گیا تھا میں نے دیکھا کہ امام حسین علیہ السلام نے اپنے نوجوانوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے پردہ داروں کو سوار کریں۔

میں نے دیکھا کہ امامؑ کے گھر سے ایک طویل القامت نوجوان باہر آیا ان کے رخسار پر نشانی تھی ان کا چہرہ چمکتے ہوئے چاند کے مانند تھا اور وہ فرما رہے تھے کہ اے بنی ہاشم! ایک طرف ہو جاؤ..... راوی کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ گھر سے دو بیبیاں باہر آئیں لوگوں سے شرم وحیا کی وجہ سے ان کی چادریں پاؤں میں الجھتی جا رہی تھیں اور کنیزوں نے انہیں گھیرے میں لے رکھا تھا اور وہ نوجوان ایک محمل کی طرف آگے بڑھا اور اپنے گھٹنوں کے بل جھک گیا اور ان دونوں خواتین کو بازوؤں سے پکڑ کر سوار کیا۔

لوگوں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو بتایا گیا کہ ان میں سے ایک جناب ام کلثوم (سلام اللہ علیہا) اور دوسری جناب حضرت سیدہ زینب (سلام اللہ علیہا) حضرت امام علی علیہ السلام کی بیٹیاں ہیں جب پوچھا گیا کہ یہ نوجوان کون ہے؟ تو جواب ملا کہ یہ قمر بنی ہاشم جناب عباس علمدار علیہ السلام ابن علیؑ ہیں۔ پھر ایک اور نوجوان اندر سے اس طرح باہر آیا کہ جیسے چودھویں رات کا چاند نکلتا ہے اس کے ساتھ ایک خاتون تھیں اور کنیزوں نے ان کو اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا اور اس نوجوان نے

اسے سوار کیا بتایا گیا کہ یہ نوجوان علی اکبرؑ ہیں اور خاتون جناب ام علی اکبرؑ کی ماں لیلیٰ (علیھا السلام) ہیں اس طرح تمام خواتین محملوں پر سوار ہوئیں اور کارواں روانہ ہوا جب تمام بچے اور خواتین محملوں پر سوار ہو گئے تو امامؑ نے آواز دی کہ میرے بھائی کہاں ہیں؟ میرے علمدار و قمر بنی ہاشم تو حضرت عباسؑ لبیک لبیک یا سردار کہتے ہوئے آپؑ کے سامنے حاضر ہوئے تو امامؑ نے کہا کہ میری سواری لے آؤ وہ سواری لے آئے امامؑ گھوڑے پر سوار ہوئے اور حضرت عباسؑ نے رکاب پکڑی اور باقی نوجوان بھی گھوڑوں پر سوار ہوئے حضرت عباسؑ نے امام حسینؑ کا پرچم اٹھایا اور آپؑ کی رکاب پکڑ کر چل رہے تھے۔ کاروان کے سامنے سامنے جعفر طیارؑ کے بیٹے کاروان کا پرچم سنبھالے بڑے شان سے پورے کاروان کی قیادت سنبھالے اپنے مولاؑ کے فرمان کے مطابق چل رہے تھے۔ جوانان بنی ہاشم نے پردہ داروں کی سواریوں کو اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا حضرت علی اکبرؑ اور حضرت عباس علمدارؑ اپنے امامؑ اور سردار آقا کے پہلو بہ پہلو چل رہے تھے۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا عزاداری امام حسین علیہ السلام

جب محرم کا چاند نظر آتا حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام پر غم واندوہ کا غلبہ ہوتا اور جب روز عاشور ہوتا تو سارا دن آپؑ گریہ وزاری میں گزارتے اور فرماتے یہ وہ دن ہے جب میرے جد بزرگوار امام حسین علیہ السلام شہید کیئے گئے۔

﴿حضرت امام حسینؑ کی نصرت......فرشتوں کی حاضری﴾

علامہ مجلسیؒ نے بیان فرمایا ہے کہ امام حسین علیہ السلام جب مدینہ سے عراق کے لیے روانہ ہوئے تو راستے میں فرشتوں کی مسلح افواج آپؑ سے ملیں اسی طرح جنات نے بھی آپ سے ملاقات فرشتوں نے ان الفاظ کے ساتھ آپ پر سلام کیا۔

کہ آپؑ اپنے ناناؐ۔ باباؑ اور بھائیؑ کے بعد اللہ کی مخلوق پر اللہ کی حجت ہیں اللہ نے ہمارے توسط سے بہت سی جگہوں پر آپؑ کے ناناؐ کی مدد فرمائی اور اللہ نے ہمیں آپؑ کی مدد کرنے کیلئے بھیجا ہے۔

امامؑ نے ان کے جواب میں فرمایا! میری وعدہ گاہ وہ جگہ ہے کہ جہاں میں شہید ہونگا اور وہ کربلا ہے پس جب میں کربلا پہنچوں تو میرے پاس آجانا فرشتوں نے عرض کیا اے اللہ کی حجت! ہمیں حکم دیں ہم آپ کا حکم سنیں گے اور آپ کی اطاعت کریں گے اس کے بعد فرشتوں نے گذارش کی کیا آپ کسی ایسے دشمن سے خائف ہیں؟ جو آپ کو راستے میں ملے تو ہم آپ کے ہمراہ رہیں امامؑ نے جواب میں فرمایا جب تک میں کربلا نہ پہنچ جاؤں گا۔ اس وقت تک دشمن میرے خلاف کسی قسم کی کاروائی نہیں کر سکتے اور نہ ہی مجھے کوئی تکلیف دے سکتے ہیں۔

﴿امام حسین علیہ السلام کی نصرت...... قوم جنات کی حاضری﴾

مسلمان جنات کی مسلح افواج آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا اے ہمارے سردار! ہم آپؑ کے شیعہ وانصار و مددگار ہیں آپؑ ہمارے لئے جو چاہیں حکم دیں پس ہمیں آپؑ حکم دیں کہ ہم آپؑ کے تمام دشمنوں کو ختم کر دیں آپؑ اسی جگہ رہیں ہم ایسا کر دیں گے۔ امامؑ نے ان کیلئے دعائے خیر کی اور فرمایا کہ تم نے اللہ تعالیٰ کی کتاب جو میرے نانا پر نازل ہوئی اس کی تلاوت نہیں کی کہ جس میں خداوند متعال کا ارشاد گرامی ہے کہ

این ماتکونو ایدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدۃ.

(سورہ نساء آیہ ۷۸)

تم چاہے جہاں ہو موت تو تمھیں لے ہی لے گی اگر چہ تم کیسے ہی مضبوط گنبدوں میں جا کر چھپو۔

ارشادربّ العزت ہے۔

کہ وہ لوگ نکل پڑے جن پر قتل لازم قرار دیا گیا ہے اپنے گرنے کی جگہوں کی طرف چل پڑے۔(سورہ آل عمران آیہ ۱۵)

اور اگر میں اس طرح اس جگہ ٹھہر جاؤں تو پھر اس سرکش مخلوق کی آزمائش کس طریقے سے کی جائے گی؟ ان لوگوں کا امتحان کیسے لیا جائے گا؟ اور کربلا میں جو میرا ٹھکانہ (قبر) ہے اس میں کون جا کر رہے گا؟ اللہ تعالیٰ نے کربلا میں میری جگہ کا انتخاب اس دن سے کیا ہے جس دن زمین کو بچھایا گیا اور کربلا کو ہمارے شیعوں کیلئے مرکز اور پناہ گاہ قرار دیا ہے۔ یہ مرکز دُنیا و آخرت میں ہمارے شیعوں کیلئے امان ہوگا۔ لیکن تم لوگ اس دن حاضر ہونا جو روز عاشورہ ہوگا اور دن کا آخری حصہ ہوگا جس میں شہید کیا جاؤں گا اور میرے بعد میرے خاندان، رشتہ داروں، بھائیوں، اہل بیتؑ طاہرین اور بچوں میں سے کوئی نہ بچے گا اور میرے سر کو لے جایا جائے گا خدا یزید پر لعنت کرے۔ (آمین)

جنات نے کہا!

اے حبیب خدا اور اللہ کے حبیب کے فرزند! اگر آپؑ کے حکم کی اطاعت مانع اور رکاوٹ نہ ہوتی اور ہمارے لئے آپؑ کی مخالفت کرنا جائز ہوتی تو ہم آپؑ کے تمام دشمنوں کو آپؑ تک پہنچنے سے قبل ہی قتل کر دیتے چونکہ آپؑ کا حکم نہیں ہے تو اس لئے ہم ایسا نہیں کر سکتے۔

امامؑ نے ان کے جملوں کے جواب میں فرمایا! خدا کی قسم! ہم تم سے زیادہ دشمنوں کو تباہ کرنے پر قدرت رکھتے ہیں لیکن جیسا کہ سورہ انفال آیت نمبر ۴۲ میں ہے کہ

لیھلک من ھلک عن بینة ویحیی من حی عن بینة.

ترجمہ ﴿ کہ جسکو ہلاک ہونا ہے وہ حجت تمام ہونے کے بعد ہی ہلاک (گمراہ) ہوگا اور جو زندہ ہوگا وہ ہدایت کی حجت کے تمام ہونے کے بعد بھی زندہ ہوگا۔

بعض روایات میں ہے کہ یہ گفتگو مکہ سے روانگی کے وقت ہوئی۔

﴿نکات﴾

۱۔ امام حسینؑ نے جس راستے کا انتخاب کیا اپنے اختیار سے کیا مجبور نہیں تھے۔

۲۔ فرشتوں اور جنات کی مدد کو ٹھکرا کر مولاؑ نے اس حوالے سے ایک بات واضح کی کہ انہوں نے فرشتوں کی مدد سے انکار کیا جبکہ انبیاءؑ نے فرشتوں سے مدد لی تھی۔

۳۔ دوسری جگہ جنات سے کہا کہ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہیں پڑھا ہے؟ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جنات بھی قرآن پڑھتے تھے۔

۴۔ مولاؑ نے اپنے قتل ہونے اور قتل گاہ کے بارے میں خبر دی ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ مولاؑ کو اپنی شہادت کی خبر اور آپ اس بارے سب کو آگاہ بھی کرتے رہے۔

۵۔ اور ایک اہم نکتہ کہ کربلا سے پہلے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا اور یہ سارا واقعہ کربلا لوگوں کے لئے ہے۔

﴿امتحان اور آزمائش﴾

۶۔ امتحان مولا امام حسینؑ کا نہیں تھا بلکہ امتحان امت کا تھا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا امتحان اپنے پیارے حسینؑ کے ذریعہ کیا پس ایسا کہنا کہ امام حسینؑ کا امتحان تھا اور اللہ تعالیٰ نے امام حسینؑ کیلئے امتحان رکھا تھا یہ بات درست نہیں ہے امام حسینؑ کامیاب و کامران تھے نیز آپؑ کے امتحان کی ضرورت نہ تھی امتحان مخلوق کا تھا۔ امام معصومؑ تھے امتحان شدہ تھے سب اُمت پر ان کی اطاعت فرض تھی ہر امامؑ اسی طرح ہوتے ہیں ہر دور میں امامؑ واجب الاطاعۃ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کا امتحان لیتا ہے جس طرح سرور کائنات حضرت رسول اللہؐ جو مصائب آئے آپ نے برداشت کئے یہ اس لیے نہیں کہ آپ کا امتحان ہو رہا تھا بلکہ امتحان لوگوں کا لیا جا رہا تھا کہ وہ آپؐ سے کیا سلوک کرتے ہیں۔

۷۔ اس جگہ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ آج بھی پوری امت کا امتحان بارہویں امام زمانہ علیہ السلام کے ذریعہ ہو رہا ہے جو امامؑ کا ساتھ دیں گے۔ اور جو ان کی آمد کے منتظر ہیں اور جو خود

کو اپنے امامؑ کی نصرت کیلئے آمادہ کیے ہوئے ہیں تو وہ کامیاب ہیں اور جو امام علیہ السلام کو بھولے ہوئے ہیں ان کی اطاعت نہیں کرتے ان کی انتظار میں نہیں ہیں وہ امتحان میں ناکام ہیں

فرشتے اور دیگر مخلوقات نے اپنی مدد مولا حسین علیہ السلام کیلئے پیش کر کے اور پھر امام حسین علیہ السلام کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر کے امتحان میں کامیابی حاصل کی اسی طرح جن افراد نے آپؑ کا ساتھ دیا اور آپؑ کے ہمراہ درجہ شہادت پایا وہ بھی اپنے امتحان میں کامیاب ہوئے جبکہ باقی امت کے افراد جنہوں نے آپ کا ساتھ نہ دیا یا آپؑ سے جنگ لڑی وہ سب ناکام ہوئے۔

۸﴾ کربلا کی عظمت ہے کہ جب زمین بچھی تو اس دن سے کربلا بھی قائم ہوئی اور مولاؑ کیلئے منتخب ہوئی اور کربلا مومنین کیلئے پناہ ہے۔ اک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کربلاء کو کعبۃ اللہ کی زمین سے تچیس ہزار سال پہلے خلق فرمایا اور یہ بھی حدیث میں ملتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کربلاء کو خلق نہ فرماتا تو کعبۃ اللہ کو بھی خلق نہ فرماتا۔

خدا کربلا کو ہمارے لئے واقعاً پناہ گاہ قرار دے اور اس کو سمجھنے کی توفیق دے۔ ﴿آمین﴾

آئمہ معصومینؑ اور عزاداری

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام محرم کا چاند دیکھتے تو عمامہ کو اتار کر رکھ دیا کرتے تھے۔ اور اپنے بابا بھائیوں اور کربلا کے شہیدوں کو یاد کر کے روتے تھے۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام محرم کا چاند دیکھنے کے بعد راستوں میں ننگے پاؤں چلتے تھے۔

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ ماہ محرم کا چاند دیکھتے ہی صف ماتم بچھا دیتے تھے یہی حال باقی آئمہ معصومین علیہم السلام کا ہوتا تھا

﴿منازل از مدینہ تا کربلاء﴾

آغاز سفر از مدینہ......تاریخ روانگی......20 ذولحجہ......60 ہجری

بمطابق 19 ستمبر 680 عیسوی

شمار	نام منزل	فاصلہ	تاریخ
منزل اول	معدن النقرہ	107	اتوار 21 ذالحجہ 60ھ 20 ستمبر 680م
دوم	حاجز	102	سوموار 22 ذالحجہ 60ھ 21 ستمبر 680م
سوم	بطن الرمۃ	104	منگل 23 ذالحجہ 60ھ 22 ستمبر 680م
چہارم	توز	76	بدھ 24 ذالحجہ 60ھ 23 ستمبر 680م
پنجم	فید	93	جمعرات 25 ذالحجہ 60ھ 24 ستمبر 680م
ششم	اجفر	99	جمعہ 26 ذالحجہ 60ھ 25 ستمبر 680م
ہفتم	خزیمیہ، میاہ العرب زرود	72	ہفتہ 27 ذالحجہ 60ھ 26 ستمبر 680م
ہشتم	ثعلبیہ (ابطان) (قیر العبادی)	124	اتوار 28 ذالحجہ 60ھ 27 ستمبر 680م
نہم	زبالہ (ثوق)	78	سوموار 29 ذالحجہ 60ھ 28 ستمبر 680م
دھم	القاع بطن عقبہ واقصۃ الحزن، شراف	134	منگل 30 ذالحجہ 60ھ 29 سمبر 680م
یازدھم	ذوحسم (المغیثۃ)	93	بدھ یکم محرم الحرام 61ھ 30 ستمبر 680م

القرعا

دوازدھم رھیمیہ، بیضہ بنی یربوع 110 جمعرات 2 محرم 61ھ یکم اکتوبر 680م

(قطقطانیہ)عطشان

قصر بنی مقاتل

سیزدھم نینوا، غاضریہ، طف 46 جمعہ 3 محرم الحرم 61ھ 2 اکتوبر 680م

شط الفرات، کربلاء

کل فاصلہ 1238 کلومیٹر

﴿منازل...... ضروری وضاحت﴾

ہم نے ان جگہوں کو بطور منازل تحریر کیا ہے جہاں پر امام حسین علیہ السلام نے ایک رات یا ایک دن قیام فرمایا ہے ویسے ایک منزل سے دوسری منزل تک بہت ساری جگہوں سے آپؑ کا گذر ہوا بعض جگہوں پر آپؑ نے کچھ دیر کے لیے قیام بھی فرمایا اور بعض جگہوں پر کچھ لوگ آپؑ سے آ کر ملے یا آپؑ نے کچھ ارشادات فرمائے بہر حال امام حسین علیہ السلام کے بیانات اور فرمودات کے حوالے سے جو ترتیب سخنان امام حسینؑ از مدینہ تا کربلاء کے مؤلف نے دی ہے ہم نے بیانات امام حسین علیہ السلام نقل کرنے میں اسی کو برقرار رکھا ہے اگر چہ بعض جگہوں کے واقعات کی تفصیل بعض محققین کے نزدیک اس طرح نہیں ہے جس طرح انہوں نے تحریر کی ہے۔اسی طرح ہم اس جگہ یہ وضاحت دینا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام نے دوران سفر از مدینہ تا مکہ پھر از مکہ تا مدینہ اور مدینہ تا کربلاء اور کربلاء میں تین محرم الحرام تا روز عاشورا جو کچھ فرمایا ہے ہمارا یہ دعویٰ ہرگز نہیں ہے کہ ہم نے وہ سب کچھ دے دیا ہے بلکہ ہم نے کوشش کی ہے کہ زیادہ سے زیادہ بیانات وخطابات اور فرمودات کو دے دیا جائے جیسا کہ اس کتاب کے آغاز میں بھی وضاحت کردی گئی ہے کہ ہم نے اس کتاب میں زیادہ تر سخنان امام حسینؑ از مدینہ تا کربلاء پر اعتماد کیا ہے اور بہت کم مطالب کو دوسری جگہوں سے لیا ہے۔ بہرحال اہل تحقیق کے لیے میدان کھلا ہے امید ہے وہ اس بارے مزید کام کر کے ثواب دارین حاصل کریں گے۔

منزل چہارم......حاجز

حضرت امام حسین علیہ السلام کا اہل کوفہ کے نام دوسرا خط

حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کوفہ پہنچے تو 18 ہزار لوگوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی حضرت امیر مسلمؑ نے حالات سازگار دیکھے تو انہوں نے امام عالی مقامؑ کو خط لکھا کہ جلد کوفہ تشریف لائیں اور تمام حالات سے آگاہ کیا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کو مقام حاجز میں خط ملا تو آپؑ نے اہل کوفہ کے نام دوسرا خط تحریر کر کے ''قیس بن مسہر صیداوی'' کو دیا کہ وہ اس خط کو کوفہ پہنچائیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کا خط جناب قیس بن مسہر صیداوی ہی لائے تھے کیونکہ آپ حضرت مسلمؑ کے ہمراہ کوفہ تشریف لے گئے پھر امام حسین علیہ السلام نے انہی کے ہاتھ واپسی جگہ تحریر فرمایا۔

امامؑ کے خط کا متن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امابعد فقد ورد علی کتاب مسلم بن عقیلؑ یخبرنی باجتماعکم علی نصرنا والطلب بحقنا فسألت الله أن یحسن لنا الصنع ویثیبکم علی ذلک أعظم الأجر وقد شخصت الیکم من مکة یوم الثلاثاء لثمان مضین من ذی الحجة فا ذا قدم علیکم رسولی فانکمشو فی امر کم فانی قادم فی ایامی هذه . والسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں تمہارے سامنے اللہ کی حمد بجالاتا ہوں وہ اللہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

امابعد.... مسلمؑ بن عقیلؑ کا خط مجھے ملا انہوں نے مجھے خبر دی کہ آپؑ کی رائے اچھی ہے اور آپؑ کے بڑے اور دانا لوگ ہماری مدد پر اکٹھے ہیں اور ہمارے حقوق حاصل کرنے کیلئے جمع ہیں میں نے

اللہ سے دعا کی ہے کہ وہ ہمارے لئے اچھا انجام کرے اوراس بات پر آپؑ کو اجر عظیم عطا کرے۔ میں مکہ سے (منگل کے دن ۸ ذی الحجہ "یوم ترویہ") آپ کی طرف چل پڑا ہوں اور جب میرا قاصد پہنچے تو تم اپنے معاملات کو منظم کرلو اور اپنی جدو جہد کو بڑھادو میں انہی ایام میں آپ کے پاس پہنچنے والا ہوں والسلام

﴿جناب قیس کی گرفتاری اور شہادت﴾

قیس یہ خط لیکر جب مقام قادسیہ پہنچے تو حصین بن نمیر (یزید کی پولیس کا سردار) قیس کو پکڑ کر ابن زیاد کے پاس لے آیا ابن زیاد خبیث نے قیس سے کہا میں مجمع عام اکٹھا کرتا ہوں اور تم منبر پر جا کر لعن کرو۔ قیس نے کہا ٹھیک ہے۔ ابن زیاد نے لوگوں کو جمع کیا قیس منبر پر چڑھے اور اس طرح سے خطاب کیا۔

اے لوگو! اے کوفہ والو! حسینؑ ابن علیؑ ابن فاطمہ (سلام اللہ علیہا) بنت رسول اللہؐ اللہ کی مخلوق میں سے بہترین ہیں میں انکا قاصد تمھاری طرف آیا ہوں میں ان سے "حاجز" میں جدا ہوا ہوں ان کی دعوت پر لبیک کہو اور ان کا ساتھ دو۔ اس کے بعد ابن زیاد اور اس کے آباؤ اجداد اور یزید ملعون اور اس کے خاندان پر لعنت کی اور اہل بیتؑ کیلئے بخشش طلب کی۔ لوگ اٹھ کھڑے ہوئے ابن زیاد نے بھاگ کر اپنی جان بچائی گھمسان کا رن پڑا۔ آخر کار ابن زیاد کے سپاہی اس ہنگامہ کے بعد قیس کو گھسیٹتے ہوئے سات منزلہ مکان کی چھت پر لے گئے اور وہاں سے انہیں زمین پر گرا دیا اور قیس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے انہیں شہید کر دیا گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

﴾منزل پنجم......میاہُ العرب﴿

حاجز سے کوفہ کی جانب بڑھتے جارہے تھے اور راستے میں میاہ العرب پہنچے اور وہاں پر آپ کی ملاقات پہلے سے وہاں پر موجود ایک شخص سے ہوئی جب اُس نے امام عالی مقامؑ کو دیکھا تو آپؑ کی طرف آیا اور کہا۔

یا ابن رسول اللہؐ!

میرے ماں باپ آپؑ پر قربان کونسی چیز آپؑ کو ادھر لے آئی اور کس وجہ سے آپؑ یہ زحمت اُٹھا رہے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا کہ معاویہ کی موت کی خبر ہم تک پہنچ چکی عراق والوں نے ہمیں خطوط لکھے اور اپنے پاس آنے کی دعوت دی۔

اس نے کہا یا ابن رسول اللہؐ!

اللہ اور اسلام کی حرمت ضائع نہ ہونے دیں اللہ کے نام پر قریش اور عرب کی عزت و وقار کو ملحوظ خاطر رکھیں..... کیونکہ خدا کی قسم! جو کچھ اسوقت بنی امیہ کے ہاتھ میں ہے۔ اگر آپؑ اسکو لینے کی کوشش کریں گے تو وہ آپؑ کو ضرور قتل کر دیں گے اور اگر انہوں نے آپ کو قتل کر دیا تو وہ اس کے بعد کسی کا خوف نہ رکھیں گے۔ خدا کی قسم! اس طرح اسلام کی حرمت پامال ہو جائیگی قریش کی عزت خاک میں مل جائے گی عرب کا احترام ختم ہو جائے گا آپ کوفہ نہ جائیں اور اپنے آپؑ کو بنی اُمیہ کے حوالے نہ کریں اہل کوفہ آپؑ سے وفا نہ کریں گے۔

حضرت امام حسینؑ نے فرمایا

ہمیں کوئی بھی نقصان ہرگز نہیں پہنچ سکے گا مگر وہ جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دیا ہے پھر امام عالی مقامؑ نے اس شخص سے وداع کیا اور وہاں سے چل دیئے۔

﴿حضرت سیدہ زینب (صلواۃ اللہ علیھا) کی اپنے بھائی سے گفتگو﴾

ایک منزل پر جب صبح ہوئی تو حضرت سیدہ زینبؑ بنت علیؑ آپؑ کے پاس تشریف لائیں اور فرمایا۔

اے بھائی! میں آپؑ کو کل رات کی خبر سے آگاہ کرنا چاہتی ہوں۔

حضرت امام حسینؑ!

وہ کیا ہے؟

حضرت سیدہ زینبؑ نے فرمایا:

رات کا کچھ حصہ گزرنے کے بعد میں خیمے سے باہر گئی تو میں نے کسی ندا دینے والے کو یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا۔

ترجمہ﴾ اے آنکھ تو پوری کوشش سے رونے کیلئے تیار ہو جا کیونکہ میرے بعد اس قوم پر کون روئے گا؟ میرے وعدے کو پورے ہونے کی مدت تک جس کو اموات قریب لے جا رہی ہیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

اے بہن! جو قضاء نے فیصلہ کر دیا ہے اس نے ضرور ہونا ہے۔

اس کے بعد آپؑ نے خزیمہ سے ثعلبیہ کا رخ کیا۔

سردار کرتار سنگھ

(ایم اے ایل ایل بی ہائی کورٹ پٹیالہ)

(حسینی دنیا)

بظاہر مسلمان اوسطاً غریب ہے لیکن مسلمان سب سے زیادہ امیر ہے۔ کیونکہ حسینؑ جیسی شخصیت اسے ورثہ میں ملی ہے۔ اگر آپ حسینؑ کو بھول جائیں تو اس کا نتیجہ نقصان ہی نقصان ہوگا۔

﴿منزل ہفتم......زرود﴾

منزل زرود کے چند واقعات

﴿پہلا واقعہ﴾

جب آپؑ ''زرود'' سے گزرے تو وہاں ایک خیمہ نصب تھا آپؑ نے سوال کیا کہ یہ خیمہ کس کا ہے؟ تو جواب ملا کہ یہ خیمہ زہیر بن قین کا ہے وہ حج کر کے مکہ سے کوفہ جا رہا تھا۔

امام حسین علیہ السلام نے اس کے خیمے میں ایک آدمی کو پیغام دے کر بھیجا آپ مجھ سے ملاقات کریں۔ تاکہ میں آپ سے کچھ باتیں کروں۔ جب امام حسینؑ کا قاصد زہیر کے خیمے میں آیا۔ زہیر کہتے ہیں کہ ہم اس وقت کھانا کھا رہے تھے جب امام حسینؑ کے قاصد کا پتہ چلا تھا تو لقمے ہاتھ سے گر گئے زہیر نے یہ پیغام سنکر ملاقات کرنے سے انکار کر دیا۔ زہیر کی بیوی دیلم اس کے ساتھ موجود تھی۔ جب اس نے زہیر سے انکار سنا تو اس کی بیوی نے کہا سبحان اللہ رسول اللہ کا فرزند آپ کے پاس قاصد بھیج کر بلاتا ہے اور آپ نہیں جاتے لہذا وہ بیوی کے اصرار پر امام عالی مقامؑ کے پاس گیا امام حسینؑ اور زہیر کی تنہائی میں کچھ باتیں ہوئیں۔

زہیر جب اپنے خیمے میں آیا تو اس کا چہرہ دمک رہا تھا وہ بہت خوش تھا پھر اس نے اپنا خیمہ امامؑ کے خیام کے ساتھ لگا دیا۔ اور امامؑ کے ساتھیوں میں شامل ہو گیا یہ زہیر عثمانی عقیدے کا تھا اور حضرت علیؑ کا مخالف تھا لیکن اس کی تقدیر بدل گئی اور امام حسینؑ کے جانثاروں میں سے ہو گیا۔

﴿دوسرا واقعہ﴾

﴿عبداللہ بن سلیمان اسدی اور منذر بن مشمعل﴾

انکا تعلق اسدی قبیلے سے ہے یہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم نے حج ختم کیا ہماری کوشش تھی کہ ہم امام عالی مقامؑ کے کاروان کے ساتھ جا ملیں تاکہ ہم دیکھ سکیں کہ معاملہ کہاں تک جاتا ہے؟ ہم نے اپنی سواریوں کو تیز دوڑایا اور زرود میں ان سے جا ملے جب ہم امام عالی مقامؑ کے قریب

ہوئے تو ہم نے کوفہ کی جانب سے ایک آدمی کو دیکھا جس نے امام حسینؑ کو دیکھ کر اپنا راستہ پھیر لیا۔ جبکہ امام عالی مقامؑ اس آدمی کو ملنے کیلئے ٹھہرے۔ جب اس نے اپنا راستہ بدل لیا تو امام حسینؑ بھی اس کو چھوڑ کر چل دیئے۔ ہم دونوں اس کے پاس گئے سلام کیا۔ تو اس نے جواب سلام دیا ہم نے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں اسدی خاندان سے ہوں ہم نے بھی اس سے اپنا تعارف کرایا کہ ہم بھی اسدی خاندان سے ہیں ہم نے دریافت کیا کہ کوفہ کی کیا خبر ہے؟ اس نے کہا میں جس وقت کوفہ سے نکلا تھا اس وقت مسلمؑ بن عقیلؑ اور ہانی کو قتل کر دیا گیا تھا اور ان کے پاؤں میں رسی ڈال کر بازاروں میں انکی لاشوں کو کھینچا جا رہا تھا۔

یہ دونوں شخص اس سے حالات معلوم کر کے واپس آئے اور کاروان امام حسینؑ کے ساتھ شامل ہو گئے یہاں تک کہ امام عالی مقامؑ شام کے وقت ثعلبیہ پہنچ گئے۔

مسٹر جان لونگ

حسینؑ دین دار، خدا پرست، فروتن اور بے مثل بہادر تھے وہ سلطنت اور حکومت کے لیے نہیں لڑے بلکہ خدا پرستی کے جوش میں یزید لعین سے اس لیے بیزار تھے کہ وہ اسلام اور دین محمدیؐ کے خلاف تھا۔

پروفیسر گھوپتی سہائے

(فراق گورکھپوری) (سرفراز لکھنؤ)

سیدنا امام حسین علیہ السلام کی بلند اور پاکیزہ سیرت محسوس کیے جانے کی چیز ایسے الفاظ کا پانا آسان نہیں جو ان کے کردار کے مکمل مظہر ہوں۔

﴿منزل ہشتم......ثعلبیہ﴾

وہ دونوں اسدی کہتے ہیں جب امام حسین علیہ السلام ثعلبیہ میں اترے۔تو ہم نے امام عالی مقامؑ کی خدمت میں پہنچ کر عرض کیا کہ ہمارے پاس ایک خبر ہے۔اگر آپؑ چاہیں تو سب کے سامنے بیان کردیں۔اور اگر چاہیں تو مخفی طور پر آپؑ کو بتادیں۔تو آپؑ نے اپنے اصحاب کو دیکھا اور فرمایا ان سے میری کوئی بات نہیں چھپی ہوئی وہ دونوں اسدی کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا کہ کل رات آپؑ نے ایک سوار کو اپنے سامنے آتے دیکھا تھا۔مولاؑ نے فرمایا۔جی ہاں! میں ان سے کچھ سوال کرنا چاہتا تھا۔لیکن وہ راستہ بدل کر دوسری طرف چلا گیا تو ہم نے بھی اس کو نظر انداز کر دیا وہ دونوں کہتے ہیں کہ۔

ہم نے اس سے جا کر حالات معلوم کیے

وہ قبیلہ اسد سے تعلق رکھتا تھا سمجھدار آدمی تھا سچ بولنے والا دانا تھا۔اور اس نے ہمیں بتایا۔مسلمؑ بن عقیلؑ اور ہانی بن عروہؓ دونوں قتل کر دیئے گئے ہیں۔اور ان دونوں کی لاشوں کو کوفہ کے بازار میں پامال کیا جا رہا تھا جب وہ کوفہ سے روانہ ہوا۔

تو امام حسینؑ نے یہ خبر سن کر کلمہ مصیبت پڑا۔

انا للہ و انا الیہ راجعون.

خدا ان دونوں پر رحمت کرے یہ جملہ آپؑ نے کئی مرتبہ دہرایا۔

وہ دونوں کہتے ہیں ہم نے امام حسین علیہ السلام سے عرض کیا ہم آپؑ کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتے ہیں۔آپؑ اپنی اور اپنے اہل بیتؑ کی حفاظت کیلئے اسی مقام سے واپس چلے جائیں کیونکہ کوفہ میں آپؑ کا کوئی مددگار نہیں۔اور نہ ہی وہاں پر آپؑ کا کوئی شیعہ ہے جو آپؑ کی مدد کرے بلکہ ہمیں ڈر ہے کہ وہ سب آپؑ کے خلاف ہوں گے یہ سن کر عقیلؑ کے فرزندان اُٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے بلند آواز سے کہا کہ نہیں نہیں خدا کی قسم! ہم اس راستہ کو ہرگز نہ چھوڑیں گے موت کا ہمیں خوف نہیں اپنے خون ناحق کا بدلہ ضرور لیں گے یہاں تک کہ ہمارا انجام بھی وہی ہو

جو ہمارے بھائی کا ہوا۔

وہ دونوں اسدی کہتے ہیں ہم نے امام حسین علیہ السلام کی طرف دیکھا تو امام عالی مقامؑ نے فرمایا کہ ان کے بعد زندہ رہنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ پس ہم سمجھ گئے کہ مولاؑ سفر کو جاری رکھیں گے۔

پس ہم نے عرض کیا اللہ آپؑ کے لئے بہتری کرے۔ امامؑ نے ہمیں دعا دی اور فرمایا۔ کہ خدا آپؑ پر رحمت کرے آپ سحری تک ساتھ رہے اور سحری کے وقت اپنے نوجوانوں سے کہا۔ کہ پانی زیادہ ذخیرہ کرلو اور خود سیراب ہولو اور ضرورت سے زیادہ پانی اپنے ہمراہ بھی لے لو۔

﴿ضروری وضاحت﴾

ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ عبداللہ بن سلیمان اسدی اور منذر بن مشمعل اسدی بجیر بن سعد اسدی سے معدن بنی سلیم سے جب مولا امام حسین علیہ السلام مغیثۃ الماوان کی طرف روانہ ہوئے تو جس وقت بجیر کا گذر امام حسین علیہ السلام کے کاروان سے ہوا اس وقت آپ ربذہ سے گذر رہے تھے پھر ان دو اسدیوں سے بجیر سے خبر شہادت معلوم کرنے کے بعد الماوان والی جگہ پر امام حسین علیہ السلام کو اطلاع دی جہاں سے مولا امام حسین علیہ السلام نے اپنا رخ مدینہ کی طرف موڑ لیا۔

مسٹر گوکھلے

(سابق صدر انڈین نیشنل کانگرس)

(حسینی دنیا)

اگر حسینؑ اپنی شہادت سے اسلام کے اصول کو از سر نو زندہ نہ کرتے تو اسلام مٹ جاتا اور اگر اسلام کا وجود ہوتا بھی تو بے اصول مذہب کی حیثیت سے ..جس کے اندر بڑی آزادی سے وہ تمام برائیاں پھیل جاتیں جن کا رواج یزید اور اس زمانے کے مسلمانوں کی روزمرہ زندگی میں پھیل گیا تھا۔

﴾حضرت علی اکبرؑ کا نوجوانوں کے نام پیغام﴿

ظہر کے وقت جب آپؑ ثعلبیہ پر اترے تو حضرت امام حسین علیہ السلام تھوڑی دیر کیلیے سو گئے۔
اور گریہ فرماتے ہوئے نیند سے بیدار ہوئے تو آپؑ کے بیٹے علی اکبرؑ نے آپؑ سے عرض کیا۔ اللہ آپؑ کی آنکھ کو نہ رلائے۔ آپؑ کیوں رو رہے ہیں؟

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اے میرے لخت جگر! ابھی ابھی میں نے خواب میں ایک گھوڑے سوار کو دیکھا جو میرے پاس آ کر کہنے لگا۔

اے حسینؑ: آپؑ جلدی سے فاصلہ طے کر رہے ہیں اور موت آپؑ کو تیزی سے جنت کی طرف لے جا رہی ہے پس میں نے جان لیا کہ ہم موت کی طرف جا رہے ہیں اور ہمیں موت کی جانب بلایا گیا ہے۔

علی اکبرؑ بابا جان کیا ہم لوگ حق پر نہیں ہیں؟

امام حسین علیہ السلام اے میرے نور نظر! اس ذات کی قسم! کہ جسکی طرف تمام بندگان کی بازگشت ہے ہم حق پر ہیں۔

علی اکبرؑ بابا جان! پھر موت کی ہمیں پرواہ نہیں۔

امام حسین علیہ السلام اے پیارے بیٹے! اللہ آپ کو ایسا بہترین بدلہ عطا کرے جو خدا نے کسی فرزند کو اپنے والد کی طرف سے عطا کیا ہے۔

﴾نکات﴿

۱۔ اس گفتگو سے یہ سمجھ آتی ہے کہ حضرت علی اکبرؑ ہر وقت امام عالی مقامؑ کے ہمراہ تھے۔

۲۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضرت علی اکبرؑ نے ہمارے لئے ایک درس چھوڑا ہے کہ آپ نے اپنے والد گرامی سے سوال کیا اے بابا جان کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ اور جب ہم حق پر ہیں تو پھر موت کی پرواہ نہیں۔ اس جملہ سے نوجوانوں کے لیے حضرت علی اکبرؑ کا پیغام یہ ہے کہ جب بھی کوئی قدم اُٹھاؤ تو دیکھو کہ آپ کا قدم کس چیز کی طرف ہے؟ حق کی طرف ہے یا حق کے مخالف ہے؟ اگر حق

کی طرف ہوتو پھراس پر چل پڑواور نتیجہ کی پرواہ مت کرو۔

دوسری روایت میں ہے کہ یہ فرمان جب امامؑ نے علی اکبرؑ سے گفتگو فرمائی تو اس کے بعد راستے میں سواری پر اونگھ آگئی جب امامؑ جاگے تو فرمایا۔ انا لله وانا اليه راجعون۔ پڑھا اور پھر یہ گفتگو ہوئی۔

منزل ثعلبیہ سے جب روانگی کیلئے تیار ہوئے تو صبح کے وقت کوفہ کی جانب سے ابوسیرہ ازدی آپؑ کے پاس آیا اور سوال کیا۔

یاابن رسول اللہؐ کس بات کی وجہ سے آپ حرم خدا اور اپنے جد محمدؐ کے حرم سے نکلے؟

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا

۱۔ بنی اُمیہ نے میرا مال غصب کیا میں نے صبر کیا۔

۲۔ بنی اُمیہ نے مجھے گالیاں دیں میں نے صبر کیا۔

۳۔ اور جب بنی امیہ میرے خون کے درپے ہوئے تو میں مکہ اور مدینہ سے نکل کھڑا ہوا اور خدا کی قسم!

مجھے باغی اور سرکش گروہ ضرور قتل کرے گا اور میرے قتل کے بعد اللہ تعالیٰ مکمل طور پر ان لوگوں کو ذلت اور رسوائی میں مبتلا کرے گا اور ان پر اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو مسلط کرے گا جو انھیں ذلیل و خوار کریں گے اور قتل کریں گے یہاں تک کہ یہ لوگ قوم سبا سے بھی زیادہ ذلیل ہونگے کیونکہ ان میں سے ایک عورت ان پر حاکم بنی اور اس طرح ذلیل و خوار ہوگئے (بلقیس کی طرف اشارہ ہے)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کی ملاقات امام حسین علیہ السلام مدینہ سے عراق کی طرف جاتے ہوئے ہوئی ہے کیونکہ وہ کہہ رہا ہے کہ آپ مدینہ سے اور اس سے قبل مکہ سے کیوں نکل کھڑے ہوئے ہیں۔

دورانِ سفر امام عالی مقامؑ کی ریاشی نامی شخص سے ملاقات

ایک شخص ریاشی نامی امام حسین علیہ السلام سے ملاقات کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام اپنے خیمے کے باہر بیٹھے خطوط پڑھ رہے تھے تو میں نے آپؑ سے عرض کیا یابن رسول اللہؐ۔ میرے ماں باپ آپؑ پر قربان ہوں کونسی چیز آپ کو اس ویرانے میں لے آئی ہے؟ جہاں نہ سبزہ ہے نہ آبادی ہے نہ کوئی حفاظت کی جگہ ہے۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا۔

ان لوگوں نے مجھے خوف زدہ کر کے قتل کرنا چاہا جبکہ میرے پاس اہل کوفہ کے خطوط ہیں انہوں نے مجھے دعوت دی ہے کہ میں ان کی رہبری کروں جب کہ میں یہ بھی جانتا ہوں وہ اپنے وعدہ کو پورا نہ کریں گے اور اہل کوفہ ہی مجھے قتل کریں گے اور جب وہ مجھے قتل کر دینگے تو وہ اللہ تعالیٰ کے کسی بھی حرام کام کو نہیں چھوڑینگے اور اس کی ہتک کریں گے اور پھر اللہ تعالیٰ ان کے اوپر ایسے شخص کو مسلط کرے گا جو انھیں قتل کرے گا یہاں تک کہ وہ اس لونڈی کے اس کپڑے سے بھی زیادہ ذلیل ہونگے۔ جو وہ اپنے خون کیلئے استعمال کر کے دور پھینک دیتی ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام اور علمی برتری

ایک شخص نے امام حسین علیہ السلام سے ملاقات کی۔ اور امام حسینؑ نے اس سے پوچھا تم کہاں سے آئے ہو؟ تو اس نے جواب دیا میں اہل کوفہ سے ہوں امامؑ نے فرمایا۔

''اے کوفہ سے تعلق رکھنے والے بھائی۔ خدا کی قسم! اگر تم نے مدینے میں مجھ سے ملاقات کی ہوتی تو میں اپنے گھر میں جبرائیلؑ کے نشانات آپ کو دکھاتا جس جگہ جبرائیلؑ میرے ناناؐ پر وحی لیکر اترتے تھے! علم کا منبع اور سرچشمہ ہم ہیں علم کے چشمے ہم سے پھوٹتے ہیں کیا وہ (بنی امیہ) علم رکھتے ہیں اور ہم جاہل ہیں؟ ایسا ہرگز نہیں ہے۔

﴿اہم نکات﴾

۱۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آدمی نے امامؑ سے گفتگو میں بنی امیہ کی کچھ برتری بیان کی جس پر امامؑ نے اس سے اس طرح کی گفتگو کی۔

۲۔ امامؑ نے یہاں پر اپنی فضیلت بیان کی۔ کہ ہم ہی مرکز علم وہدایت ہیں اور ہم ہی وارثان وحی الہی ہیں۔

بی جی کھیرو

(سابق وزیراعلیٰ صوبہ بمبئی)

(شیعہ لاہور)

یہ تو آسان ہے کہ حق اور سچائی کے لیے اپنی جان دے دی جائے مگر یہ مشکل ہے کہ ہزاروں دشمنوں کے مقابلہ میں چند گنے چنے ساتھیوں اور رشتہ داروں کو لے کر ان کا مقابلہ کیا جائے ہندوؤں کا کوئی بڑا پنڈت یا عالم اس وقت تک حقیقی معنوں میں عالم یا پنڈت نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ حسینؑ کے اس پیغام اور اصول کو اچھی طرح نہ جانے۔

امام حسینؑ صرف مسلمانوں ہی کے نہیں بلکہ ہندوؤں کے بھی ہیں اور ہندو اور مسلمان ان کے نقش قدم پر چل کر ہی ظلم وستم کے خلاف سینہ سپر ہوسکتے ہیں۔

منزل نہم......زبالہ

ہمراہیوں کے لیے اذن عام

منزل ثعلبیہ سے ابطان کا فاصلہ 29 میل ہے ابطان سے شقوق کا فاصلہ 22 میل یا 22.50 میل ہے اور شقوق اور زبالہ کا درمیانی فاصلہ 21 میل ہے

امام حسینؑ زبالہ پہنچے تو آپ کو اپنے رضائی بھائی عبداللہ بن یقطر کے قتل کی خبر ملی۔

حضرت امام حسینؑ کا اپنے ہمراہیوں کو کوفہ سے آمدہ خط پڑھ کر سنانا

امابعد ہمارے پاس تکلیف دہ خبر آئی ہے کہ مسلمؑ بن عقیلؑ، ھانی بن عروہ، عبداللہ بن یقطر قتل ہو گئے ہیں ہمارے شیعوں نے ہمیں رسوا کیا ہے پس تم سے جو شخص جانا چاہتا ہے چلا جائے۔ ہماری طرف سے کوئی پابندی نہیں ہے آپ کے اس اعلان کے بعد دیکھتے ہی دیکھتے دائیں بائیں سے لوگ علیحدہ ہوتے گئے اور وہی بچے جو مدینہ سے آپؑ کے ساتھ چلے تھے کیونکہ جو لوگ راستہ میں آ ملے تھے انکا خیال تھا کہ آپؑ کسی شہر میں جا کر حکومت حاصل کریں گے۔ اور انھیں بھی فائدہ ہوگا لہٰذا امامؑ نے یہاں پر یہ بات واضح کر دی کہ جو ہمارے ساتھ آئے سختیوں کو جھیلنے کیلئے آئے۔ شہید ہونے کے لیے آئے اس راستہ میں ظاہری کامیابی نہیں ہے یہ موت کا راستہ ہے پس جو لوگ مادی مفادات کے لیے آپ کے ہمراہ ہو گئے تھے وہ آپ سے جدا ہو گئے۔

نکتہ عام طور پر منبروں پر پڑھا جاتا ہے کہ شب عاشور کو آپؑ نے کہا۔ کہ تم سے جو جانا چاہے چلا جائے میں اپنے چراغ کو گل کر دیتا ہوں تو اس وقت اکثر لوگ آپؑ کو چھوڑ کر چلے گئے۔ جب کہ ایسا واقعہ نہیں ہوا کیونکہ۔

شب عاشور کو آپؑ کے اصحاب واہل بیتؑ میں سے کوئی بھی آپؑ کو چھوڑ کر نہیں گیا یہ منزل زبالہ کا واقعہ ہے کہ جب آپ نے لوگوں کو اپنے بھائی مسلم بن عقیلؑ، ہانی بن عروہ اور عبداللہ کی موت کی خبر دی اور آپؑ نے لوگوں تک یہ خبر پہنچائی تو لوگ لالچی اور حریص چلے گئے اور آپؑ کے خالص اصحاب ساتھ ساتھ رہے۔

﴿ہلال بن نافع کی آمد﴾

راستہ میں ہلال بن نافع اور عمرو بن خالد آپؑ سے آ کر ملے آپؑ نے کوفہ والوں کا حال پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ کوفہ کے مالدار لوگوں کے دل ابن زیاد کیساتھ ہیں اور عام لوگوں کے دل آپؑ کے ساتھ ہیں مسلمؑ ہانیؒ اور قیسؒ کو انہوں نے قتل کر دیا ہے۔

امام حسینؑ نے فرمایا اللہ ہمارے لئے اور ہمارے شیعوں کیلئے اچھا ٹھکانہ قرار دے گا اور یہ مصیبت جو ہم پر اُتری ہے میرے لئے قبول ہے۔ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

﴿مشہور شاعر فرزدق سے دوبارہ ملاقات﴾

جب فرزدق حج سے واپس آ رہا تھا تو امام حسین علیہ السلام سے اس کی دوبارہ ملاقات ہوئی تو اس نے امام حسین علیہ السلام سے عرض کیا یا ابن رسول اللہؐ! کوفہ کی جانب کیوں جاتے ہیں؟ انہوں نے تو آپؑ کے سفیر مسلمؑ ابن عقیلؑ اور آپ کے وفادار اور شیعوں کو قتل کر دیا ہے۔ امام حسینؑ نے ان شہدا پر گریہ فرمایا روئے اور کہا خدا رحمت کرے مسلمؑ پر وہ اللہ کی جنت میں اللہ کا رضوان و روح و ریحان بن گیا ہے جو اس پر واجب تھا اس نے کیا جو ہم پر واجب ہے وہ باقی ہے اور وہ ہم کریں گے پھر مولا امام حسین علیہ السلام نے یہ اشعار پڑھے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کے اشعار کا ترجمہ

۱۔ اگر دُنیا کو قیمتی چیز شمار کیا جائے تو اللہ کے ہاں ثواب اور گھر زیادہ بلند و قیمتی اور نایاب ہیں۔

۲۔ اگر جسموں کو موت کیلئے پیدا کیا گیا ہے تو اللہ کے راستے میں انسان کا تلوار سے مارا جانا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

۳۔ اگر روزی تقسیم شدہ مقدار ہے اور رتبہ طے شدہ ہے تو پھر انسان کا روزی کے سلسلے میں کم لالچی ہونا زیادہ بہتر ہے۔

۴۔ اگر اموال کا اکٹھا کرنا چھوڑنے کیلئے ہے تو پھر ایک آزاد انسان چھوڑنے والی چیز کو کیوں جمع کرے؟

۵۔ آپؐ پر سلام ہوا ے آل محمدؐ اللہ کا   میں عنقریب تم سے جدا ہو جاؤں گا۔

۶۔ اگر اعمال کسی دن عمل کرنے والوں کیلئے کمال ہیں تو اچھا اخلاق زیادہ خوبصورت کمال ہے۔

مسٹر جے اے سمیں

(سپیشل مجسٹریٹ آگرہ   آنریری سکریٹری

انڈین کرسچن ایسوسی ایشن)

(حسینی پیغام)

حسینؑ کی قربانی قوموں کی بقاء اور جہاد آزادی کے لیے ایک ایسی مشعل ہے جو ابدلآباد تک روشن رہے گی حسینؑ کی شہادت شکست نہیں بلکہ اسلام کی نہ مٹنے والی فتح ہے اسلام اس گرانقدر قربانی پر فخر کرتا ہے اور کرتا رہے گا خوش بخت ہے وہ قوم جس میں حسینؑ جیسا جانباز مجاہد پیدا ہوا۔

عقبہ میں بنی عکرمہ کے سن رسیدہ شخص سے مکالمہ

حضرت امام حسین علیہ السلام قاع کے راستے عقبہ پہنچے یہ فاصلہ ساڑھے اٹھارہ میل کا ہے۔

عقبہ میں آپؑ کی ملاقات بنی عکرمہ کے بوڑھے شخص سے ہوئی۔ اس نے حضرت امام حسینؑ سے پوچھا آپؑ کہاں جارہے ہیں! امامؑ نے جواب دیا کوفہ جارہا ہوں بوڑھے آدمی نے آپؑ کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیا اور کہا آپؑ یہیں سے لوٹ جائیں کیونکہ آپؑ کو کوفہ والوں سے تیروں اور تلواروں کے سوا کچھ نہیں ملے گا۔ جن لوگوں نے آپؑ کو خطوط بھیجے ہیں اگر وہ آپؑ کے مخالفین سے جنگ کرتے اور آپؑ کیلئے حالات درست کرتے تو آپؑ انکے پاس جاتے تو ٹھیک تھا لیکن ایسی حالت میں جانا میں آپؑ کیلئے مناسب نہیں سمجھتا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا!

اے بندۂ خدا! میرے لئے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے لیکن اللہ کے امر و فیصلہ پر کوئی غالب نہیں آئیگا خدا کی قسم! وہ مجھے قتل کرنے سے پہلے نہیں چھوڑیں گے۔ اور جب وہ ایسا کریں گئے تو اللہ تعالیٰ ان پر ایسے شخص کو مسلط کرے گا جو انہیں تمام قوموں سے زیادہ ذلیل کرے گا۔

منشی پریم چند ورما

(سرفراز لکھنو)

معرکہ کربلا دُنیا کی تاریخ میں پہلی آواز ہے اور شاید آخری بھی جو مظلوموں کی حمایت میں بلند ہوئی اور جس کی صدا آج تک فضاء عالم میں گونج رہی ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کا اپنے اصحاب کو اپنے قتل کی خبر دینا

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا! میں نے ہر صورت میں قتل ہونا ہے اصحاب نے پوچھا وہ کس طرح، اے ابا عبداللہ؟ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا! میں خواب میں یہ سب کچھ دیکھ چکا ہوں اصحاب نے عرض کیا وہ خواب کیا ہے؟ امامؑ نے فرمایا میں نے کتوں کو دیکھا ہے جو مجھے نوچ رہے ہیں ان میں سخت ترین کتا جو مجھ پر جھپٹا ہوا تھا وہ سیاہ و سفید رنگ کا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے مبروص شخص قتل کرے گا۔

کنور مہندر سنگھ بیدی سحر دہلوی

سحر دہلوی کے منظوم خراج عقیدت سے ایک پیش خدمت ہے۔

گلشن صدق و صفا کا لالۂ رنگیں حسینؑ
شمع عالم، مشعل دنیا چراغ دیں حسینؑ
سر سے پا تک سرخی افسانۂ خونیں حسینؑ
جس پہ شاہوں کی خوشی قرباں وہ غمگیں حسینؑ
مطلع نور مہ و پرویں پیشانی تیری!
باج لیتی ہے ہر اک مذہب سے قربانی تیری!

﴾مقام شراف﴿

امام حسین علیہ السلام منزل شراف میں اترے اور امامؑ نے اپنے جوانوں سے کہا کہ وہ اپنے ساتھ زیادہ پانی لے لیں۔ اور پانی سے خود اور جانوروں کو بھی سیراب کرلیں وہاں سے آپؑ روانہ ہوئے یہاں تک کہ دوپہر ہوگئی آپؑ کے ساتھیوں میں سے ایک نے اچانک تکبیر بلند کی اللہ اکبر۔ امامؑ نے پوچھا آپ نے تکبیر کیوں کہی؟ اس نے جواب دیا کہ مجھے کھجوروں کے درخت نظر آئے ہیں دونوں اسدی قبیلے کے آدمی جو آپؑ کے ساتھ تھے انہوں نے کہا کہ یہاں تو ایک کھجور کا درخت بھی نہیں ہے امام حسینؑ نے کہا غور سے دیکھو تمھیں کیا نظر آتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں گھوڑوں کے سر اور کان نظر آئے ہیں تو امامؑ نے کہا کہ میں بھی یہی ملاحظہ کررہا ہوں پھر امام عالی مقامؑ نے فرمایا یہاں قریب کوئی پناہ گاہ نہیں جہاں اپنا پڑاؤ ڈالیں؟ اور وہ جگہ ہماری پشت پر آجائے اور ہم انکا مقابلہ سامنے سے کرسکیں اسدی نے کہا جی ہاں آپ کے قریب بائیں طرف ذوحسم ہے پس امامؑ نے اپنے کاروان کو بائیں طرف مڑنے کا حکم دیا اسدی کہتے ہیں کہ ہم بھی ان کے ساتھ چلے پھر ہم نے دیکھا کہ سامنے سے آنے والے گھوڑے سوار ہی ہیں اور جیسے ہی ہم راستے سے مڑے تو وہ بھی ہمارے ساتھ مڑے تو ایسا لگتا تھا کہ انکے جھنڈے پرندوں کے پر ہیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا

میں نے اپنے نانا رسول اللہ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ خلافت آل ابوسفیان پر حرام ہے

منزل ذوحسم

جناب حر کے لشکر کی آمد

حضرت امام حسین علیہ السلام ان سے پہلے ذوحسم میں پہنچ گئے اور اپنے نوجوانوں کو خیمے لگانے کا حکم دیا جب آپ اتر چکے تو آپ کے سامنے حر بن یزید ریاحی تمیمی تقریباً ایک ہزار سپاہیوں کے ساتھ سخت گرمی میں دوپہر کے وقت آ کھڑا ہوا۔ امام حسینؑ نے اور آپؑ کے اصحاب اپنی اپنی تلواریں لئے ان کے انتظار میں کھڑے تھے جب مولاؑ نے حر اور اس کے لشکر کو دیکھا تو فوراً اپنے نوجوانوں کو حکم دیا کہ انھیں اور ان کی سواریوں کو پانی پلاؤ اور پانی سے خوب سیراب کرو پس آپؑ کے نوجوانوں نے انکو پانی پلانا شروع کیا اور ان کے گھوڑوں کو بھی سیراب کیا حر کا ایک سپاہی علی بن طعان کہتا ہے کہ میں آخر میں آیا جب امام حسینؑ نے میرے گھوڑے کو اور مجھے دیکھا کہ ہم پیاس سے جاں بلب ہیں تو امام حسین علیہ السلام نے مجھے کہا کہ اپنا گھوڑا بڑھاؤ اور پانی پیو اور میں جب مشک سے پانی لینے لگا تو پانی نیچے بہہ جاتا تھا تو امامؑ نے کہا کہ مشک کو موڑ لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی تھی کہ میں کیسے کروں؟ امامؑ خود اٹھے انہوں نے مشک کو موڑا اور میں نے پانی پیا اور میرا گھوڑا بھی پانی سے سیراب ہوا۔

پانی پلانے کے بعد امامؑ لشکر کے سامنے آئے اور سوال کیا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم ابن زیاد لعین کے سپاہی ہیں امامؑ نے پوچھا آپ کا کمانڈر کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ حر بن یزید ریاحی۔

امام حسین علیہ السلام نے پوچھا! یزید کے بیٹے بتاؤ تم ہماری مدد کیلئے آئے ہو یا مخالفت کیلئے۔

حر نے کہا۔ اے اباعبداللہ ہم آپ کے مخالف آئے ہیں۔

امامؑ نے کہا۔ **لا حول ولا قوۃ الا باللہ**.

اتنے میں نماز ظہر کا وقت ہو گیا آپؑ نے اپنے مؤذن حجاج بن مسروق سے کہا اللہ تم پر رحم کرے اذان دو اور اقامت کہو تا کہ ہم نماز پڑھیں پس اس نے اذان دی جب وہ اذان سے

فارغ ہوا تو امامؑ نے حر سے کہا تم اپنے اصحاب کے ساتھ نماز پڑھنا چاہتے ہو تو پڑھو اور میں اپنے اصحاب کے ساتھ نماز پڑھتا ہوں حر نے کہا نہیں آپؑ اپنے اصحاب کے ہمراہ کھڑے ہوں ہم آپ کی اقتداء کریں گے۔ امامؑ نے حجاج سے کہا اقامت کہو حجاج نے اقامت کہی امام حسین علیہ السلام دونوں لشکروں کے سامنے کھڑے ہوئے اور سب نے آپؑ کے پیچھے نماز پڑھی اس وقت امام حسینؑ نے عبا نما چادر اوڑھ رکھی تھی اور نماز کے بعد آپؑ نے اپنی تلوار کا سہارا لیا اللہ کی حمد وثناء بجالائے اور پھر فرمایا۔

یہ آپ کا کوفیوں کے لیے پہلا خطاب تھا۔ اس خطاب میں مولاؑ نے کوفہ سے آنیوالوں کو اپنے آنے کا مقصد بیان کیا۔ اور ساتھ ہی ان کی رائے بھی معلوم کی کہ اب جب کہ میں تمہاری دعوت پر یہاں آ گیا ہوں اب تمہاری کیا رائے ہے میری مدد کرتے ہو یا پھر میں اسی جگہ سے واپس چلا جاؤں۔

دستور کیخسر وہیار کنور

(پیشوائے اعظم فرقہ پارسی)

(شیعہ لاہور)

اگر شہید اعظم حسینؑ کی قربانیاں نہ ہوتیں تو دُنیا اخلاق مذہب اور صداقت سے ناآشنا رہتی دُنیا شہداء کی ممنون ہے جنہوں نے موت کو ذِلت پر ترجیح دی امام حسین علیہ السلام ان شہداء کے سردار ہیں جنہوں نے انسانیت کی خدمت کے لیے قربانی دی ہم کو ان کی یاد اپنے عمل سے منانی چاہیے اور ان کی قربانیوں سے سبق لینا چاہیے۔

﴾لشکر حر سے پہلا خطاب﴿

امابعد ۔ ایھا الناس فانکم ان تتقوا اللہ وتعرفو ا الحق لاھلہ یکن ارضی للہ ونحن اھل بیت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اولی بولایۃ ھذا الأ مر من ھولاء المدعین مالیس لھم والسائرین بالجور والعدوان وان ابیتم الا الکراھۃ لنا والجھل بحقنا وکان رأیکم الان غیر ماا تتنی بہ کتبکم انصرف عنکم

اے لوگو!

میرا عذر اللہ کی جناب میں ہے اس سے ہی معذرت کرتے ہوئے جو مسلمان یہاں موجود ہیں میں یہ بات ان سے کرتا ہوں کہ آپ لوگوں کی طرف سے نمائندے میرے پاس پہنچے جنھوں نے یہ آ کر کہا اور خطوط میں بھی اپنے ہمراہ لائے جن میں بھی یہی لکھا ہوا تھا کہ آپ کا کوئی امام نہیں ہے میں آپ کے پاس آؤں یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ ''آپؑ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت پر اور حق پر اکٹھا کرے'' پس اگر آپ لوگ اسی بات پر قائم ہیں جیسا کہ آپ کے خطوط میں موجود ہے تو مجھے تم ایسا اطمینان دلاؤ اور اپنے عہد و پیمان کو اس طرح دھراؤ کہ میرا دل مطمئن ہو جائے اور میں آپ کے ہمراہ آپ کے شہر میں اطمئنان سے داخل ہو جاؤں گا اور اگر تم ایسا نہیں کرتے ہو اور میرے آنے کو ناپسند کرتے ہو تو میں اسی جگہ سے واپس چلا جاتا ہوں۔

امام حسین علیہ السلام کا یہ بیان سنکر سب خاموش ہو گئے کسی نے کوئی جواب نہ دیا امامؑ اپنے خیمے میں چلے گئے اور حر اپنے خیمے میں چلا گیا اور کچھ اصحاب آپ کے خیمے میں آ گئے تا کہ اس مسئلے پر گفتگو کر سکیں اور باقی اپنی صفوں میں بیٹھ گئے اور حر کے کچھ سپاہی حر کے خیمے کے اندر چلے گئے اور کچھ گھوڑوں کو لیکر ان کے سائے میں بیٹھ گئے نماز عصر کا وقت ہو گیا امامؑ نے عصر کی نماز پڑھائی۔

﴾حر کے لشکر سے دوسرا خطاب﴿

نماز عصر کے بعد امامؑ نے دوسرا خطبہ دیا۔

ترجمہ ﴾ اے لوگو! اگر تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور حق کو حق جانو تو یہ تمھاری جانب سے اللہ کی

خوشنودی حاصل کرنے کیلئے زیادہ بہتر ہے اور ہم اہلبیت محمدؐ ہیں اور ان دعویداروں سے اس امر کی ولایت اور حکومت پر ہمارا زیادہ حق ہے جن کا اس پر حکومت کرنے کا حق نہیں ہے وہ تمھارے درمیان ظلم اور جور اور زیادتی کو روا رکھے ہوئے ہیں اور اگر تم انکاری ہو اور ہمیں ناپسند کرتے ہو اور ہمارے حق سے نادانی ظاہر کرتے ہو اور ہمارے حق کو نہیں مانتے ہو اور اس وقت تمھاری رائے اس رائے کے برعکس ہے جو کچھ تمھارے خطوط میں لکھا ہوا تھا اور جو کچھ تمھارے نمائندوں نے آ کر مجھ سے بیان کیا تھا تو پھر میں یہاں سے واپس چلا جاتا ہوں۔

حر بن یزید نے اپنے لشکریوں سے بات کرنے کے بعد کہا یا اباعبداللہؑ! ہمیں ان خطوط کا پتہ نہیں ہے اور نہ ہی ہم ان نمائندوں سے آگاہ ہیں جو آپؑ کے پاس آئے ہیں۔

امامؑ نے اپنے غلام عقبہ بن سمعان سے کہا اے عقبہ! وہ دو تھیلے لے آؤ جن میں خطوط ہیں تو عقبہ خطوں کے دو تھیلے جن میں کوفیوں کے خطوط تھے لے آیا اور اس کو کھول کر ان کے سامنے رکھ دیا اور پھر پیچھے ہٹ گیا۔

حر نے کہا کہ ہم ان لوگوں سے نہیں ہیں جنہوں نے آپؑ کو خط لکھے ہیں ہمیں تو یہ حکم ملا ہے کہ جب آپ سے ملیں تو آپؑ کے ہمراہ رہیں یہاں تک کہ آپؑ کو حاکم کے پاس لے جائیں۔

امامؑ مسکرائے اور فرمایا۔ اس بات سے موت تیرے زیادہ قریب ہے مولاؑ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا خواتین کو سوار کراؤ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ یہ اور ان کے لشکری کیا کرتے ہیں؟

امام حسین علیہ السلام اور انکے ساتھی گھوڑوں پر سوار ہوئے اور کاروان کو چلنے کا حکم دیا جب آپؑ روانے ہونے لگے تو کوفہ والے آپؑ کے لشکر کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے اور آپکا راستہ انہوں نے روک لیا۔

امامؑ نے تلوار نیام سے نکالی اور بلند آواز سے پکار کر کہا اے حر! تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے! تیرا کیا ارادہ ہے؟ تو کیا کرنا چاہتا ہے؟

﴿حر کا امام حسینؑ کو واپسی سے روکنا﴾

حر: خدا کی قسم اگر کسی اور نے میرے لئے یہ جملہ کہا ہوتا تو میں بھی اسے اسی طرح جواب دیتا چاہے اس کا نتیجہ جو بھی ہوتا لیکن خدا کی قسم میں کہاں اور میری کیا حیثیت کہ میں آپ کی والدہؑ کا ذکر کروں لیکن یہ ضروری امر ہے کہ میں آپؑ کو عبید اللہ ابن زیاد کے پاس لے جاؤں گا۔

امام حسینؑ: ۔خدا کی قسم میں تیرے پیچھے نہیں چلوں گا چاہے تو میری جان لے لے۔

حر: یا ابا عبد اللہؑ! مجھے آپؑ کے قتل کا حکم نہیں مگر میں آپ کو چھوڑوں گا بھی نہیں یہاں تک کہ آپؑ کو ابن زیاد کے پاس لے جاؤں اور خدا کی قسم! مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ آپؑ کے معاملہ میں اللہ مجھ سے ایسا کام کرائے میں ان لوگوں کی بیعت میں ہوں اور ان کے حکم سے آپ کی طرف آیا ہوں میں یہ بھی جانتا ہوں کہ قیامت کے دن کوئی ایک بھی اپنے اعمال نامہ میں پورا نہیں اُترے گا مگر یہ کہ وہ آپؑ کے نانا محمدؐ کی شفاعت چاہے گا اور مجھے ڈر ہے کہ اگر میں آپؑ کے ساتھ جنگ کروں تو میری آخرت اور دُنیا خسارے میں چلی جائے گی لیکن میں آپ کو چھوڑ نہیں سکتا کافی بحث و تمحیص کے بعد حر نے یہ بات کہی کہ اے ابا عبد اللہؑ! میں اسوقت آپ کو کوفہ نہیں لے جاتا آپؑ اپنا راستہ کوفہ سے بدل لیں اور ایسا راستہ اختیار کریں جو کوفہ کی طرف نہ جاتا ہو اور مدینہ و مکہ کی طرف بھی نہ جاتا ہو میں اسی جگہ سے ابن زیاد کو خط لکھتا ہوں کہ آپؑ نے راستہ بدل لیا ہے اور دوسرے راستے پر جا رہے ہیں اور میں آپؑ کو کوفہ لیجانے کی طاقت نہیں رکھتا اور جو ابن زیاد کا حکم آئے گا میں اس پر عمل کروں گا میں آپ کو اللہ یاد دلاتا ہوں کہ آپ اپنی جان کا خیال کریں۔ ایسا کوئی اقدام نہ کریں جس میں آپ کی جان جاتی ہو

﴿امام حسین علیہ السلام کا حر کے لیے دندان شکن جواب﴾

امام حسین علیہ السلام۔ اے حر گویا کہ تو مجھے یہ کہہ رہا ہے کہ میں قتل کیا جاؤں گا۔

حر: جی ہاں اے ابا عبد اللہؑ! اس میں شک نہیں ہے آپ اس جگہ سے واپس پلٹ کر جدھر سے آئے ہیں نہیں جا سکتے۔

امام حسین علیہ السلام:۔ میں نہیں سمجھتا کہ تجھے اب کیا کہوں لیکن میں وہ شعر تیرے لئے پڑھتا ہوں جو اوس قبیلے کے شخص نے پڑھے تھے جب اس کے چچازاد بھائی نے اسے ڈرایا تھا کہ رسول اللہ کی مدد کیلئے نہ جائیں کہ تم مارے جاؤ گے۔

آفبالموت تخوفنی وھل یعدوبکم الخطب ان تقتلونی

کیا تو موت سے مجھے ڈراتا ہے اور کیا دشمن مجھے قتل کر دینگے۔ اور اس بڑے جرم تک کا تم اقدام کر ڈالو گے۔ اتنی جرأت تم میں آ جائے گی۔ اور برادر نے کیا خوب کہا تھا۔

۱. سأمضی و ما بالموت عار علی الفتی.

اذا مانوی حقاً وجاھد مسلماً

۲. و آسی الرجال الصالحین بنفسہ

وفارق مثبو راً وخالف محرماً

۳. اقدم نفسی لااُرید بقاء ھا

یتلقی خمیسا فی الھیاج عرمرما

۴. فان عشت لم اذمم وان مت لم ألم

کفیٰ لک ذلاان تعیش وترغما

ترجمہ

۱۔ میں کر گزروں گا اور موت جو ان کیلئے ننگ و عار نہیں ہے اگر انہوں نے جو نیت کی ہے وہ نیت اچھی ہو اور وہ مسلمان ہو کر جہاد کرے۔

۲۔ اور نیک مردوں کی اپنی جان سے مدد کرے قابل مذموم چیز کو چھوڑ دے جرم کرنے والے کی مخالفت کرے۔

۳۔ میں اپنی جان کو گھمسان کی لڑائی میں پیش کروں گا۔

میں اس کی بقاء نہیں چاہتا تاکہ گھمسان کی جنگ میں یہ نفس طاقتور اور مضبوط دستے کی ملاقات کرے۔

۴﴾ اگر میں زندہ رہا تو ملامت نہیں کیا جاؤں گا اور اگر مر گیا تو بھی مذمت نہیں کیا جاؤں گا۔

۵﴾ تیرے لئے ذلت کے طور پر کافی ہے کہ تو دوسرے کے تابع ہو کر زندگی گزارے۔

﴾ درمیانے راستہ کا انتخاب ﴿

جب امام حسین علیہ السلام کا راستہ روکا گیا تو امامؑ نے حر سے اس کلام فرمائی امام حسین علیہ السلام نے حر سے پوچھا تم آخر کیا چاہتے ہو؟

حر نے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ کو گورنر عبید اللہ کے پاس لے جاؤں۔

مولاؑ نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا

اس طرح کی گفتگو کا تین مرتبہ تکرار ہوا

حر نے آخر میں کہا ایسا راستہ اختیار کریں کہ جو نہ آپکو کوفہ لے جائے نہ مدینہ کی طرف جائے بلکہ درمیانی راستہ اختیار کریں میں عبید اللہ کو خط لکھتا ہوں اللہ کرے کوئی ایسا حکم وہاں سے آجائے جس میں میرے لئے عافیت و بچاؤ ہو میں آپؑ کے حوالے سے کسی آزمائش میں نہ پڑوں۔

پس دونوں لشکروں نے عذیب ھیجانات اور قادسیہ کے راستے سے بائیں جانب کا رُخ کیا امام حسینؑ کا لشکر آگے آگے تھا اور حر کا لشکر ایک فاصلے پر ساتھ ساتھ چل رہا تھا امامؑ نے جب اشعار پڑھے تو انکے بعد یہ جملے بھی آپ نے کہے۔

﴾ مجھے موت کا خوف نہیں (حضرت امام حسین علیہ السلام) ﴿

میری شان اس شخص کی طرح نہیں ہے جو موت سے ڈرتا ہے عزت پانے کے راستے میں اور حق کو زندہ کرنے کی خاطر موت میرے لئے بہت آسان ہے۔ عزت کی راہ میں موت ہمیشہ کی وہ زندگی ہے جس میں فنا نہیں ہے اور ذلت کے ساتھ زندگی ایسی موت ہے جسکے ہمراہ زندگی نہیں جا تو مجھے موت سے ڈراتا ہے تیرا یہ تیر نشانے سے بہت دور جا لگا ہے اور تیرا خیال ناکام ثابت ہوا ہے میں موت سے نہیں ڈرتا میرا نفس تازہ دم ہے اور میری ہمت بلند ہے میری جان

میری ہمت اور میرا ارادہ اس بات سے انکاری ہے کہ میں ظلم کے ڈر سے ذلت قبول کرلوں کیا تم میرے قتل کر دینے سے زیادہ کسی اور بات پر قدرت رکھتے ہو؟ ہرگز نہیں میں راہ خدا میں قتل ہونے کو مرحبا کہتا ہوں لیکن تم لوگ میری بزرگی کو ختم نہیں کر سکتے اور نہ ہی تم میری عزت و شرف کو مٹا سکتے ہو جب ایسا ہے تو مجھے قتل ہونے کی کوئی پرواہ نہیں۔

اسی جگہ امامؑ نے اپنے اصحاب سے گفتگو کی اس کا ایک حصہ یہ ہے۔

﴿دوران سفر امام حسین علیہ السلام کی اپنے اصحاب سے گفتگو﴾

حمد وثناء کے بعد فرمایا۔ معاملہ جہاں تک پہنچ چکا ہے تم دیکھ رہے ہو دُنیا نے رنگ بدل لیا ہے اور اپنی ناواقفیت کا اعلان کر دیا ہے دُنیا سے نیکی نے منہ پھیر لیا ہے اور جس ڈگر پر دُنیا چل رہی ہے اب اس میں اچھائی باقی نہیں رہی مگر ایسے جیسے پانی کے برتن کی تری گھٹیا اور پست ہے یہ زندگی یہ زندگی ایسی ہے جیسے کڑوی گھاس کی چراگاہ ہو، کیا تم حق کی طرف دیکھ نہیں رہے؟ کہ اس پر عمل نہیں کیا جارہا اور باطل کی طرف نہیں دیکھ رہے ہو؟ کہ اس سے روکا نہیں جارہا ہے ایسی حالت میں تو مرد مومن کیلئے لازم ہے کہ حق پر ہوتے ہوئے اپنے ربّ سے ملاقات کا قصد کرے آگاہ رہو کہ میں موت کو اپنے لئے سعادت اور ظالموں کے ساتھ زندہ رہنا جرم سمجھتا ہوں۔

﴿دین زبانوں کا چسکا ہے﴾

اور یہ جملہ بھی فرمایا۔ بتحقیق لوگ دُنیا کے بندے اور غلام ہیں اور دین لوگوں کی زبانوں کا چسکا ہے اور وہ لوگ دین سے اتنا لیتے ہیں جتنا ان کے روزگار کیلئے مفید ہو اور جب آزمائش میں آئیں تو پھر دین پر چلنے والے کم رہ جاتے ہیں۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے یہ خطاب کربلاء پہنچ کر دیا

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کی حمایت کا اعلان﴾

حضرت امام حسین علیہ السلام کی یہ گفتگو سن کر آپ کے اصحاب نے باری باری آپؑ کو مدد کا یقین دلایا۔ امامؑ نے انھیں جزائے خیر کی دعا دی مولاؑ کے بھائی علمدار (حضرت عباسؑ) اور اہلبیتؑ نے جب امامؑ کی گفتگو سنی تو وہ بھی باہر آگئے مولاؑ نے ان سب کو اکٹھا کیا اور رو دیئے اور یہ جملے فرمائے۔

اے اللہ ہم تیرے نبیؐ کی عترت ہیں، ہمیں گھروں سے نکالا گیا ہے، ہمیں پریشان کیا گیا ہے، ہمیں ستایا گیا ہے، ہمیں اپنے نانا کے حرم سے دور کیا گیا ہے، بنی امیہ نے ہم پر ظلم اور زیادتی کی ہے اے اللہ ہمارے حق کا بدلہ ان سے لیں اور ہمیں ظالم قوم پر فتح و نصرت عطا فرما۔

امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے کہا کہ آپ میں سے کوئی اس کے علاوہ کسی اور راستے کو جانتا ہے تو طرماح نے کہا جی ہاں میں آپ کو راستہ بتاتا ہوں جو اس سے ہٹ کر ہے امام عالی مقامؑ نے کہا تم آگے آگے چلو ہم آپ پیچھے پیچھے آتے ہیں۔

سر بہرام جی جی بھائی

(سابق صدر امپیریل بنک آف انڈیا)

(حسینی پیغام بمبئی)

امام حسینؑ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اگر صحیح روح، سچے، عزم اور بلند مقصد کو پیش نظر رکھا جائے۔ تو دشمن کی کثیر تعداد کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

﴿منزل بیضہ﴾

﴿لشکر حر سے تیسرا خطاب﴾

یہ دونوں کارواں آگے چلتے رہے یہاں تک کہ منزل بیضا پر پہنچے تو مولاؑ نے خطبہ دیا۔

ایھاالناس ان رسول اللہ صلی اللہ علیه و آله وسلم قال من رأی سلطانا جائراً مستحلا لحرام اللہ ناقصا عهده مخالفاً لسنة رسول اللہ یعمل فی عباد اللہ بالاثم والعدوان فلم یغیرٌ علیه بفعل ولا قول کان حقا ًعلی اللہ ان یدخله مدخله الا وان هولاء قد لزموا طاعة الشیطان وترکو طاعة الرحمن واظهروا الفساد وعطلوا الحدود واستأثروا بالفیء واحلو حرام اللہ وحرموا حلاله وانا احق ممن غیر وقد اتتنی کتبکم وقدمت علی رسلکم ببیعتکم انکم لاتسلمونی ولاتخذلونی فان اتممتم علی بیعتکم تصیبوا ارشدکم فانا الحسین بن علی وابن فاطمه بنت رسول اللہ نفسی مع انفسکم واهلی مع اهلکم ولکم فی اسوة وان لم تفعلوا ونقضتم عهدکم وخلفتم بیعتی من اعناقکم و ماهی لکم بنکر لقد فعلتموها بأبی وأخی وابن عمی مسلم فالمغرور من اغتربکم فحظکم اخطاتم ونصیبکم ضیعتم ومن نکث فانما ینکث علی نفسه وسیغنی اللہ عنکم والسلام علیکم ورحمته اللہ وبرکاته.

ترجمہ﴾ اے لوگو! بتحقیق رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے ایسے حکمران اور بادشاہ کو دیکھے جو ظلم کرنے والا۔ اللہ کے حرام کو حلال کرنے والا، اللہ کے رسول کی مخالفت کرنے والا..... اللہ، کے ساتھ باندھے ہوئے عہد و پیمان کو توڑنے والا، اللہ کے بندگان میں گناہ اور ظلم کو رواج دینے والا ہو۔ تو جو شخص اپنے عمل و قول سے اس حکمران کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھائے گا تو اللہ کو یہ حق ہے ایسے شخص کو وہاں داخل کرے جہاں داخل کرنے کا حق ہے..... آگاہ ہو جاؤ..... بنی امیہ اور ان کے ساتھیوں نے..... شیطان کی اطاعت کو مضبوطی سے تھام رکھا ہے رحمان کی اطاعت کو چھوڑ دیا

ہے فساد عام کیا ہے، شرعی حدود کو معطل کر دیا ہے، بیت المال کو لوٹ لیا ہے اللہ کے حرام کو حلال قرار دیا ہے۔

جس چیز کو انہوں نے تبدیل کیا ہے ان کے حوالے سے میں زیادہ حق رکھتا ہوں کہ میں ان کے خلاف اقدام کروں۔

پھر فرمایا آپ کے خطوط میرے پاس آئے آپ کے نمائندے میرے پاس آئے اور مجھے یہ اطلاع دی تھی کہ تم نے میری بیعت کی ہے اور تم مجھے تنہا چھوڑ کر رسوا نہیں کرو گے اور مجھے دشمن کے حوالے نہیں کرو گے اب اگر تم اپنی بیعت پر باقی ہو تو تم اپنے فائدے اور ہدایت کو پالو گے۔
میں حسینؑ ابن علیؑ ہوں میں رسولؐ کی بیٹی فاطمہؑ کا بیٹا ہوں میری جان آپ کی جانوں کے ساتھ ہے میرے گھر والے آپ کے گھر والوں کے ساتھ ہیں اور تمھارے لئے میرا کردار تمہارے لیے نمونہ ہے اگر تم ایسا نہیں کرتے اور تم نے عہد و پیمان کو توڑ دیا ہے اور اپنی گردنوں سے میری بیعت کا قلادہ اتار دیا ہے۔ تو مجھے میری جان کی قسم! تم نے یہ نئی بات نہیں کی تم نے میرے باپ اور بھائی کے ساتھ بھی یہی کیا دھوکہ میں وہی رہا ہے جس نے تم پر اعتماد کیا پس تم اپنی قسمت سے چوک گئے اپنا نصیب کھو بیٹھے پھر سورہ فتح کی آیت نمبر ۱۰ پڑھی۔

فمن نكث فانماينكث على نفسه ومن اوفى بماعهد عليه الله فلسيؤ تيه احراً عظيماً

ترجمہ﴾ جس نے اپنا پیمان توڑا تو اس نے اپنے آپ کو توڑا اور جس نے اللہ کے پیمان کو پورا کیا تو اللہ اسے عظیم اجر دے گا۔

مقام عذیب الھجانات

(کوفہ سے جانثاروں کی آمد)

جب امام حسین علیہ السلام اس مقام پر پہنچے تو نافع بن ھلال ۴ افراد کے ہمراہ کوفہ سے آپکے ساتھ آ کر ملحق ہو گئے حر نے ان افراد کو گرفتار کرنا چاہا تو امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ان کا اپنی ذات کی طرح دفاع کروں گا اسی طرح یہ میرے انصار اور مددگار ہیں اور تو نے مجھے یہ وعدہ دیا ہے کہ جب تک تیرے پاس ابن زیاد کا خط نہیں آئے گا اس وقت تک تو ں ہم سے معترض نہیں ہوگا۔

حر نے کہا جی ہاں لیکن یہ تو آپ کے ہمراہ نہیں ہیں امام حسین علیہ السلام نے فرمایا یہ لوگ میرے اصحاب ہیں اور وہ اس طرح ہیں جیسے میرے ساتھ آئے ہوں اگر تو اس معاہدے پر باقی ہے جو میرے اور تیرے درمیان ہے تو ٹھیک ہے وگرنہ ہمارا تم سے اعلان جنگ ہے۔

اس گفتگو کے بعد حر نے ان چار افراد کا مطالبہ ترک کر دیا۔

امام حسین علیہ السلام نے کوفہ سے آنے والے ساتھیوں سے دریافت کیا کہ کوفہ کے بارے میں کیا خبر ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ کوفہ کے جتنے معززین ہیں رشوت نے انھیں مغلوب کر دیا ہے ان کی خواہشات پوری ہو گئی ہیں انکی محبت کو موڑ لیا گیا ہے اور وہ سب کے سب آپ کے خلاف اکٹھے ہو چکے ہیں البتہ باقی عوام کے دل آپ کو چاہتے ہیں لیکن کل کو انکی تلواریں بھی آپ کی مخالفت میں لہرائیں گی۔

امام حسین علیہ السلام:۔ مجھے قاصد کے متعلق خبر دو جنھیں آپ کے پاس بھیجا گیا تھا انہوں نے کہا کون سا قاصد؟

امامؑ نے کہا قیس بن مسھر صیداوی۔

اہل کوفہ جی ہاں اسے حصین بن نمیر لعن نے گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس بھیجا ابن زیاد نے اسے حکم دیا کہ وہ آپؑ پر اور آپؑ کے والد گرامیؑ پر لعنت کرے لیکن اس نے منبر پر جا کر آپؑ پر اور آپؑ کے آباؤ اجدادؑ پر صلوٰۃ بھیجی ابن زیاد اور اس کے آباؤ اجداد پر لعنت بھیجی اور لوگوں

کوآپؑ کی مدد کی دعوت دی اور آپؑ کے آنے کی اطلاع دی. تو ابن زیاد کے حکم سے اسے قصر پر لے جایا گیا اور وہاں سے زمین پر پھینک دیا گیا۔اور اس طرح انہوں نے شہادت پائی۔

امامؑ نے جب یہ خبر سنی تو آپؑ کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے اور آپؑ نے سورہ احزاب کی آیت نمبر ۲۳ پڑھی۔

فمنهم من قضى نحبه ومنهم من ينتظر ومابدلوا تبديلاً

﴿ترجمہ﴾ ان میں سے کچھ وہ ہیں جنھوں نے اپنا حصہ ادا کر دیا ہے اور کچھ وہ ہیں جو انتظار کر رہے ہیں۔

پھر دعا مانگی پروردگار! ہمارے لئے اور ان کیلئے جنت کو منزل بنا انہیں ہمارے ساتھ رحمت کے ٹھکانے میں اکٹھا فرما اپنے ثواب کو ان کی اچھائیوں میں جمع کر دے۔

﴿جناب طرماح کی پیشکش﴾

طرماح نے امام حسین علیہ السلام کو پیشکش کی کہ آپ ان لوگوں کے ساتھ جنگ کریں اور ہمارا پہاڑ عجہ جو طائی قبیلہ کا ایک مضبوط قلعہ ہے میں وہاں آپکو لے جاؤں گا وہ ایسا علاقہ ہے کہ وہاں آپ محفوظ ہوں گے اور کوئی آپؑ کو نقصان نہ پہنچائے گا۔

لیکن امام عالی مقامؑ نے جواب میں فرمایا خدا آپ کو جزائے خیر دے ہمارے درمیان اور ان لوگوں کے درمیان بات طے ہوئی ہے ہم اس عہد پر قائم ہیں ہمیں نہیں معلوم یہ امور کہاں پہنچیں گے؟ اور انکا انجام کیا ہوگا؟ ہم جو بات کرتے ہیں اس پر قائم رہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے انکے شر سے محفوظ رکھا تو ہمیشہ سے اللہ کی نعمتیں ہم پر ہیں وہی ہمارے لئے کافی ہے لیکن اگر ایسی صورت پیش آئی کہ جسکے بغیر چارہ کار نہیں ہے تو پھر یہ شہادت اور کامیابی ہے انشاء اللہ۔

طرماح نے امام حسین علیہ السلام سے اجازت لی اور کہا کہ میں خورد ونوش گھر پہنچا کر اور اپنے ساتھیوں کو ہمراہ لے کر آپؑ کی مدد کیلئے پہنچ جاؤں گا لیکن طرماح کہتا ہے کہ جب میں واپس آیا تو مجھے اطلاع ملی کہ امام حسین علیہ السلام کو شہید کر دیا گیا ہے۔

﴿منزل قصر بنی مقاتل﴾

جب امامؑ قصر بنی مقاتل پہنچے تو آپؑ نے وہاں پر ایک خیمہ دیکھا جہاں پر تلواریں لٹک رہی تھیں نیزہ گاڑھا ہوا تھا گھوڑا تیار کھڑا تھا مولاؑ نے سوال کیا کہ یہ خیمہ کس کا ہے؟ تو جواب دیا گیا عبیداللہ بن حرالجعفی کا ہے امامؑ نے حجاج بن مسروق کو اس کے پاس بھیجا جب حجاج جعفی کے پاس آیا۔

﴿حجاج اور ابن جعفی کا مکالمہ﴾

ابن حر نے پوچھا کہ ابن جعفی! کیا خبر ہے ؟

حجاج نے جواب دیا خدا کی قسم اے حر کے بیٹے یہ ایسی خبر ہے کہ اللہ تجھے ہدایت دے اور اگر تو یہ اس بات کو قبول کرلے تو تیرے لئے اس میں عزت اور کرامت ہے۔

ابن حر نے اپنا سوال دہرایا.... ابن جعفی کیا خبر ہے؟ .....حجاج نے جواب دیا..... یہاں پر حسینؑ ابن علیؑ موجود ہیں تجھے اپنی مدد کیلئے دعوت دے رہے ہیں پس اگر تم انکے ساتھ مل کر جنگ کرو گے تو اجر پاؤ گے اگر مارے گئے تو شہید ہوگے

ابن حر نے کہا ابن جعفی خدا کی قسم! میں کوفہ میں اسی وجہ سے خوفزدہ تھا کہ کہیں حسینؑ ابن علیؑ کوفہ میں نہ پہنچ جائیں اور مجھ سے مدد نہ مانگیں اور میں ان کی مدد نہ کرسکوں کیونکہ کوفہ میں حسینؑ کے نہ شیعہ ہیں اور نہ ہی مددگار ہیں پس بہت تھوڑے لوگوں کے علاوہ جنہیں اللہ نے توفیق دی ہے باقی لوگ دُنیا کی طرف مائل ہو چکے ہیں تم واپس جاؤ اور امام حسین علیہ السلام کو اس بات کی اطلاع کردو۔

حجاج امام حسینؑ کے پاس واپس آیا اور امام عالی مقامؑ سے ساری بات بیان کی حضرت امام حسینؑ اپنے بھائیوں کے ہمراہ خود چل کر ابن حر کے پاس آئے جب ابن حر نے امام حسینؑ کو دیکھا تو اس نے انہیں اپنی جگہ پر بٹھایا اور جب حضرت امام حسین علیہ السلام بیٹھ گئے تو آپؑ نے حمد و ثناء کے بعد فرمایا۔

﴿امامؑ کی ابن جعفی سے گفتگو﴾

یابن الحر ان اهل مصرکم کتبوا الی أنهم مجتمعون علی نصرتی وسألونی القدوم علیهم ولیس الأمر علی مازعمواوان علیک ذنوباً کثیرة فهل لک من توبة تمحوبهاذنوبک۔ تنصرواابن بنت نبیک وتقاتل معه امااذا رغبت بنفسک عنا فلا حاجة لنا فی فرسک ولافیک وماکنت متخذالمضلین عضداً۔ وانی انصحک کمانصحتنی ان استطعت ان لا تسمع صراخنا ولا تشهد وقعتنا فافعل فوالله لایسمع واعیتنا احدٌولا ینصرنا الا اکبه الله فی نارجهنم۔

حضرت امام حسین علیہ السلام! اے حر کے بیٹے آپ کے اس شہر والوں نے مجھے خط لکھ کر اطلاع دی کہ وہ میری مدد پر جمع ہیں اور میری خاطر قیام کریں گے اور میرے دشمن سے جنگ لڑیں گے اور انہوں نے مجھ سے درخواست کی کہ میں ان کے پاس آؤں پس میں آ گیا ہوں اور مجھے اس بات کا یقین نہیں کہ وہ اس بات پر کس طرح قائم ہیں؟ جو انہوں نے مجھ سے عہد کیا تھا کیونکہ انہوں نے میرے ابن عم مسلمؑ ابن عقیلؑ اور ان کے حامیوں کو قتل کرنے میں دشمن کو مدد فراہم کی اور مرجانہ کے بیٹے عبیداللہ ابن زیاد کے پاس جا کر انہوں نے یزید ابن معاویہ کی بیعت کی۔ اور تجھے اے حر کے بیٹے! یہ معلوم رہے کہ گذشتہ ایام میں جو تم نے گناہ اور جرائم کیے ہیں اللہ ان سب کا تم سے مؤاخذہ کرے گا اور میں تم کو اس وقت دعوت دیتا ہوں کہ تو توبہ کر لے تاکہ تمھارے اوپر جو گناہ ہیں وہ اس توبہ کے ذریعے دھل جائیں اور میں تجھے دعوت دیتا ہوں کہ تم اہل بیتؑ کی مدد کرو اور اگر تم نے ہمارا حق ہمیں دیا اور ہماری دعوت کو قبول کر لیا تو ہم اللہ کی حمد بجالائیں گے اور اگر ہمارے حق کو نہ پہچانا اور ہمارے اوپر ظلم کیا تو تم حق کے مطالبے کے خلاف معاونت کرنے والوں سے ہو جاؤ گے۔

ابن جعفی۔ خدا کی قسم اے رسول اللہؐ کے فرزند اگر کوفہ میں آپ کے مددگار ہوتے جو آپؑ کے ساتھ مل کر جنگ لڑتے تو میں ان میں سب سے زیادہ آپؑ کے دشمنوں کیلئے بھاری ہوتا لیکن

میں نے آپ کے شیعوں کو کوفہ میں دیکھا ہے کہ بنی امیہ کی تلواروں کے خوف سے وہ گھروں میں بیٹھ گئے ہیں میں آپؑ کو اللہ کا نام دیکر کہتا ہوں کہ مجھ سے یہ مدد طلب نہ کریں ویسے میں آپؑ کا ہمدرد ہوں اور مجھ سے جتنا ہوسکا آپؑ کی مدد کروں گا یہ میرا گھوڑا تیار ہے اسے آپؑ لے لیں اس پر سوار ہو کر جائیں کیونکہ میں نے جو بھی چاہا ہے اسے حاصل کیا ہے اور اس کے ذریعہ میں نے موت کے دریا عبور کیے ہیں اور یہ میری تلوار لیں اور یہ وہ تلوار کہ جس کا وار کبھی خطا نہیں جاتا۔

امام حسین علیہ السلام: اے فرزند حر! بلکہ ہم تو اس لئے آئے ہیں کہ تم سے مدد طلب کریں اور اگر تم اپنی جان ہمیں دینے میں بخل کرتے ہو تو ہمیں تمہارے مال میں سے کسی چیز کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور ہم گمراہوں کا سہارے نہیں لیتے کیونکہ میں نے رسول اللہؐ کو یہ کہتے سنا ہے کہ جس کسی نے میرے اہلبیتؑ کی پکار کو سنا اور ان کے حق کی خاطر ان کی مدد نہ کی تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ اوندھے منہ جہنم میں ڈالے گا۔

پس اگر تم سے ہو سکے تو اتنی دور نکل جاؤ کہ تم ہمارے استغاثے کی آواز کو نہ سن سکو کیونکہ جس کسی نے ہماری نصرت طلبی کی آواز کو سنا اور ہماری مدد نہ کی تو خداوند اسے اوندھے منہ جہنم میں ڈالے گا یہ کہہ کر امام حسینؑ اُٹھ کر چلے آئے۔

حضرت علی اکبرؑ کا اعلان

عقبہ بن سمعان کہتا ہے کہ صبح سویرے جب ہم چلے تو امامؑ نے گھوڑے کی زین پر تھوڑی سی اونگھ کی اور تین دفعہ فرمایا الحمد للہ۔

حضرت علی اکبرؑ جو قریب تھے سوال کیا آپؑ نے حمد کیوں بجالائی اور کلمہ مصیبت کیوں پڑھا تو امامؑ نے فرمایا مجھے تھوڑی دیر کیلئے اونگھ آئی تو خواب میں دیکھا کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار دیکھا جو یہ کہہ رہا تھا کہ یہ لوگ آگے بڑھ رہے ہیں اور موت انکے قریب آرہی ہے۔

علی اکبرؑ کیا ہم حق پر نہیں؟

مولاؑ خدا کی قسم ہم حق پر ہیں۔

علی اکبرؑ ہمیں پرواہ نہیں کہ ہم حق پر ہوتے ہوئے مارے جائیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام اللہ آپ کو اس بیٹے کی طرح جزائے خیر دے جو کسی والد کی طرف سے بیٹے کو دیتا ہے۔

﴿عمرو بن قیس سے ملاقات﴾

عمرو بن قیس کہتا ہے کہ میں اپنے چچازاد بھائی کے ہمراہ امام حسینؑ کی خدمت میں پہنچا جب آپؑ قصر بنی مقاتل میں تھے ہم امامؑ کے پاس گئے۔ میرے چچازاد بھائی نے کہا اے مولاؑ کیا میں آپؑ کی داڑھی پر خضاب دیکھ رہا ہوں یا ابھی بال سیاہ ہیں امام حسینؑ نے جواب دیا کہ یہ خضاب ہے کیونکہ ہم بنی ہاشمؑ پر جلد بڑھاپا آجاتا ہے پھر امام حسین علیہ السلام نے ہماری طرف رخ کر کے فرمایا کیا تم دونوں میری مدد کیلئے آئے ہو۔؟

عمرو بن قیس نے جواب میں کہا۔ میں ایک بوڑھا آدمی ہوں مجھ پر قرضہ ہے میرے اہل وعیال زیادہ ہیں لوگوں کی امانتیں میرے پاس ہیں میں نہیں جانتا کہ انجام کیا ہوگا؟ اور میں نہیں چاہتا کہ میرے پاس جو امانتیں ہے وہ ضائع ہوں میرے چچازاد بھائی نے بھی یہ جملے کہے امام حسین علیہ السلام نے فرمایا۔

انطلقافلاتسمعا لی واعیة ولا تریا لی سواداًفانه من سمع واعتینا اورأی سوادنافلم یجبنا اویغثنا کان حقاً علی الله عزوجل ان یکبه علی منخریه فی النار.

پس یہاں سے دور چلے جاؤ تا کہ تم میری پکار نہ سن سکو اور میرے خیموں کے سائے کو بھی نہ دیکھو کیونکہ جس نے ہماری پکار کو سنا اور ہمارے خیمے کے پاس رہا اور ہماری مدد نہ کی تو اللہ تعالیٰ انھیں جہنم میں اوندھے منہ پھینکنے پر حق بجانب ہے۔

﴿مقام قطانیہ﴾

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کی ایک شیر سے گفتگو﴾

کوفہ کے قریب ایک مقام ہے جب وہاں پہنچے تو وہاں ایک شیر آیا اور امام حسین علیہ السلام کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا امامؑ نے اس شیر کی اضطراری کیفیت دیکھ کر اس سے پوچھا کوفہ کا کیا حال ہے؟ تو شیر نے کہا ان کے دل آپؑ کے ساتھ ہیں اور تلواریں آپؑ کے خلاف ہیں نیز ابن زیاد آ چکا ہے اور مسلمؑ قتل ہو گئے ہیں۔ امام حسینؑ نے پوچھا کہ اے شیر تم کہاں جا رہے ہو؟ اس نے عرض کی کہ عدن جا رہا ہوں۔

﴿شیر سے حضرت امام حسین علیہ السلام کا سوال﴾

اے شیر کوفہ کی آبادی کا پتہ ہے شیر نے کہا ہمیں آپؑ کے علم سے جو آپؑ نے ہمیں دیا ہے اتنا ہی معلوم ہے پھر وہ چلا گیا اور قرآن کی یہ آیت پڑھ رہا تھا و ما ربک بظلام للعبید۔

ترجمہ ﴿ آپ کا ربّ بندگان پر ظلم کرنے والا نہیں ہے

(سورہ فصلت آیت نمبر ۴۶)

﴿حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام کا بیان﴾

امام علیؑ ابن الحسینؑ فرماتے ہیں جب ہم کربلا کے نزدیک جا رہے تھے تو جب بنی مقاتل سے ہم چلے وہاں اور اس سے پہلے بھی راستے میں جس منزل پر قیام فرماتے تو میرے والد گرامی یحیٰی بن زکریاؑ اور ان کی شہادت کا بڑا تذکرہ فرماتے تھے ایک دن آپؑ نے فرمایا یہ اللہ کے خلاف دُنیا کی غداری ہے یہ دُنیا کی پستی کی انتہا ہے کہ یحیٰی جیسے مقدس نبیؑ کے سر کو بنی اسرائیل کی ایک بدکار عورت کے پاس ہدیہ کے طور پر بھیجا گیا۔

﴾حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت یحییٰؑ میں مشابہت﴿

تفسیر انوار النجف میں حضرت یحییٰؑ ابن ذکریا کا واقعہ تفصیل سے درج ہے ان کے قتل کی روداد اس طرح ہے کہ اس دور کا بنی اسرائیل کا بادشاہ زانی و بدکار تھا جب حضرت یحییٰؑ سے اس بادشاہ کا سامنا ہوتا تو آپؑ اس کو اس فعل بد سے روکتے تھے اور خوف خدا کی طرف متوجہ کرتے تھے۔

ان بدکار عورتوں میں سے ایک عورت نے جب کہ بادشاہ شراب کے نشے میں مست تھا بادشاہ سے کہا کہ اے بادشاہ! یحییٰؑ کو قتل کر دیا جائے کیونکہ یہ ہماری عیش پسندی میں رخنہ ڈالتا ہے بادشاہ نے فوراً اس کے قتل کا حکم دے دیا پس حضرت یحییٰؑ کے سر اقدس کو طشت میں اُٹھا کر بادشاہ کے سامنے لایا گیا تو اس سر اطہر سے آواز آئی۔ خدا سے ڈرو تیرے لیے زنا کاری حلال نہیں پس طشت میں خون کھولنے لگا یہاں تک کہ وہ خون زمین پر جاری ہو گیا اور اس کا جوش بڑھتا گیا اور جوں جوں اس خون کو روکنے کی کوشش کی گئی توں توں وہ زیادہ ہوتا گیا یہاں تک کہ یہ مٹی کا پہاڑ بن گیا۔

بخت نصر بادشاہ کو اس قوم پر مسلط کر دیا گیا بخت نصر کے خروج اور حضرت یحییٰؑ کے قتل ہونے کے درمیان ایک سو برس کا فاصلہ تھا۔

پس بخت نصر نے قسم کھالی کہ میں بنی اسرائیل کو اس وقت تک قتل کرتا رہوں گا جب تک یہ خون بند نہ ہوگا مردوں، عورتوں، بچوں حتیٰ کہ ان کے حیوانوں کو بھی قتل کر دیا جاتا تھا یہاں تک کہ ان کو تباہ و برباد کر ڈالا گیا لیکن اس کے باوجود حضرت یحییٰؑ کے خون کا جوش بند نہ ہوا اس نے دریافت کیا کہ کیا ابھی ان شہروں میں بنی اسرائیل میں سے کوئی آدمی موجود ہے بتایا گیا کہ ایک بڑھیا فلاں مقام پر رہتی ہے پس اس کو قتل کرنے کا حکم دیا چنانچہ وہ قتل کر دی گئی۔ اور جب وہ قتل ہو گئی تو حضرت یحییٰؑ کا خون بند ہو گیا اور کہتے ہیں کہ یہ وہی عورت تھی جس نے بادشاہ کو حضرت یحییٰؑ کے قتل کا مشورہ دیا تھا۔

۞ ادیم نقوی خون ناحق میں لکھتے ہیں کہ روز عاشور خاک شفا کی تسبیح اور سجدہ گاہ کا سرخ ہو جانا اس بات کی بین دلیل ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے خون کا بدلہ ابھی تک نہیں لیا گیا

خالق وہ دن جلد دکھائے جب اس خون ناحق کا وارث ظہور فرمائے اور بے گناہ شہداء کے خون کا انتقام لے۔

۞ تفسیر انوار النجف میں ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ دوران سفر حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت یحییٰؑ ابن ذکریاؑ کا بہت ذکر فرماتے تھے کہ دُنیا کی ذلت اور بے قدری کا ہی نتیجہ ہے کہ حضرت یحییٰؑ بن ذکریاؑ کا سر بنی اسرائیل کی ایک بدکار عورت کو ہدیہ پیش کیا گیا شاہد اس سے آپؑ اس امر کی طرف اشارہ فرما رہے تھے کہ میرا سر بھی دُنیا کے بدترین انسان کے سامنے ہدیہ کے طور پر پیش کیا جائے گا۔

۞ حضرت یحییٰؑ کا نام حضرت ربّ العزت نے رکھا اور یہ نام اس سے پہلے کسی کا نہ رکھا گیا تھا اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا نام بھی اللہ تعالیٰ نے رکھا اور اس سے پہلے کسی کا نام حسین علیہ السلام نہیں رکھا گیا۔

۞ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت یحییٰؑ کے قتل کے بعد چالیس دن تک سورج نے گریہ کیا اور امام حسین علیہ السلام کے قتل کے بعد بھی سورج چالیس دن رویا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ سورج کے رونے کا کیا مقصد ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ طلوع وغروب کے وقت اس کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے (اور یہ سورج کا گریہ کرنا ہے)۔

۞ حضرت یحییٰؑ کا قاتل ولد الزنا تھا اور امام حسین علیہ السلام کا قاتل بھی ولد الزنا تھا۔

۞ حضرت یحییٰؑ اور حضرت امام حسین علیہ السلام دونوں کے حمل کی مدت چھ چھ ماہ تھی۔

۞ ان دونوں کے قتل پر آسمان خون رویا جو کپڑا زیر آسمان رکھتے تھے اس پر سرخ چھینٹے پڑ جاتے تھے۔

۞ بنی اسرائیل کے ستر (۷۰) ہزار افراد کو قتل کیا گیا تب حضرت یحییٰؑ کا خون جوش مارنے سے رکا حضرت امام حسینؑ، حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے فرماتے ہیں کہ اے نور نظر! میرا خون اس طرح اُبلتا رہے گا اور ختم نہیں ہوگا جب تک اللہ تعالیٰ میری مدد کے لیے ہمارے قائم آل محمد (عج) کا ظہور کرے گا اور ان کے ہاتھوں ستر ہزار افراد قتل ہوں گے تو اس کے بعد امن وسکون قائم ہوگا۔

حضرت امام حسینؑ کا کربلا میں ورود

قصر بنی مقاتل سے امام حسین علیہ السلام روانہ ہوئے جب امام حسین علیہ السلام اپنے کاروان کے ساتھ نینوا پہنچ گئے کیونکہ امام حسین علیہ السلام اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کوفہ کی بائیں جانب چلتے تھے جب کہ حر اور لشکریوں کی یہ کوشش تھی کہ آپ کو کوفہ لے جائیں اس بات پر راستہ میں تھوڑی بہت تکرار بھی ہوتی رہی۔

البتہ سفر جاری رہا امام حسین علیہ السلام نینوا میں اترے تو کوفہ کی جانب ایک ایسے گھوڑے سوار کو دیکھا جو اسلحہ سے لیس تھا۔ کمان کو اس نے تیر چلانے کے لئے تیار کیا ہوا تھا لہذا سب رک گئے تا کہ اسے دیکھیں جب وہ دونوں لشکروں کے پاس پہنچا تو اس نے حر اور اس کے ساتھیوں پر سلام کیا جب کہ مولائے مظلومان امام حسین علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں پر سلام نہ کیا اور حر کو عبد اللہ ابن زیاد کا خط دیا۔

مسٹر جے، آر، رابنسن

(اتحاد لاہور)

میری زندگی کا بیشتر حصہ تاریخ کے مطالعہ میں گذرا ہے مگر جو کشش اور مظلومیت مجھے تاریخ اسلام کے اس باب میں نظر آئی جو حسین علیہ السلام اور کربلا سے متعلق ہے۔ وہ کہیں نہیں دیکھی۔

﴿ابن زیاد کا خط حرؑ کے نام﴾

خط کا متن اس طرح سے ہے۔

جعجع بالحسینؑ حین تقراء کتابی ولا تنزله الا بالعراء علیٰ غیر ماءٍ وغیر حصن.

امابعد جب میرا قاصد خط لے کر تمہارے پاس پہنچے تو حسین علیہ السلام کو روک لو اور ایسی جگہ اتارو کہ جہاں نہ سبزہ ہو اور نہ پانی ہو اور میں نے اپنے نمائندے کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ تمہارے ساتھ ساتھ رہے اور تم سے جدا نہ ہو۔ یہاں تک کہ میرے پاس خبر پہنچے کہ تم نے میرے حکم کو عملی جامہ پہنایا ہے۔

حرؑ نے جب یہ خط پڑھا تو حرؑ نے حضرت امام حسین علیہ السلام اور انکے ساتھیوں سے کہا کہ یہ عبید اللہ گورنر کوفہ کا خط ہے جس میں اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ جس جگہ میرے پاس خط پہنچے۔ میں اس جگہ آپ کو روک لوں اور یہ اس کا نمائندہ ہے جس کو ابن زیاد نے حکم دیا ہے کہ وہ مجھ سے جدا نہ ہو یہاں تک کہ میں اس کے حکم کے متعلق عملی جامہ پہناؤں۔

﴿یزید بن مہاجر کی ابن زیاد کے قاصد سے گفتگو﴾

یزید بن مہاجر کندی جو امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ تھا اس نے ابن زیاد کے نمائندے کو پہچان لیا اور اس سے کہا۔

’’تیری ماں تیرے ماتم میں روئے تو اس خط میں کیا حکم لے کر آیا ہے؟

﴿ابن زیاد کا قاصد﴾

میں نے اپنے امام کی اطاعت کی ہے اور جو میں نے بیعت کی ہے میں نے اسے پورا کیا ہے۔

ابن مہاجر: بلکہ تو نے اپنے ربّ کی نافرمانی کی ہے اور اپنی ہلاکت کے راستے میں اپنے گمراہ امام کی اطاعت کی اور اسوقت تو نے دُنیا میں ننگ و عار اور آخرت کے لئے جہنم خریدی ہے اور تیرا

امام کتنا برا ہے۔ خداوند سورہ قصص آیت نمبر ۴۲ میں فرماتا ہے۔

ترجمہ﴿ ہم نے ان لوگوں کو امام قرار دیا جو جہنم کی طرف دعوت دیتے ہیں اور قیامت کے دن ان کی کوئی مدد نہ کی جائے گی۔ تیرا امام ان جہنمی اماموں میں سے ہے۔

حر نے اس جگہ پر اترنے کے لئے دباؤ بڑھایا جہاں پر نہ سبزہ تھا نہ پانی تھا اور نہ آبادی تھی۔

امام حسینؑ نے حرّ سے کہا تم پر پھٹکار ہو ہمارا راستہ نہ روکو تا کہ ہم کسی بستی نینوا یا غاضریہ یا فرات کے کنارے میں اتریں۔

حر نے کہا نہیں خدا کی قسم ایسا نہیں ہوسکتا چونکہ یہ آدمی مجھ پر جاسوس ہے اور یہ سب کچھ ابن زیاد کو پہنچائے گا۔

ہندوؤں کا خراج عقیدت

پنڈت جواہر لال نہرو

تاریخ کا ایک سبق آموز واقعہ وہ عظیم اور جاودانی اثر ہے جو کربلا کے غم انگیز سانحہ سے دُنیائے اسلام پر مرتب ہوا۔ تعجب خیز اَمر یہ ہے کہ ان طویل صدیوں میں کروڑوں نفوس پر یہ عظیم الشان اثر جاری رہا اور لاتعداد افراد کی ہمدردیاں حاصل کرتا رہا۔ لیکن پھر بھی یہ امر تعجب خیز نہیں ہے اس لیے کہ کسی خاص مقصد کے لیے قربانی نوع انسانی پر ہمیشہ اثر انداز ہوتی رہی ہے۔

زہیر ابن قین کی حضرت امام حسینؑ سے درخواست

زہیر حضرت امام حسین علیہ السلام سے عرض کرتے ہیں کہ خدا کی قسم! میں جو دیکھ رہا ہوں اے رسول اللہؐ کے فرزند! میں اس وقت اس ماحول میں یہ محسوس کر رہا ہوں کہ ان سے جنگ کرنا آسان ہے اور اس کے بعد ایسا کرنا بہت سخت ہوگا کیونکہ ان کے بعد ہمارے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے اتنے لوگ آئیں گے کہ جن کا سامنا کرنا ہمارے بس میں نہ ہوگا۔

امام حسین علیہ السلام جواب میں فرماتے ہیں۔ ما کنت لأ بدأهم بالقتال.

ترجمہ میں ایسا نہیں کرسکتا ان کے ساتھ میں جنگ میں پہل نہیں کروں گا۔

بنی ہاشمؑ کے نام خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من الحسین بن علی الی محمد بن علی و من قبله من بنی هاشم اما بعد فان من لحق بی استشهد و من تخلف لم یدرک الفتح و السلام.

(جب امام حسین علیہ السلام مدینہ سے عراق کی طرف روانہ ہو گئے تو آپؑ نے راستہ میں کسی جگہ سے یا کربلا پہنچ کر اپنے بھائی محمد ابن حنفیہ اور بنی ہاشم کے دوسرے افراد کو اس مضمون کا خط تحریر فرمایا)

۲۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حسینؑ ابن علیؑ کی طرف سے محمد بن حنفیہ اور خاندان بنی ہاشمؑ کے دوسرے افراد کی طرف جو مدینہ میں موجود ہیں۔

اما بعد۔ تم میں سے ہر کوئی جو اس سفر میں میرے ساتھ ملحق ہو جائے گا وہ شہادت پائے گا اور جو شہادت پائیگا وہ کامیاب ہو جائے گا لیکن جو شخص میری ہمراہی سے اجتناب کرے گا وہ فتح اور کامیابی کو حاصل نہیں کر پائے گا والسلام

﴿نکات﴾

۱۔ اس مختصر اور جامع خط میں امامؑ نے ان لوگوں کے شہید ہونے کی خبر دی ہے جو آپ کے ہمراہ تھے۔

۲۔ امامؑ نے یہ بھی بتا دیا کہ کامیابی شہادت کا جام پینے والوں کیلئے ہے۔ اور جو اس رُتبہ پر نہیں پہنچے گا وہ اس کامرانی کی سعادت سے محروم رہ جائے گا۔

۳۔ یہ خط ان لوگوں کے لیے جواب بھی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ امام علیہ السلام کو اپنی شہادت کی خبر نہ تھی۔

مہاتما گاندھی

(حسینی دنیا)

بحیثیت شہید کے امام حسین علیہ السلام کی مقدس قربانی میرے دِل میں ثنا وصفت کا لازوال جذبہ پیدا کرتی ہے کیونکہ انہوں نے تشنگی کی اذیت اور موت کو اپنے لیے، اپنے بچوں اور تمام خاندان کے لیے گوارا کر لیا لیکن ظالمانہ قوتوں کے سامنے سر نہیں جھکایا۔ میرا عقیدہ یہ ہے کہ اسلام کی ترقی اس کے ماننے والوں کی تلواروں کی مرہون منت نہیں ہے۔ بلکہ اس کے اپنے اولیائے کرام کی قربانیوں کا نتیجہ ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کا کربلاء میں پہلا خطاب

پھر امام حسینؑ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔
لوگ دُنیا کے غلام ہیں دین ان کی زبانوں کا چسکا ہے دین سے اتنا لیتے ہیں جو ان کے روزگار کے لئے مفید ہو پس جب ان کا امتحان لیا جائے یا ان کو مشکلات سے آزمایا جائے تو دیندار کم ہو جاتے ہیں۔
پھر امام حسینؑ اصحاب سے سوال کرتے ہیں کہ کیا یہ جگہ کربلا ہے؟ اصحاب فرماتے ہیں جی ہاں یابن رسول اللہؐ۔ یہ کربلا ہے۔
ایک اور روایت کے مطابق جب یہ کاروان کربلا پہنچا اور حر کے پاس ابن زیاد کا خط آیا اس نے امامؑ کو رکنے کا کہا تو چلتے چلتے امام حسینؑ کا گھوڑا رک گیا۔ امام حسینؑ اس گھوڑے سے اترے اور دوسرے گھوڑے پر سوار ہوئے تو دوسرے گھوڑے نے بھی چلنے سے انکار کر دیا۔ اور قدم نہ اٹھایا۔ یہاں تک کہ سات گھوڑوں پر سوار ہوئے اور کسی بھی گھوڑے نے وہاں سے قدم نہ اٹھایا۔ جب امام حسینؑ نے یہ حیران کن معاملہ دیکھا تو امام حسینؑ نے سوال کیا۔ اس زمین کو کیا کہتے ہیں ؟

اصحاب: اسے غاضریہ کہتے ہیں۔
امام حسین علیہ السلام: اس کا کوئی اور نام بھی ہے؟
اصحاب: اس کا نام نینوا ہے۔
امام حسین علیہ السلام: کیا اس کا کوئی اور نام بھی ہے؟
اصحاب: جی ہاں اسے شاطی الفرات [فرات کا کنارہ] بھی کہتے ہیں۔
امام حسینؑ: کیا اس کا کوئی اور نام بھی ہے؟
اصحاب: اسے کربلا بھی کہتے ہیں۔

اللھم اعوذبک من الکرب والبلاء ھا ھنا محط رحالنا وھاھنا واللہ محل

قبورنا وھاھنا واللہ محشرنا ومنشرنا وبھذا وعدنی جدی رسول اللہ ولا خلاف لوعدہ.

اللھم اعوذبک من الکرب والبلاء.

اے خدا میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس غم وبلاء سے۔امام حسین علیہ السلام نے ٹھنڈا سانس لیا اور فرمایا۔

یہ کرب وبلا کی زمین ہے یہ ہماری سواریوں کے اترنے کی جگہ ہے یہ ہمارے سامان اتارنے کی جگہ ہے یہ ہماری قتل گاہ ہے۔یہ ہمارے مردوں کی قتل گاہ ہے یہ ہمارے خون بہانے کی جگہ ہے۔ یہیں ٹھہر جاؤ یہاں سے کوچ مت کرو۔خدا کی قسم! اس جگہ ہمارے ناموس کی بے حرمتی ہوگی اس جگہ ہمارے بچوں کو ذبح کیا جائے گا یہاں پر ہماری قبریں ہونگی اوران کی زیارت کی جائے گی یہی وہ جگہ ہے جہاں ہماری خواتین کو قیدی کیا جائے گا یہ وہ بات ہے جس کی خبر مجھے میرے ناناؐ نے دی ہے۔

﴿جناب زھیر بن قین کی تجویز﴾

ایک دوسری روایت میں ہے کہ زھیر نے حضرت امام حسینؑ سے عرض کیا کہ مولاؑ ہمیں اس قریبی بستی میں لے چلیں یہ محفوظ بستی ہے اسے حصینہ کہتے ہیں یہ فرات کے کنارے پر ہے اگر وہ ہمیں روکیں تو ہم ان سے جنگ کریں گے، کیونکہ ان سے جنگ کرنا ہمارے لئے آسان ہے۔

امام حسینؑ: اس بستی کا اور کیا نام ہے؟

اصحاب: اس بستی کا نام عقر ہے۔

امام حسینؑ: اے اللہ میں عقر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

اصحاب: اسے کربلا بھی کہتے ہیں۔

حضرت امام حسینؑ: میری جگہ کربلا ہے۔

﴾حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام اور کربلا﴿

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے باپ حضرت امیر المومنینؑ صفین [شام کی سرحد] جاتے ہوئے اس جگہ پر اترے تھے میں ان کے ساتھ تھا میرے والد گرامی نے اس جگہ کے متعلق سوال کیا تو انہیں نام بتایا گیا حضرت تو امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ نے فرمایا۔

یہ جگہ ان کی سواریوں کے اترنے کی جگہ ہے ان کے خون بہانے کی جگہ ہے۔

سوال ہوا وہ کون ہیں ؟

تو امیر المومنینؑ نے فرمایا وہ اھل بیتؑ محمدؐ کی عظیم شخصیتیں ہیں اور لوگ انھیں اس جگہ اتاریں گے۔

﴾کربلاء کی خاک﴿

پھر امام حسین علیہ السلام نے اس جگہ کی تھوڑی سی مٹی اٹھائی اور سونگھا اور فرمایا۔

خدا کی قسم!

یہی وہ زمین ہے جس کے متعلق جبرائیلؑ نے رسول اللہ کو آخری خبر دی تھی کہ میں اس زمین پر قتل کیا جاؤں گا۔ مجھے اس بات کی خبر جناب ام سلمیٰؓ نے بھی دی ہے

جناب ام سلمیٰؓ نے فرمایا تھا۔

جبرائیلؑ رسول اللہؐ کے پاس آئے تھے اور اے حسینؑ تو میرے پاس تھا آپ نے گریہ کیا رسول اللہؐ نے مجھے کہا کہ میرا بیٹا مجھے دے دو۔ میں نے آپ کو رسول اللہؐ کے حوالے کر دیا

رسول اللہؐ نے آپ کو اپنی گود میں بٹھا لیا۔

جبرائیلؑ نے کہا: کیا آپؐ اس سے محبت کرتے ہیں؟

آنحضرتؐ نے فرمایا جی ہاں۔

جبرائیلؑ نے کہا: آپؐ کی اُمت عنقریب اسے قتل کر دے گی اگر آپؐ چاہیں تو اس زمین کی مٹی آپؐ کو دکھاؤں؟ جس میں ان کو قتل کیا جائے گا۔

رسول اللہؐ نے فرمایا۔ جی ہاں۔

پس جبرائیلؑ نے اپنے ہاتھوں کو زمین کربلا تک پھیلایا اور وہ مٹی اٹھا کر رسول اللہ کو دی اور پھر وہ خاک کربلاء ایک شیشی میں رسول اللہؐ نے مجھے دے دی۔

﴿اہم نکتہ﴾

ساری گفتگو سے جو بات سامنے آتی ہے کہ محرم ۶۱ ھ کا دن بدھ کا ہے یا جمعرات کا اور پہلے ہی د ن سے امام حسین علیہ السلام کے خیمے دریا کے کنارے نہیں لگے یہی وجہ ہے کہ حضرت عباسؑ کو سقاء کا لقب دیا گیا یعنی پانی پلانے والا اور ابوالقربہ بھی آپکا لقب ہے جس کا معنی مشک اٹھانے والا، پس حضرت عباسؑ پانی نہر علقمہ سے امام حسینؑ کے بچوں کے لیے لے کر جاتے تھے اور ساتویں محرم کو آپؑ کا راستہ روکا گیا۔ اور پانی لانے سے منع کر دیا گیا۔ نہر علقمہ پر پہرے بٹھا دیے گئے اور با قاعدہ کربلاء والوں پر پانی کی بندش کا آغاز ہوا۔

❁❁❁❁❁

سر جارج ٹامس

(حسین ڈے رپورٹ)

کون ہے؟ جو امام حسین علیہ السلام کی حق و صداقت کو بلند کرنے والی اس لڑائی کی تعریف کئے بغیر رہ سکے گا دوسروں کے لیے جینے کا اصول کمزوروں اور دکھیاروں کی امداد کو اپنا مقصد حیات بنانے کی بے نظیر مثال امام حسین علیہ السلام کی بے لوث شخصیت سے زیادہ روشن مثال اور کہیں نہیں مل سکتی۔ جنہوں نے اپنی اور اپنے محبوب ترین عزیزوں اور ساتھیوں کی جان کی بازی لگا دی لیکن ایک ظالم اور طاقت ور بادشاہ کے سامنے سر جھکانے سے انکار کر دیا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کے نام ابن زیاد ملعون کا خط

ابن زیاد نے امامؑ کو خط لکھا۔

امابعد اے حسین علیہ السلام مجھے خبر ملی ہے کہ آپؑ کربلا میں اتر چکے ہیں۔

امیر الفاسقین نے مجھے خط لکھا ہے کہ میں اس وقت تک نہ آرام کروں اور نہ پیٹ بھر کر کھانا کھاؤں جب تک کہ آپ سے یزید کی بیعت نہ لے لوں یا لطیف وخبیر کے پاس تجھے نہ پہنچا دوں والسلام۔

ابن زیاد کے خط کا جواب

لا افلح قوم اشتروا مرضات المخلوق بسخط الخالق.

ماله عندی جواب لانه حقت علیه کلمة العذاب.

امام حسین علیہ السلام کے پاس جب خط پہنچا تو آپ نے اس خط کو پڑھ کر دور پھینک دیا اور فرمایا۔

''وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہوئی جس نے خالق کی خوشنودی کو مخلوق کی خوشنودی پر مقدم کیا ہو۔

قاصد نے سوال کیا کہ اباعبداللہ اس کا جواب دیں۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا۔ **ماله عندی جواب حقت علیه کلمة العذاب**

میرے پاس خط کا جواب نہیں ہے کیونکہ اس پر عذاب کی بات حتمی ہو چکی ہے۔

ابن زیاد کا قاصد واپس آیا اور اسے مندرجہ بالا جملوں سے آگاہ کیا۔

اللہ کا دشمن یہ سن کر اور زیادہ غضب ناک ہو گیا۔

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کا کربلا سے کوفہ کے معززین کے نام خط﴾

کربلا میں اترنے کے بعد امامؑ نے کاغذ اور قلم مانگا اور کوفہ کے ان معززین کے نام خط لکھا جس کے متعلق خیال تھا کہ وہ ان کی رائے سے متفق ہیں۔

(من حسینؑ ابن علیؑ الی سلیمان بن صرد. مسیب بن نجیه، رفاع بن شداد ،عبدالله بن طلال و جماعة من المومنین)

یہ خط حسین بن علی کی جانب سے ہے سلمان بن صرد، میثم بن نجیہ، رفاع بن شداد، عبداللہ بن طلال اور مومنین کی ایک جماعت کے نام ہے۔

اما بعد! آپ کو معلوم ہے کہ رسول اکرمؐ نے اپنی زندگی میں فرمایا تھا جو شخص اپنے ایسے حکمران کو دیکھے جو ظلم و جور کرتا ہو۔ اللہ کے حرام کاموں کو حلال کرنے والا ہو۔ اللہ سے کئے گئے عہد و پیمان کو توڑنے والا ہو، اللہ کے رسولؐ کی سنت کا مخالف ہو، اللہ کے بندگان میں گناہ اور زیادتی کو رواج دے۔ اور پھر وہ شخص نہ زبان سے اور نہ عمل سے اسے روکے تو اللہ اسے اسی ظالم حکمران کے ٹھکانے میں داخل کر دے گا۔

اور تم جانتے ہو کہ ان لوگوں نے شیطان کی اطاعت کو مضبوطی سے تھام رکھا ہے، رحمان کی اطاعت سے منہ موڑ لیا ہے۔ فساد کو رواج دیا ہے۔ حدود شرعیہ کو معطل کر دیا ہے، بیت المال پر ناجائز قبضہ جما لیا ہے اللہ کے حرام کو حلال اور اس کے حلال کو حرام کر دیا ہے۔
میں رسول اللہ کی قرابت کی وجہ سے امر خلافت کا زیادہ حقدار ہوں۔

میرے پاس تمہارے خطوط آئے اور تمہارے نمائندے آئے اور انہوں نے آکر بتایا کہ تم میری بیعت میں ہو اور تم مجھے چھوڑ و گے نہیں اور نہ ہی مجھے دشمنوں کے حوالے کرو گے لہذا اگر تم اپنی بیعت میں میرے ساتھ وفادار ہو تو تم نے خوش نصیبی پر پہنچ کر اپنی ھدایت کو پالیا اور میری جان تمہاری جانوں کے ہمراہ ہوگی اور میرے گھر والے تمہارے گھر والوں کے ہمراہ میری اولاد تمہاری اولاد کے ہمراہ ہوگی۔

پس تمہارے لئے میرے عمل میں رہنمائی اور نمونہ ہے اس کی پیروی کرنی چاہیئے اور اگر تم ایسا نہ کرو گے اور اپنے عہد و پیان کو توڑ کر اسے اپنی گردن سے اتار پھینکو گے۔ تو مجھے میری جان کی قسم تم سے یہ کوئی نئی بات نہیں ہوگی کیونکہ تم نے میرے باپؑ میرے بھائیؑ اور میرے ابن عمؑ کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا۔

دھوکہ میں وہ رہا جو تمہارے دھوکہ میں آ گیا پس تم اپنی قسمت سے چوک گئے اور اپنے نصیب کو ضائع کر بیٹھے۔ اور جو عہد کو توڑتا ہے وہ اپنی ذات کے خلاف یہ اقدام کرتا ہے اللہ تعالیٰ عنقریب مجھے تم سے بے نیاز کر دے گا والسلام

پھر آپؑ نے خط کو لیا اور قیس کے حوالے کیا لیکن بعد میں جب آپؑ کو قیس کی شہادت کی خبر ملی تو آپؑ نے یہ ارشاد فرمایا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی اپنے شیعوں کے لیے دعاء

اے اللہ!

ہماری خاطر ہمارے شیعوں کے لئے اچھا ٹھکانہ قرار دے ہمارے شیعوں اور ہمیں اپنی رحمت کے ٹھکانے میں اکٹھا کر دے تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے اور بعض روایتوں کے مطابق آپ نے یہ خط کوفہ والوں کے نام منزل حاجز سے تحریر کیا۔

دو آدمیوں کا مشورہ

مالک بن نظر اور ضحاک بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ہم امام حسینؑ کے پاس حاضر ہوئے ہم نے سلام کیا اور آپؑ نے ہمیں خوش آمدید کہا اور ہم سے سوال کیا کہ آپ لوگ کس کام سے آئے ہیں؟ ہم نے جواب دیا کہ ہم آپؑ کو سلام کرنے آئے ہیں اور آپؑ کو لوگوں کے بارے میں آگاہ کرنے کیلئے حاضر ہوئے ہیں کہ لوگ آپ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے اکٹھے ہیں آپؑ بھی اس سلسلے میں کچھ کریں۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اللہ کافی ہے اور وہ بہترین سہارا ہے۔

مالک بن نظر بولا ہم نے آپؑ پر سلام کیا آپؑ کے لئے اللہ سے دعا کی۔ آپؑ کے مخالفین کی مذمت کی اور اُٹھ کھڑے ہوئے۔

تو امام حسین علیہ السلام نے فرمایا تمہارے لئے میری مدد کرنے میں کیا رکاوٹ ہے؟

مالک نے کہا میں نے قرض دینا ہے میرے بچے ہیں اور ضحاک نے بھی کہا کہ میں مقروض ہوں مجھے بھی اپنے خاندان میں جانے کی اجازت دے دیں اور اگر میرے یہ حالات نہ ہوتے تو میں آپ کی طرف سے جنگ کرتا لیکن اب میرا جنگ کرنا آپ کے لئے نہ فائدہ مند ہے اور نہ ہی میری وجہ سے آپؑ کا دفاع ہو سکے گا۔

امام حسین علیہ السلام: آپ آزاد ہیں۔

﴿ایک اہم استفادہ قابل توجہ امر﴾

جو لوگ امام حسین علیہ السلام کو ملتے تھے وہ عظمت حسینؑ کے قائل اور آپؑ کو حق پر مانتے تھے آپؑ کی خیر اور بھلائی چاہتے تھے لیکن مدد کے لئے تیار نہ تھے اور موت سے فرار کے لیے مختلف بہانے بیان کرتے تھے یہ اس وقت کی ذہنیت تھی۔ لوگ کسی مقصد اور ہدف کو سامنے نہیں رکھتے تھے بلکہ اپنی ظاہری زندگی اور اپنے روزگار کو ہی مدنظر رکھتے ہوئے اسلام یا خدائی احکام اور اپنے وقت کے امامؑ کی اطاعت انسانی قدروں اور اس قسم کے مسائل سے ان کا کوئی تعلق نہ تھا اور یہی سلسلہ ہر دور میں پایا جاتا ہے کہ بہت سے لوگ حق کو سمجھتے ہیں اور سمجھتے ہوئے حق کا ساتھ نہیں دیتے کیونکہ حق کا ساتھ دینے میں انھیں مشکلات نظر آتی ہیں ان کے عیش و عشرت میں فرق آتا ہے۔ انہیں دوستیاں اور برادریاں نظر آتی ہیں۔ آج کے دور میں خصوصی طور پر جو لوگ۔ امام حسین علیہ السلام کی مصیبت پر غم کرتے ہیں۔ لیکن اپنے عمل و کردار سے امام حسین علیہ السلام کے مشن اور پروگرام کو تقویت دینے کے لئے تیار نہیں ہوتے مالک اور ضحاک کی طرح فقط دعا پر گزارہ کرتے ہیں تو وہ خسارے میں ہیں کیونکہ حسینؑ سے عشق و محبت عمل کا تقاضا کرتا ہے بغیر عمل و کردار کے عشق و محبت کا دعویٰ جھوٹا ہے فراڈ ہے دھوکہ ہے۔ خدا ہمیں اس منافقت سے محفوظ رکھے آمین

آج کے شیعوں کے لیے ان واقعات سے عبرت حاصل کریں اور موجودہ دور میں جائزہ لیں کہ کیا انہوں نے خود کو اپنے زمانہ کے امامؑ کی نصرت کے لیے تیار کیا ہے یا زبانی دعاؤں پر اکتفاء ہے؟ شاید بعض ایسے بھی ہوں جنہیں دعاء دینے کی بھی توفیق نہ ہو۔ خداوند ہمیں امام زمانہ عج کے سچے اور حقیقی ناصران سے قرار دے۔

ڈاکٹر ایچ ڈبلو، بی مورینو

(حسینؑ دی مارٹر)

امام حسین علیہ السلام اصول صداقت کے سختی سے پابند رہے۔ اور اپنی زندگی کے آخری لمحات تک مستقل مزاج اور غیر متزلزل رہے۔

انہوں نے ذلت پر موت کو ترجیح دی۔ ایسی روحیں کبھی فنا نہیں ہوتیں۔ اور امام حسین علیہ السلام آج بھی رہنمایان انسانیت کی فہرست میں بلند مقام کے مالک ہیں۔ وہ تمام مسلمانوں کے لیے روحانی پیغام عمل پہنچانے والے ہیں اور دوسرے مذہب کے پیروؤں کے واسطے نمونہ کامل ہیں۔

﴿ ھرثمہ کی امام حسین علیہ السلام سے ملاقات ﴾

ہرثمہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ صفین کی جنگ میں شرکت کی اور جب واپس ہوئے تو کربلا اترے حضرت علی علیہ السلام نے کربلا میں نماز ظہر پڑھی پھر آپؑ نے کربلا کی مٹی اُٹھائی اور اس کو سونگھا اور فرمایا۔

کیا کہنے اے خاک! تم کتنی خوش قسمت ہو۔ یہاں سے ایسے ایسے لوگ اٹھیں گے جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونگے

ہرثمہ اپنے گھر بیوی کے پاس آیا اس کی بیوی حضرت علی علیہ السلام کی شیعہ تھی ہرثمہ نے بیوی سے کہا کیا میں تمہیں اپنے دل کی بات نہ بتاؤں؟ ہرثمہ کی بیوی نے کہا ضرور بتاؤ۔

ہرثمہ امیر المومنینؑ کربلا اترے انہوں نے کربلا کی خاک کو بلند کر کے فرمایا۔

کیا کہنے آپ کے اے خاک! کتنی خوش قسمت ہے تو کہ تجھ سے ایسے لوگ محشور ہونگے جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونگے۔

ہرثمہ کی بیوی نے کہا۔

''اے ھرثمہ حضرت امیر المومنینؑ صرف حق اور سچ ہی فرمایا کرتے تھے۔

پس جب امام حسینؑ کربلا آئے تو ہرثمہ کہتا ہے کہ میں ان لوگوں میں شامل تھا کہ جن لوگوں کو امام حسین علیہ السلام کے لئے عبید اللہ ابن زیاد نے مقابلے کے لئے بھیجا تھا جب امام حسین علیہ السلام کا پڑاؤ دیکھا اور درختوں کو دیکھا تو مجھے وہ حدیث یاد آئی۔ تو میں اپنے اونٹ پر بیٹھ کر امام حسینؑ کے پاس آیا اور آپؑ کو سلام کیا اور ان کو انکے والد گرامیؑ کی حدیث سے آگاہ کیا۔

امام حسین علیہ السلام:۔ پھر تو ہمارے ساتھ ہے یا ہماری مخالفت میں آیا ہے؟

ہرثمہ نہ میں آپ کے ساتھ ہوں اور نہ مخالفت میں آیا ہوں۔ میں پیچھے بچے چھوڑ آیا ہوں مجھے ڈر ہے کہ ابن زیاد انھیں نقصان نہ پہنچائے۔

امام حسین علیہ السلام:۔ پھر تم ایسی جگہ چلے جاؤ جہاں سے ہماری مقتل نہ دیکھ سکو اور میرے

استغاثے کی آواز کو نہ سن سکو

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں حسینؑ کی جان ہے۔ جو شخص بھی ہماری فریاد کو سنے گا اور اس نے ہماتی امداد نہ کی تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو اوندھے منہ جہنم میں ڈالے گا۔

ہرشمہ کہتا ہے میں الٹے پاؤں کربلاء سے واپس فرار کر آیا تا کہ ان کی مقتل کو نہ دیکھوں اور ایسا ہی ہوا۔ (بحوالہ امالی شیخ صدوق، تاریخ ابن عساکر، بحار الانوار)

نکتہ

اس واقعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کوفہ کے لوگوں کو کربلا کی اہمیت کا علم تھا اور امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے بھی واقف تھے البتہ مال وزر، بیوی بچوں اور گھروں کی محبت نے ان کو حق کا ساتھ دینے سے روک دیا تھا۔

آج ہمیں اپنے بارے سوچنا چاہیے کہ کہیں امام زمانہ عج کی آمد پر ہم بھی آپ کی نصرت کرنے کے حوالے سے اس قسم کے بہانے تو نہ بنائیں گے۔

پروفیسر ڈاکٹر رادھا کمار مکرجی

(پروفیسر تاریخ صدر شعبہ تاریخ لکھنؤ یونیورسٹی)

(حسین ڈے رپورٹ لکھنو)

تاریخ جن عظیم ترین کرداروں سے واقف ہے امام حسینؑ ان میں سے ایک ہیں فانی ہو کر لافانی تک پہنچ جانا محدود ہو کر لامحدود کو پالینا یہی ان کی زندگی تھی وہ تھے تو ایک فرد مگر انہوں نے اپنی ہستی کو وسعت دے کر پوری کائنات بنا دیا اس طرح وہ انسانیت کی مجسم اُمید بن گئے ان کی زندگی بتاتی ہے کہ انسان کس طرح دیوتا ہو سکتا ہے؟ امام حسین علیہ السلام نہ کسی عہد کے ہیں نہ کسی ملک کے ارضی حد بندیاں ان کی عظمت کو محدود نہیں کر سکتیں وہ تمام قوموں کے ہیرو ہیں۔

حضرت امام حسینؑ کی عمر ابن سعد کے نمائندہ سے ملاقات

عبیداللہ ابن زیاد نے عمر بن سعد کی کمان میں کوفہ سے چار ہزار افراد کو بھیجا اور وہ کربلا میں آپؑ سے ایک دن بعد پہنچا۔

عمر ابن سعد نے اپنے ساتھیوں میں سے عروہ بن قیس کو بلا کر کہا کہ تم امام حسینؑ کے پاس جاؤ اور ان سے سوال کرو کہ اس جگہ کیا کرنے آئے ہو؟ اور کس چیز نے انہیں مکہ سے نکالا ہے؟ جب کہ مکہ ان کا وطن تھا۔

عروہ نے کہا اے امیر! میں ان افراد میں سے ہوں جنہوں نے حسینؑ سے خط و کتاب کی ہے اور مجھے شرم آتی ہے کہ میں یہ پیغام لے کر ان کے پاس جاؤں۔

پس عمر بن سعد نے ایک اور شخص عبداللہ بن سبیعی کو بھیجا جو بڑا بہادر اور جنگجو تھا جو بھی اسے ذمہ داری دی جاتی تھی وہ اس سے پیچھے نہ ہٹتا تھا عمر بن سعد نے اس سے کہا کہ امام حسینؑ کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو کہ کس چیز نے ان کو مدینہ و مکہ سے نکالا؟ اور وہ کیا چاہتے ہیں؟

عبداللہ بن سبیعی امام حسینؑ کے پاس آیا جب امام حسینؑ کے ساتھیوں نے اسے دیکھا تو اس سے کہا کہ تم اپنی تلوار رکھ دو اور پھر مولا امام حسینؑ سے جا کر بات کرو۔

عبداللہ بن سبیعی ایسا تو ہرگز نہیں ہوسکتا آپ کا میری نظروں میں کوئی مقام نہیں ہے (معاذ اللہ) میں ابن سعد کا نمائندہ ہوں گا اگر تم میری ملاقات نہ ہونے دو گے تو میں واپس چلا جاؤں گا ابوثمامہ نے اس سے کہا ٹھیک ہے میں تیری تلوار کے دستہ پر اپنا ہاتھ رکھوں گا پھر تم میرے مولاؑ سے بات کر لینا۔

عبداللہ بن سبیعی نہیں خدا کی قسم! کوئی بھی میری تلوار کو چھو تک نہیں سکتا۔

ابوثمامہ: تم جو چاہتے ہو بات کرو مگر امام حسینؑ کے قریب نہیں جاسکتے تم دور کھڑے ہو کر پیغام دے سکتے ہو کیونکہ تم فاسق آدمی ہو۔

عبداللہ بن سبیعی غضب ناک ہوا اور اسی حالت میں عمر بن سعد کے پاس واپس آ گیا اور اسے آ کر

کہا کہ انہوں نے مجھے امام حسینؑ کے پاس پیغام دینے کیلئے نہیں جانے دیا۔

اس لیے میں واپس آ گیا ہوں عمر ابن سعد نے خزیمہ قبیلے کے ایک اور آدمی کو امام حسینؑ کی طرف

بھیجا وہ سامنے آیا اور بلند آواز میں امام حسینؑ کا نام لے کے پکارا۔

امام حسین علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے کہا کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون ہے ؟

اصحاب نے جواب میں کہا یہ اچھا آدمی ہے مگر اسوقت اس مقام پر کھڑا ہے۔

امام حسین علیہ السلام۔ اس سے سوال کرو یہ کیا چاہتا ہے ؟

آدمی: میں امام حسین علیہ السلام کے پاس جانا چاہتا ہوں۔

زہیر: اپنا اسلحہ رکھ دو اور اندر آ جاؤ۔

آدمی قبول ہے پھر اس نے اپنا اسلحہ وہیں پر رکھا اور خیمہ کے اندر امامؑ کی بارگاہ میں پہنچا اور امامؑ

کے ہاتھوں اور پاؤں کا بوسہ دیا اور کہا۔

اے میرے مولاؑ۔ کون سی بات آپ کو ہماری طرف لے آئی؟ اور کس چیز نے آپ کو اس جگہ پر

آنے کے لئے آمادہ کیا؟

امام حسین علیہ السلام: یہ اہل کوفہ کے خطوط ہیں۔

آدمی: مولاؑ جن لوگوں نے آپ کو خط لکھے وہ آج ابن زیاد کے خواص میں سے ہیں

امام حسین علیہ السلام: ۔اپنے کمانڈر کے پاس جاؤ اور اسے یہ بات بتاؤ۔

وہ شخص: اے میرے مولاؑ کون شخص جہنم کو جنت پر اختیار کرتا ہے خدا کی قسم! میں آپ کو چھوڑ کر

واپس نہ جاؤں گا یہاں تک کہ میں آپ کے سامنے شہادت پا جاؤں۔

اس کے بعد ابن سعد نے قرہ بن قیس حنظلی سے کہا اے قرہ تم پر پھٹکار ہو تم جاؤ اور حسینؑ سے پوچھو

کہ وہ کیوں آئے ہیں اور کیا چاہتے ہیں ؟

پس قرہ بن قیس امام حسین علیہ السلام کی طرف آئے اور جب امام حسین علیہ السلام نے آتے دیکھا تو

اصحاب سے سوال کیا کہ کیا اسے پہچانتے ہو......؟

حبیب ابن مظاہر نے کہا

یہ شخص حنظلہ تمیمی کی نسل سے ہماری بہن کا بیٹا ہے اور میں اس کے بارے میں جانتا ہوں کہ یہ اچھی رائے رکھنے والا ہے۔ میرے خیال میں یہ ایسا نہیں تھا کہ وہ ان کے ساتھ آئے گا۔

پس وہ امام حسینؑ کے پاس آیا آ کر امامؑ کو سلام کیا اور عمر بن سعد کا پیغام پہنچایا۔

امام حسین علیہ السلام نے جواب میں فرمایا۔

تمھارے شہر کے لوگوں نے لکھا تھا کہ میں ان کے پاس آؤں اور یہ بات ابن سعد کو بتا دو کہ میں نے اس شہر کا ارادہ اپنی مرضی سے نہیں کیا۔ بلکہ تمہارے شہر کے لوگوں نے مجھے لکھا کہ ان کا کوئی امام نہیں ہے اور انہوں نے مجھ سے درخواست کی کہ میں ان کے پاس آؤں۔

میں نے ان کے خطوط پر اعتماد کیا اور اس طرف آیا ہوں انہوں نے یہ بھی لکھا کہ اس شہر کے افراد نے میری بیعت کر لی ہے۔ اور یہ کہ وہ میری مدد کریں گے اور مجھے دھوکہ نہیں دیں گے انہوں نے مجھے اپنی مدد کے لیے پکارا اور ہم اس جگہ آ گئے اور اگر اب تم لوگ اس بات کو ناپسند کرتے ہو تو میں جدھر سے آیا ہوں ادھر ہی واپس لوٹ جاتا ہوں ... آپؑ نے یہ بھی فرمایا کہ کربلاء کی زمین تک مجھے گھیر کر لانے والا حر بن یزید الریاحی ہے میں ان سے جنگ کا آغاز نہیں کرنا چاہتا تھا اب جب کہ کوفہ کے لوگوں کی غداری و خیانت سامنے آ گئی ہے تو میں واپس جانے کے لیے تیار ہوں عمر بن سعد کے نام یہ پیغام بھی دیا کہ میری تمہارے ساتھ تعلق داری اور مضبوط رشتہ ہے۔ پس تم مجھے آزاد چھوڑ دو تا کہ میں واپس چلا جاؤں قاصد عمر بن سعد کے پاس واپس گیا اور مولا امام حسین علیہ السلام کا پیغام پہنچایا عمر بن سعد نے جب مولاؑ کا بیان سنا تو جواب میں کہا۔

خدا مجھے حسین علیہ السلام کے ساتھ جنگ کرنے سے بچائے اور محفوظ رکھے عمر ابن سعد نے ابن زیاد کو امام حسین علیہ السلام کی پوری بات تحریر کر کے بھیج دی اور ابن زیاد نے عمر بن سعد کے جواب میں لکھا کہ۔

امام حسین علیہ السلام کو کہہ دو کہ وہ اور اس کے تمام اصحاب یزید ابن معاویہ (لعن) کی بیعت کریں اگر وہ بیعت نہیں کریں گے تو ہم ان کے بارے میں جو چاہیں گے کریں گے۔

جب عمر بن سعد کے پاس ابن زیاد کا خط پہنچا تو عمر بن سعد نے یہ جملہ کہا۔

''ابن زیاد عافیت اور خیر کو چاہنے والا انسان نہیں ہے''۔

﴿ابن زیاد کے خط کا جواب﴾

عمر بن سعد نے زیاد کا خط امام حسین علیہ السلام کے پاس بھیجا امام حسینؑ نے اس خط کے جواب میں یہ جملہ فرمایا۔

''میں ابن زیاد کے خط کا جواب بالکل نہیں دوں گا اور اگر اس میں موت ہے تو موت کو میں خوش آمدید کہتا ہوں کیونکہ اس پر عذاب یقینی ہو چکا ہے اور وہ اس لائق نہیں کہ اسے خط کا جواب دیا جائے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا

- اللہ میرا انتقام بھی تم سے اسی طرح لے گا جس کا تمہیں وہم وگمان بھی نہ ہوگا
- میرے قتل کی پاداش میں اللہ تعالیٰ بنی امیہ کو ایسی ذلت دے گا جس میں سب شامل ہوں گے
- پس میں تو موت کو ایک سعادت اور ظالموں کے ساتھ زندگی کو انتہائی تکلیف دہ سمجھتا ہوں
- جو کسی مومن کی بے چینی کو دور کرے گا اللہ اس کی دنیا و آخرت کی بے چینی ختم کرے گا
- اللہ صاحب عزت وجلال میری مدد کرے گا اور مجھے اپنے حسن نظر سے محروم نہیں رکھے گا
- اللہ کے رسولؐ سے قرابت کی نسبت سے سب سے زیادہ اس خلافت کا حق دار میں ہوں
- جو تلواروں کی ضربت اور نیزوں کی اذیت پر صبر کر سکتا ہے وہی ہمارے ساتھ آئے

حبیب ابن مظاہر کو بنی اسد کے پاس بھیجنا

حبیب ابن مظاہر امام حسینؑ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یابن رسول اللہؐ! اس جگہ کے نزدیک ہمارے بنی اسد کی ایک بستی ہے کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں ان کے پاس جاؤں؟ اور آپ کی مدد کے لئے ان سے کہوں؟ ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ انہیں آپ کا مدافع قرار دے دے۔

امام حسینؑ: جی ہاں آپ کو اجازت ہے۔

حبیب نے رات کی تاریکی میں مخفی انداز سے اس بستی میں جا کر اپنا تعارف کرایا کہ وہ بنی اسد سے ہیں بستی والوں نے کہا کہ آپ کیا چاہتے ہیں ؟ حبیب نے کہا میں تمہارے پاس خیر اور بھلائی لے کر آیا ہوں ایسی اچھائی کہ کوئی بھی اس قسم کی اچھائی آپ کے پاس لے کر نہ آیا ہوگا۔

میں آپکو دعوت دیتا ہوں کہ تم اپنے نبیؐ کے بیٹے کی مدد کرو۔ وہ مومنین کی ایک جماعت سے ہیں۔ جو ان کے ساتھ ان میں سے ایک آدمی، ہزار آدمیوں سے بہتر ہے وہ ہرگز اس کو رسوا نہ کریں گے اور کبھی ان کو تنہا نہیں چھوڑیں گے یہ عمر ابن سعد ہے اس نے ان کو اپنے گھیرے میں لے لیا ہے تم لوگ میری قوم اور میرا قبیلہ سے ہو میں تمھارے پاس یہ نصیحت اور خیر خواہی لے کر آیا ہوں کہ تم لوگ آج فرزند رسولؐ کی مدد کرو گے اور اس کی اطاعت کرو گے تو دُنیا و آخرت کا شرف و مرتبہ پاؤ گے میں خدا کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ رسول اللہؐ کی بیٹی کے بیٹے کے ہمراہ اللہ کو راضی اور صبر کرتے ہوئے اور اس کا اجر چاہتے ہوئے جو بھی تم سے قتل ہوگا وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہوگا۔

بنی اسد کا ایک آدمی جسے عبداللہ بن بشر کہتے تھے۔ فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور اس نے کہا میں پہلا وہ شخص ہوں جو اس دعوت کو قبول کرتا ہوں اور پھر اس نے اپنی دلیری اور بہادری کے اظہار کے لیے رجزیہ اشعار بھی پڑھے۔

اس طرح بستی کے لوگوں میں سے 90 افراد مدد کے لئے تیار ہو گئے اور انہوں نے امام

حسین علیہ السلام کا ساتھ دینے کے لیے ان کے حق میں فیصلہ دے دیا اس بستی سے ایک بد بخت اور خائن شخص نے اسی وقت رات کو عمر بن سعد کے پاس پہنچ کر اسے اس واقعہ کی اطلاع دے دی ابن سعد نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک ازرق نامی شخص کو چار سو سپاہی دیئے اور اس کو بنی اسد کی بستی کی طرف بھیجا اور جب وہ لوگ رات کی تاریکی میں امام حسینؑ کے لشکر کی طرف آ رہے تھے تو دریا کے کنارے ابن سعد کے سپاہیوں کے ساتھ ان کا سامنا ہوا جب کہ ان کے اور امام حسینؑ کے لشکر کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ باقی رہ گیا تھا۔ ان کی آپس میں سخت جنگ ہوئی۔ حبیب ابن مظاہر نے ازرق سے کہا کہ تمہارے لئے بربادی ہو اور تم کو ہماری رفاقت نصیب ہی نہ ہو ہمارا راستہ چھوڑ دے تا کہ تیری وجہ سے کوئی اور بد نصیب نہ ہو جائے اس نے راستہ چھوڑنے سے انکار کر دیا اور بنی اسد نے دیکھا کہ وہ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے وہ شکست کھا کر واپس اپنی بستی کی طرف مڑ گئے اور پھر رات کی تاریکی میں ابن سعد کے خوف سے انہوں نے پوری بستی خالی کر دی اور اس علاقہ کو رات کی تاریکی میں چھوڑ کر کسی ویرانے کی طرف چلے گئے جب حبیب ابن مظاہر واپس آئے اور سارے واقعہ کی اطلاع دی تو امام حسینؑ نے فرمایا۔

لاحول ولاقوۃ الاباللہ۔ (بحوالہ الفتوح ج ۵ ص ۱۰۰ بحار الانوار ج ۱ ص ۳۸۶ العوام ج ۱۷ ص ۲۳۷)

❁❁❁❁❁

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا

- عزاداروں کے آنسو میری والدہ گرامی مرہم کے طور پر میرے زخموں پر لگاتی ہیں
- عقل اسی وقت کامل ہوگی جب حق کی پیروی ہو
- سب سے زیادہ سخی وہ ہے جو ان کو بھی دے جن کو اس سے کوئی اُمید نہ ہو

﴿عبداللہ بن حصین لعن......اور امام حسین علیہ السلام کی بددعا﴾

حمید بن مسلم کربلا کا خبر نگار کہتا ہے کہ عبیداللہ ابن زیاد کی طرف سے ابن سعد کی طرف یہ حکم آیا کہ امام حسین علیہ السلام کے اصحاب اور دریا کے درمیان رکاوٹ کھڑی کر دی جائے تا کہ وہ اس دریا سے پانی کا ایک قطرہ بھی نہ پی سکیں۔

جیسے ہی پانی کی بندش کے بارے یہ حکم نامہ امام حسینؑ کے قتل سے تین روز قبل آیا تو عمر بن سعد نے عمرو بن حجاج کو ۵۰۰ سپاہی دے کر دریا فرات پر پہرہ بٹھا دیا۔ چنانچہ ان ملاعین نے امام حسینؑ اور آپؑ کے بچوں و اہل و عیال و اصحاب پر پانی بند کر دیا یہ امام حسینؑ کے قتل سے تین دن پہلے کا واقعہ ہے

﴿امام حسین علیہ السلام کی شان میں گستاخی کی سزا﴾

اسی دوران عبداللہ بن حصین ازدی نے امام حسین علیہ السلام کو خطاب کر کے اس طرح گستاخی کی۔

"تم اس پانی کو دیکھ رہے ہو گویا کہ یہ آسمان کا سینہ ہے خدا کی قسم! تم اس سے ایک قطرہ بھی نہ چکھ سکو گے۔"

امام حسین علیہ السلام نے اس کے یہ گستاخانہ جملے سن کر فرمایا کہ اے اللہ اس کو پیاسا قتل کر اور اس کو کبھی بھی معاف نہ کر۔

حمید کہتا ہے جب وہ بیمار ہوا اور میں اس کی عیادت کو گیا اس خدا کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں نے دیکھا کہ وہ اتنا پانی پیتا تھا کہ اس کا پیٹ پھول جاتا تھا لیکن اس کی پیاس ختم نہ ہوتی تھی اور وہ اسی حالت میں ہی ہلاک ہوا۔

(بحوالہ تاریخ طبری ج ۳ ص ۳۱۱ الارشاد ص ۲۲۸ الکامل فی التاریخ ج ۲ ص ۵۵۶ بحار الانوار ج ۴۴ ص ۳۸۹ العوالم ج ۱۷ ص ۲۴)

امام حسینؑ کا اپنے اصحاب کو کوثر پلانا اور جنت کے کھانے کھلانا

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

جب امام حسین علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں پر پانی بند کر دیا گیا تو امام حسین علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم میں سے جو پیاسا ہے میرے پاس آئے اس اعلان کے بعد آپؑ کے اصحاب میں سے ایک ایک نے باری باری آنا شروع کیا جو بھی آپؑ کے پاس آتا تھا آپ اس کے منہ میں اپنا انگوٹھا چوسنے کے لیے دیتے تھے اس طرح اصحاب باری باری سیراب ہوتے گئے اور ہر ایک نے کہا کہ اس نے انگوٹھے سے ایسی لذت اور مٹھاس محسوس کی ہے کہ دُنیا میں کوئی بھی ایسی لذیذ چیز اس کا بدل نہیں ہو سکتی۔

شب عاشور اور جنت کا طعام

شب عاشور مغرب کی نماز کے بعد امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو اپنے پاس اکٹھا بٹھایا اور انہیں جنت کے کھانوں میں سے کھانا کھلایا اور کوثر کے پانی سے سیراب بھی کیا ظاہر ہے دُنیا کی غذا اور پانی آخرت کی غذا اور پانی سے مختلف ہے۔ جو چیز لوگوں کو جنت الفردوس میں نصیب ہونی ہے وہ آپ نے اپنے اصحاب کو اسی دُنیا میں عطاء فرمائی اس کی لذت سے انہیں لطف اُٹھانے کا موقع عطاء فرمایا یہ آپ کی کریمی کی اعلیٰ مثال ہے۔

امام حسین علیہ السلام کے بارے میں ہے کہ انہوں نے جنت کے پانی سے اپنے اصحاب کو سیراب کیا اور جنت کا کھانا بھی کھلایا۔ اور اس سے انہیں روحانی تقویت اور دل کی مضبوطی اور اطمینان قلب اور حصول یقین حاصل ہوا لیکن دُنیاوی اور مادی جسم کی پیاس تو اس سے نہیں بجھی اور وہ تمام سختیاں آخر تک برداشت کرتے رہے اور یہ ایک راز الٰہی ہے۔ جس سے سوائے امامؑ کے کوئی آگاہ نہیں ہے۔

(بحوالہ دلائل الامامۃ ص ۷۸ الامعۃ الساکبہ ج ۴ ص ۵۶ ص ۶۷ ۳ تظلم الزہراء ص ۸ مدینۃ المعاجز ج ۳ ص ۶۳ ۴ حدیث نمبر ۳۳)

غیر مسلم سیاح کا پانی لانا

ایک غیر مسلم سیاح جو میدان کربلا میں موجود تھا وہ امام حسین علیہ السلام کے پاس ایک برتن پانی سے بھر کر آپؑ کے پاس لایا کہ آپ پئیں تو آپ نے وہ کاسہ اس سے لیا اور زمین پر پانی کو انڈیل دیا۔ اور فرمایا تمہارا کیا خیال ہے؟ کہ ہم پانی حاصل کرنے پر قدرت نہیں رکھتے سامنے دیکھو اور جب اس نے دیکھا تو آپ کے سامنے پانی کی نہریں جاری تھیں امام حسینؑ نے اس کے کاسہ کو کنکریوں سے بھرا تو وہ کنکریاں موتی اور جواہرات بن گئیں (بحوالہ الدمعۃ الساکبہ)

سردار جسونت سنگھ

(ایم، اے، بی، ایس، سی، این، ڈی (لندن)

(حسین ڈے رپورٹ)

دُنیا کی تاریخ میں بے شمار لڑائیاں لڑی گئیں لیکن کربلا کی لڑائی اپنی اہمیت کے لحاظ سے بے حد نمایاں جنگ تھی کیونکہ یہاں ہم کو یہ دِکھائی دیتا ہے کہ نیکی اور بدی کی قوتیں اپنے انتہائی درجہ کمال تک پہنچ کر ایک دوسرے کے خلاف صف آراء تھیں۔

حسینؑ صداقت اور فرض شناسی کا مجسمہ تھے جو سختیاں ان کو برداشت کرنا پڑیں وہ اتنی اندوہناک ہیں کہ ایک سنگین دِل کو بھی توڑ دیتی ہیں لیکن حسینؑ کے قدم کو ادائے فرض میں ذرا بھی لغزش نہیں ہوتی۔

حضرت عباسؑ کو پانی کے لیے روانہ کرنا

جب امام حسین علیہ السلام کے بچوں کو سخت پیاس لگی تو آپؑ نے حضرت عباسؑ کو بلایا۔ اور بچوں کے واسطے پانی لانے کا حکم دیا۔ حضرت عباسؑ اپنے ہمراہ ساتھیوں کو لیکر پانی لانے کے لیے دریا کے کنارے پر گئے اس طرح کہ 30 سپاہی آپؑ کے ساتھ گھوڑوں پر سوار تھے بیس پیدل افراد کا دستہ تھا بیس مشکیں آپؑ کے ہمراہ تھیں آپؑ نے فرمایا عباسؑ جاؤ اور جا کر دریا سے پانی لے آؤ حضرت عباسؑ کی کمان میں یہ دستہ رات کی تاریکی میں دریا پر گیا اور آپ کے آگے آگے نافع بن ھلال جملی تھے اور ان کے پاس پرچم تھا۔

عمرو بن حجاج نے آواز دی کون ہو؟

نافع: میں نافع بن ھلال ہوں۔

عمر کیوں آئے ہو؟

نافع: پانی لینے آیا ہوں جس کو تم نے ہم سے روک رکھا ہے۔

عمر: نہیں خدا کی قسم اس پانی سے تم ایک قطرہ بھی نہ لے جاسکو گے تاکہ امام حسینؑ اور ان کے ساتھی پیاسے رہیں اس کے ساتھ ہی عمر نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہ سب ان کے سامنے نکل کر آ گئے

عمر بن حجاج: یہ لوگ پانی نہیں پی سکتے ہمیں اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ کو پانی سے روک سکیں۔

نافع: اپنے پیدل دستہ کے ساتھیوں سے کہا کہ آگے بڑھو اور مشکیں پانی سے بھر لو چنانچہ انہوں نے مشکیں بھر لیں۔

عمرو ابن حجاج کے آدمیوں نے ان پر حملہ کر دیا حضرت عباسؑ اور نافعؒ نے اپنے سوار سپاہیوں کے ساتھ ان پر جوابی حملہ کر دیا اور ان کو آگے بڑھنے سے روکے رکھا اس طرح امام حسینؑ کے اصحاب پانی کی مشکیں لے کر خیام میں پہنچ گئے۔

نافعؒ نے عمرو بن حجاج کے آدمیوں سے ایک کو نیزہ مارا جس سے وہ آدمی مر گیا اور یہ پہلا مقتول ہے

جواس رات زخمی ہوا اور مارا گیا اس مختصر پانی سے بچوں کو سیراب کیا گیا ظاہر ہے پانی کی اتنی کم مقدار چھوٹے بچوں کے لیے کافی نہ تھی چہ جائیکہ اس سے بڑوں کو سیراب کیا جاتا۔

(بحوالہ الفتوح ج ۵ ص ۱۰۲ تاریخ طبری ج ۳ ص ۳۱۲ اللھوف ص ۱۳۸ العوالم ج ۱۴ ص ۱۲۳ اخبار الطّوال ص ۲۵۵ وقعۃ لطف ص ۱۹۱)

پروفیسر بشمبر ناتھ سکینہ

(الامان دہلی)

محمدؐ اور حسینؑ اگر تاریخ اسلام سے ان دو ناموں کو نکال دیجئے تو کچھ باقی ہی نہیں رہتا اول نے تعلیم دی اور ثانی الذکر نے عمل کر دکھایا اول نے آواز دی اور ثانی الذکر نے لبیک کہا۔

اسلام مجموعہ ہے دو الفاظ کا علم اور عمل محمدؐ علم تھے اور حسینؑ عمل ان دونوں کے مجموعہ سے اسلام کی تاریخ بنتی ہے۔ اگر حسینؑ اپنے خون سے محمدؐ کے علم کو عمل نہ بناتے تو بعض معترفین کے نزدیک دِین کا عملی پہلو کمزور ہو جاتا۔

کس قدر عظیم اور مقدس تھا وہ انسان جس نے اپنا خون دے کر دین کی تکمیل کر دی اور معترفین کو اعتراض کا موقع نہ دینے کے لیے اپنی جان دینا گوارا کر ایا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی عمر بن سعد سے ملاقات

خطیب خوازرمی نقل کرتا ہے کہ حضرت امام حسینؑ نے اپنے اصحاب میں سے ایک صحابی ''عمرو بن قرظہ انصاری'' کے ذریعہ عمر بن سعد کے پاس پیغام بھیجا کہ میں تم سے ملنا چاہتا ہوں مولاؑ نے تجویز دی کہ آج رات کے وقت میرے اور اپنے لشکر کے درمیان آکر مجھے ملو۔

ابن سعد بیس سپاہیوں کے ہمراہ اور امام حسین علیہ السلام بھی ۲۰ ساتھیوں کے ہمراہ اپنی جگہ سے چلے اور دونوں لشکروں کے درمیان اکھٹے ہوئے امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو ایک جانب ہٹ جانے کو کہا اور آپ کے ہمراہ فقط حضرت عباسؑ اور علی اکبرؑ رہ گئے۔

اور عمر بن سعد نے اپنے ساتھیوں کو ایک طرف کر دیا اور فقط اس کے ہمراہ اس کا بیٹا حفص اور ایک غلام باقی رہ گیا۔

پس دونوں نے باہم کافی دیر گفتگو کی بعض کا خیال ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے اس دوران ابن سعد کو یہاں تک کہا کہ تم ابن زیاد کو چھوڑو اور میرے ساتھ ہو جاؤ امام حسینؑ نے ابن سعد سے یہ گفتگو فرمائی۔

یا بن سعد ویحک اتقاتلنی اما تتقی اللہ الذی الیہ معادک فانا بن من علمت الاتکون معی وتدع ھولاء فانہ اقرب الی اللہ تعالیٰ مالک ذبحک اللہ علی فراشک عاجلاً ولا غفرلک یوم حشرک اللہ وانی لارجو ان لاتاکل من بر العراق الا یسیرا.

حضرت امام حسین علیہ السلام ابن سعد سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں تمہارے اوپر پھٹکار ہو اے ابن سعد! کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے؟ جس کے پاس پلٹ کر جانا ہے کیا تو مجھ سے جنگ کرے گا؟ جب کہ تو میرے بارے میں سب کچھ جانتا ہے کہ میں کس کا بیٹا ہوں؟ انھیں چھوڑو اور میرے ساتھ ہو جاؤ اور کیونکہ یہ بات تیرے لئے اللہ کے پاس جانے کے حوالے سے زیادہ نزدیک اور بہتر ہے۔

عمر بن سعد: مجھے ڈر ہے میرا گھر گرادیں گے۔

امام حسین علیہ السلام: میں تیرے لئے اسے بنادوں گا۔

عمر بن سعد: میں ڈرتا ہوں کہ میری زمین چھین لی جائے گی۔

امام حسین علیہ السلام: میرا حجاز میں جو مال ہے اس میں سے بہتر مال تجھے دے دوں گا۔

عمر ابن سعد: میرے اہل وعیال ہیں مجھے ان کے بارے میں خطرہ ہے۔

عمر بن سعد کی یہ بات سن کر آپؑ چپ ہو گئے اور مولاؑ نے اس کو جواب نہ دیا۔

پس امام حسین علیہ السلام نے اسے چھوڑ کر آتے ہوئے اس کے مستقبل کے بارے میں یہ جملے فرمائے۔

امام حسین علیہ السلام: کیا ہو گیا ہے تجھے اے عمر سعد؟ خدا تجھے بہت جلدی تیرے بستر پر ذبح کرے! اللہ حشر کے دن تجھے معاف نہ کرے! اور مجھے امید ہے کہ تم عراق کی صرف تھوڑی سی گندم ہی کھا سکو گے۔

ابن سعد نے اس جملے کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔ اچھا گندم نہ ملی تو میں عراق کے جو ہی کھالوں گا۔

عمر ابن سعد کو ابن زیاد نے یہ لالچ دیا تھا کہ اگر وہ امام حسینؑ سے جنگ کرے گا تو اسے رے (طہران) کی گورنری دی جائے گی تو امام حسینؑ نے اسے یہ بھی کہا کہ تجھے نہ گورنری ملے گی نہ کچھ اور تجھے ملے گا

﴿عمر بن سعد لعن کی ہلاکت﴾

مولاؑ کی پیشین گوئی کے تحت ایسا ہی ہوا کہ جب مختارؒ کی حکومت آئی تو مختار کے گھر میں عمر بن سعد کی بہن تھی اور عمر بن سعد نے مختار سے امان نامہ لیا ہوا تھا امان نامہ میں تحریر تھا۔

''عمر بن سعد کے لئے یہ امان نامہ ہے کہ جب تک وہ حدث نہ کرے''۔

اور عمر بن سعد یہ امان نامہ ہر وقت اپنے ساتھ رکھتا تھا مختار نے عمر بن سعد کو مارنے کے لیے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ رات جب وہ اپنے بستر پر سویا ہوا ہو تو تم اس کے پاس پہنچ جاؤ اور جب

وہ انہیں امان نامہ دکھائے تو اس سے کہو تم حدث کر چکے ہو لہذا یہ امان نامہ باطل ہے کیونکہ حدث کے دو معنی ہیں [وضو ٹوٹنا اور ایک نیا واقعہ کرنا فتنہ کھڑا کرنا] اور ظاہر ہے سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اس طرح بستر پر عمر بن سعد کو ذبح کر دیا گیا اور اسے عراق کی گندم نصیب نہ ہوئی اور رے کی سلطنت بھی نہ ملی اور جلد ہی واصل جہنم ہو گیا۔ اور جو کچھ امام حسینؑ نے اس کے بارے میں فرمایا وہ سب سچ ثابت ہوا۔

(بحوالہ المناقب لابن شہر آشوب ج ۴ ص ۵۵ بحار الانوار ج ۴۵)

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا

- جس کا مددگار خدا کے علاوہ کوئی نہ ہو خبردار اس پر ظلم نہ کرنا
- اس قوم کے متعلق کیا کہتے ہو جس نے ہمیں ناناؐ کے مزار سے نکلنے پر مجبور کر دیا
- مجھ سے اتنی دور چلے جاؤ کہ میری صدا استغاثہ نہ سن سکوں ورنہ تم پر عذاب الٰہی نازل ہوگا
- قائم (عج) کی غیبت کے بارے میں تھوڑے لوگ ایمان پر رہ جائیں گے
- اللہ کی رضا ہم اہلبیتؑ کی رضا ہے حضرت
- اگر دنیا میں میرے لیے کوئی پناہ گاہ نہ ہو تب بھی میں یزید لعن کی بیعت نہیں کروں گا
- میرے قتل سے اللہ تعالیٰ تمہارے دردناک عذاب میں اضافہ کرتا رہے گا
- حضرت نبی اکرمؐ کا یہ حکم ہے کہ میں مخدرات عصمتؑ کو ساتھ لے جاؤں

﴾حضرت امام حسینؑ کی طرف سے عراق چھوڑنے کی پیش کش﴿

عقبہ بن سمعان کہتے ہیں کہ میں مدینہ سے امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ تھا مدینہ سے مکہ اور پھر مکہ سے براستہ مدینہ عراق تک ساتھ رہا یہاں تک کہ آپ کو شہید کر دیا گیا میں نے آپ کے تمام خطابات سنے، خط و کتابت سے آگاہ رہا، خدا کی قسم! کسی بھی مرحلہ پر امام حسینؑ نے یہ جملے نہیں فرمائے کہ مجھے یزید کے پاس لے چلو اور وہ جو فیصلہ دے گا مجھے قبول ہوگا جیسا کہ بعض لوگوں میں یہ بات مشہور ہے اور نہ ہی مولاؑ نے جملے فرمائے کہ مجھے چھوڑ دو تا کہ میں اسلامی مملکت کی سرحدات میں سے کسی سرحد کی طرف چلا جاؤں لیکن آپ نے یہ جملہ ارشاد فرمایا۔ **دعونی فلأ ذهب فی هذه الارض العریضه حتی ننظر مانصیر امر الناس** (بحوالہ تاریخ طبری ج ۳ ص ۳۱۴ مقاتل الطالبیین ص ۱۱۳)

امام حسینؑ: تم لوگ مجھے چھوڑ دو تا کہ میں اس وسیع زمین میں کہیں چلا جاؤں یہاں تک کہ ہم انتظار کریں کہ لوگوں کا انجام کیا ہوتا ہے؟

﴾نکتہ﴿

بہر حال مولاؑ کا اٹل فیصلہ تھا کہ آپ نے یزید لعن کی بیعت نہ کرنا تھی چاہے اس کا نتیجہ جو بھی ہو جیسا کہ سابقہ بیانات میں یہ فیصلہ کئی حوالوں سے بیان ہو چکا ہے۔ پس ہر وہ بیان جو امام علیہ السلام کے واضح بیانات اور مقام و حیثیت کے منافی ہو اسے درست تسلیم نہیں کیا جا سکتا آپ نے فرما دیا تھا کہ **مثلی لا یبایع مثله** مجھ جیسا اس جیسے کی بیعت نہیں کر سکتا اور فرمایا تھا کہ **لو لم یبق من الدُنیا ملجاء ولاماوی لمابایعت یزید بن معاویۃ** اگر دُنیا سے کوئی پناہ گاہ اور ٹھکانہ میرے لیے باقی نہ رہ جائے تب بھی یزید بن معاویہ کی بیعت نہ کروں گا۔

﴿عمر بن سعد کا ابن زیاد کے نام خط﴾

جب عمر بن سعد نے ابن زیاد کی طرف خط لکھا کہ امام حسینؑ کربلا سے واپس جانے کو تیار ہیں تو ابن زیاد نے یہ خط پڑھ کر کہا کہ خیر خواہ آدمی کا خط ہے ایک سربراہ کے لئے وہاں پر اس وقت شمر بن ذلجوشن موجود تھا اس نے ابن زیاد سے کہا کیا تم اس کی یہ بات بھول گئے ہو؟ کہ وہ یزید لعن کی بیعت نہیں کرے گا اب جب کہ وہ تمہارے پہلو میں تمھاری زمین پر اتر چکا ہے۔ تم اسے آزاد چھوڑنا چاہتے ہو؟

خدا کی قسم! اگر وہ تمہارے علاقے سے چلا گیا تو وہ زیادہ طاقت پکڑے گا۔ اور پھر تم اس پر قابو نہ پاسکو گے۔

شمر لعن کی رائے سن کر ابن زیاد (لعن) نے کہا کہ جو تمھاری رائے ہے وہ ٹھیک ہے اس کے بعد اس نے عمر بن سعد کو خط لکھا۔

﴿ابن زیاد کا عمر بن سعد کے لیے جواب﴾

میں نے تجھے امام حسین علیہ السلام کے پاس اس لئے نہیں بھیجا تھا کہ تم وہاں جا کر ان سے صلح کے لیے مذاکرات کرو اور ٹھہر جاؤ بلکہ تمہارے لیے میرا واضح حکم ہے کہ دیکھو اگر تو امام حسینؑ اور ان کے اصحاب ہمارے حکم کو تسلیم کرتے ہیں اور یزید کی بیعت کرنے پر آمادہ ہیں تو انہیں ہمارے پاس بھیجو وگرنہ ان کے ساتھ اتنی جنگ لڑو کہ انہیں قتل کر کے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دو کیونکہ وہ اسی کے مستحق ہے۔

(معاذاللہ)

اور جب حسین علیہ السلام کو قتل کرو تو اس کے جسم پر گھوڑے دوڑاؤ اور اگر تم اس بات سے انکاری ہو تو ہماری فوج کی کمان کو چھوڑ دو اور ہماری فوج سے الگ ہو جاؤ اور یہ فوج شمر ابن ذلجوشن کے حوالے کر دو۔ اور ہم نے شمر کو اپنا حکم بتا دیا ہے۔

حضرت ام البنینؑ کے بیٹوں کے لئے امان نامہ اوران کا جواب

عبداللہ بن ابی المحل بن حزام الکلابی نے ابن زیاد سے کہا کہ ہماری بہن کے بیٹے امام حسینؑ کے ہمراہ ہیں اگر تمہاری رائے ہوتو ان کے لئے ایک امان نامہ لکھ دو۔

ابن زیاد نے حضرت عباسؑ، عبداللہ، جعفرؑ اور عثمانؑ جو کہ ان کے قبیلے کی بہن کے بیٹے تھے ان کے لئے امان نامہ تحریر کردیا کربلاء میں یہ امان نامہ ان کی خدمت میں پہنچایا گیا تو ان چاروں بھائیوں نے کہا کہ ہمارے لئے مرجانہ کے بیٹے کی امان سے اللہ کی امان بہتر ہے۔

اسی طرح شمرلعین جب کربلا پہنچا تو وہ امام حسینؑ کے لشکر کے سامنے آیا اور بلند آواز سے کہا کہ ہماری بہن کے بیٹے عباس، جعفر، عبداللہ اور عثمان کہاں ہیں؟ لیکن کسی نے جواب نہ دیا۔

تو امام حسین علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا اس کو جواب دو اگرچہ وہ فاسق ہے مگر تمھارے رشتہ میں وہ ماموں ہیں تو ان چاروں بھائیوں نے بلند آواز میں کہا کہ تم ہم سے کیا چاہتے ہو اور کیوں آوازیں دے رہے ہو؟

شمرلعین: اے میری بہن کے بیٹو! تمھارے لئے امان ہے حضرت امام حسینؑ کے ہمراہ کیوں قتل ہوتے ہو؟ حاکم شام کی اطاعت میں آجاؤ۔

عباسؑ: تباہی ہو تیرے لئے اے شمر۔ تجھ پر اللہ کی لعنت ہو، تیرے لائے ہوئے امان نامہ پر لعنت اور اے اللہ کے دشمن کیا تو کہتا ہے کہ سرکشوں کی اطاعت میں ہم آجائیں؟ تجھے یہ جملے کہتے ہوئے شرم نہیں آتی اور ہم اپنے بھائی کی نصرت وفتح چھوڑ دیں؟ ایسا ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتا۔

پس شمرلعین غضب ناک ہوکر واپس چلا گیا۔

9 محرم الحرام کی عصر اور ابن سعد کی لشکر کشی

عمر بن سعد نے نو محرم کی نماز عصر کے بعد اپنے لشکریوں سے کہا۔

اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ جب وہ لوگ سوار ہو گئے۔تو وہ خود بھی گھوڑے پر سوار ہوا اور لشکر امام حسین علیہ السلام پر چڑھائی کر دی۔اور فوج اشقیاء خیام حسینؑ کے قریب پہنچ گئی۔

حضرت امام حسین علیہ السلام اس وقت اپنے خیمے کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے اور تلوار کے دستے اور گھٹنوں پر سر رکھ کر آپؑ کو اونگھ آئی ہوئی تھی آپ کی بہن سیدہ زینب (صلواۃ اللہ علیھا) نے جب گھڑسواروں کا شور سنا تو وہ آپؑ کے قریب گئیں اور کہا اے بھائی! کیا آپ ان آوازوں کو نہیں سن رہے؟ جو قریب سے قریب ہوتی جا رہی ہیں۔

امام حسین علیہ السلام نے اپنا سر اُٹھایا اور فرمایا۔

انی رأیت رسول اللہؐ فی المنام فقال لی انک صائیر الینا عن قریب

میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپؐ نے فرمایا ہے کہ تم بہت جلد ہمارے پاس آ رہے ہو۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے اپنے نانا محمدؐ، بابا علیؑ اور اماں فاطمہؑ اور بھائی حسنؑ کو دیکھا ہے وہ سب کہہ رہے ہیں۔

اے حسین علیہ السلام! تم عنقریب ہمارے پاس آنے والے ہو۔پس بی بی سیدہ زینب (صلواۃ اللہ علیھا) نے اپنا سر اور ماتھا پیٹ لیا اور کہا ہائے تباہی و بربادی! آپؑ مرنے کے لیے تیار ہو گئے آپؑ کے بعد ہمارا کون ہے؟

امام حسین علیہ السلام بہن کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

اے پیاری بہنؑ

تباہی و بربادی آپ کی قسمت میں نہیں ہے آپؑ صبر کریں رحمان آپ پر رحم کرے گا آپ نہ روئیں۔اس سے دشمن خوش ہونگے۔

﴿حضرت عباسؑ کی آزمائش﴾

اتنے میں حضرت عباسؑ حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں مولاؑ دشمن آپؑ کے قریب آ گیا ہے۔ کیا حکم ہے ہم نے کیا کرنا ہے؟

امام حسین علیہ السلام وہاں سے اُٹھے اور حضرت عباسؑ سے فرمایا۔

ارکب بنفسی انت یا اخیی حتیٰ تلقاهم فتقول لهم مالکم وما بدألکم وتسألهم عماجاء بهم.

اے عباسؑ بھائی۔ میری جان آپؑ پر قربان۔

جاؤ تم ان سے جا کر بنفس نفیس ملاقات کرو اور ان سے پوچھو کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تم کیوں آئے ہو؟ کیا واقعہ رونما ہوا ہے تمہارے لئے کونسی نئی بات سامنے آئی ہے؟ اور تم کیا چاہتے ہو؟

﴿اہم استفادہ﴾

امام حسین علیہ السلام معصوم ہیں اور حضرت عباسؑ سے کہہ رہے ہیں کہ میری جان آپؑ پر قربان آپ خود سوار ہو کر جائیں۔ تو ایک امام معصومؑ ایک غیر معصوم کے لئے اس طرح نہیں کہتا تو پس یہ جملہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت عباسؑ بھی معصوم ہیں اور یہ جملہ آپؑ کی عظمت کی نشانی ہے کہ حسین علیہ السلام جیسی ہستی کہہ رہی ہے کہ میری جان آپؑ پر قربان۔

حضرت عباسؑ بیس سپاہیوں کے ہمراہ عمر بن سعد کے لشکر کی طرف گئے آپؑ کے ہمراہ زہیر ابن قین اور حبیب ابن مظاہر بھی تھے۔

حضرت عباسؑ نے ان سے پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا اور کس لیے آئے ہو؟ کیوں آ گئے ہو؟ کیا چاہتے ہو؟ کونسی نئی بات سامنے آئی ہے؟

لشکر عمر بن سعد: حاکم کا حکم ہے کہ ہم آپؑ کے سامنے تجویز رکھیں یا تو آپؑ ہمارے حکم کو تسلیم کریں اور بیعت کریں یا جنگ کے لئے تیار ہو جائیں۔

حضرت عباس علیہ السلام: جلدی نہ کرو میں یہ بات واپس جا کر اپنے آقا حضرت ابو عبداللہ کی خدمت

میں پیش کرتا ہوں جو وہ جواب دیں گے میں وہ تمہیں آ کر بتاتا ہوں باقی اصحاب وہیں پر رُکے رہے اور ابن سعد بھی وہیں ٹھہر گیا اور کہا کہ جاؤ اور پھر واپس آ کر ہمیں جواب بتاؤ۔

حضرت عباسؑ تیزی کیساتھ امام حسینؑ کے پاس آئے اور آ کر وہ خبر سنائی۔

ادھر حضرت عباس علیہ السلام کے ساتھیوں نے ان کیساتھ گفتگو شروع کی۔ اور کوفہ والوں کو نصیحتیں کرنا شروع کیں اور انہیں خوف خدا یاد دلایا اور یہ کہ وہ جس نبی کا کلمہ پڑھتے ہیں اس کا پاس کریں اور ان کی اولاد کو زنازادوں کی اولاد کے حکم پر قتل نہ کریں جنت کو چھوڑ کر جہنم کی راہ اختیار نہ کریں۔

جب حضرت عباس علیہ السلام نے عمر بن سعد کا پیغام پہنچایا تو مولا امام حسینؑ نے فرمایا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کا ایک رات کی مہلت مانگنا

حضرت امام حسینؑ نے حضرت عباسؑ سے فرمایا۔

ارجع اليهم فان استطعت أن تؤخرهم هذه العشية الى غدوة و تدفعهم عنا العشية لنصلى لربنا الليلة وندعوه و نستغفره فهو يعلم انى أحب الصلوٰة وتلاوة كتابه و كثرة الدعا والاستغفار.

ان کے پاس واپس چلے جاؤ اگر ہو سکے تو انہیں کل تک کے لئے موخر کر دو اور آج رات کے لیے انہیں ٹال دو تاکہ آج کی رات ہم اپنے ربّ کی عبادت کر لیں اور اپنے ربّ سے دعائیں مانگ لیں اور اپنے ربّ سے استغفار کر لیں کیونکہ وہ ربّ جانتا ہے کہ میں۔

میں نماز پڑھنے کو پسند کرتا ہوں اس کی کتاب کی تلاوت کو دوست رکھتا ہوں۔

وہ جانتا ہے کہ میں زیادہ دعاء کرنے سے محبت کرتا ہوں۔

وہ جانتا ہے کہ میں استغفار کرنے کو دوست رکھتا ہوں۔

حضرت عباس علیہ السلام اپنا گھوڑا دوڑاتے ہوئے عمر بن سعد کے پاس آئے اور کہا اے لوگو! اے عمر بن سعد!

ابوعبداللہ آپ سے کہتے ہیں کہ آج کی رات یہاں سے پیچھے ہٹ جائیں تا کہ وہ اس معاملہ میں غور کرسکیں کیونکہ یہ معاملہ تمہارے اوران کے درمیان ایسا ہے کہ اس میں کوئی جلدی نہیں ہے کہ آپ لوگ ابھی جنگ شروع کردیں۔اور جب ہم صبح کریں گے تو انشاءاللہ آپ سے ضرور ملاقات کریں گے جس کی تم خواہش کرر ہے ہواور اگر ہم نے ناپسند کیا تو آپ کی رائے کوٹھکرادیں گے۔

حضرت عباس علیہ السلام نے یہ باتیں اس لئے کہیں تا کہ رات بھر کیلئے انہیں مہلت پر آمادہ کرسکیں اور حضرت امام حسین علیہ السلام نے ایک رات کی مہلت اس لئے لی تا کہ وصیتیں کرسکیں۔
جن امور کی طرف حضرت امام حسین علیہ السلام نے نشان دہی کی وہ امور بجالائیں اور اس ایک رات مانگنے میں یقیناً کچھ اور راز بھی ہوں گے جس کے پیش نظر امام عالی مقام نے مہلت طلب کی
عمرابن سعد نے کہا اے شمر! تمہارا کیا خیال ہے؟
شمرلعن۔ جوتمہاری رائے ہو ہم آپ کی زیرکمان ہیں رائے تمہاری ہی ہوگی۔
عمر بن سعد کاش میں نہ ہوتا پھراس نے اپنی فوجوں کی طرف رخ کیا اور کہا تمہاری کیا رائے ہے؟
عمر بن حجاج بن مسلمہ ازدی نے کہا سبحان اللہ! خدا کی قسم! اگر ویلم کے غیر مسلم ہوتے اور تم سے اس طرح مہلت کی درخواست کرتے تو اس مقام پر ضروری تھا کہ انھیں بھی موقع دیتے یہ تو فرزند پیغمبرؐ ہیں۔
قیس ابن اشعث: وہ چاہتے ہیں ان کو موقع دو اور مجھے میری جان کی قسم ہے کہ جب صبح ہوگی تو وہ ضرور جنگ کریں گے۔
عمر بن سعد: خدا کی قسم! اگر میں یہ جان لوں کہ وہ ایسا ہی کریں گے تو میں آج رات کی مہلت ہی نہ دوں گا۔
علی اکبرؑ فرماتے ہیں کہ عمر بن سعد کی طرف سے ایک قاصد آیا اور کچھ فاصلے پر رک کر بلند آواز سے کہا کہ ہم نے کل تک کے لئے تمہیں مہلت دی ہے اگر تم ہمارے سامنے سرتسلیم خم کرو گے تو ہم آپ کو اپنے حاکم کے پاس لے جائیں گے اور اگر تم نے انکار کردیا تو ہم تمہیں ہرگز نہیں چھوڑیں گے۔

حضرت امام حسینؑ کا خاص صحابی

کربلا میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے خاص صحابی جناب ھلال بن نافع تھے جو ہر وقت آپؑ کے ہمراہ رہتے تھے شب عاشور امام حسین علیہ السلام اکیلے اپنے خیام کی پشت پر روانہ ہوئے ھلال بھی تلوار لیے آپؑ کے پیچھے پیچھے چل دیے۔ ھلال نے دیکھا امام حسین علیہ السلام خیام کے اطراف میں موجود ٹیلوں میں خفیہ مقامات اور خم دار راستوں کا معائنہ فرمار ہے ہیں۔ امام حسین علیہ السلام متوجہ ہوئے کہ کوئی پیچھے پیچھے آ رہا ہے آپؑ نے پیچھے مڑ کر سوال کیا کون ہو؟ میں نے عرض کی آپؑ غلام ھلال امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کیوں آ گئے؟ ھلال نے عرض کیا کہ اس تاریکی میں آپ کے تنہا نکلنے نے مجھے پریشان کر دیا اس لیے آ گیا امامؑ عالی مقام نے فرمایا میں خیام کے اطراف سے ایسی جگہ کا معائنہ کر رہا ہوں کہ دشمن کس جگہ سے حملہ کر سکتا ہے؟ تا کہ خیام کے دفاع کے لے منصوبہ بندی کر لی جائے ھلال کہتا ہے آپؑ نے اپنی داڑھی کو پکڑا ہوا تھا اور فرمار ہے تھے کہ خدا کی قسم آج ہی رات وعدہ کی رات ہے پھر ھلال کہتا ہے مجھ سے مولاؑ نے فرمایا کہ یہ ٹیلوں کے درمیان کوفہ کا راستہ جار ہا ہے میں نے تم سے بیعت اٹھالی ہے مجھ سے آزاد ہو مجھے چھوڑ کر امان میں چلے جاؤ میں نے جب یہ سنا تو روتے ہوئے آپؑ کے قدموں پر گر گیا اور عرض کیا مجھے جنگل کے درندے چیر کھائیں یہ آپؑ کیا فرمار ہے ہیں؟ میں ہرگز آپؑ کو چھوڑ کر نہ جاؤں گا۔

دفاعی انتظام

جب امام حسین علیہ السلام ان لوگوں کے پاس سے مایوس ہو گئے اور آپؑ کو ایک رات کی مہلت مل گئی اور آپؑ نے اس بات کو جان لیا کہ وہ کل آپؑ سے ضرور جنگ لڑیں گے تو آپؑ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اپنے خیام کے اردگرد تین اطراف میں خندق کھود دو اور اس میں خس و خاشاک ڈال کر آگ جلا دو تا کہ ہم دشمن کا مقابلہ ایک طرف سے کر سکیں اور جب ہم جنگ میں مصروف ہوں تو ہماری خواتین کی بے حرمتی نہ ہو۔

﴿شب عاشور اصحاب کی طرف سے مخدرات عصمت کو یقین دہانی﴾

ھلال بن نافع کا بیان ہے کہ جب مولا امام حسین علیہ السلام سے میں علیحدہ ہوا تو امام عالی مقامؑ خیام کے اندر تشریف لے گئے میں خیمہ کے باہر کھڑا ہو گیا اس اُمید کے ساتھ کہ مولاؑ جلدی باہر تشریف لائیں گے مولا جب اپنی ہمشیرہ کے خیمہ میں تشریف لے گئے تو آپ ان سے راز کی باتیں کرتے رہے اتنے میں بی بیؑ کے رونے کی آواز آئی اور بی بیؑ نے اپنے بھائی سے عرض کیا ہائے بھائی! میں تو آپؑ کی مقتل دیکھ رہی ہوں اور مجھے خواتین کے اس پریشان حال کاروان کو سنبھالنا ہے اور یہ لوگ جو اس وقت موجود ہیں ان کے دلوں میں آپؑ کے خلاف پرانے کینے ہیں یہ ایک بہت بڑی مصیبت ہے، میرے لیے ان منتخب جوانوں کا قتل ہو جانا بہت گراں اور تکلیف دہ ہے بنی ہاشمؑ کے جوانوں کا مارا جانا میرے لیے بڑی مصیبت ہے اس کے بعد بی بیؑ نے فرمایا کیا آپ نے اپنے اصحاب کی نیتوں کو پرکھ لیا ہے؟ کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جب حملہ ہو تو وہ آپ کو تنہا چھوڑ دیں اور آپ تلواروں اور تیروں کا نشانہ بنیں۔

ہلال کہتے ہیں کہ مولا امام حسین علیہ السلام یہ سن کر رو دیے اور فرمایا جی ہاں خدا کی قسم! میں نے ان سب کو آزما لیا ہے ان میں کوئی بھی چھوڑ کر جانے والا نہیں ہے سب بپھرے ہوئے شیروں کی مانند ہیں موت سے انہیں ایسی محبت ہے جس طرح شیر خوار بچے کو اپنی ماں کے دودھ سے پیار ہوتا ہے۔

جب ھلالؒ نے یہ بات سنی تو وہ کہتا ہے میں یہ سنکر رو دیا اور میں حبیبؒ بن مظاہرؒ کے خیمہ کی طرف سیدھا گیا۔ میں نے اسے دیکھا کہ وہ تلوار کو لیے اپنے خیمہ میں بیٹھے ہیں، اور اسے صاف کر رہے ہیں میں نے انہیں سلام کیا اور خیمہ کے دروازہ پر بیٹھ گیا۔

حبیبؒ: اے ہلالؒ اس وقت تم اپنے خیمے سے کیوں باہر آئے ہو؟

ھلال: پوری سرگذشت سناتا ہے۔

حبیب: اگر امام کا امر مانع نہ ہوتا تو ہم ان کے دشمنوں کے خلاف جلدی اقدام کرتے اور انہیں مزہ چکھاتے۔

ھلال: اے میرے پیارے حبیبؓ! میں تو حسین علیہ السلام کو ان کی بہنؑ کے خیمہ میں چھوڑ آیا ہوں ان کی بہنؑ اضطراب کی حالت میں ہیں اور انہوں نے بے تابی کا اظہار کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ باقی خواتین کو بھی اس کا احساس ہو چکا ہے اور وہ سب بی بیؑ کے ہمراہ پریشان ہیں کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ تم اپنے اصحاب کو اکٹھا کرو اور وہ تمام خواتین کے خیام کے سامنے جائیں اور انہیں ایسی بات کہیں کہ کہ ان کے دلوں کو سکون و اطمینان ہو جائے؟ اور ان کے دلوں سے دشمن کا خوف جاتا رہے؟ اور اصحاب کی وفاداری کے بارے بھی انہیں یقین کامل ہو جائے؟

حبیب اور ھلال: دونوں اس بات پر اتفاق کرتے ہیں اور باہر نکل کر اصحاب کو ان کے خیام سے آوازیں دیتے ہیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے اصحاب اپنے اپنے ٹھکانوں سے باہر آجاتے ہیں جب سب باہر آ گئے تو ان میں بنی ہاشم بھی موجود تھے۔

حبیب: بنی ہاشم کو مخاطب ہوتے ہیں اے بنی ہاشم! تم اپنے اپنے خیام میں واپس پلٹ جاؤ خدا آپؑ کو سکھ اور چین کی نیند نصیب کرے۔

حبیب: اصحاب کا رخ کر کے فرماتے ہیں۔

اے غیرت مندو! اے کچھار کے شیرو یہ ھلال ہیں جو ابھی میرے پاس آئے ہیں اور انہوں نے اس اس طرح کی باتیں بیان کی ہیں یہ آپؑ کے سردار کی بہنؑ اور باقی خواتین کو پریشانی اور رونے کے عالم میں چھوڑ آئے ہیں۔ اب تم بتاؤ کہ تمہارے اس بارے میں کیا خیالات ہیں۔

﴿اصحاب حضرت امام حسین علیہ السلام کا جذبہ ایثار﴾

سب نے اپنی تلواریں نیام سے نکال لیں اور اپنے عماموں کو سر سے اتار کر ان سب نے یک زبان کہا۔

اے حبیب! قسم ہے اس اللہ کی جس نے ہمیں ایسے مقام کی توفیق عطاء فرمائی ہے اگر دشمنوں نے حملہ کیا تو ہم ان کے سروں کو اڑائیں گے اور انہیں ان کے بڑوں کے ساتھ ملحق کر دیں گے ان کے مقدر میں ذلت و رسوائی ہے اور ہم اللہ کے رسولؐ کی وصیت جو ان کی اولاد اور فرزندوں کے بارے ہے اس کا مکمل لحاظ کریں گے۔

حبیبؒ: پھر سب چلو۔ حبیبؒ آگے آگے جا رہے تھے اور باقی اصحاب ان کے پیچھے دوڑتے ہوئے آ رہے تھے خیام کی طنابوں کے پاس آ کر رک گئے اور بلند آواز سے حبیبؒ نے کہا۔

اے بنت محمدؐ! اے ہمارے سرداروں کی اولاد یہ تمہارے جانثاروں کی تلواریں ہیں انہوں نے قسم اٹھائی ہے کہ وہ ان تلواروں کو ان کی گردن پر رکھیں گے جو آپؑ کے خیموں کی طرف دیکھے گا اور یہ آپؑ کے غلاموں کے نیزے ہیں انہوں نے قسم اُٹھائی ہے کہ وہ ان نیزوں کو ان کے سینوں میں توڑیں گے جو تمہارے مرکز کو متفرق کرنے کی سوچے گا۔

امام حسین علیہ السلام: اے آل اللہ کے حامیوں کی خواتین! تمہیں اجازت ہے کہ تم ان اصحاب سے خطاب کرو۔

﴿اصحاب کے نام خیام حسینیؑ سے خواتین کا پیغام﴾

خواتین اصحاب سے اس طرح مخاطب ہوتی ہیں اے طیب و طاہر اور پاکیزہ دلوں والے۔ یہاں پر خیام میں سیدہ فاطمہؑ کی بیٹیاں موجود ہیں تمہارے پاس کیا عذر ہوگا جب ان کے جد سے ملاقات کرو گے کہ تم نے ان کے دفاع کے لیے کیا کیا؟ پس اے اصحاب باوفاء، آل رسول کا دفاع کرو۔

حبیب: اور دیگر اصحاب امام حسینؑ نے تمام مستورات کو خطاب کر کے اپنی وفاداری کا یقین دلایا اور یہ جملے بھی کہے کہ اگر حکم ہو تو ہم اپنی گردنیں کاٹ کر آپکے قدموں میں ڈالنے کے لیے تیار ہیں۔

امام حسین علیہ السلام و مخدرات عصمتؑ نے تمام اصحاب کو دعائے خیر دی اور سب کو حکم دیا کہ وہ واپس اپنے اپنے خیموں میں چلے جائیں۔

شب عاشور......انصار کی طرف سے اعلان وفاداری کے بعد

حضرت امام حسین علیہ السلام نے یہ گفتگو فرمائی۔

اگر تم سب نے یہ طے کرلیا ہے اور اپنے نفسوں کو اس بات پر آمادہ و تیار کر چکے ہو جس کے لیے میں نے خود کو تیار کر رکھا ہے تو یہ بات جان لو کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندگان کو ان کی مشکلات اور تکالیف اُٹھانے کے برابر ان کو مقامات و منازل عطا فرماتا ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے خصوصی کرامت عطا فرمائی ہے اور میں اپنے گزشتہ بزرگان کا بقیہ ہوں اور ہمارے لیے اللہ کی جانب سے کرامات اور مقامات ہیں جن کے سامنے ان سب مصائب کو برداشت کرنا میرے لیے آسان ہے لیکن آپ کے لیے بھی اللہ کی ان کرامات سے ایک حصہ قرار دیا گیا ہے یہ بات جان لو کہ دُنیا کی لذت اور کڑواہٹ دونوں ایک خواب و سراب ہیں بیداری آخرت میں ہے کامیاب وہ ہے جس کی آخرت کامیاب ہے بد بخت وہ ہے جو آخرت میں بد بخت ہوگا کیا میں تمہیں اپنے بارے سب سے پہلے فیصلہ سے آگاہ نہ کردوں؟ اور تمہارے بارے بھی جو فیصلہ ہے وہ بھی تمہیں بتادوں اے ہمارے اولیاء اے ہمارے محبو اے ہماری خاطر تعصب رکھنے والو یہ سب کچھ اس لے بتادینا چاہتا ہوں تاکہ آپ پر مصائب برداشت کرنا آسان ہوجائے۔

سب نے عرض کیا جی ہاں یابن رسول اللہ ضرور بیان کریں۔

آپؑ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب آدمؑ کو خلق فرمایا اور ان کو ہر چیز کے اسماء کی تعلیم دے دی اور پھر ان اسماء کو فرشتوں پر پیش کیا محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ ان پانچ کے انوار کو آدم کی پشت میں رکھ دیا ان کے انوار تمام آسمانوں، تمام حجابات، جنتوں، کرسی، اور عرش پر اور ان کے تمام آفاق میں روشنی دے رہے تھے۔ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کے سجدہ کا حکم دیا ان کی تعظیم کرنے کے لیے کہا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ فضیلت دی کہ انہیں ان انوار و اشباح کا ظرف قرار دیا جن کے انوار کو پوری کائنات پر پھیلا دیا تھا۔ پس سب فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ سے انکار کردیا اور وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت کے سامنے نہ جھکا اور وہ انکاری ہوگیا کہ ہم اہل

البیتؑ کے انوار کے سامنے تواضع وانکساری کرے جب کہ سب فرشتوں نے تواضع بجالائی اور جھک گئے اس نے غرور کیا وہ بڑا بن بیٹھا انکار کرنا اور تکبر کرنا اور بڑائی کا اظہار ہی تھا جس نے انہیں کافروں سے قرار دے دیا پس نتیجہ یہ ہوا کہ آج جولوگ ہمارے مقابلہ میں کھڑے ہیں یہ سب شیطان کے پیرو ہیں اور کافروں سے ہیں ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

(بحوالہ تفسیر امام حسن عسکریؑ ۔ بحارالانور ج ۱۱ ص ۱۴۹)

﴿امام حسین علیہ السلام کا شب عاشورا اپنے قتل کی خبر دینا﴾

جب آپؑ کے تمام اصحاب اور اہل البیتؑ کے جوانوں نے مکمل حمایت کا اعلان کر دیا اور آپؑ کو تنہا چھوڑ کر جانے سے انکار کر دیا تو اس وقت امام حسینؑ نے ارشاد فرمایا۔

اے میری جماعت! کل میں قتل کر دیا جاؤں گا اور تم سب میرے ہمراہ قتل کر دیے جاؤ گے اور آپؑ میں سے کوئی ایک بھی زندہ نہیں بچے گا۔

پس تمام جانثاروں نے ملکر یہ جملے دہرائے۔

"الحمد لله الذی اکر منابنصرک وشرفنا باتعتل معک أولا نرضی ان نکون معک فی درجتک یا بن رسول الله"

تمام حمد ہے اس اللہ کے لیے جس نے ہمیں آپ کی مدد کرنے کی کرامت عطا کی ہے اور ہمیں اس راستہ میں آپؑ کے ہمراہ قتل ہو جانے کا شرف عطا فرمایا ہے اے فرزند رسولؐ ہم بھلا کس طرح اس بات پر خوش نہ ہوں؟ کہ ہم آپؑ کے ہمراہ آپؑ ہی کے مرتبہ و درجہ میں ہوں گے۔

حضرت شہزادہ امیر قاسمؑ کا شوق شہادت

امام حسین علیہ السلام نے اپنے تمام جانثاروں کے لیے دعائے خیر دی اس اثناء میں حضرت قاسمؑ بن حسن علیہما السلام نے اس چھوٹے سے اجتماع میں اٹھ کر یہ سوال کیا۔

چچا جان! کیا میں بھی ان افراد سے ہوں جو قتل کر دیے جائیں گے؟

امام حسین علیہ السلام نے اپنے کمسن بھتیجے کا یہ سوال سنکر ان سے پوچھ لیا۔

"یا نبی کیف تری الموت او کیف عندک الموت"

اے پیارے بیٹے موت کی آپ کے ہاں کیا حیثیت ہے؟ اور موت کے بارے میں آپ کیا رائے رکھتے ہیں؟

جناب قاسمؑ فورا بلا تامل جواب دیتے ہیں۔

یا عماہ احلی من العسل

اے چچا! شہد سے بھی زیادہ لذیذ و مزیدار۔

تو امام حسین علیہ السلام نے فرمایا

جی ہاں بیٹا تیرا چچا آپ پر قربان جائے! جن مردوں نے قتل ہو جانا ہے ان میں تم بھی شامل ہو۔ لیکن

بعدأن تبلو ابیلاء عظیم و ابنی عبداللہ الرضیع

بڑی آزمائش اور امتحان سے گذرنے کے بعد تم قتل کر دیئے جاؤ گے اور میرا بیٹا عبداللہ شیر خوار بھی مارا جائے گا یہ سنکر جناب قاسمؑ چونکے اور ایک سوال کیا۔

یاعم أھم یصلون الی النساء حتی یقتل عبداللہ وھو الرضیع

چچا جان! کیا وہ لوگ خواتین تک پہنچ جائیں گے عبداللہ تو شیر خوار ہے وہ اسے بھی قتل کر دیں گے؟

امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں نہیں بیٹا وہ میری زندگی میں ہمارے خیام تک نہیں آسکیں گے اور نہ ہی وہ خیام کے اندر گھس کر عبداللہ کو قتل کریں گے بلکہ جب روز عاشور ہوگا سب مارے جائیں گے

پیاس کی شدت ہوگی میں اپنے شیر خوار بچے کو لے کر اس سے وداع کر رہا ہوں گا اور اس وقت تیر کے ذریعہ میرے ہاتھوں پر ان کا قتل ہوگا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپؑ نے علی اصغرؑ کی شہادت کی خبر دی اور بتایا کہ میں اپنے شیر خوار کے لیے ان لوگوں سے پانی طلب کروں گا وہ پانی کے بدلے تیر کا پانی پلائیں گے اور اس طرح میرے ہاتھوں پر میرا علی اصغرؑ شہید ہوگا۔

﴿اہم نکات﴾

شب عاشورا کے اقدامات سے چند اہم نکات سامنے آتے ہیں۔

۱۔شب عاشورا آپ کے ہمراہ جتنے افراد موجود تھے ان میں سے کوئی ایک بھی آپؑ کو چھوڑ کر نہیں گیا اس پر اس خطاب کے الفاظ گواہ ہیں جن میں آپؑ نے فرمایا ہے کہ جیسے میرے اصحاب اور میرے اہل البیتؑ ہیں اس طرح کے وفادار، فداکار اور خیر خواہ اصحاب و اہل البیتؑ کسی کو بھی نصیب نہیں ہوئے۔

۲۔آپؑ کو اپنے پردہ داروں کی حفاظت کی کافی فکر تھی۔

۳۔حضرت قاسمؑ سے جو مکالمہ ہوا اس سے یہ بات واضح ہے کہ جو حسینیؑ فوج کا سپاہی بننا چاہتے ہیں اسے موت سے اسی طرح عشق و محبت ہو جس طرح حضرت قاسمؑ کو تھی۔

۴۔حضرت قاسمؑ کو بھی اپنے پردہ داروں کی فکر تھی۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا

- اے اہل عراق عنقریب اللہ مجھے تم سے بے نیاز کر دے گا
- بے شک عہد توڑنے والوں پر اللہ کی لعنت ہے
- جس کا بچھونا تقویٰ ہے اس کو کوئی پرواہ نہیں

زھیرؒ بن قینؒ اور حبیبؒ بن مظاہرؒ کا سوال

ان دونوں اصحاب نے روتے ہوئے شب عاشور یہ سوال کیا مولاً کیا علی زین العابدین علیہ السلام بھی قتل ہو جائیں؟ تو امام حسین علیہ السلام نے فرمایا بھلا یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ میری نسل کو ختم نہیں کرے گا وہ تو میرے بعد اس دُنیا کے لیے امان ہیں اور آٹھ آئمہ کے باپ ہیں۔

(بحوالہ مدینۃ المعاجز ج ۴ ص ۲۱۴ حدیث نمبر ۲۹۵ نفس المھموم ص ۲۳ تاریخ طبری ۲ ص ۲۲۰)

محمد بن بشیر کو جانے کی اجازت دینا

محمد بن بشیر حضرمی کو کربلاء میں یہ اطلاع دی گئی کہ اسی کی سرحد پر اس کے بیٹے کو اسیر بنالیا گیا ہے تو یہ سنکر بشیر حضرمی نے کہا میں اس کی اسیری کو خدا کی راہ میں حساب کے لیے پیش کرتا ہوں مجھے قسم ہے کہ میں اس بات کو ہرگز پسند نہیں کہ وہ میرے زندگی میں اسیر رہ جائے۔

امام حسین علیہ السلام نے بشیر سے فرمایا" خدا آپ پر رحم کرے آپ میری بیعت سے آزاد ہیں پس اپنے بیٹے کی آزادی کے لیے جو کچھ تم سے ہو سکتا ہے کر گزرو"۔

بشیر نے جواب دیا مجھے درندے زندہ زندہ چیر پھاڑ کھائیں کہ میں آپؑ کو چھوڑ کر جاؤں۔

پس امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے بیٹے کو یہ قیمتی لباس اور چادریں دیں تا کہ یہ جا کر اپنے بھائی کی رہائی کا انتظام کرے آپؑ نے جو پانچ عدد کپڑے دیئے جن کی قیمت ایک ہزار دینار بنتی تھی۔ (بحوالہ تاریخ ابن عساکر (ترجمہ الامام حسینؑ)

(ص ۱۵۴ اعیان الشیعہ ج ۱ ص ۶۰۱ العوالم ج ۱۷ ص ۲۴۴)

شب عاشورہ کے واقعات

﴿امام حسین علیہ السلام کا خطبہ اور اصحاب کو جانے کی اجازت﴾

حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں مریض تھا اور میں اپنے باپؑ کے قریب ہوا اور میں نے باباؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ۔

اثنی علی اللہ احسن الثناء واحمدہ علی السراء والضراء اللھم انی احمدک علی ان اکرمتنا بالنبوۃ وعلمتنا القرآن وفقھتنا فی الدین وجعلت لنا اسماعا وابصاراً وافئدۃ ولم تجعلنامن المشرکین اما بعد فانی لا اعلم اصحاباً اولیٰ ولاخیرامن اصحابی ولااھل بیت ابر ولا اوصل من اھل بیتی فجزاکم عنی جمیعاً خیراً وقد اخبر نی جدی رسول اللہؐ بانی ساساق الی العراق فانزل ارضاً یقال لھا عمورا وکربلا وفیھا استشھد وقد قرب الموعدُ.

ترجمہ: میں تعریف کرتا ہوں اللہ کی بہترین تعریف کے ساتھ اللہ کی حمد بجالاتا ہوں خوشحالی پر اور تکالیف پر اے اللہ میں تیری حمد بجالاتا ہوں اس بات پر کہ تو نے ہمیں نبوت کیساتھ کرامت عطا کی اور میں حمد بجالاتا ہوں تیری اے اللہ! اس بات پر کہ تو نے قرآن کا علم ہمیں عطا کیا اور ہمیں دین کی سمجھ عطا کی اور ہمارے لئے سننے والے کانوں کو، آنکھوں کو اور سمجھنے والے دلوں کو قرار دیا اور تیری حمد بجالاتا ہوں کہ تو نے ہمیں مشرکین سے قرار نہیں دیا۔

امابعد۔ بالتحقیق میں نہیں جانتا کہ میرے اصحاب سے زیادہ کسی اور کے اصحاب زیادہ اچھے اور زیادہ وفادار ہوں گے اور میں نہیں جانتا کہ میرے اہل بیتؑ سے زیادہ نیکی کرنے والے اور صلہ رحمی کرنے والے کسی اور کے اہل بیتؑ ہوں۔ پس خدا تمہیں میری جانب سے اچھا بدلہ عطا کرے۔ آگاہ ہو جاؤ۔ کہ میں نے اپنے ناناؐ سے یہ سنا تھا کہ آپؐ نے فرمایا تھا کہ اے حسینؑ! ایک دن تمہیں عراق کی طرف کھینچ کر لے جایا جائے گا اور ایک زمین پر اتارا جائے گا جسے عمورا اور کربلاء کہتے ہیں میں سمجھتا ہوں وہی وعدہ پورا ہونے والا ہے اور یہ اشقیا چاہتے ہیں جب میں ان کو مل

جاؤں گا تو یہ باقی سب سے غافل ہو جائیں گے اور ان کو کچھ نہ کہیں گے اور مجھے یقین ہے کہ ایک دن ہمارا سامنا ان لوگوں سے ہونا ہے اور وہ وصیت بس قریب ہے میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ تم سب آزاد ہو۔ تمھارے اوپر میری طرف سے کوئی رکاوٹ نہیں اور نہ ہی بیعت اور کوئی پابندی ہے۔

اس رات نے تمہیں گھیرے میں لے لیا ہے اس رات کو اپنے لئے سواری قرار دو اور چلے جاؤ اور ضروری ہے کہ تمھارا ہر مرد اپنے ساتھی کا ہاتھ پکڑ کر اسے لے جائے اور میرے بھائیوں کو بھی اپنے ہمراہ لے جاؤ اور میرے اہل بیتؑ کو بھی اپنے ساتھ لے جاؤ اس رات کی تاریکی میں متفرق ہو جاؤ مجھے تنہا چھوڑ دو یہ لوگ صرف مجھے چاہتے ہیں اگر میں انہیں مل گیا تو یہ باقی سب سے غافل ہو جائیں گے تمہیں میں نے آزاد کیا ہے اور تمھاری گردنوں سے بیعت کو اٹھا لیا ہے۔

بعض روایات میں ہے آپؑ نے اپنے اصحاب و اہل بیتؑ کی تعریف میں یہ جملے کہے۔

''میرے اہل بیتؑ سے زیادہ طاہر و پاکیزہ و نیک کسی اور کے اہل بیتؑ نہیں ہیں اور میرے اصحاب سے زیادہ صحیح راستے پر چلنے والے اور عدل قائم کرنے والے کوئی اور نہیں ہیں۔

امام حسینؑ کے اس خطاب کے بعد سب سے پہلے حضرت عباسؑ بولے ہم ایسا کیوں کریں؟ کیا اس لئے کہ ہم آپ کے بعد زندہ رہیں خدا کبھی ایسا وقت بھی نہ لائے ہم آپ کو چھوڑ کر ہرگز نہ جائیں گے۔

اس کے بعد باری باری آپؑ کے بھائی، بیٹوں، بھتیجوں اور بھانجوں نے اس قسم کے جملے کہے۔

امام حسینؑ اولاد عقیلؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ

اے فرزندان عقیلؑ!

تمہارے لئے مسلمؑ کا قتل ہی کافی ہے میں نے تمہیں اجازت دی ہے تم سب اس جگہ سے چلے جاؤ ان سب نے ملکر جواب میں کہا۔

(18 بنی ہاشمؑ میں 2 جعفرؑ کے 9 عقیلؑ کے اور 7 حضرت علیؑ کے فرزند تھے) ہمیں لوگ

کیا کہیں گے؟ لوگ کہیں گے کہ ہم نے اپنے بزرگ وسردار اور چچا کے بیٹوں کو تنہا چھوڑ دیا ایسے چچاؑ جو کائنات میں سب سے بہترین ہیں اور ہم ان کے ہمراہ جنگ میں شریک نہ ہوئے اور یہ کہ ہم نہیں جانتے کہ ان کے ساتھ کیا ہوا؟ ہم آپؑ کو چھوڑ کر نہیں جائیں گے ہمارا مرنا جینا آپؑ کے ساتھ ہے۔ اہل البیتؑ میں سے سب کی گفتگو کا خلاصہ یہ تھا کہ

نہیں خدا کی قسم! ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ ہم آپؑ کو چھوڑ کر نہیں جائیں گے ہم اپنے خاندان اور اپنی جان کو آپؑ پر قربان کریں گے۔ اور ہم آپؑ کے ساتھ مل کر جنگ لڑیں گے۔ یہاں تک کہ ہم وہاں پہنچیں۔ جہاں پر آپؑ نے پہنچنا ہے خدا برا کرے اس زندگی کا جو آپ کے بعد ہو۔

اھل بیتؑ کی گفتگو کے بعد اصحاب کی طرف سے گفتگو شروع ہوئی

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا

- ہمارا قائم (عج) انبیاءؑ کا ذخیرہ لے کر ظہور کرے گا
- ہمارے نقش قدم پر چل کر اللہ سے ملاقات کے لیے تیار ہو جاؤ
- اہل کوفہ خود فریبی نے تمہیں حد سے تجاوز کرنے کا عادی بنا دیا ہے
- میری شہادت کے بعد تم امت میں ذلیل ترین ہو جاؤ گے
- غیرت مند آدمی ہمیں اپنی جان پر ترجیح دیتا ہے
- جس کسی نے ہماری نصرت صرف زبان سے بھی کی ہوگی قیامت کے دن وہ ہمارے گروہ سے ہوگا

شب عاشورا اصحاب کی گفتگو:

﴿مسلم بن عوسجہ کی شب عاشورا گفتگو﴾

مسلم ابن عوسجہ اسدی سب سے بوڑھے صحابی جو کربلا میں شہید ہوئے کھڑے ہوئے کہا ہم آپ کو تنہا چھوڑ دیں ہم خدا کے سامنے آپؑ کا حق ادا کرنے کے حوالے سے کیا معذرت پیش کریں گے؟ نہیں ہرگز نہیں ہم آپؑ کا ساتھ دیں گے اور اپنے نیزوں کو ان کے سینے میں توڑ دیں گے اور جب تک میری تلوار کا دستہ میرے ہاتھ میں ہے میں ان سے جنگ کروں گا اور آپ سے جدا نہ رہوں گا اور اگر میرے پاس اسلحہ باقی نہ رہا تو میں پھر بھی ان سب کے ساتھ جنگ لڑوں گا اور پتھروں سے آپؑ کے دشمن کو ماروں گا اور آپؑ کا اس وقت تک دفاع کروں گا یہاں تک کہ میں آپؑ کے ہمراہ مارا جاؤں۔

﴿سعید بن عبداللہ کی گفتگو﴾

سعید بن عبداللہ حنفی خدا کی قسم ہم آپؑ کو چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔ یہ تو ایک موت ہے اگر مجھے ایک ہزار مرتبہ مارا جائے پھر مجھے زندہ کیا جائے پھر مارا جائے تب بھی میں آپ کو چھوڑ کر نہ جاؤں گا۔

﴿زہیر بن قین کی گفتگو﴾

اسی طرح جناب زہیر بن قین نے فرمایا اگر مجھے ستر مرتبہ مارا جائے ہر بار مارنے کے بعد جلایا جائے میری راکھ کو اڑا دیا جائے تب بھی میں آپؑ کو چھوڑ کر نہ جاؤں گا یہ تو ایک موت ہے اور پھر حسینیتؑ ہے سکون ہے۔

شب عاشورا کی کیفیت

امام حسین علیہ السلام آپؑ کے اصحاب اور اہل البیتؑ نے پوری رات نمازیں پڑھنے، تلاوت کلام پاک کرنے، دعاء ومناجات واستغفار کرنے میں گزار دی اور اسی رات سب نے اپنے اپنے اسلحہ کو بھی درست کیا تلواروں کوٹھیک کیا دوسرے دن جنگ کے لیے منصوبہ بندی کی۔ امام حسین علیہ السلام نے رات کا کچھ حصہ خیام میں گذارا اور جناب سیدہ زینب (صلوات اللہ علیھا) کو عاشور کے بعد کے حالات سے آگاہ فرمایا نیز سفر کے لئے خصوصی ہدایات دیں۔ وصیتیں فرمائیں جو کہ عام مقاتل کی کتابوں میں درج ہے۔

اختصار کے پیش نظر باقی واقعات کو چھوڑ رہے ہیں اور روز عاشور کے واقعات کو شروع کرتے ہیں۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا

- اس قوم کو کبھی بھی فلاح نہیں مل سکتی جس نے خدا کو ناراض کر کے مخلوق کی مرضی خرید لی
- قیامت کے دن اسی کو امن وامان حاصل ہوگا جو خدا سے ڈرتا ہو
- میں موت کو سعادت اور ظالموں کے ساتھ زندگی کو اذیت سمجھتا ہوں
- اللہ تعالیٰ تو جانتا ہے کہ میرا (جہاد) نہ سلطنت اور نہ حصول دولت کے لیے ہے
- میں اپنے قیام کے ذریعے خدا کے دین کے معالم کو پیش کرنا چاہتا ہوں

حضرت امام حسین علیہ السلام......اور اصحاب کی آ گاہی

جب امام حسین علیہ السلام اپنے اصحاب کی صداقت، خلوص اور وفاداری کو آزما چکے تو آپ نے انہیں قضاء الٰہی کے مشکل ترین مرحلہ سے آگاہ فرمایا اور یہ کہ امام حسین علیہ السلام کے اپنے بارے آپ کی اہل بیتؑ کے بارے اور آپ کے اصحاب کے بارے جو الٰہی حتمی فیصلہ ہے وہ کیا ہے اس کی تفصیل بیان کی اگر چہ اس بات کا تذکرہ پہلے بھی اجمالی طور پر ہوتا آیا تھا فرق فقط اتنا تھا کہ اس سے قبل شہادت کی خبر دی جاتی رہی لیکن شب عاشورا حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو بعد کے حالات کے بارے بھی آگاہ کیا اور یہ بھی واضح طور پر بتایا کہ سلسلہ امامت نے کس طرح باقی رہنا ہے۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا **انی غدا اقتل و کلکم تقتلون معی و لا یبقی منکم احد حتی القاسم وعبداللہ الرضیع الا ولدی علیا زین العابدین لأن اللہ لم یقطع نسلی منه وھو ابو ائمة ثمانیه**

تحقیق میں کل قتل کر دیا جاوں گا اور تم بھی سارے میرے ہمارہ قتل ہو جاؤ گے اور تم میں سے کوئی ایک بھی باقی نہیں رہے گا یہانتک قاسم اور شیر خوار عبداللہ بھی قتل کر دیے جائیں گے مگر میرا بیٹا علی زین العابدین علیہ السلام بچ جائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ میری نسل کو ان سے ختم نہیں کرے گا اور وہی آٹھ اماموںؑ کے باپ ہیں۔

امام علیہ السلام کے یہ جملے سنکر تمام اصحاب نے یہ جملے جواباً عرض کیے۔

الحمد لله الذی اکرمنا بنصرک وشرفتا بالقتل معک اولا نرضی ان نکون معک فی درحتک یا بن رسول اللّٰہ.

اللہ کے لیے تمام حمد ہے جس نے ہمیں آپ کی نصرت کرنے کے وسیلہ سے کرامت اور بزرگی عطاء کی ہے اور ہمیں آپ کے ہمراہ قتل ہونے کے ذریعہ شرافت عطاء کی ہے بھلا ہم اس بات کو کیوں پسند نہ کریں اے فرزند رسول اللہؐ کہ ہم آپ کے ہمراہ آپ کے درجہ میں ہوں۔ یہ

بات ہمارے لیے شرف وکرامت ہے۔

امام حسین علیہ السلام نے سب کے لیے دعائے خیر دی اور ان کی آنکھوں سے دنیاوی پردے ہٹادیے تو سب نے جنت کی نعمتیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے عطاء کرنی ہیں اور ان کے واسطے آمادہ ہیں ان سب کو انہوں نے دیکھا اور جنت الفردوس میں ان کے لیے اللہ تعالیٰ جو مقامات اور مراتب ان کے لیے قرار دیے تھے انہیں ان سب کی پہچان کروائی یہ سب کچھ قدرت الٰہی سے ہرگز دور نہیں ہے اور نہ ہی امام علیہ السلام کے تصرفات کے حوالے سے یہ کوئی حیرانگی کی بات ہے کیونکہ جس وقت فرعون کے درباری جادوگر اللہ پر ایمان لے آئے اور فرعون کی مخالفت کا اعلان کردیا اور فرعون نے ان کے قتل کا حکم جاری کردیا تو اس وقت حضرت موسیٰؑ نے ان تازہ ایمان لانے والوں کو جنت میں ان کے مقامات اور مراتب کا انہیں دیدار کروایا تھا (نفس المھموم، الخرائج للراوندی)

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا

- ہم مصائب وآزمائش پر صبر کرنے والے ہیں اور اس کا اجر یقیناً اللہ کے پاس ہے۔
- معاملہ تو اللہ کے اختیار میں ہے، جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے
- اہل کوفہ! خود فریبی نے تمہیں حد سے تجاوز کرنے کا عادی بنادیا ہے
- دنیا بدل چکی ہے اور منہ موڑ چکی ہے اس کی نیکیوں نے پیٹھ پھیر لی ہے
- اے اہل عراق! اللہ تعالیٰ عنقریب مجھے تم سے بے نیاز کردے گا

﴿شب عاشورا غم واندوہ کی رات﴾

شب عاشورا سخت ترین رات تھی جو اہل بیتؑ پر گذری مصائب اور تکالیف سے گھری ہوئی رات تھی، خطرات سامنے تھے، مصیبت سامنے تھی، بنی امیہ کی سنگدلی اور ان کے پاس ہر قسم کے وسائل ظلم و جور آل محمدؐ پر ڈھانے کے لیے موجود تھے، خواتین کی پریشانی، بچوں کی العطش العطش کی صدائیں ایسی غم ناک رات جس کا تصور نہیں کیا جاسکتا کیا خیال ہے کہ ایسے حالات میں مردوں کا کیا حال ہوگا جی ہاں! تمام مادی معیاروں کے برعکس تمام جانثاران امام حسین علیہ السلام پر سکون اور اطمینان کی کیفیت طاری ہے۔ سب خوش نظر آتے ہیں ایسے معلوم ہوتا ہے جس طرح برات میں شرکت کے لیے جانے والے افراد مکمل تیاری میں ہوتے ہیں کسی خیمہ سے قرآن کی تلاوت کی آوازیں ارہی ہیں تو کسی خیمہ سے مناجات اور ذکر الٰہی کے دل فریب نغمے سنائی دے رہے ہیں کہیں اصحاب آپس میں مزاح کرر ہے ہیں تو کہیں ہنسنے کی آوازیں ارہی ہیں کہیں مبارک ہو مبارک ہو کی صدائیں سنائی دے رہی ہیں اسی حوالے سے جب بریر نے جناب عبدالرحمٰن کے ساتھ مذاق کیا تو عبدالرحمٰن ایک دفعہ چونکا اور کہا واہ یہ کوئی مذاق کرنے کی رات ہے تو بریر نے جواب میں کہا بڑھاپے میں بھلا کیونکر مذاق کروں گا میں نے تو جوانی میں بھی بے مقصد مذاق نہیں کیا لیکن میں تو اس وقت اس بات پر خوش ہوں جو کچھ ہمیں ملنے والا ہے اور جن سے ہم نے ملاقات کرنا ہے خدا کی قسم ہمارے درمیان اور حورالعین کے درمیان کوئی فاصلہ باقی نہیں رہا ادھر وہ لوگ ہماری گردنوں پر تلواریں رکھیں گے اور دوسری طرف حورالعین ہمارے ساتھ معانقہ کرنے کے لیے موجود ہونگی۔ میری تو دلی خواہش یہ ہے کہ ہمارے دشمن دیر نہ کریں اور ابھی ابھی ہمارے اوپر حملہ کردیں (حوالہ الطبری)

حبیب بن مظاہر ہستے دکھائی رہے تھے اور خوشی سے پھولے نہیں سماتے تھے یزید بن الحصین الھمدانی نے حبیب سے کہا بھئی یہ کوئی ہنسنے کا مقام ہے تو حبیب نے جواب میں فرمایا بھئی آج رات کے علاوہ اور کونسی رات خوشی کے لیے ہوگی ہمارے لیے اس سے بڑھ کر مسرت اور خوشی کا اور

کونسا موقع آئے گا کہ ہم فرزند رسولؐ کے ہمراہ شہادت پر فائز ہونے والے ہیں تھوڑی ہی دیر باقی ہے دشمن ہمارے اوپر اپنی تلواروں سے حملہ آور ہوں گے اور ہماری دوسری طرف حور العین معانقہ کے لیے تیار اور آمادہ کھڑی ہونگی۔ (رجال الکشی ص ۵۳)

عبادت کا لطف بھی اٹھا رہے ہیں جنگ کی آمادگی بھی ہے۔کوئی حالت قیام میں تو کوئی حالت رکوع میں ہے تو کوئی حالت سجدہ میں۔

ضحاک بن عبداللہ مشرقی کہتا ہے ہمارے قریب سے ابن سعد کے گھوڑے سوار گذرے ان میں سے ایک نے سنا کہ مولا امام حسین علیہ السلام یہ آیت تلاوت فرما رہے ہیں

"او لاتحسين الذين كفروا انمانملى لهم خير الانفسهم انما نملى لهم ليز دادوا اثماولهم عذاب مهين ماكان الله ليذر المومنين على ما انتم عليه حتى يميز الجيث من الطيب"

جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہے وہ یہ خیال نہ کریں کہ ہم نے ان کو جو مہلت دی ہے یہ ان کے فائدہ میں ہے بلکہ ہم نے تو یہ مہلت اس لیے دی ہے کہ ان کے گناہ اور بڑھ جائیں اور زیادہ گناہ کرلیں۔ ان کے لے تو ذلت بار عذاب تیار ہے اور اللہ تعالیٰ مومنین کو اس حالت میں نہیں چھوڑے گا جس حالت میں تم مومنین اس وقت ہو یہانتک کہ اللہ تعالیٰ طیب کو خبیث سے جدا کردے گا۔

عمر بن سعد کے لشکر کے ایک سپاہی نے یہ سن کر کہا۔

ربّ کعبہ کی قسم ہم ہی طیب ہیں اور ہم تم سے جدا ہو گئے ہیں۔

بریر نے اس کے جواب میں کہا اے فاسق اللہ تعالیٰ تجھے طیبین سے قرار دے گا؟! ہماری طرف آجا اور اپنے بڑے بڑے گناہوں کی توبہ کرلے خدا کی قسم ہم ہی طیب ہیں اور تم سب خبیث ہو۔

اس شخص نے مذاق کرتے ہوئے کہا جی ہاں ایسے ہی ہے اور میں اس بات پر گواہی دینے والوں سے ہوں (تاریخ الطبری ج ۱ ص ۲۴۰)

حضرت امام حسینؑ کی طرف دشمن کی افواج سے افراد کا آنا

بیان کیا جاتا ہے کہ شب عاشورا ابن سعد کے لشکر سے ۳۲ آدمی حضرت امام حسین علیہ السلام اور آپؑ کے اصحاب کی عبادت اور گریہ وزاری آہ وبکاء اور مناجاتوں کو سن کر جنت کے راستہ کی طرف آ گئے اور امام حسین علیہ السلام کے ساتھیوں میں شامل ہو گئے۔ یہ امر اس بات کو تقویت دیتا ہے کہ شب عاشورا کوئی بھی امام حسین علیہ السلام کو چھوڑ کر نہیں گیا بلکہ دشمن کے افراد باطل کو چھوڑ کر حق کی طرف آئے ہیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا

- لوگوں نے شیطان کی اطاعت کو لازمی قرار دے کر رحمان سے روگردانی کی
- جو کوئی تلواروں کی ضرب اور نیزوں کی اذیت پر صبر کر سکتا ہے، وہ میرے ساتھ چلے
- خدا کو ناراض کر کے مخلوق کی مرضی حاصل کرنے والی قوم کبھی بھی فلاح نہیں پا سکتی
- بے شک میرا اللہ ولی ہے جس نے کتاب (قرآن) نازل کی
- خدا کی قسم! مجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا

﴿حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام اور شب عاشورا﴾

حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں جس رات کی صبح کو میرے باباؑ شہید ہوئے اس رات میں نے اپنے باباؑ کو دیکھا کہ آپؑ اپنی تلوار کو صاف کررہے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

"باد هراف لک من خلیل
کم لک بالا شراق و الا صیل
من صاحب و طالب قتیل
والذهر لا یقتع بالبدیل
انما الا مر الی الجلیل
و کل حیي سالک سبیل

اے زمانے تیرے اوپر افسوس ہے تو ایک ایسا دوست ہے کہ جس کی ایک حالت نہیں ہے شام کچھ اور صبح کچھ کبھی ساتھی ہے تو کبھی مقتول کے خون کا طالب ہے اور زمانہ تو بدلے اور مقابل کو قبول ہی نہیں کرنا امر اور معاملہ جو ہے وہ سب کا سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے سب نے اسی کی طرف جانا ہے اور ہر زندہ اسی راستہ پر چل رہا ہے۔

حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں میرے باباؑ نے ان اشعار کو چند مرتبہ دہرایا میں ان کا مطلب سمجھ گیا اور میں نے اپنا گریہ روک لیا اور میں سمجھ گیا کہ مصیبت کا وقت آن پہنچا ہے۔

لیکن میری پھوپھی سیدہ زینب (صلواۃ اللہ علیہا) نے جب ان اشعار کو سنا تو اپنی چادر سر پر لیے اس حالت میں تیزی کے ساتھ میرے باباؑ کے پاس آئیں کہ آپ کی چادر آپؑ کے پاؤں میں الجھ رہی تھی آپؑ نے آتے ہی فرمایا۔

ہائے افسوس! ہائے برباد ہوگئی میں ! آج کے دن سے پہلے مجھے موت آ گئی ہوتی، آج

ہی میری اماں حضرت سیدہ زہراء (صلواۃ اللہ علیھا) اور میرے بابا علی علیہ السلام اور میرے بھائی امام حسن علیہ السلام گویا مجھ سے جدا ہو رہے ہیں۔اے گذشتگان کی یاد۔اور باقی بچ جانے والوں کے سہارا آپؑ موت کے لیے تیار ہو گئے ہیں،آپؑ جا رہے ہیں امام حسین علیہ السلام نے آپؑ کو تسلی دی اور صبر کی تلقین فرمائی اور یہ جملے آپؑ نے فرمائے۔

یا اختاہ تعزی بتذاء اللہ واعلمی أن اھل الأرض یموتون واھل السماء لا یبقون وکل شئی ھالک الاوجھه ولی ولکل مسلم برسول اللہ اسوۃ حسنة

اے بہن! اللہ کی خاطر صبر کو اختیار کرو۔اور یہ بات جان لو کہ زمین والے سارے مر جائیں گے اور آسمان والے باقی نہیں رہیں گے اور ہر شئی نے ھلاک ہونا ہے فقط اللہ کا وجہ اور ذات خدا ہی نے باقی رہنا ہے۔اور میرے لیے اور ہر مسلمان کے لیے رسول اللہؐ ہی بہترین نمونہ اور ماڈل ہیں۔اور جب احمد مرسلؐ نہ رہے تو کون رہے گا۔

جناب حضرت سیدہ زینب (صلواۃ اللہ علیھا) نے عرض کیا آپؑ اپنی جان کو دینے کے لیے تیار ہو گئے ہیں اس بات نے تو میرے دل کو زخمی کر دیا ہے اور یہ بات میرے اوپر گراں گذری ہے۔

سب خواتین نے بی بیؑ کے ہمراہ رونا شروع کر دیا خواتین نے اپنے منہ پر پیٹنا شروع کیا۔

جناب سیدہ ام کلثوم (صلواۃ اللہ علیھا) نے بین کیے وامحمداہ، واہ علیاہ، واماہ، واحسناہ، واحسیناہ، اور آپ کے بعد جو ہمارا نقصان ہو رہا ہے اس پر ہمیں بڑا افسوس ہے،اور اسی طرح ہائے ہائے کر کے بین کر رہی تھیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے سب کو خطاب کر کے فرمایا:

یا اختاہ،یا ام کلثوم (صلواۃ اللہ علیھا) یا فاطمہؑ،یا رباب (صلواۃ اللہ علیھا)

یاد رکھنا جب میں قتل کر دیا جاؤں تو میرے اوپر اپنا گریبان چاک مت کرنا اور نہ ہی اپنے چہروں کو زخمی کرنا اور نہ ہی کسی قسم کی لایعنی گفتگو کرنا گویا امام حسین علیہ السلام اپنے پردہ داروں کو صبر کی تلقین کی کیونکہ ان بیبیوںؑ نے باقی سب کو تسلی دینی تھی اور اگر یہ بیبیاںؑ اس طرح گریہ وزاری کرتیں تو ایسا عمل دشمنوں کے لیے خوشی کا سبب بنتا۔یہ صبر کی تلقین شب عاشورا کی گئی اور سب

بیبیوںؑ نے اس پر بعد میں عمل کیا۔

امام حسین علیہ السلام کی اپنی بہن کے نام وصیت

حضرت امام حسین علیہ السلام اپنی بہن حضرت سیدہ زینب (صلواۃ اللہ علیہا) کو وصیت فرمائی کہ وہ علی بن الحسین علیہما السلام سے احکام وصول کریں اور اوران سے احکام لے کر شیعوں تک پہنچائیں اور یہ امامؑ کی حفاظت کے لیے کیا گیا۔ یعنی امامؑ کی قائم مقام کچھ عرصہ کے لیے حالات کے پیش نظر جناب حضرت سیدہ زینب (صلواۃ اللہ علیہا) کو مقرر کیا گیا۔ اور امامت کے تمام فرائض بی بیؑ انجام دیتی تھیں۔

مشہور محدث ابراہیم حدیث بیان کرتے ہیں کہ میں جناب سیدہ حکیمہ (صلواۃ اللہ علیہا) بنت محمد بن علی الرضا علیہما السلام جو کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کی پھوپھی تھیں ان کے پاس ۲۸۲ ھجری مدینہ میں حاضر ہوا اور میں نے پردہ کے پیچھے سے ان سے بات کی میں نے ان سے ان کے دین کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے ان آئمہ علیہم السلام کا نام لیا جن کی وہ پیروری کرتی تھیں۔ اور فرمایا کہ میرے امام فلاں ہیں جو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے فرزند ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے سوال کیا کہ آپ نے اس بات کو دیکھ کر قبول کیا یا کسی سے خبر کے ذریعہ قبول کیا۔ راوی کی مراد اس سوال سے یہ تھی کہ آپ نے بارہویں کا اقرار کس طرح کرلیا ہے اور آپ کے پاس اس کا ثبوت کیا ہے۔

تو جناب سیدہ علیہا السلام نے جواب میں فرمایا کہ حضرت ابو محمد علیہ السلام نے اس بات کی خبر دی ہے اور اُنہوں نے اس بات کو اپنی والدہؑ کے لیے تحریر بھی فرمایا۔ اور انہیں اپنی وصیہ بنایا۔

راوی یہ سن کر کہتا ہے کہ میں اُس شخصیت کی بات مان لوں اور ان کی پیروی کروں جنہوں نے اپنے بعد کے لیے امامتؑ کی وصیت ایک خاتون کے نام کی ہے؟

تو جناب سیدہ حکیمہ (صلواۃ اللہ علیہا) نے جواب میں فرمایا۔

حضرت امام ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام نے اس عمل میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی اقتداء کی

ہے کہ اُنہوں نے اپنی بہن حضرت سیدہ زینب (صلواۃ اللہ علیہا) کو اپنے بعد امامت کے متعلق ظاہری وصیت فرمائی تھی اور انہیں اپنا قائم مقام بنایا تھا لہذا جو علم بھی جناب سیدہ زینب (صلواۃ اللہ علیہا) سے ظاہر ہوتا تھا اور جو کچھ بی بیؑ احکام بیان کرتی تھیں وہ درحقیقت حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام کی طرف سے ہوتے تھے اور آپؑ ان کی نیابت میں تمام امور کو انجام دیتی تھیں۔

پھر جناب سیدہ علیہا السلام نے فرمایا تم لوگ تو خبر پر اعتبار کرنے والے ہو ؟ کیا تم لوگ اس بات کی روایت خود نہیں کرتے ہو کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے نویں فرزندؑ کی وراثت ان کی زندگی میں تقسیم کردی جائے گی پھر تم کس طرح بارہویں کا انکار کر سکتے ہو۔

(تفصیل کے لیے دیکھیں اکمال الذین للصدوق ص ۲۷۸ باب نمبر ۴۹)

﴿ نکتہ ﴾

حضرت امام زمانہ (عج) کے حالات میں بیان ہوا ہے کہ آپؑ کی غیبت صغریٰ کے بیس سال تک آپ کے شیعہ دینی احکام آپؑ کی دادی پاکؑ کے ذریعہ وصول کرتے تھے اور آپ کی دادی پاکؑ ہی امامت کے امور اپنے پوتے کی نیابت میں انجام دیتی تھیں اور آپ کے نائب اول ظاہری طور پر آپ سے جا کر احکام وصول کرتے تھے۔ (مقتل الحسین للمقرم)

خواجہ اجمیریؒ نے کیا خوب کہا ہے

شاہ است حسینؑ بادشاہ است حسینؑ دین است حسینؑ دین پناہ است حسینؑ
سر داد نداد دست در دست یزید حقا کہ بنائے لا الہ است حسین

حضرت امام حسین علیہ السلام اور حقوق العباد

جناب عمیر انصاری بیان کرتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام نے مجھے حکم دیا کہ میں تمام اصحاب میں آپ کی جانب سے یہ اعلان کروں کہ **(لا یقتل معی رجل علیہ دین أخذ من حسناته یوم القیمة)**

میرے ہمراہ کوئی ایسا شخص قتل نہ ہو کہ اس پر کسی شخص کا قرضہ ہو کیونکہ میں نے (حسینؑ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص بھی مرے اور اس پر کسی کا قرضہ ہو اور وہ اسے ادا کرکے نہ مرے تو اس شخص کا قرض اس کی نیکیوں سے وصول کیا جائے گا۔ (بحوالہ احقاق الحق ج۱۹ص۴۲۹)

نیز آپ نے یہ بھی فرمایا کہ رسول اللہؐ کا فرمان ہے کہ کوئی شخص جب مرجائے اور اس پر کسی کا قرضہ باقی ہو اور وہ اسے پورا نہ کرسکے تو ایسا شخص جہنم میں داخل ہوگا۔

ایک شخص نے کھڑے ہوکر عرض کیا کہ میری بیوی نے ذمہ داری لی ہے کہ میرے معاملات کو پورا کردے گی۔

امامؑ نے فرمایا عورت کی ضمانت کیسی؟ کیا ایک عورت تمہارے قرض کو ادا کرے گی؟ یعنی عورت تو خود محتاج ہوتی ہے کہ اس کی کفالت کی جائے اور اس کے اخراجات ادا کیے جائیں وہ بھلا کس طرح کسی دوسرے کی کفالت اور ذمہ داری لے سکتی ہے؟

صبح عاشورا...... حضرت امام حسین علیہ السلام کی دعا

اللھم انت ثقتی فی کل کرب ورجائی فی کل شدة وانت لی فی کل امرٍ نزل بہ ثقة وعدة کم من ھم یضعف فیہ الفؤاد وتقل فیہ الحیلةویخذل فیہ الصدیق ویشمت فیہ العدو انزلتہ بک وشکوتہ الیک رغبة منی الیک عمن سواک فکشفتہ و فرجتہ فانت ولی کل نعمة ومنتھی کل رغبةٍ

ترجمہ اے خدا تو ہرغم واندوہ کی پناہ گاہ ہے۔ ہر ناگوار حادثہ میں تو میری امید ہے اور ہر سانحہ کے لئے تو میرا اسلحہ ہے اور تو ہی میری ڈھارس ہے، کتنے کمر شکن غم ہیں کہ جن کیسامنے دل پانی پانی ہو جائے اور ان کے مدمقابل ہونے کے سوا کوئی چارہ کار نہ رہے اور کتنے جان لیوا مصائب ہیں کہ ان کو دیکھنے سے دوست دور بھاگ جائیں اور دشمن طعن وتشنیع کی زبان کھول دیں ایسے حالات میں اور ایسے موقعوں پر میں نے تنہا تیری جناب میں شکایت کی ہے اور تیرے علاوہ سب سے امید توڑ دی ہے تو ہی ہے جو میری فریاد کو پہنچا ہے اور تو نے طوفانی لہروں سے نجات عطا کی ہے اے خدا تو ہی ہر نصیحت کا مالک ہے تو ہی میرا آخری مقصد ہے تو ہی میرا مطلوب ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا

- اللہ تعالی میرے قاتلوں پر ایسے حاکم مسلط کرے گا جو انہیں ذلیل کرے گا
- اہل عراق! میرا طرز عمل تمہارے لیے ایک نمونہ ہے
- میرے قتل کے بعد تمہیں کوئی پناہ کی جگہ نہیں ملے گی
- صرف دیندار، جواں مرد، اور وضع دار سے اپنی حاجت بیان کرو

﴿روز عاشورہ امام حسین علیہ السلام کا پہلا خطاب﴾

ایھاا لناس اسمعوا قولیٰ ولا تعجلوا حتیٰ اعظکم بما ھو حق لکم علی وحتیٰ اعتذر الیکم من مقدمی علیکم فان قبلتم عذری وصدقتم قولیٰ واعطیتمو نی النصف من انفسکم کنتم بذلک اسعد ولم یکن لکم علی سبیل وان لم تقبلوا منی العذر ولم تعطوا النصف من انفسکم فاجمعواامرکم وشرکاء کم ثم لا یکن امر کم علیکم غمة ثم اقضوا الی ولا تنظرون ان ولیی الله الذی نزل الکتاب وھو یتولی الصالحین.

(امام حسین علیہ السلام اپنے لشکر کی صف بندی کرنے کے بعد اپنے خیام میں واپس تشریف لائے اور پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور خیام سے کچھ فاصلے پر بلند آواز سے عمر بن سعد کے لشکر سے مخاطب ہو کر فرمایا)

ترجمہ اے لوگو! میری بات سنو جنگ کرنے میں جلدی نہ کرو تا کہ میں تمہیں نصیحت و وعظ کرنے کے حوالے سے اپنی ذمہ داری کو ادا کرلوں اور اپنے یہاں آنے کی وجہ کو بیان کروں۔

اگر آپ لوگوں نے میری بات کو قبول کرلیا اور میرے ساتھ انصاف کا راستہ اپنایا تو آپ سعادت اور خوش بختی کو پہنچیں گے اور میرے ساتھ جنگ کرنے کی وجہ بھی باقی نہیں رہے گی اور اگر تم نے میرے بیان کو قبول نہ کیا اور میرے ساتھ ناانصافی کی تو پھر تم سارے اکٹھے ہو جاؤ اور میرے بارے میں جو تمہاری باطلانہ سوچ ہے اسے عملی جامہ پہناؤ۔ اور پھر مجھے تم لوگ مہلت نہ دو بہر حال تمہارے اوپر یہ بات مخفی نہ رہے اور میرا یاور و مددگار اور پشت پناہ خدا ہے اور خداوند قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ وہ نیکوکاروں کا مددگار ہے۔

﴿پہلے خطاب کے ابتدائی حصہ کے اہم نکات﴾

یہ ایک امامؑ اور الٰہی رہبر کا اپنے خونخوار دشمن کے سامنے اظہار ہے اور یہ جناب سیدہؑ کے فرزند کی روشن ضمیری ہے کہ انتہائی حساس حالات میں آپؑ چاہتے ہیں کہ اتمام حجت کریں تا کہ کل کوئی

یہ نہ کہہ سکے کہ ہمیں پتہ نہ تھا۔

امامؑ نے روز عاشورہ بہت سارے خطاب کیے اور سب سے تفصیلی اور پہلا خطبہ یہی ہے جیسے اوپر دیا گیا ہے۔ اور یہ بہت ساری جہات اور پہلو پر مشتمل ہے۔ اس خطبہ کو چار حصوں میں تقسیم کر رہے ہیں پہلا حصہ اسی خطبے کا مقدمہ ہے جو بیان کیا جا چکا ہے۔

﴿خطبہ کے دوران خیام سے رونے کی آوازیں﴾

جب یہ بات اندر خیام تک پہنچی تو آپؑ کی بہنوں کے رونے کی آواز آپؑ کے کانوں تک پہنچی تو آپؑ نے گفتگو روک کر حضرت عباسؑ، حضرت علی اکبرؑ سے کہا اندر جاؤ انھیں خاموش کراؤ اور ساتھ یہ جملہ بھی فرمایا کہ ان کے گریہ کا وقت ابھی بہت پڑا ہے۔

خواتین اور بچے آپ کے حکم پر خاموش ہو گئے تو امامؑ نے دوبارہ گفتگو شروع کی اسی پہلے خطبے میں مقدمہ کے طور پر جو مولاؑ نے فرمایا تھا اسے جاری رکھتے ہیں۔

مولاؑ فرماتے ہیں۔

عباداللہ اتقو اللہ و کونوا من الدُنیا علی حذرفان الدُنیا لوبقیت علی احدٍ او بقی علیھا احدٌ لکانت الانبیاء احق بالبقاء و اولیٰ بالرضاء و ارضیٰ بالقضا ء غیر ان اللہ خلق الدُنیا للفناء فجد یدھا بالٍ و نعیمھا مضمحل و سرورھا مکفھر والمنزل تلعة والدار قلعة فتزودوا فان خیر الزاد التقوی واتقوا اللہ لعلکم تفلحون.

ایھا الناس ان اللہ تعالیٰ خلق الدُنیافجعلھادار فناء وزوال متصرفة بأھلھاحالا بعد حالٍ فالمغرور من غرته والشقی من فتنته فلا تغرنکم ھذہ الدُنیا فانھا تقطع رجاء من رکن الیھا وتخیب طمع من طمع فیھا واریکم قد اجتمعتم علی امرٍ قد اسخطتم اللہ فیہ علیکم واعرض بوجھہ الکریم عنکم واحل بکم نقمته نعم الرب ربنا و بئس العبید انتم اقررتم بالطاعة وامنتم بالرسول محمدٍ ثم انکم زحفتم الی ذریته و عترته تریدون قتلھم لقد استحوذ علیکم الشیطان

فأنساكم ذكر الله العظيم فتباً لكم ولما تريدون انا لله وانا اليه راجعون هولاء قوم كفروا بعد ايما نهم فبعداً للقوم الظالمين.

ترجمہ﴾ اے بندگان خدا! تقوی اختیار کرو دُنیا سے چوکنے رہو اگر یہ طے ہوتا کہ ساری دُنیا کسی ایک کو دے دی جائے یا کوئی فرد ہمیشہ اس دُنیا میں رہے تو پیغمبرؐ اس دُنیا میں باقی رہنے کے لئے زیادہ لائق تھے اور انھیں خوش کرنا بہتر تھا اور ان کے حق میں ایسا فیصلہ زیادہ پسندیدہ تھا لیکن ایسا ہر گز نہیں ہے کیونکہ خداوند نے دُنیا کو فنا ہونے کے لئے خلق فرمایا ہے۔ دُنیا کی ہر نئی چیز نے پرانا ہونا ہے اور دُنیا کی نعمتوں نے ختم ہونا ہے دُنیا کی خوشی اور مسرت نے غم واندوہ میں بدل جانا ہے دُنیا ایک وقتی گھر ہے عارضی قرارگاہ ہے اپنی آخرت کے لئے سامان تیار کرلو اور آخرت کا بہترین سامان خدا کا خوف اور تقوی ہے۔

لوگو! خداوند نے دُنیا کو فنا ہونے والا اور ختم ہونے والا گھر قرار دیا ہے دُنیا اپنے اندر رہنے والوں کو بدلتی رہتی ہے اور ان کی حالت کو تبدیل کرتی رہتی ہے اصل دھوکے میں وہ ہے جو دُنیا سے دھوکہ کھائے اور بد بخت وہ ہے جو دنیا کے جال میں پھنس جائے۔

لوگو! دُنیا تم کو دھوکہ نہ دے کیونکہ جس کسی نے دُنیا کا سہارا لیا دُنیا نے اسے نا امید کیا اور جس کسی نے دُنیا کا لالچ کیا دُنیا نے اسے مایوس کیا۔

لوگو! اس وقت تم نے ایک ایسی بات پر آپس میں پیمان باندھ لیا ہے جس سے تم نے خدا کے غضب کو للکارا ہے اور اسی وجہ سے تم لوگ کتنے برے ہو تم لوگ خدا کے حکم کے سامنے سر جھکا چکے ہو۔ اس کے پیغمبرؐ پر ایمان لا چکے ہو اس کے بعد پھر بھی اللہ تعالیٰ کے پیغمبرؐ کی اولاد اور ان کے اہل بیتؑ کو قتل کرنے کے لئے اکھٹے ہو گئے ہو تمھارے اوپر شیطان غالب آ گیا ہے اور اس نے تمہیں اللہ کی یاد بھلادی ہے پھٹکار ہو تم پر۔ ننگ و عار ہو تم پر۔ اور تمہارے مقصد پر۔

انا لله وانا اليه راجعون.

اور پھر یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ایمان کے بعد کفر اختیار کرلیا ہے ظالموں پر خدا کا غضب ہے اور ظالموں سے خدا کی رحمت دور ہے۔

﴿اہم نکات﴾

امامؑ نے اپنے پہلے خطبے کے اس بیان میں دُنیا کی بے ثباتی، اس کی نیرنگی کو بیان کیا ہے جو کوفے والوں کی بدبختی کا سبب تھا دشمن کے سامنے آخرت کی اہمیت کو بیان کیا ہے۔ ایسے افراد جو اصلاح اور درست ہونے کے قابل ہیں ان کو موقع فراہم کیا ہے۔ تا کہ وہ ہدایت کے راستہ پر آ جائیں۔ اس خطبہ کو جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ایھا الناس انسبونی من انا ثم ارجعوا الی انفسکم وعاتبوھا وانظروا ھل تحل لکم قتلی وانتھاک حرمتی ؟ الست ابن بنت نبیکم وابن وصیہ وابن عمہ واول المومنین باللہ والمصدق لرسولہ بما جاء من عند ربہ ؟ اولیس حمزہ سید الشھداء عم ابی ؟اولیس جعفر الطیار عمی؟اولم یبلغکم قول رسول اللہ لی ولا خی ھذان سیدا شباب اھل الجنۃ؟ فان صدقتمونی بما اقول وھو الحق واللہ ما تعمدت الکذب منذ علمت ان اللہ یمقت علیہ اھلہ وتضربہ من اختلفہ وان کذبتمونی فان فیکم من ان سئلتموہ عن ذلک اخبرکم سلوا جابر بن عبداللہ الانصاری وابا سعید الخدری وسھل بن سعد الساعدی وزید بن ارقم وانس بن مالک یخبروکم انھم سمعوا ھذہ المقالۃ من رسول اللہ لی ولا خی اما فی ھذا حاجز لکم عن سفک دمی.

امام حسین علیہ السلام نے اپنے خطبہ کے تیسرے حصہ میں اپنے تعارف کو سامنے رکھ کر کوفیوں و شامیوں کو نصیحت وموعظہ فرمایا۔

امامؑ فرماتے ہیں۔

''اے لوگو! ذرا مجھے یہ بات تو بتاؤ کہ میں کون ہوں؟ پھر ذرا اپنے متعلق سوچو اور اپنی مذمت خود کرو اس تناظر میں کیا تمہارے لئے میرا قتل کرنا اور میری حرمت کو پامال کرنا تمہارے لئے جائز ہے ؟ مجھے بتاؤ۔ کیا میں تمہارے نبی کی بیٹی کا بیٹا نہیں ہوں؟ کیا میں تمہارے پیغمبرؐ کے وصی اور ان کے چچازاد بھائی کا بیٹا نہیں ہوں؟ کیا میں اس کا بیٹا نہیں ہوں جو تمام مسلمانوں سے پہلے ایمان لائے؟

اور سب سے پہلے پیغمبر اکرمؐ کی رسالت کی تصدیق فرمائی۔ کیا حضرت حمزہ سید الشہداء میرے بابا کے چچا نہیں؟ کیا حضرت جعفر طیارؓ میرے چچا نہیں ہیں؟ کیا تم نے میرے اور میرے بھائی کے حق میں حضرت پیغمبر اکرمؐ کے اس فرمان کو نہیں سنا ہے کہ آپ نے فرمایا۔

یہ دو[حسنؑ و حسینؑ جوانان جنت کے سردار ہیں اگر تم لوگ میری باتوں کی تصدیق کرو تو یہ ایسے حقائق ہیں کہ جن کا انکار ممکن نہیں ہے اور ان میں ذرا برابر خلاف حقیقت نہیں ہے کیونکہ میں نے پہلے دن سے جھوٹ نہیں بولا کیونکہ جب سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ خداوند جھوٹوں پر غضب ناک ہوتا ہے اور جھوٹ کے نقصان کو خود جھوٹ بولنے کی طرف پلٹا دیتا ہے۔

اور اگر تم مجھے جھٹلاتے ہو اور میری بات کی تصدیق نہیں کرتے ہو تو مسلمانوں کے درمیان ایسے اصحاب پیغمبر موجود ہیں جن سے آپ ان حقائق کے بارے سوال کر سکتے ہو۔

تم جابر ابن عبد اللہ انصاری سے پوچھ لو، ابو سعید خدری سے پوچھ لو، سھل بن سعد ساعدی سے پوچھ لو، زید بن ارقم سے پوچھ لو، انس بن مالک سے پوچھ لو، کہ ان سب نے میرے اور میرے بھائی کے بارے پیغمبر اکرمؐ سے یہ جملے (کہ حسنؑ و حسینؑ دونوں جوانان جنت کے سردار ہیں) سنے ہیں کیا یہی ایک جملہ تمہیں میرے خون ناحق کو بہانے سے مانع درکاوٹ کے لیے کافی نہیں ہے۔

﴿نکات﴾

ا۔ امام حسین علیہ السلام اپنی اس گفتگو میں بنو امیہ کے گماشتوں کی طرف سے جو زہریلا پروپیگنڈہ امام حسینؑ کے خلاف تھا اس کا جواب اپنے خاندانی کارناموں کا ذکر کر کے اور امت کے درمیان اپنی مسلم حیثیت کو بیان کر کے دیتے ہیں کہ جس کا کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا ایسے مطالب بیان کر کے انہیں متوجہ کیا کہ تم سب غلطی پر ہو اور تمیں میرے خون میں ہاتھ رنگین نہیں کرنا چاہیے

۲۔ امام حسینؑ نے اپنے ان فضائل اور خصوصیات کو بیان کر کے سادہ اندیش مسلمانوں کو سمجھا دیا کہ اگر تم یہ خیال کر رہے ہے کہ ہمارا قیام مسلمانوں کے مفادات کے خلاف ہے تو تمہیں معلوم رہے کہ اسلام ہمارے گھرانے میں پروان چڑھا ہے اور ہماری کوششوں سے اسلام تمہارے تک پہنچا ہے

جس دن میرے باباعلیؑ نے اسلام قبول کیا اس دن تمہارے نام نہاد خلیفہ یزید بن ملعون کے آباو آجداد تو الحادو کفر کی وادی میں زندگی گزار رہے تھے جن کو تم اسلام کا حامی سمجھ رہے ہو اور ان کی خاطر تلوار اُٹھائی ہے یہ نہ فقط اسلام کے مخالفین کی صف میں تھے بلکہ پیغمبر اسلام کے خلاف جنگیں منظّم کرنے والے اور جنگوں کی سربراہی ان لوگوں کے ہاتھ میں تھی میرے بزرگوں نے اس وقت ان اسلام دشمنوں کے خلاف شہادت تک جنگ لڑی۔

یہ بھلا کس طرح ہوسکتا ہے کہ جن کے بارے میں رسول اللہؐ یہ فرمادیں کہ وہ جنتی جوانوں کے سردار ہیں وہ اسلام کو چھوڑ دیں کل تک جو اسلام کے سخت ترین دشمن تھے آج وہ اسلام کا درد لے کر اُٹھے ہیں یہ سب پروپیگنڈہ ہے اور ایک دوسرے انداز سے وہ اسلام اور اسلام کے رہبراں کے خلاف میدان میں اترے ہیں تم غافل ہو، دھوکہ میں ہو، جاگو اور اس بڑے جرم کے ارتکاب سے باز آجاؤ اسلام دشمنوں کیلئے مدد نہ بنو اسلام کے بانیوں کے پاس واپس آجاؤ۔

تحقیقی اعداد و شمار

- دنیا کے تقریباً سترہ کروڑ انسانوں کے نام لفظ حسینؑ سے مرکب ہیں
- ایک دن اور رات میں تقریباً حسینؑ تخمیناً 85 کروڑ مرتبہ بولا جاتا ہے اور 53 کروڑ مرتبہ تحریر میں آتا ہے
- ہر منٹ میں نام حسینؑ پر 93 ہزار مرتبہ درود وسلام پڑھا جاتا ہے
- ہر سال میں تخمیناً 63 لاکھ انسان قبر حسینؑ کی زیارت کرتے ہیں
- دنیا کی 82 مروجہ زبانوں میں ذکر شہادت حسینؑ ہوتا ہے
- ہر منٹ میں تین مجالس عزا دنیا کے کسی نہ کسی گوشہ میں ہوتی ہیں

﴿امام حسین علیہ السلام کے خطاب کا...... شمر لعین کی طرف سے جواب﴾

جب امام حسین علیہ السلام اس جگہ پر پہنچے تو شمر بن ذی الجوشن جو کوفیوں کے لشکریوں کے کمانڈروں سے تھا اس نے دیکھا کہ ہوسکتا کہ امام حسین علیہ السلام کی گفتگو کا اثر سپاہیوں پر ہو جائے اور انہیں امام حسین علیہ السلام کے خلاف جنگ لڑنے سے روک دے اس نے امام حسین علیہ السلام کی بات کو کاٹنے کی سازش کی اس خبیث نے بلند آواز سے کہا،

هو يعبدالله على حرف ان كان يدرى مايقول

(نقل کفر کفر نہ باشد) وہ گمراہی پر ہے اور اسے پتہ نہیں ہے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے جناب حبیب ابن مظاہر نے شمر ملعون کے اس گستاخانہ جملہ کا جواب اس طرح دیا۔

وانت تعبدالله على سبعين حرفاً

سخت گمراہی میں تو توں خود ہے اور توں سچ کہہ رہا ہے کہ توں امام ہادی علیہ السلام کی بات کو نہیں سمجھ رہا کیونکہ خداوند عالم نے تیرے دل پر گمراہی کا ٹھپہ لگا دیا ہے توں اُلٹے دل والا گمراہ و بد بخت ہے۔

پھر امام حسین علیہ السلام نے ان ملاعین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا اگر تمہیں میری ان تمام باتوں میں شک ہے تو کیا اس میں بھی کوئی شک ہے کہ مشرق ومغرب کے درمیان رسول اللہ کی بیٹی کا میرے سوا کوئی اور فرزند ہے؟ تم میں اور نہ ہی تمہارے اغیار میں کوئی ہے میں ہی تمہارے نبی کی بیٹی کا بیٹا ہوں اچھا تم سب مجھے یہ بتاؤ کہ میں نے تمہارا کوئی قتل کیا ہے؟ جس کا تم مجھ سے بدلہ لینا چاہتے ہو یا میں نے تم میں سے کسی کا مال دبایا ہے کہ تم اس وجہ سے میرے خلاف ہو گئے ہو۔ یا میں نے کسی کو زخمی کیا ہے کہ تم اس کا تاوان لینا چاہتے ہو؟

مولاؑ کی باتوں کو تمام سن رہے تھے لیکن کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔

امام حسین علیہ السلام: بلند آواز سے۔ اے شبث بن ربعی، اے حجار بن ابجر، اے قیس بن اشعث، اے یزید بن حارث، کیا تم نے مجھے نہیں لکھا تھا پھل پک چکے ہیں کھیت سرسبز ہیں اور لوہا

گرم ہے جب آپ آئیں گے تو ایک آمادہ اور تیار لشکر آپؑ کی مدد کے لیے موجود ہوگا۔ پس آپؑ ہماری طرف فوراً آ جایئے

ان سب نے جواب میں کہا ہم نے ایسا اقدام نہیں کیا پھر امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اگر میں تمہیں ناپسند ہوں اور میرا ساتھ نہیں دینا چاہتے تو تم مجھے چھوڑ دو تاکہ میں تم سے دور کسی امن کی جگہ پر چلا جاؤں۔

قیس بن اشعث: اے حسین علیہ السلام کیا آپ اپنے ابن عم کے فرزندوں کے حکم کو تسلیم نہیں کر لیتے کیونکہ وہ آپؑ کے بارے میں رویہ نہیں اپنائیں گے مگر ایسا رویہ جیسے آپؑ چاہیں گے اور ان کی طرف سے آپؑ کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔

امام حسین علیہ السلام: تو بھی اپنے بھائی کی طرح ہے (یعنی محمد بن اشعث کی طرح محمد کی بہن جعدہ تھی جو امام حسن علیہ السلام کی بیوی تھیں اور اسی نے آپؑ کو زھر دے کر شہید کیا اور محمد بن اشعث نے حضرت مسلم کو امان دی لیکن اس پر عمل نہ کر سکا)

تیرا کیا خیال ہے؟ کہ بنی ہاشمؑ تجھ سے مسلم بن عقیلؑ کے خون سے زیادہ کسی چیز کا مطالبہ رکھتے ہیں؟

(کیونکہ محمد بن اشعث نے کوفہ میں حضرت مسلمؑ پر لشکر کشی کر کے انہیں گرفتار کر کے ابن زیاد ملعون کے پاس لے آئے اور حضرت مسلمؑ کے قتل کے اسباب فراہم کئے)

امام حسین علیہ السلام: **لا و اللہ لا اعطیھم بیدی اعطاء الذلیل و لا افراقرار العبید او لاد افر فرار العبید**

نہیں خدا کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا میں ان کے ذلیل ہاتھوں میں اپنا ہاتھ نہیں دوں گا اور نہ ہی غلاموں جیسا ان کے ساتھ معاہدہ کروں گا۔ نہ ہی میں ان سے غلاموں کی طرح فرار کروں گا۔

آپؑ نے عقبہ بن سمعان کو اپنی ناقہ دی اور مولاؑ اپنے خیام کی طرف واپس آ گئے جب کہ دشمن کی افواج نے آپؑ کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔

(بحوالہ تاریخ الطبری ج ۳ ص ۳۰۸ الارشاد ص ۲۳۴ الکامل فی التاریخ ج ۴ ص ۵۶۱ بحار الانوار ج ۴۵ ص ۶)

امامؑ کی طرف سے بار بار اتمام حجت

حضرت امام حسین علیہ السلام نے جب دیکھا کہ دشمن پوری طرح جنگ کے لئے آمادہ ہے اور آپؑ کے خیام میں آپؑ کے بچوں تک کے لئے پانی روک دیا گیا ہے اور دشمن بس ایک اشارہ کے انتظار میں ہے جیسے انہیں حکم ملے گا حملہ شروع کردیں گے لیکن جیسا کہ امام حسین علیہ السلام نے کربلا میں پہنچ کر فرمایا تھا کہ آپؑ خود جنگ کا آغاز نہیں کریں گے بلکہ آپؑ چاہتے تھے کہ جتنا ہوسکے وعظ ونصیحت کریں۔ آپؑ چاہتے تھے کہ حق اور باطل کی انھیں پہچان کروائیں تاکہ امامؑ کے خون ناحق بہانے میں لاعلمی میں کوئی شرکت نہ کریں اور بغیر توجہ اور آگاہی کے ہمیشہ کی بدبختی میں نہ جاگریں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام اور قرآن

سبط ابن حوزی نے اپنے تذکرۃ الخواص میں لکھا ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام نے دیکھا کہ اہل کوفہ کا آپؑ کو قتل کرنے پر اصرار ہے تو آپؑ نے قرآن شریف اٹھایا اور اس کو کھولا اور اسے اپنے سر پر رکھا اور دشمن کی صفوں کے سامنے آکر بلند آواز میں انھیں کہا میرے اور تمہارے درمیان یہ کتاب خدا ''حکم'' ہے یہ کتاب فیصلہ دے گی اور میرے نانا رسول اللہؐ فیصلہ دیں گے۔

لوگو! کس جرم میں میرے خون کو حلال سمجھ کر بہانا چاہتے ہو؟ کیا میں تمہارے پیغمبر کی بیٹی کا بیٹا نہیں ہوں؟ کیا تم نے میرے ناناؐ سے میرے متعلق اور میرے بھائی کے متعلق نہیں سنا؟ کہ آپؐ نے فرمایا تھا کہ حسنؑ اور حسینؑ دونوں جوانان جنت کے سردار ہیں اگر تم میری بات کی تصدیق نہیں کرتے ہو تو جابر بن عبداللہ انصاری زید بن ارقم ابوسعید خدری سے جاکر پوچھ لو کیا جعفر طیار میرے چچا نہیں ہیں؟

مگر لوگوں میں سے کسی ایک نے بھی آپؑ کی بات کا جواب نہ دیا۔ ان لوگوں پر خاموشی طاری ہوگئی۔

شمر لعین نے بلند آواز سے کہا تم تو ابھی جہنم میں وارد ہوگے (معاذ اللہ)

امام حسینؑ نے اس کے جواب میں کہا اللہ اکبر! میرے ناناؐ نے مجھے خواب میں خبر دی ہے کہ ایک کتا میرے اہل بیتؑ کا خون چاٹ رہا ہے اور معلوم ایسا ہوتا ہے وہ کتے تم ہی ہو

﴾روز عاشورا امام حسین علیہ السلام کا دوسرا خطاب﴿

ویلکم ما علیکم ان تنصتوا الی فتسمعوا قولی وانما ادعوکم الی سبیل الرشادفمن اطاعتنی کان من المرشدین ومن عصانی کان من المهلکین وکلکم عاص لامری غیر مستمع لقولی قدانخزلست عطتیاتکم من الحرام وملئت بطونکم من الحرام فطمع الله علی قلوبکم ویلکم الاتنصنون الاتسمعون؟تبالکم اتتها الجماعة وترحا افحین استصرختمونا ولهین متحیرین فاصرخناکم مودین مستعدین سللتم علینا سیفافی رقابنا وحششتم علینا نارالفتن التی جناها عدوکم وعدونا فاصبحتم الباعلی اولبائکم وبداعلیهم لا عدائکم بغیر عدل افشوه فیکم ولا اقل اصبح لکم فیهم الا الحرام من الدنیا انا لنوکم وخسیسن عیش طمعنم فیه من حدث کان منا ولارای تقبل لنا مهلا لکم الوثلان اذکرهمنونا ترکتمونا فتجهزتم والسیف لم یشهر والجاش طامن والرای لم یستصحف ولکن اسرعتم علینا کطیرة الدباء وتداعیتم الینا کتداعی الفراش فقبحاً لکم فانماانتم من طواغیت الامة وشذاذ الاحزاب ونبذة الکتاب ونفثة الشیطان وعصبة الاثام ومحرفی الکتاب ومطفی السنن وقتلة اولاد الانبیاء ومبیری عترة الاوصیا وملحقی العهار بالنسب ومودی المومنین وصراخ ائمة المستهزین الذین جعلوا القرآن عضین

﴾روز عاشور دوسرے خطاب کا ترجمہ﴿

خوارزمی تحریر کرتے ہیں کہ کربلاء میں جب دونوں لشکر آمنے سامنے آ کھڑے ہوئے۔ جنگ کی تیاری مکمل ہوگئی، عمر بن سعد کے لشکریوں نے اپنے اپنے پرچم لہرا دیئے اور جنگ کے طبل بجا دیے۔ ہر طرف شور وغل بپا تھا اور دشمنوں کی افواج نے امام حسین علیہ السلام کے خیام کو تین اطراف سے گھیرے میں لے لیا تھا اور ایک طرف امام حسین علیہ السلام اپنے ایک سو سے کم بچے جوان بوڑھے

جانثاروں کے ہمراہ حزب اللہ کی نمائندگی کر رہے تھے دشمن نے آپ نے خیام کو اور آپ کے انصار کو اس طرح اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا جس طرح انگوٹھی میں نگینہ۔

اس منظر میں امام حسین علیہ السلام اپنے لشکر کے درمیان سے باہر تشریف لاتے ہیں اور دشمن کی صفوں کے بالمقابل کھڑے ہو کر ان سے خاموش ہونے کا فرماتے ہیں اور یہ کہ وہ آپ کی بات کو سنیں لیکن ان کی طرف سے شور و غوغا جاری رہا کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی آپ نے ان جملوں کے ساتھ انہیں دعوت سکوت دی۔

امام حسینؑ کی طرف سے عمر بن سعد کے لشکریوں کو خاموش ہونے کی تلقین

تم پر صد افسوس!! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم میری بات کیوں نہیں سنتے ہو تا کہ میری گفتگو جو کہ تمہارے واسطے رشد و ہدایت کا سرمایہ ہے اس سے فائدہ اُٹھا لو میری بات سنو جو بھی میری پیروی کرے گا وہ خوش بخت اور سعادت مند ہو گا جو بھی میری نافرمانی کرے گا وہ ہلاک ہونیوالوں میں سے ہو گا۔ تم تو سب معصیت کار ہو۔ اور سب نے سرکشی کی ہے اور میرے نافرمان ہو اور میرے دستور کی مخالفت کر رہے ہو۔ جب میں تم سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں تو تم میری بات کو نہیں سنتے ہو جی ہاں!! یہ ان تحائف اور ھدایا کا نتیجہ ہے جو مال حرام سے تمہیں ملے ہیں اور وہ حرام لقمے جن سے تمہارے شکم پر ہیں، ناجائز مال جس سے تم نے اپنی غذائیں تیار کی ہیں خداوند نے اس طرح تمہارے دلوں پر مہر لگا دی ہے تمہارے اوپر پھٹکار ہو وائے ہو تم پر۔ تم چپ کیوں نہیں ہو جاتے ہو۔

جب امام حسین علیہ السلام کی گفتگو اس مقام تک پہنچی تو عمر بن سعد ملعون کے لشکریوں نے ایک دوسرے کو لعنت و ملامت کی اور کہا کہ کچھ دیر کے لئے چپ کیوں نہیں ہو جاتے، اور انہوں نے ایک دوسرے کو آمادہ کیا کہ وہ کچھ دیر کے لئے چپ ہو جائیں۔ اور امام حسین علیہ السلام کی گفتگو کو سن لیں کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں جب پورے لشکر پر خاموشی طاری ہو گئی ہر طرف سے سکوت چھا گیا تو آپ نے ان سے اس طرح مخاطب ہوئے۔

﴿کوفیوں کی خاموشی کے بعد امامؑ کا خطاب﴾

اے لوگو! تم پر ذلت خوارگی غم واندوہ ہمیشہ سایہ افگن رہے حسرت ویاس تم سے کبھی دور نہ ہو تم نے بڑے شوق سے ہمیں اپنی مدد کیلئے بلایا اور جب ہم نے تمہاری فریاد کا مثبت جواب دیا اور تیزی کے ساتھ ہم تمہاری مدد کیلئے آگئے تو وہ تلواریں جو ہمارے لئے ہیں ان کو تم نے ہمارے خلاف اُٹھا لیا ہے اور دشمنی کی آگ جسے ہمارے مشترک دشمن روشن کیا تھا اسے تم نے ہمارے خلاف بھڑکا دیا ہے اپنے دشمنوں کے مددگار بن گئے ہو اور انکے ساتھ مل کر اپنے رہبروں اور اماموں کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے ہو بغیر کسی وجہ کے تم نے ایسا کیا ہے نہ تو تمہارے دشمن نے کوئی عادلانہ اقدام کیا ہے اور نہ ہی تمہارے مفاد کیلئے کوئی قدم اٹھایا ہے اور نہ ہی ان سے تمہیں خیر اور بھلائی کی کوئی توقع وامید ہے مگر وہ حرام لقمہ جو انہیں نے تمہارے حلقوں میں ڈالا ہے اور مختصر ذلت بار زندگی ہے جس پر تم نے للچائی ہوئی آنکھیں گاڑھ رکھی ہیں تھوڑا سوچو ذرا سکون کرو آرام سے بیٹھو تم پر افسوس ہے کہ تم نے ہم سے منہ موڑ لیا ہے اور ہماری نصرت سے ہاتھ اٹھا لیا ہے بغیر کسی وجہ سے نہ تو ہم سے کوئی غلطی سرزد ہوئی ہے اور نہ ہی تم نے ہم سے غلط فیصلہ یا غلط عقیدہ کا مشاہدہ کیا ہے جس وقت تلواریں نیام میں تھیں دل پر سکون تھے رای اور عقیدہ اپنی جگہ پر موجود و ثابت تھا اس وقت تم ٹڈی دل کی مانند ہر طرف سے ہمارے پاس ہجوم کر آئے اور پروانوں کی طرح ہر طرف سے ہمیں گھیرے میں لے لیا تمہارے چہرے سیاہ ہوں کہ تم اس امت کے سرکشوں سے ہو تم فاسد جماعتوں کے بچے کھچے ہو کہ جنہوں نے قرآن کو پیٹھ کر دی ہے شیطانی سوچ تم پر مسلط ہے اس راستہ سے وارد ہوئے ہو تم جنایتکاروں سے ہو، مجرم ہو، کتاب خدا کی تحریف کرنے والے ہو، سنتوں کو خاموش کرنے والے ہو، پیغمبروں کے فرزندوں کو قتل کرنے والے ہو پیغمبروں کے اوصیاء کی نسل کشی کرنے والوں سے ہو، تم ان سے ہو جو زنازادوں کو اپنے ساتھ ملحق کرنے والے ہیں، مومنوں کو اذیت اور تکالیف پہنچانے والے ہیں اور پریشان حالوں کی فریاد کو پہنچنے والے رہبروں کا مذاق اڑانے والے ہیں ان کے ساتھ ہو گئے ہو جنہوں نے قرآن کا مذاق اور اس کا تمسخر اڑایا ہے۔

وانتم ابن حرب واشياعه تعتمدون واتانا تخذاون اجل والله الخذل فيكم معروف وشجت عليه عروفكم وتوارثنه اصولكم وفروعكم ونبتت عليه قلوبكم وآغشيت به صدوركم فكنتم اخبث شجرة شجى للناظر واكلة للغاصب الا لعنة الله على الناكچين الذين ينقضون الايمان بعدتوكيدها وقدجعلتم الله عليكم كفيلا فانتم والله هم الا ان الدعى بن الدعى قدركر بين اننتين بين السلة ولذلة وهيهات منا الذلة يانبى الله لنا ذلك ورسوله والمؤمنون وحجور طات وطهرت واتوف حمية ونفوس أبية من ان تؤثرطاعه اللئام على مصارع الكرام الا انى قد اعذرت وانذرت الاانى زاحف بهذه الاسرة على قلة العدد وخذلان الناصر.

فان نهزم فهزامون قدما وان نهزم فغيرمهزمينا

وما ان طبنا جبن ولكن منايانا ودولة اخرينا

فقل للشامتين بسننا افسقوا سبلقى الشامتون كما لقينا

ازاماالموت رقع عن اناس بكلكله اناخ باخرينا

اماوالله لا تلبثون بعد الا كريثما يركب الفرس حتى تدوربكم دورالرحى وتقلق بكم قلق المحور عهده عهده الى ابى عن جدى رسول الله فاجمعوا امركم وشركائكم چم لايكن امركم عليكم عمة ثم اقضوا الى والا تنظرون انى توكلت على الله ربى وربكم ما من دابة الا هو اخذبنا صيتها ان ربى على صراط مستقيم.

اللهم احبس عنهم قطرالسماء وابعث عليهم سين كسنى يوسف وسلط عليهم غلام ثقيف يسقيهم كاسا مصبرة فلايدع فيهم احداقتلة وضربة بضربة ينتقم لى ولا وليسائى ولا هل بيتى واشياعى منهم فانهم كذبونا وخذلونا وانت ربنا عليك توكلنا واليك المصير.

﴿خطبہ کے دوسرے حصہ کا ترجمہ﴾

امام حسین علیہ السلام نے اس خطبہ کے پہلے حصہ میں منطقی انداز سے کوفیوں کو جھنجھوڑا ہے اور ان کی کوتاہ اندیشی، انکے انحراف، باطل پرستوں کے ساتھی بننے کا تذکرہ کیا ہے اور یہ کہ انکا یہ فیصلہ بغیر کسی دلیل کے ہے، وہ گمراہ ہیں اور انکا ٹھکانہ جہنم ہے۔

اسی خطبہ کو جاری رکھتے ہوئے اس کے اگلے حصہ میں فرماتے ہیں اس وقت تم فرزند حرب (یزید بن معاویہ بن ابوسفیان حرب) اور اس کے شیعوں پر اعتماد کر چکے ہو اور تم نے ہماری مدد و نصرت سے ہاتھ اٹھالیا ہے جی ہاں خدا کی قسم ایسا ہی ہے تم سے غداری، دھوکہ دہی معروف ہے تمہارے رگ و پے میں عہد شکنی اور بے وفائی راسخ ہے تمہاری اصل ہو یا فرع تم ایسا خبیث درخت ہو جو غداری اور دھوکہ دہی پر پروان چڑھا ہے تمہارے دال اس بری عادت پر قائم ہیں تمہارے افکار اسی پر استوار ہیں اور تم تو مالی کے اس نامبارک میوہ کی مانند ہو جو اپنے باغبان کے گلوگیر ہے جبکہ ظالم و ستمگر چور کیلئے اس کا ذائقہ شرین اور لذت بخش ہے خدا کی لعنت ہے پیمان شکنی کرنے والوں پر جنہوں نے تاکید در تاکید کرنے کے باوجود اپنے عہد و پیمان کو توڑ ڈالا ہے، تم نے تو اپنے عہد و پیمان پر خدا کو کفیل وضامن اور گواہ قرار دیا تھا، خدا کی قسم تم پیمان شکنی کرنے والوں سے ہو۔

آگاہ ہو جاؤ اس رذیل کمینے (عبیداللہ) کمینے اور رذیل (زیاد) کے بیٹے نے مجھے دو باتوں میں ایک کے انتخاب کرنے کا اختیار دیا ہے یا تلوار یا ذلت یہ بات ہم سے بہت دور ہے کہ ہم ذلت قبول کرلیں کیونکہ خداوند کے لیے پیغمبر اکرمؐ اور مومنین کیلئے یہ بات قابل قبول نہیں ہے کہ ہم ذلت قبول کریں، پاکیزہ ماؤں کی پاکیزہ گودیاں اور باغیرت باباؤں کے باغیرت افکار ہمارے لئے یہ اجازت نہیں دیتے کہ ہم ذلت قبول کریں اور کمینوں، رذیلوں اور گھٹیا صفت والوں کے آگے جھک جائیں اور ان کی اطاعت کرلیں ہم اس پستی کو باکرامت مقتل پر مقدم نہیں کرسکتے

تم سب آگاہ ہو جاؤ میں اس چھوٹی سی جماعت کے ہمراہ اور اپنے ناصران کی قلت کے باوجود اور مدد و وعدہ کر کے چھوڑ جانے والوں کے باوجود جہاد کیلئے تیار ہوں۔

اس کے بعد امامؑ نے کچھ اشعار پڑھے جنکا ترجمہ یہ ہے۔

۱،۲۔ اگر ہم اپنے دشمن پر ظاہری طور پر کامیاب ہوگئے تو کل بھی تو ہم ہی کامیاب ہوئے تھے اور اگر ظاہری شکست کھا جائیں تو بھی شکست ہمارا مقدر نہیں ہے اور نہ ہی ڈر ہمارا شیوہ ہے لیکن اس وقت حالات وواقعات ایسے رونما ہو چکے ہیں کہ ظاہری طور پر ہمارے دشمن کو فائدہ ہوتا نظر آرہا ہے۔

۳۔ جو آج ہماری مذمت کررہے ہیں اور ہمیں ملامت کرتے ہیں ان سے یہ بات کہد و کہ تم بھی تیار رہو کل تمہیں بھی ہماری طرح شماتت وملامت کرنے والوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔

۴۔ کیونکہ جب موت اپنے اونٹ کو ایک دروازہ سے اُٹھا لیتی ہے تو وہ اس اونٹ کو دوسرے دروازہ پر جا کر بٹھا دیتی ہے۔

اس کے بعد امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

''آگاہ ہوجاؤ اس جنگ کے بعد تمہیں مہلت نہیں دی جائے گی تاکہ تم اپنی مراد کی سواری پر سوار ہوسکو مگر اتنی دیر کہ جس قدر ایک گھوڑے سوار اپنے گھوڑے پر سوار رہتا ہے یہاں تک کہ حوادثات کی چکی آپ کو گھمائے گی اور چکی کے مرکزی پتھر کی مانند تم اس گرداب میں آؤ گے اور تم مضطرب و پریشان ہوگے یہ وہ عہد و پیان ہے جو میرے بابا علی علیہ السلام نے میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرے لئے بیان کیا ہے پس تم اپنے ہم فکروں کے ہاتھوں میں ہاتھ دو اور اپنے باطلانہ فیصلہ کو میرے بارے جاری کرو جبکہ تمہارے اوپر روشن ہو چکا ہے کہ تم اپنے اقدام میں سخت غلطی پر ہو اور تم مجھے اب مہلت مت دو میں اپنے ربّ پر جو کہ تمہارا بھی خدا ہے توکل اور بھروسہ رکھتا ہوں ہر حرکت کرنے والے کا اختیار اسی کے پاس ہے میرا خدا صراط مستقیم پر موجود ہے۔

﴾روز عاشور حضرت امام حسین علیہ السلام کی دعا﴿

اس کے بعد امام حسین علیہ السلام نے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیئے اور اس طرح اپنے ربّ سے عمر بن سعد کے لشکریوں پر نفرین کی۔

اے خدا بارش کے قطرات کو ان سے چھین لے۔

اے خدا یوسفؑ کے زمانہ کے سخت سالوں کو ان پر مسلط فرما۔

اے خدا ان پر ایک ثقفی نوجوان کو غلبہ دے جوان کو ذلت کے تلخ ترین کاسے چکھائے اور ان میں سے کسی ایک کو اس کے عمل کی سزا دیئے بغیر نہ چھوڑے قتل کے مقابل انہیں قتل کرے، مار کے مقابلے انہیں مار دے اور ان سے میرا اور میرے خاندان کا انتقام لے کیونکہ انہوں نے ہمیں جھٹلایا ہے اور دشمن کے مقابلہ میں ہماری مدد سے ہاتھ اُٹھالیا ہے۔

اے خدا تو ہی ہمارا ربّ ہے۔

اے خدا ہم نے تیرے اوپر بھروسہ کیا ہے۔

اے خدا ہماری بازگشت اور واپسی تیری جناب میں ہے۔

﴾نکات﴿

۱۔ اس خطاب میں مولا حسین علیہ السلام نے حرام غذا کے برے اثرات سے آگاہ کیا ہے۔

۲۔ اسلام کی طاقت کو دشمن نے اسلام کے خلاف استعمال کیا ہے اور باطل ہمیشہ دین کے راستہ سے میدان میں اترتا ہے اور دین کے راستہ حق کی پامالی کیلئے اقدام اٹھایا ہے۔

۳۔ مقتل کے حالات سے آگاہ فرمایا ہے کوفیوں کے برے انجام کو بیان کیا ہے مختار ثقفیؒ کے قیام اور جو کچھ اس نے کرنا ہے اس کی بابت بیان کیا ہے اور جو کچھ امامؑ نے فرمایا وہ سچ ہوا۔

۴۔ خدا پر اعتماد و توکل، اپنی پاکیزگی و طہارت اور برحق ہونے کو واضح الفاظ میں بیان کیا ہے۔

۵۔ ہمارے لیے بھی پیغام ہے کہ تم اپنے زمانہ کے امام کے ساتھ عہد شکنی نہ کرنا اور ان کی نصرت سے ہاتھ نہ کھینچنا ورنہ تمہارا حال بھی کوفیوں جیسا ہوگا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی عمر ابن سعد سے گفتگو

روز عاشورہ دوسرے خطبے کے بعد اتمام حجت کے لئے عمر ابن سعد (ملعون) کے ساتھ دو مرتبہ آپؑ نے ملاقات کی اور اسے سمجھایا اور فرمایا کہ جتنا بھی تیرا مالی نقصان ہوا ہم پورا کریں گے لیکن عمر بن سعد کے ذہن میں رے کی حکومت حاصل کرنے کا جو لالچ تھا اس نے اسے روک دیا کہ وہ امامؑ کی بات کا اثر لے۔ پہلی ملاقات کے بعد امام حسینعلیہ السلام نے عمر بن سعد کو ان الفاظ کے ساتھ نفرین کی۔

امامؑ کی نفرین

اللہ تجھے تیرے بستر پر ذبح کرے اور تیرے اوپر ایسا شخص مسلط ہو جو تیرے بستر پر تیرے سر کو جدا کرے اور قیامت کے دن خدا تجھے معاف نہ کرے۔ مجھے امید ہے کہ عراق کی بہت تھوڑی گندم تجھے نصیب ہو گی۔

جس پر از راہ مذاق عمر بن سعد نے کہا تھا میرے لئے عراق کے جو ہی کافی ہیں۔

دوسری مرتبہ مولاؑ نے پھر اسے نصیحت کی اور جب اس نے انکار کیا تو مولاؑ نے کہا۔

ای عمر اتزعم انک تقتلی و یولیک ابن الدعیٰ بلاد الریٰ وحرجان و الله لا تتهنساء بـذ لک هـذا عهد معهود فاصنع ما انت صانع فانک لا تفرح بعدی بدُنیاو لاآخرة و کأنی برأسک علیٰ قصبة یترامٰاه الصبیان بالکوفقویتخذونه غرضاً بینهم

ترجمہ: اے عمر ابن سعد! کیا تو خیال کرتا ہے کہ [کمینے اور رذیل کا بیٹا] مجھے قتل کر دینے کے بعد تجھے رے اور جرجان کی حکومت دے گا خدا کی قسم! یہ بڑا انعام تجھے نصیب نہ ہو گا اور نہ ہی رے کی گورنری تجھے ملے گی یہ اللہ کی طرف سے ایک طے شدہ معاملہ ہے تو جو کچھ کرنا چاہتا ہے کر لے تجھے میرے بعد دُنیا و آخرت کی خوشی نصیب نہ ہو گی میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرے سر کو کوفے کے بچے سرکنڈے کی نوک پر رکھ کر ادھر ادھر گھما رہے ہیں اور اس پر پتھر برس رہے ہیں۔

عمر بن سعد یہ سن کر اپنے لشکر کی طرف غصے سے لوٹ گیا

اور پھر زمانے نے دیکھا کہ امام حسینؑ نے جو پیشین گوئیاں کی تھیں ویسے ہی ہوا

حضرت امام حسین علیہ السلام کی کوفیوں سے ایک اور گفتگو

فان کنتم فی شک من هذاالقول افتشکون انی ابن بنت نبیکم فوالله مابین المشرق والمغرب ابن بنت نبی غیری فیکم ولا فی غیرکم ویحکم اتطلبونی بقتیل قتلته اومال استهلکته اوبقصاص حراحة یا شبث ابن ربعی ویا حجاربن ابحر ویاقیس بن الاشعث ویایزید بن الحارث الم تکتبوا الیٰ ان قد اینعت الثمار واخضر الجناب وانما تقدم علیٰ جند لک مجندة.

لاوالله لا اعطیهم بیدی اعطاء الذلیل ولا افرمنهم فرار العبید یاعبادالله انی عذت بربی وربکم ان ترجمون اعوذ بربی وربکم من کل متکبر لایؤمن بیوم الحساب

اگر تمہیں میرے اور میرے بھائی کے متعلق پیغمبر اکرمؐ کی گفتگو بارے شک وتردید ہے تو کیا تم اس واقعیت کے متعلق بھی مشکوک ہو کہ میں تمہارے پیغمبر اکرمؐ کی بیٹی کا بیٹا ہوں اور پوری دنیا میرے اور تمہارے درمیان کیا پیغمبر اکرمؐ کا اس پورے جہاں میں کوئی اور فرزند میرے سوا موجود ہے؟

پھٹکار ہو تم پر افسوس ہے تمہاری اس فوج پر کیا میں نے تمہارے کسی فرد کو قتل کیا ہے کہ جس کا خون لینے کے لئے تم میرے خلاف اس جگہ اکھٹے ہو گئے ہو کیا میں نے تم میں سے کسی کا مال لوٹا ہے کہ جس کا بدلہ مجھ سے لینا چاہتے ہو۔ کیا میں نے تم میں سے کسی کو زخمی کیا ہے کہ جس کا تاوان تم مجھ سے چاہتے ہو۔

جب امام حسین علیہ السلام کی گفتگو اس مقام پر پہنچی تو پورے لشکر پر سکوت طاری تھا، سناٹا چھایا ہوا تھا کسی قسم کا ردعمل ادھر سے سامنے نہیں آ رہا تھا۔ امام حسینؑ نے جب اس صورت حال کو دیکھا تو آپ نے کوفہ کے لشکر میں بعض معروف افراد جو موجود تھے کہ جنہوں نے آپ کو کوفہ آنے کی دعوت دی تھی ان کو مخاطب کر کے آپ نے فرمایا اے شبث بن ربعی اے حجار بن الجبر اے قیس بن اشعث اے یزید بن حارث کیا تم نے مجھے خط نہیں لکھا تھا تمہارے خط کی عبارت یہ نہیں تھی کہ پھل تیار ہے درخت سرسبز وشاداب ہیں لوہا گرم ہے جلدی آئیں ہم آپ کی آمد کے منتظر ہیں اور دقیقہ شماری کر

رہے ہیں آپ کے لئے کوفہ میں لشکر موجود ہے۔

ان افراد کے پاس امام حسینؑ کے سوال کا جواب موجود نہ تھا کہ وہ یہ کہیں کہ انہوں نے اس قسم کا خط روانہ نہیں کیا۔

اس موقع پر قیس بن اشعث نے بلند آوز میں کہا اے حسینؑ تم اپنے چچا کے بیٹے کی بیعت کیوں نہیں کر لیتے۔تا کہ اس مصیبت سے جان چھڑالو، کہ اس صورت میں جو تم چاہو گے وہی ہوگا اور ذرا برابر آپکو نقصان نہیں پہنچے گا۔

امام حسین علیہ السلام کا اٹل فیصلہ:

اس مقام پر ایک بار پھر امام حسین علیہ السلام اپنے اٹل اور تاریخی فیصلہ کا علان فرمایا جس کا ذکر آپ مدینہ میں ولید کے دربار سے لےکراب تک کرتے آئے ہیں آپ نے فرمایا۔

خدا کی قسم میں ذلت کا ہاتھ ان کے ہاتھ میں نہ دوں گا اور نہ ہی غلاموں کی مانند میدان جنگ سے فرار کروں گا۔

اس کے بعد آپ نے حضرت موسیٰ کے سامنے فرعون کی ہٹ دھرمی اور لجاجت کے وقت جو کچھ حضرت موسیٰ نے پڑھا تھا وہی آپ نے پڑھا۔

میں اپنے اور تمہارے پروردگار کی پناہ مانگتا ہو کہ تم میری حقیقت پر مبنی گفتگو کو دور پھینک رہے ہو اور پناہ مانگتا ہوں اس متکبر اور مغرور سے جو روز جزاء پر ایمان نہیں رکھتا۔

﴿عمرو بن حجاج کو امام حسینؑ کا جواب﴾

اس کے ہمراہ چار ہزار افراد تھے اور یہ اپنے سپاہیوں سے کہہ رہا تھا اس کے خلاف جنگ لڑو جس نے دین کو چھوڑ دیا ہے اسے قتل کرو جو مسلمانوں کی صفوں سے نکل گیا ہے۔

ویحک یا عمرو أعلیٰ تحرض الناس أنحن مرقنا من الدین وانت تقیم علیه؟ ستعلمون اذا قارقت اروا حنا اجسادنا من اولیٰ صلی النار

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اس ملعون کے اس جملہ کو سن کر یوں فرمایا۔

بربادی ہو تجھ پر اے عمرو! کیا تو اس بہانے ہم پر تہمت لگاتا ہے؟ کہ ہم نے خدا کے دین سے

خروج کیا ہے لوگوں کو ہمارے خون بہانے پر اکسار ہا ہے۔ تجھے شرم نہیں آتی کیا ہم خاندان نبوت کہ جن کے گھر میں وحی اور دین الٰہی اترا ہے اور ہمارے خاندان کے افراد کے جہاد سے دین مضبوط ہوا ہے۔ ہم دین سے نکل گئے ہیں؟ اور تو جو حق اور باطل کی پہچان نہیں رکھتا تو خدا کے دین پر باقی ہے۔؟

نہیں ایسا ہرگز نہیں ہے جس دن ہماری جانیں ہمارے بدنوں سے جدا ہو جائیں گی اس دن تم سمجھو گے کہ آگ میں جلنے کے لائق کون ہے اور آگ کس کا مقدر ہے؟

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا

- میری خاندانی نسبتیں جانتے ہوئے بھی میرے خون کو کس طرح مباح قرار دیتے ہو؟
- میرے اصحاب ... زیادہ صبر کرنے والے اور وفادار ساتھی ہیں
- اللہ تعالیٰ تم پر ثقفی شخص کو مسلط کرے گا جو تم میں سے کسی کو نہیں چھوڑے گا
- میں موت کو ایک سعادت سمجھتا ہوں اور ظالموں کے ساتھ زندگی کو تکلیف دہ سمجھتا ہوں
- اے معبود! اس قوم پر گواہ رہنا ان پر اپنی برکات اراضی روک لے
- اے اہل عراق! اگر تم مجھ سے انصاف نہ کرو گے تو یہ تمہارے اپنے ہی خلاف ہوگا

روز عاشور:

﴿جنگ کے آغاز پر حضرت امام حسینؑ کا اپنے ساتھیوں سے خطاب﴾

امام حسین علیہ السلام جب عمومی خطبے دے چکے اور عمر بن سعد سے ملاقات بھی ہو چکی تو عمر بن سعد نے پہلا تیر امام حسین علیہ السلام کے لشکر کی طرف چلا دیا اور یہ جملہ کہا کہ اے میرے سپاہیو! تم حاکم کے پاس میرے حق میں گواہی دینا کہ میں پہلا وہ شخص ہوں جس نے حسینؑ کے خیام کی طرف تیر پھینکا ہے۔

عمر بن سعد کی طرف سے تیر چلانے کے بعد ہزاروں تیر خیام کی طرف بارش کے قطروں کی طرح گرے سوائے چند افراد کے آپؑ کے تمام ساتھیوں کے خیموں میں تیر آ کر لگے حتیٰ کہ خیام میں مستورات تک بھی تیر پہنچے مولا حسینؑ نے جب یہ حالت دیکھی تو آپ نے اپنے ساتھیوں کو طلب کیا اور فرمایا۔

قوموا ایها الکرام الی الموت الذی لا بدمنه فان هذه سهام رسل القوم الیکم فوالله ما بینکم و بین الجنة و النار الا الموت یعبر بهؤ لاء الی جنا نهم و بهؤلاء الی نیرانهم

ترجمہ اے صاحبان عزت کرامت اُٹھو! موت کی طرف آگے بڑھو وہ موت جس کا سامنا ہر صورت میں کرنا ہے اس کا سامنا کرو کیونکہ یہ تیر ان لوگوں کی طرف سے تمہارے لئے موت کا پیغام ہیں۔

خدا کی قسم! تمھارے اور جنت اور جھنم کے درمیان صرف موت کا فاصلہ ہے یہ موت آپ کو بہشتوں کی طرف لے جائے گی۔ اور یہ ان لوگوں کو دہکتے ہوئے آگ کے شعلوں کی طرف لے جائے گی۔

مقتل کی کتابوں میں موجود ہے کہ اس مرحلے پر امامؑ کے ساتھیوں نے جوابی حملہ کیا اور دونوں لشکروں میں سخت جنگ ہوئی اور جب جنگ کی گرد بیٹھ گئی تو پچاس افراد امامؑ کے ساتھیوں سے شہید ہو چکے تھے۔

حضرت امام حسینؑ کے انصار اور حضرت رسول اکرمؐ کے تعریفی کلمات

ایک دن رسول اکرمؐ اپنے اصحاب کی جماعت کے ہمراہ مدینہ کے گلی کوچوں میں سے گزر رہے تھے کہ آپ نے چند چھوٹے بچوں کو کھیلتے دیکھا حضور پاکؐ ان بچوں کے پاس گئے اور ایک بچے کا بوسہ لیا اور اس کے ساتھ پیار کیا اور پھر اسے بغل میں اٹھایا اور پیار کرنے لگے صحابہ نے دریافت کیا اس بچے کے ساتھ آپ اتنی محبت کیوں فرما رہے ہیں ؟ تو حضور پاکؐ نے فرمایا میں نے ایک دن دیکھا کہ یہ بچہ امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کھیل رہا تھا اور حسینؑ کے پاؤں کی مٹی اُٹھاتا اور اس مٹی کو اپنی آنکھوں اور چہرے پر لگاتا تھا۔ مجھے یہ بچہ پیارا ہے کیونکہ یہ بچہ حسینؑ سے پیار کرتا ہے۔

اس کے بعد رسول اکرمؐ نے فرمایا جبرئیلؑ نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ بچہ عاشورہ کے دن امام حسین علیہ السلام کے ناصرین میں شامل ہوگا۔ اس واقعہ سے امام حسینؑ کے انصار کی عظمت و جلالت اور ان کی بزرگواری کا اندازہ ہوتا ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا

- مال کے لالچ میں بھی عن المنکر نہ کرنے والے علماء کی اللہ تعالیٰ سرزنش کرتا ہے
- سب سے بڑی ذلت انسان کے لیے یہ ہے کہ وہ مجبوری کی زندگی بسر کرے
- میں موت کو سعادت اور ظالموں کے ساتھ زندہ رہنے کو اذیت سمجھتا ہوں
- شریف انسان کے لیے موت اس وقت ذلت نہیں جب کہ اس کا مطمع نظر نیکی ہو
- خدایا! تو جانتا ہے کہ میرا قیام نہ سلطنت کے لیے ہے نہ حصول دولت کے لیے

﴾خدا کے ناراض ہونے کے اسباب﴿

اشتد غضب الله علی الیهود اذ جعلوا له ولداً واشتد غضبه علی النصاریٰ اذ جعلوه ثالث ثلاثة واشتدغضبه علی المجوس اذ عبدوا الشمس والقمر دونه واشتدغضبه علی قوم اتفقت کلمتهم علی قتل ابن بنت نبیهم.

اما والله لما اجیبهم الیٰ شئی مما یریدون حتیٰ القی الله وانا مخضب بدمی

اما من مغیث یغیثنا امامن ذابٍ یذب عن حرم رسولؐ الله

(جب امام حسینؑ کے پچاس کے قریب ساتھی پہلے حملے میں شہید ہو گئے۔ تو آپؐ نے اپنی ریش مبارک کو ہاتھ میں پکڑ کر یوں گفتگو فرمائی)

ترجمہ خدا! یہودیوں پر ناراض ہوا یہ ناراضگی اس وقت سخت ہوگئی جب وہ لوگ اللہ کے بیٹے کے قائل ہوئے۔ عیسائیوں پر خدا کا غضب ہو گیا جب وہ تین خداؤں کے قائل ہوئے اور مجوسیوں پر خدا کا غضب سخت ہوا جب انھوں نے خدا کی جگہ آفتاب اور مہتاب کی پرستش شروع کر دی ایک وہ قوم ہے کہ جس پر سخت ترین عذاب ہے یہ وہ قوم ہے جو اپنے پیغمبرؐ کی بیٹی کے بیٹے کو قتل کرنے کے لئے جمع ہوگئی ہے۔

اس کے بعد آپؐ نے واضح الفاظ میں فرمایا۔

آگاہ رہو خدا کی قسم! میں ان کی کسی ایک بات کا بھی مثبت جواب نہیں دوں گا یہاں تک کہ میں اس داڑھی کو اپنے خون سے خضاب کر کے خدا کی ملاقات کے لئے جاؤں۔

اس کے بعد امامؑ نے استغاثہ بلند کیا اور فرمایا۔

ہے کوئی مددگار جو ہماری فریاد کو پہنچے؟ کیا کوئی شخص موجود نہیں ہے جو رسول خداؐ کے حرم کا دفاع کرے؟

جب استغاثہ کی یہ آواز خواتین نے سنی تو انھوں نے زور زور سے رونا شروع کر دیا۔

ایک روایت کے مطابق مولا نے حضرت عباسؑ کو بھیجا کہ انہیں خاموش کرائیں ابھی ان کے رونے کا وقت نہیں ہے۔

امامؑ کا استغاثہ سن کر عمر بن سعد کے لشکر میں سے دو بھائی سعد اور ابوالحتوف عمر بن سعد کے لشکر سے نکل کر امام حسین علیہ السلام کی طرف آ گئے اور آپ کے ہمراہ درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام...... بعض اصحاب کے پاس وقت آخر

ا۔امام حسین علیہ السلام کے ایک غلام واضح ہیں جو ترکی ہیں امامؑ ان کے مرنے سے پہلے ان کے سرہانے جاتے ہیں اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اس کے گلے میں ڈال دیتے ہیں اور اس کے چہرے کا بوسہ لیتے ہیں اور یہ غلام امامؑ سے اس قدر پیار و محبت کو دیکھتا ہے تو خوش ہو کر کہتا ہے کہ مجھ جیسا کون ہے؟ جس کے رخساروں پر رسول اللہؐ کے فرزند کے رُخسار ہوں اور اسی حالت میں اس کی روح پرواز کر جاتی ہے۔

۲۔امام حسین علیہ السلام کے ایک صحابی کا نام مسلم بن عوسجہ ہے جو کہ کوفہ کے رہنے والے تھے بہت بہادر تھے۔رسول پاکؐ کے صحابی تھے۔حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی شہادت کے بعد کوفہ سے آ کر امام حسین علیہ السلام کے ساتھیوں میں شامل ہو گئے۔جب یہ میدان میں گئے تو مولاؑ کو سلام کیا۔

السلام علیک یا بن رسول اللہ اے فرزند رسول خداؐ! آپؑ پر سلام ہو

جب حضرت مسلمؑ بن عوسجہ خون سے لت پت ہو کر زمین پر گر پڑے تو امام حسینؑ آپ کے سرہانے پہنچے اور مسلم کو کہا **رحمتک اللہ یا مسلم** اے مسلم خدا آپ پر رحم کرے اور ساتھ ہی یہ آیت پڑھی۔

فمنھم من قضی نحبہ و منھم من ینتظر و مابدلوا تبدیلا.

ترجمہ: کچھ لوگ وہ ہیں جو اپنا وقت گزار گئے اور اپنے عہد و پیمان پر عمل کیا اور کچھ وہ ہیں جو انتظار میں ہیں اور انھوں نے کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی۔

مسلم بن عوسجہؓ اور حبیبؓ ابن مظاہرؓ کی آپس میں گفتگو

حبیبؓ نے خطاب کرتے ہوئے مسلمؓ سے کہا آپؓ کا قتل ہونا میرے لئے رنج وغم کا باعث ہے لیکن میں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ تھوڑی دیر بعد آپ جنت میں ہونگے۔ مسلمؓ نے حبیبؓ کے جواب میں فرمایا۔

خدا آپ کو جزاء خیر دے۔ حبیب نے اپنی گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔

اگر مجھے یقین نہ ہوتا کہ میں تھوڑی دیر تک میدان میں جاؤں گا تو میں یہ بات پسند کرتا کہ آپ مجھے کوئی وصیت کرتے تو مسلمؓ نے کمزور آواز کے ساتھ امام حسین علیہ السلام کی طرف دیکھا آپؑ کی طرف اشارہ کیا اور یہ کہا۔

اے حبیبؓ! میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ تم خون کے آخری قطرہ تک امام حسینؑ کو نہ چھوڑنا۔

حبیبؓ نے یہ جواب دیا خدا کی قسم میں تیری وصیت پر عمل کروں گا یہی باتیں ہورہی تھیں کہ مسلمؓ کی روح پرواز ہوگئی۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا

- میں فرض کی پکار پر ضرور لبیک کہوں گا
- میرے لیے قتل گاہ کا انتخاب ہو چکا ہے
- دنیا میں خدا سے ڈرنے والے کو قیامت کے دن امن وامان حاصل ہوگا
- میں تو صرف ناناؐ کی امت کی اصلاح کی غرض سے جارہا ہوں
- مجھے اپنے اسلاف (کی ملاقات) کا والہانہ اشتیاق ہے جیسے یعقوبؑ کو یوسفؑ کا تھا

﴿عبداللہ بن عمیر کی اپنی والدہ سے گفتگو اور عمیر کی بیوی کی شہادت﴾

کلبی قبیلہ کا شخص جس کا نام عبداللہ ہے اور یہ شخص عمیر کا بیٹا ہے اس کی کنیت ابو وھب ہے اور یہ امام حسین علیہ السلام کے دوستوں میں سے ہے۔ وہ اپنی بیوی اور ماں کے ہمراہ امام حسین علیہ السلام کی مدد کے لئے کربلا میں آ گیا۔

شمر لعین کی کمان میں جو فوجی دستہ تھا اس نے امام حسینؑ کے بائیں جانب سپاہیوں پر حملہ کیا اس حملہ میں عبداللہ نے بہت بہادری دکھائی اور بہت سارے سواروں اور پیادہ سپاہیوں کو واصل جہنم کیا اور اس کا دایاں ہاتھ اور پاؤں کٹ گیا اور یہ دشمن کی قید میں آ گیا دشمن نے بہت وحشت ناک طریقے سے اس کا بدن ٹکرے ٹکرے کر دیا جب عبداللہ کی بیوی خیمے سے باہر آئی اور قتل گاہ میں گئی تو اپنے شوہر کی لاش کے ٹکڑوں پر خود کو گرا دیا۔ اور سر اور چہرے کو اس کے پاکیزہ خون سے رنگین کیا اور کہتی جا رہی تھی۔

هنيألك الجنة اسال الله الذى رزقك الجنة ان يصحبني معك

آپ کے لئے جنت نصیب ہو میری درخواست ہے اس خدا سے جس نے آپ کو جنت عطا کی ہے وہ مجھے بھی آپ کے ساتھ جنت میں پہنچا دے۔

اس حالت میں اس کی بیوی اس کے نعش کے ٹکڑوں پر بین کر رہی تھی تو شمر ملعون کا غلام رستم شمر لعن کے حکم سے ایک چابک لے کر بڑھا اور اس نے عبداللہ کی بیوی کے سر پر اتنے زور سے مارا کہ اس کا سر دو ٹکرے ہو گیا اور وہاں پر اس نے اپنے شوہر کے ساتھ شہادت پائی اور یہ وہ واحد عورت ہے جس نے کربلا میں شہادت پائی اور پھر شمر نے عبداللہ کے سر کو الگ کیا اور اسے خیموں کی طرف پھینکا تو اس کی ماں نے اس کے چہرے سے خاک وخون اور گرد کو صاف کیا اور اس کا بوسہ لیا اور اس کے سر کو دشمن کی طرف واپس پھنک دیا اور خیمے کی ایک چوب ہاتھ میں اٹھائے ہوئے دشمن کی طرف بڑھی تا کہ دشمن پر حملہ کرے۔

امام حسین علیہ السلام نے جب اس بوڑھی ماں کو دیکھا تو اپنے جوانوں کو حکم دیا کہ اسے واپس لے جاؤ

اوراسے مخاطب کر کے فرمایا۔

جزیتم من اھل بیتی خیراً ارجعی الی النساء رحمک اللہ فقدوضع عنک الجھادلا یقطع اللہ رجایک جزیت من اھل بیتی خیراً.

ترجمہ: اہل بیتؑ کی ولایت میں جو تکلیفیں آپ نے اٹھائی ہیں خدا آپ کو جزائے خیرعطا کرے خیموں کی طرف واپس چلی جاؤ آپ پر جہاد فرض نہیں ہے۔

عبداللہ کی ماں امامؑ کے حکم کے مطابق واپس آگئی اور یہ کہہ رہی تھی۔

اللھم لاتقطع رجائی.

اے اللہ میری امید کو ختم نہ کرنا۔

امام حسینؑ نے جواب میں فرمایا۔

لا یقطع من رجائک.

ترجمہ: خدا آپ کی اُمید کو ختم نہیں کرے گا۔ یعنی آپ کی قربانی قبول ہے اور آپ کے لیے بھی اجر عظیم ہے۔ خدا کی رضایت ہے۔ رسول اللہؐ اور آل رسولؐ کی رضایت وخوشنودی ہے۔ امام وقت پر راضی ہیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا

- قیامت کے دن لواءِ حمد میرے ہی والدؑ کے ہاتھ میں ہوگا
- میدان محشر میں ایک مجلس بپا ہوگی جس میں شہید کربلاؑ موجود ہوں گے
- کیا میرے بارے میں رسول اللہؐ کی احادیث تمہیں یاد نہیں رہیں
- زائر حضرت امام حسینؑ کے چہرے سے طلوع ہونے والے نور سے اہل محشر کی آنکھیں خیری ہوں گی

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام سے ابوثمامہ صائدی کی درخواست﴾

ابوثمامہ صائدی کا نام عمرو بن کعب تھا یہ امام کے صحابہ میں سے ہیں جب یہ متوجہ ہوئے کہ نماز ظہر کا وقت ہو گیا ہے تو وہ امامؑ کی خدمت میں آکر عرض کرتے ہیں۔

میری جان آپ پر قربان اگر چہ یہ لوگ تابڑ توڑ حملے کر رہے ہیں لیکن خدا کی قسم! جب تک یہ لوگ ہمیں قتل نہیں کر دیں گے آپؑ تک نہیں پہنچ سکتے لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ اس حالت میں اپنے ربّ سے ملاقات کروں کہ ایک اور نماز بھی آپؑ کی امامت میں ادا کرلوں۔

﴿نماز کی اہمیت از فرمان امامؑ﴾

ذکرت الصلوۃ جعلک اللہ من المصلین الذاکرین نعم ھذا اول وقتھا سلوھم ان یکفوا عنا حتیٰ نصلی تقدم فانا لاحقون بک عن ساعۃ۔

ترجمہ امامؑ نے آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا ٹھیک ہے نماز کا وقت ہو گیا ہے آپ نے نماز کو یاد کیا ہے خدا آپ کو نماز پڑھنے والوں اور ذکر کرنے والوں میں شمار کرے۔ دشمن سے کہو کہ وہ تھوڑی دیر کے لئے جنگ کو روک دے تاکہ ہم نماز پڑھ سکیں۔

جب کوفیوں کو وقتی طور پر جنگ بندی کی تجویز پیش کی گئی تو دشمن کی فوج کے سالار حصین نے کہا کہ تم جو نماز پڑھنا چاہتے ہو یہ نماز خدا قبول نہیں کرے گا۔

حبیبؒ نے اس کے یہ جملے سنے تو اسے سخت جواب دیا اور کہا اے کمینے! تمہاری نماز قبول نہیں ہوگی ہم تو فرزند رسولؐ کے ساتھ ہیں.

جنگ جاری رہی اور امامؑ نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ حالت جنگ میں نماز خوف باجماعت ادا کی۔

امام عالی مقامؑ کے کچھ ساتھی آپؑ کے سامنے کھڑے ہو گئے اور دشمن کے تیر سامنے سے بارش کے قطرات کی طرح آپ کی طرف آ رہے تھے۔ آپ کے جانثاران تیروں کو اپنے سینے پر لے رہے تھے اور آپ کے سامنے سپر بن کر کھڑے تھے۔ جب نماز ظہر پڑھ چکے تو امامؑ کے کچھ ساتھی

شہید ہو گئے۔

ابوثمامہ جیسے ہی نماز کا فریضہ ادا کر چکا تو وہ فوراً آگے بڑھا اور مولاؑ سے عرض کی۔

اے اباعبداللہؑ! میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ میں آپ کو اپنے اہل وعیال کے درمیان تنہا دیکھوں اور اسی حالت میں آپؑ مارے جائیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے جواب میں فرمایا۔آگے بڑھو دشمن پر حملہ کرو ہم بھی آپ کے پیچھے آرہے ہیں۔

﴿ابوثمامہ کا تذکرہ﴾

ابوثمامہ جو حضرت علی علیہ السلام کے مشہور شیعوں میں سے تھے سب جنگوں میں مولا علیؑ کے ہمراہ رہے امام حسین علیہ السلام نے ان کی طرف خط لکھ کر انہیں اپنی مدد کے لئے بلایا تھا۔ جب مسلم بن عقیلؑ کوفہ میں تھے تو شیعوں سے مال اکٹھا کرنے کی ذمہ داری ان ہی کو دی تھی اور جب حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ شہید ہو گئے تو آپ نافع بن ہلال کے ساتھ کربلا میں امامؑ کے ساتھ آکر شریک ہو گئے۔

ابوثمامہ نے امامؑ سے اجازت ملنے کے بعد دشمن پر حملہ کیا آپ نے بڑی جنگ کی آپ اپنے چچا کے بیٹے قیس بن عبداللہ سعدی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

﴿ابوثمامہ کے اخلاص کا ایک واقعہ﴾

کثیر بن عبداللہ نے عمر بن سعد کو پیغام دے کر امامؑ کے پاس بھیجا کثیر نے عمر بن سعد سے کہا اگر تم مجھے حکم دو تو میں اسے قتل کر آؤں۔

عمر بن سعد نے کثیر سے کہا کہ میں تجھے ان کے قتل کے لئے نہیں بھیج رہا بلکہ ان سے جا کر سوال کرو کہ وہ یہاں کیوں آئے ہیں؟

کثیر امام حسین علیہ السلام کے خیام کی طرف بڑھا جیسے ہی ابوثمامہ نے کثیر کو آتے ہوئے دیکھا تو مولاؑ سے عرض کیا۔ یا اباعبداللہ! خدا آپکو دشمن کے ہر شر سے بچا کر رکھے یہ جو آدمی آرہا

ہے   یہ روئے زمین کا بدترین۔کمینہ ترین سفاک شخص ہے۔

ابوثمامہ نے یہ کہا اور بڑھ کر کثیر کے آگے کھڑا ہو گیا اور کثیر سے کہا اگر مولاؑ سے ملاقات کرنا چاہتے ہو تو تلوار کو زمین پر رکھ دو کثیر نے جواب دیا۔

خدا کی قسم میں یہ ذلت قبول نہیں کروں گا میں ایک پیغام لایا ہوں اگر اجازت ہو تو پیغام پہنچا دوں وگرنہ واپس لوٹ جاؤں گا۔

ابوثمامہ نے کہا اگر ایسا ہے تو تیری تلوار کے قبضے پر میرا ہاتھ رہے گا اور تو یہ پیغام پہنچا دے کثیر نے ابوثمامہ کی یہ تجویز بھی قبول نہ کی تو ابوثمامہ نے کہا کہ یہ پیغام مجھے دے دو۔میں امامؑ تک پہنچا دیتا ہوں میں تجھ جیسے کمینے اور سفاک شخص کو امامؑ کے خیمے میں داخل نہیں ہونے دوں گا۔

بہر حال کثیر کو ذلت اور رسوائی سے واپس جانا پڑا اور وہ بغیر پیغام پہنچائے واپس آ گیا تو عمر بن سعد نے قرہ بن قیس کو پیغام پہنچانے کے لئے بھیجا۔

زیارت ناحیہ میں امام زمانہ (عج) نے ابوثمامہ کو اس طرح یاد فرمایا ہے۔

السلام علیٰ ابی ثمامہ عبداللہ الصائد ی

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کی سعید سے گفتگو﴾

جب مولاؑ نے نماز شروع کی اور دشمن نے جنگ بند نہ کی تو امام حسینؑ کے چند ساتھی مولاؑ کے سامنے کھڑے ہو گئے اور انہوں نے اپنے سینوں کو سپر قرار دے دیا ان میں سے دو صحابی سعید بن عبداللہ اور عمر بن قرظہ کعبی تھے جو بھی تیر آتا یہ دونوں اپنے سینوں پر لیتے تھے نماز مکمل ہونے کے بعد یہ دونوں درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔سعید بن عبداللہ نماز کے بعد خون آلود اور کمزور بدن کے ساتھ جب زمین پر گر پڑے تو یہ جملے کہے۔

''خداوندا! ان لوگوں پر لعنت بھیج اور عذاب بھیج جو عذاب تو نے قوم عاد اور قوم ثمود پر بھیجا اور میرا اسلام اپنے پیغمبرؐ کو پہنچا دے۔یہ تکلیف جو مجھے پہنچی ہے اس سے اپنے پیغمبرؐ کو آگاہ فرما کیونکہ اس فداکاری اور جان بازی سے میرا مقصد اور یہ سب رنج و تکلیف اٹھانے کی غرض یہ تھی کہ میں تیرے پیغمبرؐ کے فرزند کی مدد کر کے تجھ سے اجر و ثواب حاصل کروں''۔

یہ جملے کہنے کے بعد سعید نے اپنی آنکھیں کھولیں اور امامؑ کے چہرے کی زیارت کی پھر عرض کیا

اَوَفیتُ یاابن رسول اللہؐ

اے فرزند رسولؐ کیا آپؑ کے حوالے سے جو میری ذمہ داری بنتی تھی وہ میں نے ادا کر دی ہے؟

امامؑ نے ان کے جواب میں فرمایا۔ نعم انت امامی فی الجنة

جی ہاں! تم نے اپنا اسلامی اور انسانی فریضہ اچھی طرح انجام دے دیا ہے تم مجھ سے پہلے جنت میں جا رہے ہو۔

﴿عمرو بن قرظہ کعبی کو امامؑ کا جواب﴾

عمرو بن قرظہ کعبی نے سعید کے ہمراہ اپنے سینے کو امامؑ کے وجود کے سامنے سپر قرار دیتے ہوئے شہادت پائی اور آپ کے جسم پر بھی اتنے تیر لگے کہ آپ زمین پر گرے اور سعید کی گفتگو وہ سن رہے تھے عمرو نے بھی وہی سوال اپنے مولاؑ سے کیا۔ کیا میں نے آپ کے معاملہ میں اپنی ذمہ داری ادا کر دی ہے؟ تو مولاؑ نے جواب میں فرمایا جی ہاں تو نے اپنی ذمہ داری کو ادا کر دیا ہے میرے آگے آگے تم بہشت میں ہو اور یہاں پر مولاؑ نے اس جملہ کا اضافہ کیا ہے۔

نعم انت امامی فی الجنة فاقراء رسول اللہؐ منی السلام و اعلمه انی فی الاثر

ہاں تو بھی میرے آگے بہشت میں ہوگا میرا سلام رسول خداؐ تک پہنچا دینا اور ان کو بتا دینا کہ میں بھی آپ کے بعد حضرت کے دیدار اور ملاقات کے لئے آرہا ہوں۔

قرظہ بن کعب رسولؐ کے صحابہ میں سے ہیں جنگ اُحد کے میدان میں شامل تھے جنگ احد کے علاوہ دیگر جنگوں میں بھی حضور پاکؐ کے ہم رکاب رہے اور امیر المومنینؑ کے ساتھ بھی رہے۔ جنگ صفین میں مولا علیؑ کے پرچم بردار تھے۔ مولا علیؑ نے انہیں فارس کا گورنر بنایا ۵۱ ہجری میں فوت ہوئے یہ پہلی شخصیت تھے کہ جن پر کوفہ میں نوحہ خوانی کی گئی اس کے دو بیٹے تھے عمرو اور علی۔ جب مولا حسینؑ کربلا میں پہنچے تو اس وقت عمرو بھی کربلا میں پہنچے عاشور کے دن دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے آپ اجازت لے کر چلے گئے جنگ کرنے کے بعد واپس آئے اور نماز کی حالت

میں مولاؑ کا دفاع کرتے ہوئے شہید ہو گئے جب کہ اس کا بھائی علی عمر بن سعد کے لشکر میں کوفہ سے مولا حسینؑ کے خلاف جنگ کرنے کے لئے آیا جب اس کا بھائی شہید ہو گیا تو اس ملعون نے مولاؑ کو خطاب کر کے آپ کی خدمت میں گستاخی کی اور یہ کہا۔

یاحسینؑ! اغورت اخی واضللته فقتله

ترجمہ اے حسینؑ آپ نے میرے بھائی کو دھوکہ دیا اور اسے گمراہ کیا اور اسے قتل کرا دیا۔

مولاؑ نے جواب میں یہ کہا۔

انی لم اغرر اخاک وما اضللته ولکن هداه الله واضلک

ترجمہ ﴾ میں نے تیرے بھائی کو دھوکہ نہیں دیا۔ اور میں نے اسے گمراہ نہیں کیا بلکہ اللہ نے اس کی ہدایت فرمائی اور تو گمراہ ہو گیا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا

- میرے قتل کے بعد اللہ تعالیٰ تم پر دردناک عذاب کا اضافہ کرے گا
- دنیا کی زیب وزیبائش پر دھوکہ نہ کھاؤ
- ہم نے تو اپنی جانوں کو تلواروں کے لیے ہبہ کر دیا ہے
- افواج کوفہ وشام! بے شک تم پر شیطان نے غلبہ پا لیا ہے
- ہم سب اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں
- میرا اس شہید پر سلام جس کی شہ رگ کاٹ دی گئی

﴿سعد بن حارث اور ابو الحتوف کی شہادت﴾

سعد بن حارث اور ابو الحتوف یہ دونوں خارجی تھے۔ امیر المومنینؑ کے مخالف تھے یہ دونوں عمر بن سعد کے لشکر میں آئے ہوئے تھے جب مولا حسینؑ کے تمام اصحاب شہید ہو گئے اور مولا حسینؑ نے نصرت طلبی کی فریاد بلند کی اور فرمایا۔

هل من ناصر ينصرنا هل من مغيث يغيثنا

کیا کوئی مدد کرنیوالا موجود نہیں ہے؟

خیام سے بچوں اور خواتین کے رونے کی آواز آئی۔

اس چیز نے ان دونوں بھائیوں میں ایک انقلاب برپا کیا۔ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی حکومت نہیں ہے اور جو اللہ کی نافرمانی کرے اس کی اطاعت نہیں ہے اور کیا امام حسینؑ ہمارے پیغمبرؐ کا بیٹا نہیں ہے؟ کیا ہمیں قیامت کے دن اس کے جد کی شفاعت کی امید نہیں ہے؟ ہم کیسے اس کے ساتھ جنگ کریں؟ اور یہ کیا کر رہے ہیں؟ ہم رسول پاک کو کیا جواب دیں گے؟ وہ اس وقت دشمن کے درمیان تنہاء ہیں اس غربت میں وہ بے یارومددگار ہیں۔

دونوں نے ابن سعد کے لشکر کو چھوڑا تلواریں اپنے نیام سے نکالیں اور امام حسینؑ کے نزدیک آ گئے اور آپؑ کے سامنے دشمن سے جنگ کرنا شروع کی کچھ کو قتل اور کچھ کو زخمی کیا دونوں بھائی ایک ہی جگہ گرے اور درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ حر کی طرح سعادت مند بنے اور ان کا انجام اچھا ہو گیا۔

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کی زہیر بن قین سے گفتگو﴾

یہ اپنے قبیلہ کا بڑا شخص تھا خلیفہ سوئم عثمان کے حامیوں سے تھا امیر المومنین علیؑ کا مخالف تھا مکہ اور کربلا کے درمیان سفر میں مولا حسین علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور ہدایت پا گیا زہیر نے دشمن کے ساتھ جنگ لڑی ایک دفعہ پھر مولاؑ کی خدمت میں پہنچے اور دوبارہ آپ سے اجازت طلب کی اور یہ شعر پڑھے۔

فدتک نفسی هادیاً مهدیاً اليوم القى حدک النبياً

وحسناً والمرتضیٰ علیاً وذاجنا حين الفتى الكميا

واسدالله الشهيد الحياء

ترجمہ﴿ میری جان آپؑ پر قربان کہ جس نے ہدایت پالی اور ہدایت کو اختیار کر لیا آج وہ دن ہے کہ جس میں آپؑ کے ناناؐ سے ملاقات کروں گا۔ امام حسنؑ سے، امیر المومنین علیؑ سے، ملاقات کروں گا جو دو پروں والے ہیں اس مرد جعفر طیارؑ سے جا کر ملاقات کروں گا، اللہ کے شہید حمزہ سے ملوں گا وہ شہید ہے۔ زندہ ہے ان سے آج جا کر ملاقات کروں گا۔

امام حسین علیہ السلام نے اس کے جواب میں فرمایا میں بھی آپ کے بعد ان سے آ کر ملاقات کروں گا جب زہیر زمین پر گر پڑے اور آخری سانسیں تھیں تو مولا حسینؑ آپ کی لاش پر پہنچے اور یہ جملے کہے۔

وانا القاهم على اثرک لا يبعدنک الله يا زهير و

لعن الله قاتليک لعن الذين مسخوا قِرَ دَةً وخنازير

لا يبعدنک الله يا زهير

ترجمہ خدا اپنی رحمت کو تجھ سے دور نہ کرے تیرے قاتلوں پر خدا کی لعنت ہو اس طرح کی لعنت کہ جیسی لعنت خدا نے گذشتہ زمانے کے قاتلوں پر بھیجی کہ وہ مسخ ہو گئے اور بندر اور خنزیر کی شکل میں آ گئے۔

﴿جناب حرؑ کی شہادت﴾

حبیبؒ کے قتل کے بعد نماز ظہر سے پہلے زہیر کے ہمراہ مل کر دشمن پر حملہ کیا اور جب ان دو میں سے ایک دشمن کے محاصرہ میں آ جاتا تو دوسرا محاصرہ سے نجات دلاتا۔ یہاں تک کہ دشمن نے حر کے گھوڑے کے پاؤں کاٹ دیئے۔ حر نے پیدل جنگ کی۔ دشمن کے کافی سارے سپاہیوں کو واصل جھنم کیا۔ دشمن کے پیادہ دستے نے حر پر حملہ کر دیا اور حر زخمی حالت میں زمین پر گر پڑے۔ امام حسینؑ کے کچھ ساتھیوں نے حملہ کر کے خود کو حر کے پاس پہنچا دیا اور حر کے نیم جان بدن کو اٹھا کر خیموں کے قریب دیگر شھداء کے پہلو میں آ کر لٹا دیا۔

امام حسینؑ اس جگہ حر کی لاش کے پاس پہنچے آپ اس وقت یہ جملہ دہرا رہے تھے۔

قتلة مثل قتلة النبيين و آل النبيين.

یہ لوگ نبیوں اور نبیوں کی اولاد کے قاتلوں کی مانند ہیں۔

اس کے بعد آپؑ نے حر کے سر کو گود میں لیا اور اس کے سر سے خون صاف کیا اور پیار سے یہ جملے فرمائے۔

نعم يتوب الله عليک ويغفرلک قتلة مثل قتلة النبين انت الحر كما سمتک امک وانت الحر فی الدُنيا و الاآخرة.

تو حر ہے اور آزاد مرد ہے جیسا کہ تیری ماں نے تیرا نام رکھا ہے۔ تو اس فانی دُنیا میں آزاد ہے اور جادوانی دُنیا میں بھی آزاد ہے۔

اس کے بعد امامؑ نے مرثیہ پڑھا۔

لنعم الحر حر بنی رياح صبور عند مشتبک الرماح

ونعم الحر اذنادیٰ حسيناً وجاد بنفسه عندالصياح

فيا ربی اضفه فی جنان وزوجه مع الحور الملاح

ا۔ ''حر ریاحی کتنا اچھا مرد ہے۔ صابر ہے جنگ اور نیزوں کی کثرت میں حوصلے والا ہے۔

۲۔ حر کتنا اچھا مرد ہے کہ جب حسینؑ نے اسے آواز دی تو اس نے حسینؑ کی دعوت کے وقت اپنی جان حسینؑ پر قربان کی۔

۳۔ پرودگارا! بہشت بریں میں اس کی پذیرائی فرما۔ خوبصورت اور نمکین رنگ حوروں سے اس کی ازدواج فرما۔

روایت میں ہے کہ جناب حر کا سر زخمی تھا ان کا خون نہیں رک رہا تھا۔ مولاؑ نے جناب سیدہؑ کے ہاتھ کا تیار کردہ رومال اپنی جیب سے نکالا اور اس سے حر کے سر کو باندھ دیا جس سے خون رک گیا۔

حضرت علی اکبرؑ کی شہادت کے وقت

(حضرت علی اکبرؑ کی عمر کے بارے میں اختلاف ہے مشہور ہے کہ آپ کی عمر ۱۸ سال تھی حضرت ابوطالبؑ کی اولاد سے آپؑ پہلے شہید ہیں جب حضرت علی اکبرؑ مولاؑ سے اجازت لینے آئے۔تو مولاؑ نے اپنی داڑھی کو ہاتھوں میں لے کر آسمان کی طرف رخ کر کے یہ دعا پڑھی)

اللھم اشھد علیٰ ھولاء القوم فقد برز الیھم اشبہ الناس برسولک محمدؐ خلقاً وخلقاً ومنطقاً وکنا اذا اشتقنا الیٰ رؤیۃ نبیک نظرنا الیہ اللھم فامنعھم برکات الارض وفرقھم تفریقا ومزقھم تمزیقاً واجعلھم طرائق قداداً ولا ترض ولاۃ عنھم اَبَداً فانھم دعونا لینصرون ثم عدوا علینا لیقاتلون ان اللہ اصطفیٰ آدم ونوحاً وآل ابراھیم وآل عمران علی العالمین ذریۃ بعضھا من بعض واللہ سمیع علیم مالک؟ قطع اللہ رحمک کما قطعت رحمی ولم تحفظ قرابتی من رسول اللہ وسلط علیک من یذبحک علیٰ فراشک

قتل اللہ قوماً قتلوک یا بنی ماجرأھم علی اللہ وعلیٰ انتحاک حرمۃ رسول اللہؐ علی الدُنیا بعدک العفاء

ترجمہ اے اللہ اس قوم پر گواہ رہنا کہ جس کی طرف ایسا جوان جارہا ہے جو اخلاق میں خلقت میں، گفتار میں، تمام لوگوں سے زیادہ تیرے رسول محمدؐ کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے۔ ہمیں جب یہ شوق ہوتا تھا کہ اے اللہ تیرے نبی کا دیدار کریں تو ہم اس کے چہرے کی طرف دیکھتے تھے

امامؑ کی نفرین

یہ جملے کہنے کے بعد امامؑ نے یوں دشمنوں پر نفرین کی۔

اے اللہ ان لوگوں پر سے زمین کی برکت روک دے اوران کے درمیان سخت اختلاف ڈال دے اوران کو ٹکڑے ٹکڑے کردے اوران کے راستے مختلف قرار دے اور کبھی بھی ان سے حکمرانوں کو خوش نہ فرما۔ کیونکہ ان لوگوں نے ہمیں دعوت دی تا کہ وہ ہماری مدد کریں۔ پھرانہوں نے

ہمارے خلاف چڑھائی کردی پھر جنگ شروع کردی پھر قرآن کی آیت تلاوت فرمائی کہ اللہ تعالٰی نے عالمین پر آدمؑ کو حضرت نوحؑ کو آل ابراہیمؑ اور آل عمرانؑ کو برتری عطاء فرمائی ایسی روایات ہیں جو بعض سے دوسرے بعض سے ہیں اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے اس کے بعد عمر بن سعد کو مخاطب کر کے آپؑ نے اس طرح فرمایا۔

اے عمر بن سعد تجھے کیا ہو گیا ہے؟ اللہ تیرے رشتے توڑے تیری نسل کو ختم کرے تیرے معاملات اور کاروبار میں برکت نہ ڈالے اللہ تیری نسل کو اس طرح ختم کرے جس طرح تو نے میرے رشتے کو کاٹا ہے اور علی اکبرؑ سے میری نسل کو ختم کیا ہے۔ اور میری رسولؐ سے قرابت کا لحاظ تم نے نہیں کیا۔

پھر امامؑ نے بلند آواز سے سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۳۳ اور ۳۴ کی تلاوت فرمائی۔

ترجمہ ﴾ بہ تحقیق اللہ نے آدمؑ نوحؑ آل ابراہیم اور آل عمران کو زمین پر چن لیا ہے ان کے بعض ہیں جو دوسروں کی اولاد ہیں اللہ سننے اور جاننے والا ہے۔

حضرت علی اکبرؑ میدان جنگ میں گئے اور یہ رجزیہ اشعار پڑھے۔

ترجمہ ﴾ میں علیؑ اور حسینؑ کا بیٹا ہوں اللہ کے گھر کی قسم! میں نبیؐ کے گھر سے زیادہ قریب ہوں۔

۲ ﴾ خدا کی قسم کمینے کے بیٹے کا حکم ہم پر نہیں چلے گا اور میں تمہارے سینوں میں نیزہ اتنا چلاؤں گا یہاں تک کہ نیزہ ٹیڑھا ہو جائے۔

۳ ﴾ میں اپنے باپؑ کا دفاع کرتے ہوئے ایک ہاشمی نوجوان کی تلوار تمہارے اوپر چلاؤں گا اور تمہاری گردنیں اڑاؤں گا۔

حملہ کرنے کے بعد علی اکبرؑ اپنے والد گرامی کے پاس آئے اور کہا۔

﴾حضرت علی اکبرؑ کا امام حسین علیہ السلام سے پانی مانگنا﴿

اے بابا! پیاس نے مجھے مار ڈالا ہے لوہے کے بوجھ نے مجھے تھکا دیا ہے کیا ایک گھونٹ پانی میسر آ سکتا ہے؟ تا کہ اس پانی کے ذریعہ ان دشمنوں کے خلاف نئی طاقت استعمال کرسکوں اور ان کو آپؑ سے دور کرسکوں۔

﴿امام حسینؑ کا جواب﴾

اے پیارے بیٹے، محمدؐ اور علیؑ اور تیرے باباؑ پر یہ بات گراں ہے کہ تم ان کو بلاؤ اور وہ تجھے جواب نہ دیں اور تم انہیں فریاد کرو اور وہ تیری فریاد کو نہ سنیں۔ اے پیارے بیٹے! اپنی زبان کو میرے منہ میں رکھدو جناب اکبرؑ نے جب زبان آپؑ کے منہ میں رکھی تو ایک معنوی طاقت تو آپ کو اس عمل سے ضرور ملی ہوگی البتہ آپ نے فوراً یہ جملے کہے کہ بابا جان اب میں پیاسا نہیں رہا شاید مولاؑ نے یہ اس لیے کہا ہو کہ میرے باپؑ تو مجھ سے بھی زیادہ پیاسے ہیں اس کے بعد مولاؑ نے اپنی انگوٹھی دی اور فرمایا اس کو اپنے منہ میں رکھ لو اور واپس اپنے دشمن سے جنگ کرو۔ مجھے اُمید ہے کہ شام تک تیرے ناناؐ تجھے پانی سے بھرا ہوا جام کوثر پلائیں گے کہ جس کے بعد تم کبھی پیاسے نہیں رہو گے۔

دوسری روایت میں ہے مولاؑ نے فرمایا۔ ہائے فریاد پیارے بیٹے! تھوڑی دیر اور جنگ کرو بہت ہی جلدی اپنے نانا محمدؐ سے ملاقات کرو گے وہ آپؑ کو جام کوثر سے سیراب کریں گے۔

حضرت علی اکبرؑ نے کافی دیر تک جنگ کی۔ منقذ بن مرہ نے آپؑ کے سر پر اتنے زور کی تلوار ماری کہ آپؑ گھوڑے پر سنبھل نہ سکے اور دشمن کے سپاہی تلواریں لے کر آپؑ پر ٹوٹ پڑے۔ آپؑ کے دونوں ہاتھ گھوڑے کی گردن میں آ گئے اور آپ کے نازک بدن کو دشمن نے تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جب زخموں سے چور چور ہو کر علی اکبرؑ زمین پر گر پڑے تو ان الفاظ کے ساتھ بابا کو سلام کیا۔

اے بابا جان! یہ میرے نانا رسول اللہؐ ہیں انہوں نے مجھے اپنا لبالب جام مجھے پلایا ہے کہ میں ان کے پاس پیاسہ نہیں رہوں گا اب جلدی کریں جلدی کریں آپ کے لئے بھی جام کوثر موجود ہے تاکہ آپ آکر اسے پئیں۔"

مولاؑ نے جب علی اکبرؑ کی یہ آواز سنی تو فوراً اپنے بیٹے کی لاش پر پہنچے البتہ جیسا کہ واقعات سے معلوم ہوتا ہے امام حسینؑ جب بھی کسی شہید کی لاش پر پہنچتے تھے تو اس کے ساتھ آپؑ کے جانثار

دشمن کے ساتھ جنگ کرتے اور دشمن سے آپؑ کا دفاع کرتے اور آپؑ خود لاش اٹھا کر لے آتے یا پھر چند اور جانثار آپؑ کے ہمراہ ہو جاتے آپؑ نے اپنے پیارے بیٹے کی لاش پر پہنچ کر اس طرح بین کیئے اللہ قتل کرے اس قوم کو جنھوں نے تجھے قتل کر دیا ہے۔ انہوں نے کتنی بڑی جرات دکھائی ہے؟ رحمت ہو اللہ کے رسولؐ پر۔ تیرے قتل پر انھوں نے رسولؐ کی حرمت پامال کی ہے اے پیارے بیٹے تیرے بعد دُنیا پر خاک ہے۔

اور آپؑ نے علی اکبرؑ کو اپنی گود میں لے لیا آپؑ کے چہرے کے بوسے لے کر فرمار ہے تھے۔

اے پیارے بیٹے! تم تو دُنیا کے غموں سے راحت میں پہنچ گئے اور دُنیا کی سختیوں سے نجات پا گئے اور تیرا بابا دشمنوں کے درمیان تنہا رہ گیا خدا لعنت کرے ان پر جنھوں نے تجھے قتل کیا میں بھی جلد ہی تیرے ساتھ آملوں گا اور اسی طرح سے علی اکبرؑ کو الوداع کیا۔

اے میرے دل کے چین! اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک! اے میری آنکھوں کا نور! مجھے تنہا چھوڑ کر جارہے ہو؟

بعض روایات میں ہے کہ جب علی اکبرؑ زمین پر آئے تو جوانان بنی ہاشمؑ نے حملہ کر کے دشمنوں کی فوجوں کو دور دور تک بھگا دیا اور خیام سے ایک پردہ دار بی بی نکلی وہ بی بی جن کے بارے بیان کیا جاتا ہے کہ وہ شریکۃ الحسینؑ جناب سیدہ زینب (صلوات اللہ علیھا) تھیں وہ اپنے بھائی سے پہلے علی اکبرؑ کی لاش پر پہنچ کر اس طرح بین کر رہی تھیں۔

اے میرے پیارے! میری آنکھوں کی ٹھنڈک! میرے دل کا نور! آپ کے فراق پر ہم رنجیدہ دل ہیں ہائے اکبرؑ ہائے بیٹے اپنے بابا کو تنہا کر گئے جب علی اکبرؑ کی لاش پر امامؑ پہنچے تو بیٹے کی لاش کو چھوڑ کر اپنی پردہ دار بہن کو خیموں کی طرف پلٹایا اور پھر امامؑ نے نوجوانان بنی ہاشمؑ سے فرمایا بیٹو آگے بڑھو اور اپنے بھائی کی لاش کو اُٹھا کر مقتل کی طرف لے جاؤ۔

نکتہ

بعض مقتل نویسوں نے بیان کیا ہے کہ بنی ہاشمؑ نے جناب علی اکبرؑ کی شہادت کے بعد دشمن کے ساتھ گھمسان کی جنگ کی اور میدان بالخصوص خیام کے قریبی حصہ سے جہاں پر علی اکبرؑ کی لاش پڑی تھی دشمن افواج کو دور بھگا دیا اور مولا امام حسینؑ اپنے جوان بیٹے کے غم میں نڈھال تھے اور جناب سیدہ زینب (صلواۃ اللہ علیہا) کیونکہ محافظہ امام بی بی تھیں اس لیے خود خیام سے باہر لاش تک آئیں تاکہ بھائی جب بہن کو جناب علی اکبرؑ کی لاش پر دیکھیں تو ان کا غم تقسیم ہو جائے اور ان کی توجہ دوسری طرف ہو جائے بہرحال اگر یہ روایت درست ہے تو اس کی شرعی حیثیت بھی موجود ہے اور یقینی بات ہے کہ مخدرات عصمت کے پردوں کے محافظ حضرت عباس علمدارؑ نے اس کا انتظام بھی کر لیا ہوگا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا

- سب سے زیادہ سخی وہ ہے جو ان کو دے جن سے اس کو کوئی اُمید نہ ہو
- جس کی نیت حق ہے اور جسکا بچھونا تقویٰ ہے اسے کوئی پرواہ نہیں
- غیر اہل فکر سے بحث و مباحثہ اسباب جہالت کی علامت ہے
- اے لشکر شیطان: اے گروہ کفار: تم اولاد انبیاء کو قتل کرنے والے ہو

﴾حضرت علی اکبرؑ کی شہادت کے بعد دیگر آل ابوطالبؑ﴿

حضرت عبداللہؑ مسلمؑ کے بیٹے ! میدان میں آئے اور میدان میں انہوں نے یہ شعر پڑھا آج میں اپنے بابا مسلمؑ کے ساتھ ملاقات کروں گا اور ان نوجوانوں کے ساتھ ملاقات کروں گا جو پیغمبرؐ کے دین کے راستے میں شہید ہوئے ہیں۔

تین مرتبہ اس نوجوان نے دشمن پر حملہ کیا دشمن کے کافی افراد ہلاک کئے حدید بن زرقاء نے آپؑ کی پیشانی پر تیر مارا اور آپ کا قاتل پیشانی سے تیر کو کھینچ کر لے گیا لیکن تیر کا پھل آپؑ کی پیشانی میں پیوست رہا اسی حالت میں محمدؑ اور عونؑ عبداللہؑ بن جعفرؑ کے بیٹے اور محمدؑ بن مسلمؑ تینوں اکھٹے دشمن پر ٹوٹ پڑے۔

امامؑ نے ان جوانوں کو میدان جنگ میں دیکھ کر یوں فرمایا۔

اے میرے چچا کے بیٹو ! اے میرے اہل بیتؑ ! موت کے سامنے صبر اور استقامت سے ڈٹ جاؤ خدا کی قسم آج کے بعد کبھی بھی ذلت اور رسوائی نہ دیکھو گے۔

ا۔ ﴾شہزادہ حضرت قاسمؑ﴿

(اہل بیتؑ کے چند نوجوانوں کی شہادت کے بعد حضرت قاسمؑ شہادت کے لئے آگے بڑھے۔ آپؑ کا سن بلوغ کو نہیں پہنچا تھا آپ کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا تھا آپؑ کے بدن پر عربی قمیص تھی آپ کے پاؤں پر تسمے والی نعلین تھی آپؑ کے پاس تلوار تھی جب امامؑ سے اجازت لینے کے لئے آئے تو ایک غمناک منظر تھا مولاؑ نے پہلے اجازت نہ دی حضرت قاسمؑ نے اپنے چچا کے ہاتھوں اور پاؤں کا بار بار بوسہ لیا اور روتے رہے کہ مجھے اجازت دے دیں بالاآخر بعض روایات کے مطابق حضرت قاسمؑ نے اپنے باپؑ کا ایک وصیت نامہ جو کہ تعویذ کی شکل میں آپ کے پاس تھا وہ اپنے چچا کے حوالے کیا مولاؑ اپنے بھائی کی تحریر پڑھ کر بہت روئے اور مولاؑ نے قاسم کو گلے سے لگایا اور آپؑ قاسم کی کمسنی کو دیکھ کر اپنے بھائی حسنؑ کی یاد میں رو پڑے کیونکہ جناب قاسمؑ اپنے بابا کی ہو بہو شبیہ تھے یہی وجہ ہے کہ امام حسن علیہ السلام کے باقی

فرزندوں سے زیادہ تذکرہ حضرت قاسمؑ کا ہوتا ہے جب کہ امام حسنؑ کے اور فرزند بھی تھے جو کربلاء میں شہید ہوئے جب کہ امام حسنؑ کے بڑے فرزند حسن مثنیٰ جو کہ امام حسین علیہ السلام کے داماد بھی تھے اور آپ کا ایک بیٹا عبداللہ بھی تھا آپ میدان کارزار میں گئے اور زخمی حالت میں شہداء کی لاشوں میں پڑے رہے آپ کا ایک بازو بھی قلم ہوگیا لیکن خدا کا وعدہ پورا ہوا اور آپ بچ گئے اور امام حسن علیہ السلام کی نسل آپؑ سے اور آپؑ کے ایک بیٹے سے چلی

بعض کا کہنا یہ بھی ہے آپؑ قاسمؑ کو دیکھ کر اتنے روئے کہ آپؑ پر غشی طاری ہوگئی خود ہی مولاؑ نے آخر کار قاسمؑ کو گھوڑے پر سوار کیا۔ سر پر عمامہ باندھا۔ **تحت الحنک** باندھی۔ قمیض کو کفن کی مانند دو نیم کیا اور اس حالت میں قاسمؑ کو میدان میں روانہ کیا۔

جب قاسمؑ زمین پر گرے تو مولا حسینؑ قاسمؑ کی زخمی لاش پر پہنچے اور فرمایا۔

خدا کی رحمت ان سے دور ہو جنھوں نے تجھے قتل کیا ہے قیامت کے دن تیرے نانا رسول خداؐ اور تیرے دادا علیؑ ان کے دشمن ہوں اور آپؑ کے بابا حسنؑ ان کے دشمن ہوں۔

اس کے بعد فرمایا۔

تیرے چچا کے لئے یہ بات سخت ہے تو ان کو مدد کے لئے پکارے اور وہ اس کا جواب نہ دے سکیں اگر آئیں تو تجھے فائدہ نہ پہنچا سکیں۔

خدا کی قسم! تیری نصرت طلبی کی آواز ایسے شخص کی آواز ہے کہ جس کے قبیلے کے بہت سارے افراد قتل ہو چکے ہوں۔ اور اس کے یار و مددگار کم ہوں۔

امام حسین علیہ السلام جناب قاسمؑ کے زخمی لاشہ کو دیگر شہداء کے ہمراہ خیمہ میں لائے اور آپ کی لاش کو جناب علی اکبرؑ کی لاش کے ساتھ رکھا اور کوفہ والوں پر اس طرح نفرین فرمائی۔

''اے اللہ ان سب کو مصیبت میں گرفتار کر۔ کسی ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑ اور ان کو بالکل معاف نہ فرما اور نہ ہی ان پر اپنی بخشش نازل فرما۔''

پھر اپنے اہل بیتؑ کی طرف رخ کر کے فرمایا اے میرے اہل بیتؑ آج کے دن کے بعد تم کبھی ذلت و خواری نہیں دیکھو گے۔

﴿شہزادہ علی اصغرؑ کی شہادت کے بعد مولاؑ کی اعداء پر نفرین﴾

جب مولا امام حسین علیہ السلام تنہا رہ گئے تمام یار و انصار مارے گئے۔ شہید ہو گئے تو امامؑ نے نصرت طلبی کی صدا بلند کی۔

''ہے کوئی جو رسول اللہؐ کے حرم کا دفاع کرے؟ کوئی توحید پرست ہے جو ہمارے خاندان کے حوالے سے خدا خوفی کرے؟ کوئی فریاد رس ہے جو ہماری نصرت کے ذریعہ اللہ کی رحمت کا امیدوار بنے؟ کوئی مددگار ہے جو اللہ کے ہاں سے ثواب حاصل کرے؟

جب امام حسین علیہ السلام کی یہ صدا بلند ہوئی تو خیام سے عورتوں اور بچوں کے رونے کی آواز آئی امام حسین علیہ السلام اپنے خیموں کی طرف آئے آپؑ نے اپنے شیر خوار بیٹے علی اصغرؑ کو ہاتھوں پہ لیا اور دشمن سے ان الفاظ کے ساتھ پانی طلب کیا۔

کہ یہ بچہ شیر خوار ہے جان بلب ہے پیاس کی وجہ سے جان کنی کی حالت میں ہے۔

آپ کے یہ جملے سن کر ایک مرتبہ فوج اشقیاء کے دل کانپ اٹھے عمر بن سعد اس حالت سے پریشان ہو گیا اس نے حرملہ کاھلی ملعون کو حکم دیا کہ حسینؑ کی بات کا جواب دو ظالم حرمل نے پانی کی بجائے تیر علی اصغرؑ کی چھوٹی سی گردن میں پیوست کر دیا۔

اس تیر کے بارے میں امامؑ معصومؑ فرماتے ہیں کہ وہ ایسا تیر تھا جو علی اصغرؑ کے ایک کان سے دوسرے کان تک گزر گیا اور علی اصغرؑ کا ننھا سا گلہ کٹ گیا۔

امام حسین علیہ السلام نے علی اصغرؑ کا ناحق خون اپنے ہاتھوں پر لیا اور فرمایا۔ کہ یہ میرے لئے بڑی مصیبت ہے جو اللہ کے سامنے ہے۔

یہاں پر مولاؑ نے ان الفاظ کے ساتھ دعا کی۔

''پروردگار! دُنیا میں آسمانی مدد نہ لینے کے بدلے میں ہمارے لئے وہ کچھ قرار دے جو اس سے بہتر ہے اور ان خونخوار لوگوں سے ہمارا انتقام لے اور جو کچھ اس دُنیا میں ہمارے اوپر مصائب اترے ہیں انھیں آخرت میں ہمارے لئے ذخیرہ فرما۔''

علی اصغرؑ کے علاوہ چار اور نابالغ بچے بھی شہید ہوئے۔

ا۔عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن امام حسن مجتبیٰؑ

۲۔محمد بن ابی سعد بن عقیلؑ

۳۔عمرو بن جنادہ

جب امام حسین علیہ السلام کافی طولانی جنگ کے بعد اپنی مقتل گاہ میں پہنچے تو جناب عبداللہ جن کی عمر دس سال تھی جنھوں نے اپنے بابا حسنؑ کو نہ دیکھا تھا۔ مولا حسین علیہ السلام کے پاس پرورش پائی اپنی ماں اور پھوپھی سے دامن چھڑا کر بابا، بابا کہتے ہوئے مولاؑ کے پاس پہنچ گئے۔

دوسری روایت کے مطابق حسن مثنیٰ کے بیٹے تھے اور مولا حسین علیہ السلام کے نواسے تھے ان کی عمر پانچ یا چھ سال تھی۔ عبداللہ مولاؑ کی گود میں تھے۔

حجر بن کعب ملعون نے امام حسینؑ پر تلوار سے حملہ کرنا چاہا جناب عبداللہ نے یہ دیکھ کر اسے کہا۔

اے کمینی عورت کے بیٹے! تم میرے بابا کو مارنا چاہتے ہو اور اپنا ہاتھ سامنے کیا اس ظالم کی تلوار سے عبداللہ کا ہاتھ کٹ گیا۔ عبداللہ نے آواز بلند کی۔

ہائے میرے بابا اور امامؑ کے پاس آ کر گلے سے لپٹ گئے۔ مولاؑ نے یہ دیکھ کر فرمایا اے میرے بیٹے! اے میرے پیارے! اے میرے لاڈلے اس مصیبت پر صبر کرو جو آپؑ پر اتری ہے کیونکہ آپؑ اپنے آباء طاہرین صالحین رسول اللہؐ، حمزہؑ۔ جعفرؑ، حسنؑ کے پاس پہنچ جائیں گے جناب عبداللہ نے اپنے چچا کی گود میں سر رکھا۔ دشمن نے تیر مارا اور عبداللہ نے اپنے چچا یا نانا کی گود میں جان دے دی۔

مولاؑ نے اس حال میں ان الفاظ کے ساتھ ظالموں پر نفرین فرمائی

اے اللہ! ان سے آسمان کی بارش روک دے، اے اللہ زمین کی برکتیں انھیں نصیب نہ ہوں اگر ان کو زندگی عطا کی ہے تو ان کو جدا جدا کر دے۔ حکمرانوں کو کبھی بھی ان سے راضی نہ فرما۔ کیونکہ انھوں نے ہمیں دعوت دی تا کہ یہ لوگ ہماری مدد کریں ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ ہمارے

دشمن کے ساتھ مل کر انہوں نے ہمارے ساتھ جنگ شروع کردی۔

امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے تین بیٹے کربلا میں شہید ہوئے۔

امام حسن علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک بیٹے کا نام حسن مثنیٰ تھا اور جناب حسن مثنیٰ جیسا اوپر بیان ہوا ہے امام حسین علیہ السلام کے داماد تھے اور امامؑ کے ساتھ کربلا میں موجود تھے۔ زخمی ہوئے اور پھر علاج سے صحت یاب ہو گئے۔

اختصار کے پیش نظر اصحاب مولا امام حسین علیہ السلام اور جوانان بنی ہاشمؑ کے دیگر شہداء کے حالات وواقعات کو درج نہیں کیا مقتل کی کتابوں سے آپ پڑھ سکتے ہیں۔

حضرت امام مہدی عج اللہ فرجہ الشریف کے ظہور کا حتمی ہونا

امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں

اگر دنیا سے کچھ باقی نہ رہ جائے مگر صرف ایک دن باقی رہ جائے تو اللہ اس دن کو طولانی کرے گا یہاں تک کہ میری اولاد سے ایک مرد خروج کرے گا وہ زمین کو عدالت اور انصاف سے بھر دے گا جیسے وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہو گی میں نے حضرت رسول اللہؐ کو اسی طرح فرماتے ہوئے سنا۔

حضرت عباسؑ علمدار کی شہادت

جب امام حسین علیہ السلام کے تمام یار و انصار اور بنی ہاشم شہید ہو گئے۔ حضرت عباسؑ، مولا حسین علیہ السلام کے پاس آئے اور آپؑ سے جہاد کی اجازت مانگی۔

امام حسین علیہ السلام نے جب حضرت عباسؑ کو دیکھا تو فرمایا۔انت صاحب لوائی توں تو میرا پرچم دار ہے، میرے لشکر کا سالار ہے۔

جب حضرت عباسؑ نے اپنے مولاؑ سے یہ جواب سنا تو آپ نے اس انداز سے اجازت طلب کی اے آقا اے سردار میرا دل تنگ ہو چکا ہے میں زندگی سے اکتا گیا ہوں۔

امام حسین علیہ السلام نے کافی دیر بعد آخر کار حضرت عباسؑ کو یہ کہہ کر اجازت دے دی کہ جاؤ اور پانی لے آؤ۔ غازی عباسؑ میدان میں آئے اور یہ شعر پڑھا۔

یا نفس من بعد الحسینؑ هونی. وبعده لاکنت ان تکونی.

هذا الحسینؑ واردا المنون وتشربین بارد المعین

تالله ماهذا فعال دینی

اے نفس! حسین علیہ السلام کے بعد تیرے لئے ذلت اور رسوائی ہو حسینؑ کے بغیر تو زندگی نہیں چاہیئے اور نہ ہی تو زندہ رہے۔

اس وقت امام حسین علیہ السلام میدان جنگ میں موت کے مہمان ہیں اور تو ٹھنڈا پانی پینا چاہتا ہے۔

خدا کی قسم! ہمارا ایمان اجازت نہیں دیتا کہ ہمارے آقا اور ان کے بچے پیاسے ہوں اور میں پانی پیوں پس فرات کے بہتے ہوئے پانی کو اپنے ہاتھوں میں لیا اور پھر زمین پر پھینک دیا۔

۱۔ پھر جب مشک پانی سے بھر کر خیام کی طرف چلے تو یہ شعر پڑھے۔

مجھے موت سے ڈر نہیں جس وقت موت کی آواز میرے کانوں میں پہنچے تو مجھے ڈر نہیں یہاں تک کہ میرا بدن میدان جنگ میں تلواروں کے درمیان چھپ جائے۔

۲۔ میری جان مصطفیٰؐ کے پاک بیٹے پر قربان ہو جائے میں عباسؑ ہوں اور اس مشک کو خیام تک

ضرور لے جاؤں گا۔

۳۔ آج جنگ کا دن ہے مجھے موت سے کوئی ڈر نہیں ہے۔

زید بن رقعد نے جب آپ کا دائیاں ہاتھ قلم کیا تو آپ نے ہمت نہ ہاری اور یہ حماسی اشعار پڑھے۔

خدا کی قسم !اگر تم نے میرا دائیاں ہاتھ کاٹا ہے تو میں جب تک زندہ ہوں اپنے دین کا دفاع کروں گا۔

اپنے امام اور پیشوا کا دفاع کروں گا جو کہ نبیؐ کے بیٹے اور پاک وامین ہیں۔

اسی ملعون نے چھپ کر آپؑ کا بایاں ہاتھ قلم کیا تو حضرت عباسؑ نے پانی کی مشک کو اپنے سینے کے نیچے لیا اور خیام کا رخ کیا تو ایک ملعون خبیث نے آپ کے سر پر گرز مارا اور تیر مشک میں لگا پانی زمین پر بہہ گیا حضرت عباسؑ نے گھوڑے کو نہر علقمہ کی طرف موڑ دیا حضرت عباسؑ تیروں اور تلواروں میں چھپ گئے دشمن نے تابڑ توڑ حملے کئے یہاں تک کہ حضرت غازی عباسؑ گھوڑے پر سنبھل نہ سکے اور اپنے مولاؑ پر یوں سلام کیا۔

اے اباعبداللہ آپؑ پر میرا سلام ہو۔

امام حسینؑ فوراً حضرت عباسؑ کی لاش پر پہنچے اور یہ مرثیہ پڑھا۔

۱۔ تم بدترین لوگ ہو دشمنی اور ظلم کے راستے میں بہت آگے بڑھ گئے ہو۔ ہمارے خاندان کے متعلق پیغمبرؐ کے حکم کی تم نے مخالفت کی۔

۲۔ تم تمام موجودات سے بدترین موجودات ہو کیا پیغمبر اکرمؐ نے تمہیں ہمارے متعلق وصیت نہیں کی تھی؟ کیا میرے نانا احمدؐ اللہ کے منتخب رسول نہیں تھے؟

۳۔ کیا فاطمۃ الزہراء (صلواۃ اللہ علیہا) میری ماں اور علیؑ میرے باپ نہیں ہیں؟ کیا ایسا نہیں تھا کہ میرے بابا سب لوگوں سے زیادہ نیک اور پیغمبرؐ کے بہترین بھائی تھے؟

۴۔ تم لوگوں نے جس جرم کا ارتکاب کیا ہے تمہارے اوپر سخت لعنت ہے اور اسی لئے تم اس جرم کی وجہ سے ذلت میں گرفتار ہو چکے ہو۔ اور عنقریب ایسی آگ کی طرف جاؤ گے جس کی گرمی سخت ہے۔

۵۔ امام حسین علیہ السلام حضرت عباسؑ کی لاش پر پہنچے تو یہ فرمایا "اب میری کمر ٹوٹ گئی ہے"

اور جب عباسؑ کا علم و مشکیزہ خیام میں لائے تو تمام بیبیوں نے بین کیے اور جناب سیدہ شریکۃ الحسینؑ نے بلند آواز میں کہا ہائے میرا پردہ۔

﴿عظمت حضرت عباسؑ کے متعلق ایک واقعہ﴾

حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام نے حضرت عباسؑ کے بیٹے عبید اللہ کو مدینہ منورہ میں دیکھا تو آپؑ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آپؑ نے فرمایا رسول اللہؐ پر جنگ اُحد کے روز سخت ترین صدمہ تھا جب آپ کے چچا حضرت حمزہؓ، اللہ کے سفیر اور رسولؐ اللہ کے شیر شہید ہوئے۔

اور اس کے بعد سخت دن جنگ موتہ کا دن تھا جس میں آپؐ کے چچازاد بھائی جعفرؓ شہید ہوئے اور پھر فرمایا میرے بابا حسین علیہ السلام کے لیے اس دن جیسا کوئی سخت دن نہیں تھا جس دن 30 ہزار کے لشکر نے حضرت امام حسین علیہ السلام پر چڑھائی کر دی اور وہ سب یہ خیال کرتے تھے کہ امام حسینؑ کا خون بہا کر اللہ کا تقرب حاصل کر رہے ہیں جبکہ حسین علیہ السلام انھیں اللہ کی یاد دلاتے رہے۔

لیکن انھوں نے نصیحت نہ سنی پھر فرمایا...... کہ اللہ رحمت نازل کرے میرے چچا! حضرت عباسؑ پر کہ انھوں نے بڑی قربانی دی اور اپنے آپؑ کو بھائی پر قربان کیا۔ حالانکہ ان کے ہاتھ کٹ گئے اور اللہ نے انہیں دونوں ہاتھوں کے بدلے میں پر عطا کیے جن کے ساتھ وہ جنت میں فرشتوں کے ہمراہ پرواز کرتے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے میرے چچا عباسؑ کو بھی دو پر عطاء کیے جن سے وہ ہمہ وقت فرشتوں کے درمیان محو پرواز ہیں اسی طرح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔

کہ میرے چچا عباسؑ کا اللہ کے ہاں ایسا مرتبہ و شان ہے کہ قیامت کے دن سب شہداء عباسؑ کے اس مقام کو دیکھ کر رشک کریں گے۔

حضرت عباسؑ کے تین مادری بھائی تھے جو حضرت عباسؑ سے پہلے شہید ہوئے ایک کا نام عبداللہ ہے جن کی عمر مبارک 25 سال تھی دوسرے کا نام عثمان ہے جن کی عمر مبارک 23 سال تھی تیسرے کا نام جعفر ہے ان کی عمر مبارک 21 سال تھی۔ جب کہ حضرت عباسؑ کی عمر مبارک 34 سال تھی۔

حضرت مولا علیؑ کے ایک اور فرزند بھی شہید ہوئے جن کا نام محمدؑ تھا۔

﴿حضرت امام حسینؑ کا مخدرات عصمتؑ سے آخری الوداع﴾

ثم انه ودع عياله وامرهم بالصبر ولبس الازروقال. استعدوا للبلاء واعلموا ان الله حاميكم وحافظكم وسينجيكم من شر الاعداء ويجعل عاقبة امركم الى خيرٍو يعذب عدوكم بانواع العذاب ويعوضكم عن هذة البلية بانواع النعم والكرامة فلا تشكوا ولا تقولوا بالسنتكم مايَنْقُصُ من قدركم.

امام حسین علیہ السلام کا اپنے پردہ داروں سے آخری وداع بہت ہی سخت تھا اور روز عاشورہ کے غمگین ترین واقعات میں سے سب سے زیادہ کربناک اور دردناک واقعہ تھا مولاؑ خیمے میں آئے دختران پیغمبرانؐ، چادر تطہیر کی مالک بیبیاں، اپنے سامنے یہ منظر دیکھ رہی تھیں کہ ان کا کوئی یارو مددگار اس دیار میں باقی نہ رہا سب کے سب شہید ہو گئے۔ جوان مارے گئے، ان کے آخری پیشوا امامؑ اور آخری امید بھی آخری وداع کے لئے آئے ہیں اور ایسے وداع کا اعلان کر رہے ہیں کہ وہ واپس کبھی نہیں آئیں گے۔ بیبیوں کے سامنے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں ہزاروں دشمن ہیں، ایک امام سجادؑ ہیں جو بظاہر بیمار و تنہا اور پیاسے ہیں، بے کسی و غربت ہے۔ بیبیاں سوچ رہی ہوں گی کہ ان کی شہادت کے بعد ان کا کیا ہو گا؟ کیا دشمن ان کو بھی شہید کر دیں گے؟ اور ان کے پردے اور چھوٹے چھوٹے بچوں کا کیا ہو گا؟ اپنا دفاع کیسے کریں گی؟ ان شر پسندوں سے اپنی آبرو کا تحفظ کیسے کریں گے؟ کیونکہ مخدرات عصمت کے سامنے ایسے خونخوار دشمن کی تصویر تھی جو انسانی قدروں سے نا آشنا دین سے دور، یہانتک کہ ان میں عرب کی غیرت تک کا وجود بھی نہیں تھا ایسے تصورات و خیالات کے ہمراہ اپنے سربراہ آقا و امامؑ کی جدائی کا صدمہ سب پر سکتہ طاری ہے۔ پریشان ہیں کوئی رو رہی ہیں کوئی اپنے امامؑ کے چہرے کی زیارت کرنے میں مصروف ہیں

یہی وجہ تھی کہ تمام مخدرات عصمت امام حسین علیہ السلام کے گرد گھیرا ڈالے ہوئے تھیں مولاؑ کے دامن کو پکڑے ہوئے تھیں۔ امامؑ کا جسم زخمی ہے۔ آپ کے بدن سے خون جاری ہے ایک عجیب و غریب و ہولناک منظر ہے جس تصور سے انسان کا جگر پھٹتا ہے۔ مہربان و شفیق امامؑ مجسمہ غیرت

ان کی طرف حسرت ویاس سے دیکھ رہے ہیں اوران کے اندر کے احساسات وجذبات کو بھی پڑھ رہے ہیں

ان کی آہ وزاری اور دل خراش آوازیں واہ ابتاہ، ہائے بابا، ہائے بابا کی آوازیں خواتین کی حالت یہ ہے کہ غم واندوہ کی وجہ سے وہ حیران اور خاموش ہیں اور سمجھ میں نہیں آ رہا کہ امامؑ سے کیا کہیں ؟اور امامؑ کے جانے کے بعد ان کا کیا بنے گا؟

مصائب کی شدت اور حادثات کی عظمت نے سب کو حیران و پریشان کر دیا ہے کسی طرف سے آواز آئی ہوگی ہمارا کیا بنے گا؟ ہمارے ساتھ یہ کمینہ دشمن کیا سلوک کرے گا۔؟

کسی نے رو کر کہا ہوگا ہمیں اعجاز امامت سے اپنے ناناؐ کے شہر مدینہ واپس پہنچا دیں۔ پیاری بیٹی نے کہا ہوگا بابا! آپ کے جانے کے بعد میں آرام کیلئے کس کے سینے کو تلاش کروں گی؟

کسی نے کہا ہوگا کہ اس صحراء میں ان وحشی درندوں کے درمیان ہمارا کیا بنے گا؟ کسی نے کہا ہوگا ہمارے پردے کا محافظ کون ہوگا؟ یہ ایسی علت ہے کہ جسے زبان بیان نہیں کر سکتی اور نہ ہی یہ منظر ضبط تحریر میں لایا جا سکتا ہے۔

آپ اس منظر کو سوچیں تو بہت درد بھرا منظر ہے سوگوار سماں ہے اور یہ ماتم کا منظر ہے، ایک طرف نوجوانوں کا غم ہے، تو ایک طرف شیر خوار کے ذبح ہونے کا غم اور ساتھ ہی اگلے مرحلے کی فکر بھی ہے کہ اب ہمارا کیا بنے گا؟ اس دردناک منظر میں امامؑ کیا کہیں گے؟ خواتین کا کاروان ہے جو بنیادی طور پر نرم دل، حساس طبیعت ومزاج کی مالکہ ہوتی ہیں سب منتظر ہیں کہ مولاؑ ان کے ساتھ کس طرح گفتگو کریں گے۔ اس ماحول میں امام عالی مقامؑ نے جو تشفی و دلاسہ کے لیے فرمایا اس میں حوصلہ اور مستقبل کی منصوبہ بندی ہے، خواتین کو ان کی ذمہ داری کے بارے میں آگاہ فرمایا گیا ہے اس میں صبر کا پیغام بھی ہے، دشمنوں کے انجام کا تذکرہ بھی ہے، خواتین کو جو خطرات تھے کہ ان کے پردوں اور جانوں کا کیا ہوگا ؟ اس کا جواب بھی ہے بلکہ اس میں ان کی حفاظت کا اہتمام بھی ہے اور ان بڑے مصائب کی برداشت کے اجر وثواب کا تذکرہ بھی ہے۔ علماء نے اس آخری وداع کو اس طرح بیان کیا ہے۔

﴾امام حسین علیہ السلام کا خانوادہ تطہیر سے آخری خطاب﴿

امامؑ نے سب مستورات کو حکم دیا کہ تم سب ازر پہن لو۔ (ازر جمع آزار کی ہے یہ عربی لفظ ہے اور ایسے لباس کو کہا جاتا ہے جو عورتیں سفر کے دوران پہنتی ہیں اس کا مطلب یہ تھا کہ آپ سفر کا لباس زیب تن کر لیں) یہ حکم دینے کے بعد مولاؑ نے مستورات کے ذہنوں میں آنے والے تمام سوالات کا جواب ان الفاظ میں دیا۔

آپ کے لیے بڑا امتحان ہے تم سب اس کی تیاری کرو واعلموا اور جان لو کہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں تمہارا نگہبان اللہ ہے تمہارا حامی و ناصر ربّ رحمان ہے دشمن تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تم سب الٰہی حفاظت میں ہوں گی خدائی نظام کے تحت تمہارے پردے کی بھی حفاظت ہوگی۔

واللہ حامیکم و حافظکم اللہ تمہارا حامی اور حافظ ہے۔

﴾وضاحت﴿

مولاؑ نے یہاں دو الفاظ استعمال کئے ہیں ایک لفظ حامی ہے اور دوسرا لفظ حافظ ہے یہ دونوں لفظ مولاؑ نے اس جگہ ایک معنی میں استعمال نہیں کئے بلکہ یہ دونوں ستورات کے اذھان میں موجود سوالوں کا جواب ہے۔ ایک سوال کا جواب حامی ہے۔ دوسرے سوال کا جواب حافظ ہے۔

یعنی مولاؑ یہ کہہ رہے ہیں کہ جو کچھ تم اس وقت پہن لوگی اور جو کچھ تمہارے بدن سے دشمن کا ہاتھ نہیں پہنچ سکے گا اور دوسرے سوال کا جواب حافظ سے دیا ہے کہ تمہیں اپنی جان کے بارے بھی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں خداوند تمہارا نگہبان ہے اور تم خدا کی حفاظت میں ہو اس لیے کوئی شکایت کا ایسا لفظ منہ سے نہ نکالنا جو تمہارے شایان شان نہ ہو تمہیں یقین کامل رہے کہ عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں ان دشمنوں کے شر سے نجات دلائے گا باقی یہ بات کہ دشمنوں کا انجام کیا ہوگا؟ اور تمہارا انجام کیا ہوگا؟ تو یقین جانو تمہارے معاملہ اور امر کا انجام خیر پر ہے اور تمہارے دشمن کا انجام برا ہے اللہ تعالیٰ تمارے دشمن کو مختلف قسم کے عذابوں میں مبتلاء کرے گا......

اللہ تعالیٰ تمہیں اس مصیبت کے بدلہ میں مختلف قسم کی نعمتوں سے نوازے گا اور کرامت و شرفت و

بزرگی عطاء کرے گا   آخر میں خصوصی حکم دیتے ہوئے فرماتے ہیں میرے جانے کے بعد اب اپنے اعصاب کو   آپؑ کا یہ خطاب انتہائی اہم ہے   جس میں مستقبل میں خواتین کے لیے دستورالعمل ہے   اس بیان کی روشنی میں ان بیانات کی تردید ہو جاتی ہے جن میں یہ پڑھا جاتا ہے کہ ملعونین کے نجس ہاتھ مخدرات عصمتؑ کے چہروں تک یا بالوں تک پہنچے   ان پردہ داران کی اسیری ایک مقصد کے لیے تھی جسے برداشت کیا گیا   لیکن اللہ کی خصوصی حفاظت ہر جگہ موجود تھی جو آپ کی کامیابی کا خاصا تھی۔

امام مہدیؑ کا تلوار استعمال کرنا

امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں

جب امام مہدی عج اللہ فرجہ الشریف خروج کریں گے آپ کے اور عربوں اور قریش کے درمیان نہیں ہوگی مگر تلوار ہو امام مہدی عج اللہ تعالی فرجہ الشریف کے خروج کی جلدی نہیں چاہتے ہیں خدا کی قسم آپؑ کا لباس نہیں ہوگا مگر موٹا جھوٹا ہوگا اور آپؑ کی غذا نہیں ہوگی مگر جو اور آپؑ کا اقدام نہیں ہوگا مگر تلوار اور موت تلوار کے سائے تلے ہوگی۔

حضرت امام سجاد علیہ السلام سے آخری وداع

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ روز عاشور میرے بابا میرے پاس آئے تھے اور مجھے سینے سے لگایا تھا اور ان کے بدن سے خون جاری تھا۔

آپؑ نے مجھ سے فرمایا!

''اے میرے پیارے بیٹے! میں تمہیں وہ دعا تعلیم کرنا چاہتا ہوں جسے مجھے میری ماں جناب سیدہ زہراء (صلواۃ اللہ علیھا) نے تعلیم دی ہے''۔

اور انہیں ان کے باپ حضرت رسول اللہؐ نے اور حضرت رسول اللہ کو حضرت جبرائیلؑ نے اللہ کی طرف سے بتایا ہے کہ جب بھی کوئی مصیبت ہو یا کوئی اہم کام ہو تو یہ دعا پڑھو۔

بحق یٰس و القرآن الحکیم و بحق طٰه و القرآن العظیم یامن یقدر علی حوائج السائلین یامن یعلم ما فی الضمیر یامنفس عن المکر وبین یا مفرج عن المغمومین یا راحم الشیخ الکبیر یارزاق الطفل الصغیر یامن لا یحتاج الیٰ التفسیر صل علیٰ محمد و آل محمد وافعل بی کذا و کذا

تجھے یٰسین اور قرآن حکیم کا واسطہ! تجھے طٰہٰ اور قرآن عظیم کا واسطہ! اے وہ ذات جو سوال کرنے والوں کی حاجات کو پورا کرنے پر قادر ہے اے وہ ذات جو انسان کے دل کا بھید جانتی ہے۔ اے تکلیف والوں کی تکلیف کو دور کرنے والے! لوگوں کی پریشانیوں کو حل کرنیوالے! اے غم زدہ کے غموں کو دور کرنے والے! اے بوڑھوں پر رحم کرنیوالے! اے چھوٹے بچوں کو روزی دینے والے اے وہ جو تفسیر کا محتاج نہیں ہے۔ محمدؐ و آل محمدؐ پر صلوات بھیج۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''کہ جب میرے باپ علیؑ ابن الحسینؑ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے مجھے اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا۔

''اے میرے بیٹے! میں آپؑ کو وہی وصیت کرتا ہوں جو میرے باپؑ نے مجھے اپنی شہادت

کے وقت جب انکے بدن سے خون جاری تھا مجھے کی تھی اور وہ وصیت یہ تھی۔

اے میرے پیارے بیٹے اخبردار! کہ تم اس پر ظلم نہ کرنا جس کا اللہ کے سوا کوئی مددگار نہ ہو۔

بعض روایات میں ہے کہ امامؑ نے وقت آخر امامت کے متعلق جتنی بھی وصیتیں کی تھیں وہ کہیں اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ جو امامت سے مخصوص میراث ہے جیسے انبیاء کے صحف اسلحہ اور باقی تبرکات وہ تمام جناب ام سلمٰی کے پاس ہیں انہیں مدینے واپس جا کر ان سے لے لینا۔

ظہور امام زمانہ کے بارے امام حسینؑ کے فرامین

﴿1﴾

جب آپ آسمان میں یہ نشانی دیکھیں کہ مشرق کی طرف سے بڑی آگ ظاہر ہو راتوں میں طلوع ہو اس وقت کے لوگوں کے لیے فرج اور کشادگی ہے یہ سب امام مہدی عج اللہ فرجہ الشریف کی آمد سے پہلے ہوگا۔

﴿2﴾

جب کوفہ کی مسجد کی دیوار منہدم ہو جو دیوار عبداللہ بن مسعود کے گھر کے پیچھے ہے تو اس وقت قوم کی بادشہات کا زوال ہوگا اور اس کے زوال کے وقت امام مہدی عج اللہ فرجہ الشریف کے خروج کا وقت ہے۔

﴾میدان شہادت سے حضرت امام حسین علیہ السلام کا پیغام﴿

۱﴾ موت بہتر ہے ننگ و عار سے اور ننگ عار بہتر ہے آتش جہنم سے۔

۲﴾ میں علیؑ کا بیٹا ہوں میں نے طے کیا ہے کہ میں جھکوں گا نہیں میں اپنے باپ کے اہل وعیال کا دفاع کروں گا اور دین مبین پر باقی رہوں گا اور اسی پر مارا جاؤں گا۔

۳﴾ میں آل ہاشم سے علیؑ کا بیٹا ہوں جو کہ آل ہاشمؑ سے سب سے بہترین ہے اگر میں فخر کرنا چاہوں تو میرے فخر کے لئے یہی کافی ہے۔

میرے باپ علیؑ میرے نانا نبیؐ ہیں جو سب باکرامت، باعزت ہیں۔

ہم زمین میں اللہ کے چمکتے ہوئے چراغ ہیں فاطمہ (صلواۃ اللہ علیہا) میری ماں ہے جو محمد مصطفےؐ کی دختر ہے۔ اور میرے چچا دو پروں والے جعفرؑ ہیں۔

اللہ کی کتاب ہمارے پاس ہے جو روشنی دینے کے لئے اُتری ہے ہدایت اور وحی ہمارے پاس ہے نیکی اور اچھائی کا ذکر جو ہوتا ہے وہ بھی ہم میں ہے ہم ساری مخلوق کے لئے اللہ کی امان ہیں اور اس بات کو ہم لوگوں کے درمیان کبھی مخفی انداز سے بیان کرتے ہیں اور کبھی اعلانیہ ہم حوض کوثر کے مالک ہیں اور وہاں پر اپنے ماننے والوں کو جام پلائیں گے اور سیراب کرنیوالا حوض کوثر ہی ہے۔

اور بروز قیامت ہمارے محبّ ہماری وجہ سے خوش بخت ہوں گے۔

اور ہمارے دشمن خسارے اور گھاٹے میں ہونگے۔

۴﴾ لوگ کفر کی طرف مائل ہو گئے ہیں اور یہ آج سے نہیں پہلے بھی تھا تمام جن وانس کا مالک خدا ہے جسکا ثواب وعذاب تیار شدہ ہے۔

اس سے انہوں نے منہ پھیر لیا۔

پہلے بھی انہوں نے علیؑ وابن علیؑ حسنؑ کو دھوکہ دیا جو کہ نیک سیرت تھے۔

اور اب حسینؑ بن علیؑ کے قتل کے لئے اکٹھے ہو رہے ہیں جو میرے باپؑ اور ناناؐ کے بعد مخلوق میں سب سے بہترین ہیں۔ اور میں ایک برگزیدہ ترین مرد کا بیٹا ہوں۔

﴾امام حسین علیہ السلام کا عالمی منشور﴿

امام حسینؑ جب سخت جنگ کے بعد قتل گاہ میں اتر گئے تو دشمن کے سپاہی آپؑ کے اور خیام کے درمیان آ گئے تو آپ نے یہ دیکھ کر بلند آواز میں کربلا کی قتل گاہ سے یہ تاریخی جملہ فرمایا

﴾اے ابوسفیان کی اولاد کے شیعو﴿

اگر تمہارے لئے کوئی دین نہیں اور تم قیامت کے دن سے نہیں ڈرتے ہو تو تمہیں چاہیئے کہ اپنی دُنیا میں آزاد بنو اور اپنے سابقہ بزرگوں کے کارناموں پر نظر ڈالو۔

اور اگر تم عرب ہو تو اس کا تم خیال کرو یعنی مولاؑ ان سے فرما رہے ہیں کہ اگر تم میں عربیت ہے عرب کی غیرت ہے تو عربوں کی کچھ روایات ہیں انکا تو خیال رکھو۔

اگر تمہیں خوف نہیں ہے اور کوئی تمہارا مذہب نہیں ہے تو آزاد مرد بنو غیرت مند بنو۔ بے غیرتی نہ کرو تو شمر نے یہ سن کر کہا۔

کہ حسینؑ تم کیا کہہ رہے ہو؟

تو امام عالی مقامؑ نے اس کے جواب میں فرمایا۔

کہ میں تمہارے ساتھ جنگ کر رہا ہوں تم میرے ساتھ اور عورتوں پر کوئی حرف نہیں ہے انکا کوئی جرم نہیں ہے۔

اس گستاخ لشکر کو روکو کہ جب تک میں زندہ ہوں وہ میرے اہل بیتؑ کے در پے نہ ہوں۔

شمر ملعون نے اس کے جواب میں کہا۔

اے فاطمہ الزہراؑ کے بیٹے۔

ایسا ہی ہوگا جیسے آپؑ نے کہا پھر شمر ملعون نے سپاہیوں کو آواز دی کہ اس شخص کے پردہ داروں کے قریب نہ جاؤ اور اپنے حملے کا رخ فقط اسی کی طرف کرو شمر لعن کہتا ہے۔

مجھے اپنی جان کی قسم ایک شریف مقابلہ کرنیوالا ہے۔

ادعوک محتاجاً — میں تجھے پکار رہا ہوں کہ میں تیرا محتاج ہوں۔

وارغب الیک فقیراً — میں تیری طرف رغبت رکھتا ہوں کیونکہ میں فقیر ہوں

وافزع الیک خائفاً — تیرے حضور خوف کی حالت میں فریادی ہوں۔

وابکی مکروباً — غمگین ہوں تیرے سامنے گریہ کرتا ہوں۔

واستعین بک ضعیفا — تجھ سے مدد کا طالب ہوں کہ میں ناتواں ہوں۔

واتوکل علیک کافیاً، — میں اپنے آپ کو تیرے حوالے کرتا ہوں کہ تو ہی کافی ہے

اللھم احکم بیننا وبین قومنا — اے اللہ ہمارے درمیان اور ہماری قوم کے درمیان فیصلہ فرما

فانھم غرونا — ہمیں دھوکہ دیا ہے

وخذلونا — انہوں نے ہمیں رسوا کیا

وغدروابنا — ہمارے ساتھ انہوں نے غداری کی ہے

وقتلونا — انہوں نے ہمارا قتل کیا ہے

ونحن عترۃ نبیک وولد حبیبک — ہم تو تیرے نبیؐ کی عترت اور تیرے حبیبؐ کی اولاد ہیں

محمدؐ الذی اصطفیته بالرسالة، واتمنته علی الوحی — وہ محمدؐ جنہیں تو نے اپنے پیغام کے لیے انتخاب کیا جنہیں تو نے اپنی وحی کا امین بنایا ہے

فاجعل لنا من امرنا فرجاً ومخرجا یا ارحم الراحمین — اے ارحم الراحمین! ہمارے معاملات میں ہماری کشائش فرما! ہمیں ان حادثات سے چھٹکارا عطاء فرما۔

صبراً علی قضائک یا ربی — اے پروردگار میں تیری قضاء وقدر کے سامنے صابر ہوں

لا الہ سواک — تیرے سوا کوئی معبود نہیں

یاغیاث المستغیثین — اے فریاد کرنے والوں کی فریاد کو پہنچنے والے

مالی ربّ سواک — میرا تیرے سوا کوئی ربّ نہیں

ولامعبود غیرک — اور تیرے علاوہ میرا کوئی معبود نہیں

صبراعلی حکمک — میں نے تیرے فیصلہ پر صبر کیا

يا غياث من لا غياث له،	اے اس کا فریادرس جس کی فریاد کو پہنچنے والا کوئی نہیں
يا دائما لانفادله	اے ہمیشہ رہنے والے اے وہ جس کی سلطنت کا اختتام نہیں ہے
يا محيي الموتىٰ	اے مردوں کو زندہ کرنے والے
يا قائماً على كل نفسٍ	اے وہ خدا جو تمام بندگان کے اعمال پر نظر رکھے ہوئے ہے
بما كسبت	جو اس نے کمائی کی

احكم بينى و بينهم وانت خير الحاكمين. میرے اور ان کے درمیان فیصلہ صادر فرما اور تو ہی تو بہترین فیصلہ دینے والا ہے۔

اور اس کے بعد اپنی پیشانی کو زمین کربلا پر رکھ دیا اور فرمایا۔

بسم الله وبالله وفي سبيل الله وعلى ملة رسول الله

ترجمہ "اللہ کے نام سے اور اللہ ہی کی مدد سے اور اللہ کی راہ میں اور اللہ کے رسولؐ کی ملت پر رہتے ہوئے (اے ربّ تیری جناب میں حسینؑ حاضر ہے)"۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا

- سلام کرنے کے ستر ثواب ہیں ۶۹ ثواب سلام کرنے والے اور ایک ثواب جواب دینے والے کو ملتا ہے۔
- سب سے زیادہ سخی وہ ہے جو ان کو بھی دے جن کو ان سے کوئی امید نہ ہو
- عقل صرف حق کی پیروی کرنے سے کامل ہوتی ہے۔
- خوف خدا میں گریہ وزاری کرنا دوزخ سے نجات کا ذریعہ ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کا مومنین کے لیے ناصحانہ خطاب

امام حسین علیہ السلام کے تمام کلمات بیانات اور خطبات کو یکجا کرنے کے لیے ایک ضخیم موسوعہ درکار تھی جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ ہم نے رجب ۶۰ ھ تا عاشورا ۶۱ ھ کے دوران امام حسین علیہ السلام نے جو بیانات، خطبات، وصایا کئے اور خطوط لکھے ان سب کو یکجا کیا ہے ہم نے قارئین کے استفادہ کے لیے کتاب کے آخر میں امام حسین علیہ السلام کے انسانیت ساز کلمات، بیانات اور حکیمانہ کلمات کو بھی درج کر دیا ہے۔ جو انہوں نے مختلف اوقات میں ارشاد فرمائے۔

آپ کی طرف سے ایک ناصحانہ بیان منسوب ہے جس میں آپ اس طرح موعظہ فرماتے ہیں۔

میں تمہیں خدا کا تقویٰ اختیار کرنے کی سفارش کرتا ہوں۔

اور خدا کے عذاب سے تمہیں خبردار کرتا ہوں۔

خداوند کی طرف سے راہنمائی کے جو پرچم ونشانات ہیں میں انہیں آپ کے لیے کھول کر بیان کرتا ہوں۔

زیادہ وقت باقی نہیں کہ ہولناک اور وحشتناک موت آپ کے پاس آنیوالی ہے۔ ایسے امور جن کے آنے سے تم خوش نہیں ہو وہ تمہارے درپیش ہیں اور جو چیزیں آپ کے لیے تلخ ہیں انکا ذائقہ آپکو چکھنا ہے اور یہ چیزیں تمہارے دلوں کے ساتھ چسپاں ہوں گی جو آپ کے درمیان اور آپ کے عمل کے درمیان حائل ورکاوٹ بنیں گی پس یہ مہلت جو اس وقت آپ کے پاس ہے یہ زندگی جو آپ کے نصیب ہے اور بدنی سلامت جس سے تم اس وقت بہرہ ور ہو۔ جلدی کرو اچانک مصائب، حادثات تمہارے اوپر شب خون ماریں گے ایسا مرحلہ آجائے گا کہ تمہیں زمین کے شکم سے باہر نکالیں گے بلندی سے پستی، الفت ومانوسیت سے وحشت وتنہائی، آرام وراحت وروشنائی سے تاریکی بے چینی، کھلے ماحول سے تنگ وتاریک ماحول میں پہنچائیں گے۔ وہ جگہ تو ایسی ہے جس میں نہ رشتہ دار ملاقات کے لیے آئیں گے نہ ہی بیمار کی عیادت کرنے والا کوئی ہوگا نہ

ہی پریشان حال اور فریاد کرنیوالے کی فریاد کو کوئی آئے گا خداوند ہماری اور آپ کی اس دن کی ہولنا کی کے لیے مدد فرمائے اور اپنی سزا سے نجات عطاء فرمائے۔ہمیں اور آپ کو بہت زیادہ ثواب مرحمت فرمائے۔

بندگان خدا ذرا سوچو اگر اس ھستی اور وجود کا اختتام موت پر ہی ہوتا۔اور اس زندگانی کا آخری اور انتہائی مقصد موت، سکرات الموت، قبر اور اس کی مشکلات ہی ہوتیں تو بھی ایک کارکن اور محنتی شخص کے لیے ان حالات کو یاد کر کے غصے کے گھونٹ پینا اور اسی پر پریشان رہنا ہی کافی تھا اور وہ اس چند روزہ دُنیاوی زندگی سے بالکل غافل ہو جاتا اور آنیوالی سختیوں سے نجات حاصل کرنے کے لیے بے انتہا فکر مند رہتا جب کہ یہ تو منزل راہ کا شروع ہے مقصد کا آغاز ہے اس کے بعد یہ انسان اپنے عمل اور کردار کا گروی ہوگا اور حساب و کتاب کے لیے وہ گرفتار ہوگا کیونکہ اس کا کوئی یار و مدد گار نہیں ہے جو اسے عذاب سے بچا سکے اور نہ ہی دفاع کے لیے اس کے پاس کوئی پناہ ہے وہ جگہ ایسی ہے کہ اس دن جو شخص پہلے سے ایمان نہیں لایا یا حالت ایمان میں اس نے اپنے لیے خیر اور عمل صالح کا ذخیرہ نہیں کیا تو اسے اس دن کا ایمان لانا فائدہ نہ دے گا

قرآن میں ارشاد ہے (اے رسولؐ) ان سے کہہ دو چشم براہ رہیں ہم بھی منتظر ہیں

آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو خداوند نے یہ اس کے لیے ضمانت دی ہے جو اس کا تقویٰ اختیار کرے خداوند اس کی ناخوشی کو خوشی میں بدبختی کو خوش بختی میں بدل دے گا۔ایسی جگہ سے روزی دے گا جس کا اسے گمان نہیں ہے۔

اے سامعین ایسا نہ ہو کہ دوسروں کے گناہوں کو دیکھ کر تو آپ کو غصہ لگے جب کہ خود کو اپنے گناہوں کے بارے آسودہ خیال کرو۔ کیونکہ بہشت کو خدا سے دھوکہ کے ذریعہ حاصل نہیں کیا جاسکتا خدا کی اطاعت اور بندگی کے بغیر خدا کی نعمت اور اس کے ثواب تک نہیں پہنچا جاسکتا۔

﴾رومی وفد کے سوالات کا جواب﴿

ایک وفد روم سے آپ کے پاس پہنچا اس نے آپ سے درج ذیل سوالات کئے۔ آپ نے انہیں جوابات مرحمت فرمائے۔ قارئین کے استفادہ کے لیے اس جگہ سوالات مع جوابات دے رہے ہیں۔

وفد روم: کہکشاں سے کیا مراد ہے، اور ان سات چیزوں کے بارے بیان کریں جنہیں اللہ تعالیٰ نے خلق فرمایا ہے لیکن ماں کے رحم میں انہیں قرار نہیں دیا۔

امام حسین علیہ السلام: اس سوال پر امام حسن علیہ السلام مسکراتے ہیں۔

رومی وفد: آپؑ کیوں مسکراتے ہیں؟

امام حسین علیہ السلام: اس لیے کہ آپ نے ایسے سوال کئے ہیں جن کی حقیقت علم کے مقابل ایک خاشاک کی سی ہے اور سمندر بے کراں میں ایک تنکا کی ہے۔

امام حسین علیہ السلام: کہکشاں سے مراد اللہ کی کمان ہے اور سات چیزیں جو رحم مادر کے بغیر وجود میں آئیں وہ یہ ہیں۔

۱۔ آدمؑ ۲۔ حواؑ ۳۔ کوا جو ھابیل کی موت پر آیا۔ ۴۔ اسماعیل کے لیے جو دنبہ حضرت ابراہیم کے پاس آیا۔ ۵۔ ناقہ صالح جو کہ ایک معجزہ تھا۔ ۶۔ موسیٰ کا عصا جو اژدھا بن جاتا تھا۔ ۷۔ پرندہ جو حضرت عیسیٰ نے بنایا اور پھر وہ مر گیا۔

وفد روم: بندگان کی روزی کہاں سے ہے۔

امام حسین علیہ السلام: بندگان کی روزی کا سلسلہ چوتھے آسمان سے متعلق ہے

وفد روم: مومنین کے ارواح کس جگہ اکٹھے ہوں گے۔

امام حسین علیہ السلام: بیت المقدس کے پتھر کے نیچے شب جمعہ۔

لیکن کافروں کی ارواح حضر موت شہر میں جو کہ یمن کی پشت پر ہے اور یہ اسی دُنیا میں ہونا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ ایک آگ مغرب سے اور ایک آگ مشرق سے اٹھائے گا کہ ان کے درمیان جو

دھویں ہیں تمام لوگ اسی چٹان کے ارد گرد محو ہوں گے اس چٹان کے بائیں اس زمین کی گہرائی میں سجین اور آگ اس میں ہے عام لوگ اس چٹان سے لگ جائیں گے جس کے لیے جنت ہے وہ اس چٹان سے باہر آ جائے گا اور جس کے لیے جہنم ہے وہ اس میں داخل ہو جائیں گے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا

- اس قوم کو کبھی بھی فلاح نہیں مل سکتی جس نے خدا کو ناراض کر کے مخلوق کی مرضی خرید لی
- قیامت کے دن اسی کو امن و امان حاصل ہو گا جو خدا سے ڈرتا رہا ہو
- میں موت کو سعادت اور ظالموں کے ساتھ زندگی کو اذیت سمجھتا ہوں
- میں اپنے قیام کے ذریعے خدا کے دین کے معالم کو پیش کرنا چاہتا ہوں
- میرا خروج نہ تو کسی خود پسندی نہ اکڑ، نہ فساد اور نہ ہی ظلم کے لیے ہے
- میں اپنے قیام کے ذریعے خدا کے مظلوم بندوں کے لیے امن و امان قائم کرنا چاہتا ہوں
- اے آل ابوسفیان کے شیعو! اگر تمہارے پاس دین نہیں ہے تو کم از کم دنیا ہی میں شریف بنو
- خوف خدا میں گریہ وزاری کرنا دوزخ سے نجات کا ذریعہ ہے۔

حضرت امام حسینؑ کے حضرت امام مہدی (عج) کے بارے فرمودات:

1 ﴿ایک ہی رات میں حکومت قائم ہوگی﴾

میری اولاد میں سے نویں (امام مہدی علیہ السلام) کے اندر کچھ حضرت یوسفؑ کی سنت ہوگی اور کچھ حضرت موسیٰ بن عمران کی اور وہی ہم اہل بیتؑ میں سے (امام) قائمؑ ہوگا اور اللہ تبارک وتعالیٰ صرف ایک رات میں ان کی حکومت قائم کردے گا۔

2 ﴿امام مہدی (عج) کی تقسیم میراث﴾

اس اُمت کا قائم میری اولاد میں سے نواں (امامؑ) ہوگا۔ جو صاحب غیبت ہوگا۔ اور اس کی میراث اس کی زندگی ہی میں تقسیم ہوجائے گی۔

3 ﴿زمانہ غیبت میں صبر کرنے والوں کی منزلت﴾

ہم میں بارہ مہدیؑ ہوں گے جن میں پہلے حضرت امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ ہیں اور آخری میرا نواں فرزند ہوگا۔ وہ امامؑ قائمؑ بالحق ہوگا۔ اللہ اس کے ذریعے سے زمین کے مردہ ہو جانے کے بعد اسے زندگی بخشے گا۔ اور دین حق کو اس کے ذریعے سے سارے ادیان پر غالب کرے گا خواہ مشرکین اسے کتنا ہی ناپسند کریں اس کے زمانہ غیبت میں بہت سی قومیں مرتد ہو جائیں گی اور کچھ اپنے دین پر قائم رہیں گی اور آپؑ کا ظہور چاہیں گی۔ اور ان سے کہا جائے گا کہ اگر تم سچے ہو تو بتاؤ وہ وعدہ کب پورا ہوگا اس کی غیبت میں مصائب اور لوگوں کی تکذیب پر صبر کرنے والوں کی تکذیب پر صبر کرنے والوں کی منزلت وہی ہوگی جو حضرت رسول اللہؐ کے سامنے تلوار سے جہاد کرنے والے کی ہوگی۔

4 ﴿ظہور امام مہدیؑ بہرحال ہوگا﴾

اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو اتنا طویل کردے گا کہ اس میں ایک مرد میری اولاد میں سے ظہور کرے اور زمین کو عدل وقسط سے اس طرح بھر دے جس

طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی یہ حدیث میں نے حضرت رسول اللہؐ سے سنی تھی۔

5 ﴿امام مہدی (عج) آٹھ ماہ تک شمشیر بردوش رہیں گے﴾

حضرت امام حسین علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کیا آپ صاحب الامرؑ ہیں؟

تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا نہیں بلکہ صاحب الامر وہ ہوگا جو آبادیوں سے دور شہر بدر رہے گا اور اس کے آباء کے خون کا انتقام اس وقت تک نہ لیا گیا ہوگا تو وہ آٹھ مہینے تک مسلسل اپنی تلوار اپنے کاندھے پر رکھے گا۔

6 ﴿لاکھوں بنی امیہ قتل ہوں گے﴾

ایک مرتبہ بنی امیہ مسجد نبویؐ میں حلقہ جمائے ہوئے بیٹھے تھے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا ادھر سے گزر ہوا۔ آپؑ نے فرمایا خدا کی قسم! دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک کہ اللہ ہم لوگوں میں سے ایک ایسے مرد کو نہ بھیج دے جو تم لوگوں میں سے ہزار اور ہزار در ہزار اور ہزار در ہزار نہ قتل کر دے۔

راوی نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان ان لوگوں کی اولادیں اتنی کثیر تعداد تک تو پیدا بھی نہ ہوسکیں گی؟

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: تجھ پر وائے ہو اس وقت تک ایک آدمی کے صلب سے اتنی اتنی تعداد میں آدمی پیدا ہوں قوم کے غلام بھی تو انہیں میں شامل ہوں گے۔

7 ﴿حضرت امام مہدی (عج) امام حسینؑ کی اولاد سے﴾

حضرت امیر المومنین علیؑ بن ابی طالبؑ نے اپنے فرزند حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ یہ میرا فرزند تم لوگوں کا سید و سردار ہے اس کا نام حضرت رسول اللہؐ نے رکھا ہے اور اسی کے صلب سے ایک مرد پیدا ہوگا۔ جس کا نام تمہارے نبیؐ کا نام ہوگا اس کا خلق حضرت نبی اکرمؐ کے مشابہ ہوگا وہ زمین کو عدل وانصاف سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔

8 ﴿حضرت امام مہدی (عج اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) کے اوصاف﴾

حضرت امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک سائل نے حضرت امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا امیر المومنینؑ! آپؑ اپنے مہدیؑ کے بارے میں کچھ بتائیں آپؑ نے فرمایا۔

وہ بنی ہاشمؑ سے ہوں گے عرب کے بلند ترین پہاڑوں کی بلند ترین چوٹیوں میں سے ہوں گے علوم و فیوض کے بحرِ ذخار ہوں گے۔ جب وہ ظاہر ہوں تو خود ان کی قوم ان پر آمادہ جفا ہوگی۔ جب سارا معاشرہ گندگی سے بھر جائے گا تب وہ معدن صدق و صفا ظاہر ہوں گے۔ مومن ان کی پناہ میں جائے گا تو وہ ان کو پناہ دیں گے وہ سب پر غالب ہوں گے فتح یاب ہوں گے وہ شیر نر ہوں گے۔ سب (ظالموں) کو کاٹ کر رکھ دیں گے ان کی تکا بوٹی کر دیں گے۔ وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہوں گے وہ اعلیٰ درجے کے سخی اعلیٰ ترین مرتبے کے سردار، معاملہ فہم، صاحب عزو شرف ہوں گے خبردار ان سے منہ نہ موڑنا خواہ کوئی کچھ کہے وہ سب سے زیادہ حسن سلوک کرنے والے ہوں گے۔ پروردگار ان کی بیعت سے لوگوں کے غموں کے دور کر کے امت کے منتشر شیرازے کو یکجا اور جمع کر دیں گے۔ اور اگر تمہیں موقع میسر آئے اور ان کا جہاں کہیں بھی تمہیں علم ہو جائے تو ضرور جانا اور ان کی زیارت کا شرف حاصل کرنا ان سے منہ نہ موڑنا قرنوں اور صدیوں کے بعد جب مومنین کی قلت ہوگی حق کی آواز پر لبیک کہنے والے چلے جائیں گے تو اس وقت امام مہدی (عج اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) کا ظہور ہوگا۔

(بحوالہ بحار الانوار، اکمال الدین، غیبۃ طوسی)

﴿حضرت امام حسینؑ کی زیارت پڑھنے کا ثواب﴾

شیخ کلینیؒ نے کافی میں حسین بن ثویر سے روایت کی ہے کہ وہ کہہ رہے تھے: میں، یونس بن ظبیان، مفضل بن عمر اور ابوسلمہ سراج امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے، میرے اور یونس بن ظبیان کے درمیان گفتگو ہو رہی تھی جو عمر میں ہم سے بڑے تھے، انہوں نے امامؑ کی خدمت میں گزارش کی کہ آپ پر قربان ہو جاؤں! کبھی کبھار میں بنی عباس کی مجلس میں جا بیٹھتا ہوں، پس اس وقت مجھ کو کیا پڑھنا چاہیے؟ آپؑ نے فرمایا کہ جب تم ان کے ہاں جاؤ اور وہاں ہمیں یاد کرو تو یہ کہو:

اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الرَّخَآ وَالسُّرُوْرَ

اے معبود! ہمیں آسائش و مسرت کا وقت دکھا

تا کہ جو ثواب تم چاہتے ہو وہ ہماری رجعت میں حاصل کر لو، اس نے کہا میں آپ پر فدا ہو جاؤں! میں امام حسین علیہ السلام کو بہت یاد کرتا ہوں، اس وقت مجھے کیا پڑھنا چاہیے؟ آپؑ نے فرمایا کہ اس وقت یہ پڑھا کرو:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَآ اَبَا عَبْدِاللّٰهِ

خدا رحمت کرے آپ پر اے ابوعبداللہ

کہ اس سے آپ پر دور و نزدیک سے سلام پہنچ جاتا ہے پھر ارشاد فرمایا کہ جس زمانے میں امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا گیا تو آپؑ پر سات آسمانوں، سات زمینوں اور ہر اس شے نے گریہ کیا جو ان میں ہے اور جو ان کے درمیان ہے۔ نیز جو چیزیں جنت میں اور جو جہنم میں خلق کی گئی ہیں سب نے آپ پر گریہ و بکا کی سوائے تین چیزوں کے جنہوں نے آپؑ پر گریہ نہیں کیا میں نے عرض کی آپؑ پر قربان ہو جاؤں! وہ کونسی تین

چیزیں ہیں؟ آپؑ نے فرمایا کہ وہ بصرہ، دمشق اور آلِ عثمان ہیں۔اس کے ساتھ ہی میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! میں امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو جانا چاہتا ہوں تو وہاں جا کر کیا کروں اور کیا پڑھوں؟ آپؑ نے فرمایا کہ جب آنجناب کی زیارت کو جاؤ تو پہلے دریائے فرات پر غسل کرو، پاکیزہ لباس پہنو اور حرم پاک کی طرف ننگے پاوں چلو کہ تم خدا اور اس کے رسولؐ کے حرموں میں سے ایک حرم کی طرف جا رہے، حرم کی جانب جاتے ہوئے بار بار یہ پڑھتے ہوئے چلو۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ

خدا بزرگ تر ہے اور نہیں کوئی معبود سوائے خدا کے اور خدا پاک ترین ہے

اس کے علاوہ ہر وہ ذکر دہراؤ جس میں خدائے تعالیٰ کی بزرگی اور بڑائی کا بیان ہو۔ نیز محمدؐ وآلِ محمدؐ پر درود بھیجتے جاؤ یہاں تک کہ حرمِ حسینؑ کے دروازے پر پہنچ جاؤ۔ پس اس وقت یہ کہو:

حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حُجَّةَ اللّٰهِ وَابْنَ حُجَّتِهٖ

اے حجت خداؑ آپ پر سلام اور اے حجت خدا کے فرزند آپ پر سلام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَلَآئِكَةَ اللّٰهِ

اے اللہ کے فرشتوں آپ پر سلام

وَزُوَّارَ قَبْرِ ابْنِ نَبِيِّ اللّٰهِ

اے اللہ کے نبیؐ کے فرزند کی قبر کی زیارت کرنے والوں آپ پر سلام

اس کے بعد دس قدم چل کر رُک جاؤ اور تیس بار کہو: اَللّٰهُ اَكْبَرُ پھر قبر

مبارک کی طرف جاؤاور امام حسین علیہ السلام کے چہرہ مبارک کے مقابل پشت بہ قبلہ نزدیک تر کھڑے ہو کر کہو:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حُجَّۃَ اللّٰہِ وَابْنَ حُجَّتِہٖ

آپ پر سلام اے حجت خدا، اور حجت خدا کے فرزند

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا قَتِیْلَ اللّٰہِ وَابْنَ قَتِیْلِہٖ

سلام آپ پر اے وہ جن کا قتل خود خدا کا قتل ہے اور اس کے فرزند کہ جن کا قتل اللہ کا قتل ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ثَارَ اللّٰہِ وَابْنَ ثَارِہٖ

سلام ہو آپ پر، اے وہ کہ جن کا خون خدا کا خون ہے اور خدا کے خون کے فرزند ہو

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وِتْرَ اللّٰہِ الْمَوْتُوْرَ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

سلام ہو آپ پر اے اللہ کے خون ناحق جسے زمین اور آسمانوں میں بہایا گیا

اَشْھَدُ اَنَّ دَمَکَ سَکَنَ فِی الْخُلْدِ

میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ کا خون خلد بریں میں جا ٹھہرا

وَاقْشَعَرَّتْ لَہٗ اَظِلَّۃُ الْعَرْشِ

اور جس خون کی خاطر عرش کے سائیوں میں لرزہ طاری ہو گیا

وَبَکٰی لَہٗ جَمِیْعُ الْخَلَائِقِ

اور اس کے لیے تمام مخلوقات نے گریہ کیا

وَبَکَتْ لَہُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرَضُوْنَ السَّبْعُ وَمَافِیْھِنَّ وَمَابَیْنَھُنَّ

اور اس کے لیے سات آسمانوں نے، سات زمینوں نے، اور جو کچھ ان میں ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان سب نے گریہ کیا۔

وَمَنْ یَّتَقَلَّبُ فِی الْجَنَّۃِ وَ النَّارِ مِنْ خَلْقِ رَبِّنَا وَمَایُریٰ وَمَا لَایُریٰ

اور ہمارے ربّ کی مخلوق سے جو کچھ جنت اور جہنم میں متحرک ہے اس نے گریہ کیا اور وہ مخلوق بھی روئی جسے دیکھا جاسکتا ہے اور وہ بھی روئے جسے دیکھا نہیں جاسکتا۔

اَشْھَدُ اَنَّکَ حُجَّۃُ اللّٰہِ وَابْنُ حُجَّتِہٖ

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ حجت خدا ہیں اور حجت خدا کے فرزند ہیں

وَاَشْھَدُ اَنَّکَ ثَارُاللّٰہِ وَابْنُ ثَارِہٖ

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کا خون ہیں اور اللہ کے خون کے فرزند ہیں

وَاَشْھَدُ اَنَّکَ وِتْرُاللّٰہِ الْمَوْتُوْرُ فِی السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ آسمانوں اور زمین میں اللہ کا ایسا بہایا ہوا خون ہیں کہ جس کے خون کا بدلہ نہیں چکایا گیا۔

وَاَشْھَدُ اَنَّکَ قَدْ بَلَّغْتَ وَنَصَحْتَ وَوَفَیْتَ وَاَوْفَیْتَ وَجَاھَدْتَّ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے حق بات کو پہنچا دیا، آپ نے نصیحت کی اور خیر چاہی، آپ نے حق دار کو پورا اس کا حق دیا اور آپ نے جو وعدہ کیا اسے پورا کیا۔

وَمَضَیْتَ لِلَّذِیْ کُنْتَ عَلَیْہِ شَہِیْداً وَّ مُسْتَشْھِدًا وَّشَاھِدًا وَّمَشْھُوْدًا

آپ اپنے نظریے پر قربان ہو گئے اس طرح کہ آپ شہید بھی ہیں طالب شہادت بھی ہیں شاہد بھی ہیں مشہود بھی ہیں

وَّاَنَا عَبْدُاللّٰہِ وَ مَوْلَاکَ وَفِیْ طَاعَتِکَ

میں اللہ کا عبد، آپ کا غلام اور آپ کی اطاعت میں ہوں

وَالْوَافِدُ اِلَیْکَ

اور میں تمام تر واسطوں کے ساتھ حاضر ہوں

اَلْتَمِسُ کَمَالَ الْمَنْزِلَةِ عِنْدَاللّٰهِ

میں اللہ کے ہاں کمال منزلت کا سائل ہوں

وَثَبَاتَ الْقَدَمِ فِی الْهِجْرَةِ اِلَیْکَ

آپ کی بارگاہ میں حضوری کا دائمی ثبات چاہتا ہوں

وَالسَّبِیْلَ الَّذِیْ لَا یَخْتَلِجُ دُوْنَکَ مِنَ الدُّخُوْلِ فِیْ کِفَالَتِکَ الَّتِیْ اُمِرْتَ بِهَا

میں آپ کی ضمانت و کفالت میں آنے کے لیے ایسے راستے کا خواہاں ہوں کہ جس پر آنے کے بعد تیری ذات کے سوا کسی اور کا خیال تک باقی نہ رہے

مَنْ اَرَادَ اللّٰهَ بَدَءَ بِکُمْ

جس نے اللہ کا قصد کیا تو اس نے آپ کے وسیلہ سے ہی ایسا کیا

بِکُمْ یُبَیِّنُ اللّٰهُ الْکَذِبَ

اللہ آپ کے وسیلہ سے جھوٹ کو آشکار اور واضح فرماتا ہے

وَبِکُمْ یُبَاعِدُ اللّٰهُ الزَّمَانَ الْکَلِبَ

آپ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ زمانے کی سختیوں کو دور فرماتا ہے

وَبِکُمْ فَتَحَ اللّٰهُ

اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہی ذریعہ آغاز فرمایا

وَبِکُمْ یَخْتِمُ اللّٰهُ

اور اللہ آپ ہی پر اختتام کرے گا

وَبِکُمْ یَمْحُوْا مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ

اور آپ ہی کے ذریعہ اللہ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے باقی رکھتا ہے

وَبِکُمْ یَفُکُّ الذُّلَّ مِنْ رِقَابِنَا

اور آپ ہی کے وسیلہ سے اللہ ہماری گردنوں کو ذلت سے نجات دلاتا ہے

وَبِکُمْ یُدرِکُ اللّٰہُ تِرَۃَ کُلِّ مُؤْمِنٍ یُّطْلَبُ بِھَا

اور آپ ہی کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ ہر مومن کے ناحق بہائے گئے خون کا بدلہ چکائے گا

وَبِکُمْ تُنْبِتُ الْاَرْضُ اَشْجَارَھَا

اور آپ کے ذریعہ زمین اپنے درختوں کو اگاتی ہے

وَبِکُمْ تُخْرِجُ الْاَرْضُ ثِمَارَھَا

اور آپ ہی کے ذریعہ زمین ثمر آور ہوتی ہے

وَبِکُمْ تُنْزِلُ السَّمَآءُ قَطْرَھَا وَرِزْقَھَا

اور آپ ہی کے ذریعہ آسمان پانی برساتا ہے اور روزی مہیا کرتا ہے

وَبِکُمْ یَکْشِفُ اللّٰہُ الْکَرْبَ

اور آپ ہی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مصیبتوں کو ٹالتا ہے

وَبِکُمْ یُنَزِّلُ اللّٰہُ الْغَیْثَ

اور آپ کے ذریعہ اللہ بارش برساتا ہے۔

وَبِکُمْ تُسَبِّحُ الْاَرْضُ الَّتِی تَحْمِلُ اَبْدَانَکُمْ

جو زمین آپ کے مبارک بدنوں کی حامل ہے وہ آپ کے وسیلہ سے تسبیح کرتی ہے

وَتَسْتَقِرُّ جِبَالُھَا عَنْ مَّرَاسِیْھَا

اور آپ ہی کے ذریعہ زمین کے پہاڑ اپنے لنگروں پر قائم ہیں

اِرَادَةُ الرَّبِّ فِیْ مَقَادِیْرِ اُمُوْرِہٖ تَهْبِطُ اِلَیْكُمْ

ربّ تعالیٰ کا ارادہ، اپنے تمام امور کے فیصلہ جات کے سلسلہ میں آپ کی طرف اُترتا ہے

وَتَصْدُرُ مِنْ بُیُوْتِكُمْ

اور اللہ کا ارادہ آپ کے گھروں سے نافذ ہونے کے لیے صادر ہوتا ہے

وَالصَّادِرُ عَمَّا فُصِّلَ مِنْ اَحْكَامِ الْعِبَادِ

اور اللہ کے بندگان کے بارے احکام آپ ہی کے ذریعہ سے جاری ہوتے ہیں

لُعِنَتْ اُمَّةٌ قَتَلَتْكُمْ

ملعون ہے وہ امت جس نے آپ کو قتل کیا

وَاُمَّةٌ خَالَفَتْكُمْ

اور ملعون ہے وہ امت جس نے آپ کی مخالفت کی

وَاُمَّةٌ جَحَدَتْ وِلَایَتَكُمْ

اور ملعون ہے وہ امت جس نے آپ کی ولایت اور رہبری کا انکار کیا

وَاُمَّةٌ ظَاهَرَتْ عَلَیْكُمْ

اور ملعون ہے وہ امت جس نے آپ کے خلاف ہونے والی جنگ میں آپ کے دشمنوں کی مدد کی

وَاُمَّةٌ شَهِدَتْ وَلَمْ تُسْتَشْهَدْ

اور ملعون ہے وہ امت جس نے آپ کے خلاف ہونے والے مظالم کو دیکھا لیکن اس نے شہادت کے راستے کا انتخاب نہیں کیا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ النَّارَ مَاْوٰیهُمْ

تمام حمد ہے اس اللہ کے لیے جس نے آپ کے دشمنوں کا ٹھکانا آتش جہنم کو قرار دیا

وَبِئْسَ وِرْدُ الْوَارِدِيْنَ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ

اور یہ جہنم اپنے پاس آنے والوں کے لیے کتنی بری جگہ ہے اور اپنے اندر ٹھہرنے والوں کے لیے کتنا برا ٹھکانا ہے

وَالْحَمْدُ لِلهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

اور تمام حمد اللہ کے لیے ہے جو عالمین کا رب ہے

پھر تین مرتبہ کہے:

وَصَلَّ اللهُ عَلَيْکَ يَآ اَبَاعَبْدِاللهِ

اللہ کی صلوات ہو آپ پر اے اباعبداللہ

اس جملے کو تین مرتبہ پڑھے:

اَنَآ اِلَى اللهِ مِمَّنْ خَالَفَکَ بَرِیٓءٌ"

میں اللہ کی جناب میں ہر اس شخص سے برائت کا اظہار کرتا ہوں جس نے آپ کی مخالفت کی

نوٹ: جو شخص دور سے حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت پڑھنا چاہے تو وہ اپنے سامنے امام حسین علیہ السلام کی ضریح کا نقش بنالے اور اس کو سامنے رکھ کر اوپر دی گئی زیارت کو پڑھے۔

﴾حضرت علی اکبرؑ کی زیارت ان الفاظ کے ساتھ پڑھیں﴿

اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا بْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ

اے فرزند رسول اللہ آپ پر سلام

اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا بْنَ اَمِیْرِ الْمُومِنِیْنَ

اے فرزند امیر المومنین آپ پر سلام

اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا بْنَ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ

اے فرزند حسن وحسین (علیہما السلام) آپ پر سلام

اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا بْنَ خَدِیْجَۃَ وَ فَاطِمَۃَ

اے فرزند خدیجہ وفاطمہ (علیہما السلام) آپ پر سلام

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ

آپ پر اللہ کی صلوات، آپ پر اللہ کی صلوات، آپ پر اللہ کی صلوات

لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ قَتَلَکَ

اللہ کی لعنت ہو اس پر جس نے آپ کو قتل کیا

اور پھر تین مرتبہ کہے:

اِنَّا اِلَی اللّٰہِ مِنْھُمْ بَرِیْءٌ"

میں آپ کے قاتلوں سے اللہ کے حضور برأت کا اظہار کرتا ہوں

﴿زیارت شہداء کربلا﴾

ان الفاظ کے ساتھ پڑھیں

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ، اَلسَّلامُ عَلَیْکُم، اَلسَّلامُ عَلَیْکُم

آپ سب پر سلام ہو، آپ سب پر سلام ہو، آپ سب پر سلام ہو

فُزْتُمْ وَاللهِ، فُزْتُمْ وَاللهِ، فُزْتُمْ وَاللهِ

آپ کامیاب ہیں خدا کی قسم، آپ کامیاب ہیں خدا کی قسم، آپ کامیاب ہیں خدا کی قسم

فَلَیْتَ اِنِّیْ مَعَکُمْ فَاَفُوْزَفَوْزًا عَظِیْمًا

کاش میں بھی آپ کے ہمراہ ہوتا اور آپ کی طرح میں بھی بڑی کامیابی حاصل کرتا

﴿زیارت حضرت ابوالفضل العباس علمدارؑ﴾

اَلسَّلامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا الْعَبْدُالصَّالِحُ

آپ پر سلام اے عبد صالح

وَالصِّدِّیْقُ الْمُوَاسِیّ

آپ پر سلام اے صدیق ہمدرد

اَشْهَدُ اَنَّکَ اٰمَنْتَ بِاللهِ

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا اللہ پر ایمان ہے

وَنَصَرْتَ ابْنَ رَسُوْلِ اللهِ

اور میں گواہی دیتا ہوں آپ نے فرزند رسول اللہ کی نصرت فرمائی ہے

وَدَعَوْتَ اِلٰی سَبِیْلِ اللهِ

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے سبیل اللہ (اپنے زمانے کے امام) کی طرف دعوت دی

وَوَاسَیْتَ بِنَفْسِکَ

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے اپنے وقت کے امام کے لیے اپنی جان دے دی

فَعَلَیْکَ مِنَ اللّٰہِ اَفْضَلُ التَّحِیَّۃِ وَالسَّلَامُ

پس آپ پر اللہ کی جانب سے بہترین تحیت اور سلام ہو

پھر یہ جملے پڑھے

بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا نَاصِرَ دِیْنِ اللّٰہِ

میں ماں باپ آپ پر قربان اے اللہ کے دین کے ناصر

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَاصِرَ الْحُسَیْنِ الصِّدِّیْقِ

آپ پر سلام اے حسین صدیق (علیہ السلام) کے ناصر

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَاصِرَ الْحُسَیْنِ الشَّھِیْدِ

آپ پر سلام اے حسین شہید (علیہ السلام) کے ناصر

عَلَیْکَ مِنِّیْ اَلسَّلَامُ مَابَقِیْتُ وَبَقِیَ اللَّیْلُ وَالنَّھَارُ

میری طرف سے آپ پر مسلسل سلام جب تک رات اور دن باقی رہیں

﴿امام حسین علیہ السلام کی دعائیں﴾

صحیفہ نجات کی افادیت کو بڑھانے کیلئے حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف جو چھوٹی دعائیں منسوب ہیں ان کا ترجمہ دے رہے ہیں جو ان دعاؤں کا عربی متن پڑھنا چاہیے وہ صحیفہ حسینیہ میں رجوع کریں۔

اس مقالے میں حضرت سید الشہداءؑ کی وحی آمیز زبان سے نکلی ہوئی دعائیں درج ہیں نیز اشقیاء کے مظالم پر نکلے ہوئے نفرین کے کلمات بھی دیئے گئے ہیں۔ دعائے عرفہ، دعائے مشلول، دعائے عشرات تمام کتب میں درج ہیں اور علیحدہ بھی مہیا ہیں اس لئے انہیں درج نہیں کیا گیا عربی عبارت کی بجائے عام قاری کے مطالعے کی سہولت کیلئے صرف ترجمہ دیا جارہا ہے تاکہ مفہوم دعا کو سمجھنے میں دقت نہ ہو۔

﴿امام حسین علیہ السلام کی مناجات﴾

خصائص حسینیہ جلد اول میں آیت اللہ جعفر شستری لکھتے ہیں کہ سید الشہداءؑ امام حسین علیہ السلام اپنی جدہ خدیجۃ الکبریٰؑ کی قبر پر آئے گریہ کیا کافی دیر تک نماز میں مصروف رہے بعد نماز قاضی الحاجات کی بارگاہ میں یوں مناجات کیں۔

﴿مناجات﴾

اے میرے پروردگار! اے میرے پروردگار! تو میرا مولا ہے اس بندہ حقیر پر رحم فرما جو تیری پناہ چاہتا ہے اے بلند مکان! میں تجھ ہی پر تکیہ کرتا ہوں کتنا خوش نصیب ہے وہ بندہ جس کا تو مولا ہے کتنا خوش نصیب ہے وہ بندہ جو پشیمان اور گریان ہے اور رب ذوالجلال کی بارگاہ میں اپنے مصائب کا شکوہ کرتا ہے اس کی کوئی بیماری کا شکوہ ہے نہ علت کی شکایت ہے سوائے اس کے کہ وہ اپنے مولا سے زیادہ محبت چاہتا ہے جب بندہ اپنی مصیبت اور غصہ شکایت کرتا ہے تو اسکا خدا فوراً قبول کرتا ہے اور لبیک کہتا ہے جب وہ رات کی تاریکیوں میں گڑگڑاتا ہے تو خدا اسکا احترام کرتا ہے

اور نزدیک بلاتا ہے اس کے بعد غیب سے یہ صدا سننے میں آتی ہے۔
راوی کہتا ہے کہ اسی وقت غیب سے یہ ندا آئی۔

﴿جواب مناجات﴾

لبیک اے میرے بندے! تو میری پناہ میں ہے جو کچھ تو نے کہا وہ میرے علم میں ہے میرے فرشتے تیری آواز کے مشتاق ہیں تیری آواز ہی کافی ہے کہ ہم نے اسے سن لیا تیری دعا میرے حجاب ہائے عظمت سے ٹکرا رہی ہے تیرے لئے کافی ہے کہ ہم نے درمیان سے پردے ہٹا دیئے جب ہماری رحمت کی ہوا تیری دعا کی طرف چلتی ہے تو جلالت نور کی بنا پر پردے گر پڑتے ہیں کسی ڈر اور خوف کے بغیر مجھ سے مانگ خوف نہ کھا بیشک میں تیرا معبود ہوں۔

﴿قبر حضرت نبی کریمؐ سے وداع کے وقت دعا﴾

اے اللہ! یہ تیرے نبی محمدؐ کی قبر ہے اور میں تیرے نبیؐ کی بیٹی کا بیٹا ہوں اور جو معاملہ مجھے درپیش ہے تو اس سے آگاہ ہے۔ اے اللہ میں معروف کو پسند کرتا ہوں اور منکر کو ناپسند کرتا ہوں۔ اے ذوالجلال والاکرام! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس قبر کے حق کے صدقہ میں یہ کہ تو میرے لئے اسکا انتخاب فرما جو تجھے اور تیرے رسولؐ کو پسند ہے۔

اے اللہ! جو بلند ہے قہر عظیم کا مالک اور اپنے معاملات کو پوری دقت سے انجام دینے والا، مخلوق سے بے نیاز ہے، جس کی کبریائی وسیع و عریض ہے اے اللہ! تو اپنی مشیت پر قادر ہے جس کی رحمت قریب اور وعدہ سچا ہے جس کی نعمتیں پھیلی ہوئی ہیں جس کی آزمائش اچھی ہے جب پکارا جائے تو وہ تو قریب ہے جسے تو نے خلق کیا ہے اس پر تو محیط ہے جو تجھ سے توبہ کرے تو اسکی توبہ قبول کرنے والا ہے تو اپنے ارادے پر قادر ہے۔

جب تیرا شکر کیا جائے تو اسکا شکر کرتا ہے جو تجھے یاد کرے تو اسے یاد کرتا ہے میں تجھے پکار رہا ہوں کیونکہ میں تیرا محتاج ہوں میں نے تیرا ہی رخ کیا ہے کیونکہ میری نگاہ تیری ہی مرہون منت ہے خوف کے عالم میں میں تیرا ہی فریادی ہوں غمگین ساعتوں میں میں تیری ہی مدد کا طالب گار ہوں

میرا تجھ پر توکل ہے کیونکہ میں تجھے ہی کافی سمجھتا ہوں۔

ہم تیرے نبیؐ کی عترت ہیں جنہیں تو نے اپنی رسالت کیلئے منتخب فرمایا اور اپنی وحی کا انہیں امین قرار دیا۔

اس ظالم قوم اور ہمارے درمیان تو ہی فیصلہ صادر فرما کیونکہ انہوں نے ہمیں دھوکا دیا ہے ہمارے لئے ہمارے امر کو خروج عطا فرما۔

اے ارحم الراحمین! اے رب تیرے فیصلے پر صبر ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تیرے سوا میرا کوئی رب نہیں اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں تیرے حکم پر صبر ہے اے مردوں کو زندہ کرنے والے اے ان کا فریاد رس جن کا کوئی مددگار نہیں اے دائم جس کیلئے اختتام نہیں۔

﴿حضرت امام حسین علیہ السلام کی دعا﴾

اللہ کے نام سے اے دائم اے دیموم اے حی اے قیوم، اے رحمٰن اے رحیم، اے غم کوٹالنے والے، اے پریشانی کو دور کرنے والے، اے رسولوں کو بھیجنے والے، اے وعدے کے سچے، اے اللہ اگر تیرے پاس میرے لئے کوئی رضوان ہے اور محبت ہے تو مجھے مغفرت عطا فرما اور میرے بھائیوں اور میرے شیعوں میں سے جو میرے پیروکار ہیں ان کیلئے مغفرت نازل فرما اور میری صلب میں جو ہے اسے ظاہر فرما اپنی رحمت کے صدقہ، اے ارحم الراحمین اور ہمارے سردار محمدؐ اور ان کی ساری آل پر اللہ کی صلوٰۃ ہو۔

﴿عراق روانگی کے وقت دعا﴾

تمام حمد وثناء اللہ کیلئے ہے جو وہ چاہے اللہ کے سوا کوئی قوت نہیں اور درود ہو اس کے رسولؐ پر۔

﴿فرزدق کے سوال کے جواب میں﴾

معاملہ تو اللہ کے اختیار میں ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے ہمارا رب ہر روز نئی شان میں ہے اگر نزول قضا ہماری خواہش کے مطابق ہے تو ہم اللہ کی حمد کرتے ہیں اس کی نعمتوں پر شکر ادا کرتے ہیں وہی مددگار ہے۔

﴾ہر مہینہ کی پانچویں تاریخ کو امام حسین علیہ السلام کی تسبیحات﴿

پاک ہے تیری ذات، اے بلند، اے اعلیٰ پاک ہے تیری ذات اے عظیم اے اعظم پاک ہے تیری ذات اے وہ جو اس طرح ہے اور اس طرح اسکا غیر نہیں ہے۔ کوئی ایک بھی نہیں ہے جو اسکی قدرت کا اندازہ لگا سکے پاک ہے تیری ذات اے وہ جس کا اول ایسا علم ہے جس کی وصف نہیں کی جاسکتی اور اسکا آخر بھی ایسا ہے جس نے ختم نہیں ہونا۔

پاک ہے تیری ذات اے وہ جو مخلوقات پر الٰہیت کے ذریعہ بلند فوقیت رکھتا ہے پس نہ تو کوئی آنکھ ہے جو اسکا ادراک کر سکتی ہے اور نہ ہی کوئی عقل اسکی تمثیل پیش کر سکتی ہے اور نہ ہی کوئی وہم و خیال اس کی تصویر بنا سکتی ہے اور نہ ہی کوئی زبان ہے جو اسکی توصیف کر سکے ایسی توصیف جو کسی کیلئے بیان کی جاسکتی ہے پاک ہے تیری ذات اے وہ جو ھداء میں بلند ہے پاک ہے تیری ذات اے وہ جس نے بندگان کیلئے موت کا فیصلہ دیا ہے پاک ہے تیری ذات اے مالک، اے مقتدر پاک ہے تیری ذات اے مالک اے قدوس، پاک ہے تیری ذات اے وہ جو باقی ہے اے وہ جو دائم ہے۔

﴾اولاد اہل بیتؑ کو جمع کر کے دعا﴿

آپؑ نے اپنی اولاد بھائیوں اور اہل بیتؑ کو اکٹھا کیا ان پر نظر ڈالی اور کچھ دیر گریہ فرماتے رہے پھر فرمایا

اے معبود! ہم تیرے نبی محمد مصطفٰے کی عزت ہیں ہم ستائے گئے جلاوطن کیے گئے اور اپنے ناناؐ کے حرم سے نکالے گئے اور بنوامیہ نے ہم پر زیادتی کی اے معبود! ہمارے حق کا واسطہ ہمیں قبول فرما اور کافر لوگوں کے خلاف ہماری مدد فرما۔

﴾کعبہ شریف کے پاس آپ کی دعا﴿

اے میرے الٰہ تو نے مجھے نعمت عطا فرمائی تو تو نے مجھے شاکر نہ پایا تو نے مجھے امتحان اور آزمائش میں ڈالا تو تو نے مجھے صابر نہ پایا لیکن اسکے باوجود تو نے نہ تو شکر بجا نہ لانے کی بنا پر نعمت کو سلب فرمایا اور نہ ہی صبر کا دامن چھوڑنے پر سختی اور آزمائش کو تو نے جاری رکھا۔

اے الہ کریم اور سخی سے سوائے کرام کے اور کچھ بھی توقع اور امید نہیں ہوتی۔

﴿دعائے عرفہ سے اقتباس﴾

اے اللہ! جس نے تجھے کھودیا اسکو کیا ملا؟ جس نے تجھ کو پالیا کون سی چیز ہے جس کو اس نے حاصل نہیں کیا؟ جو بھی تیرے بدلے میں جس پر بھی راضی ہوا وہ تمام چیزوں سے محروم ہو گیا۔

﴿قبرستان میں آپ کی دعا﴾

اے اللہ تو نے ان فناہ ہونے والے ارواح کا رب ہے تو بوسیدہ جسموں کا رب ہے تو پرانی اور ریزہ ریزہ شدہ ہڈیوں کا رب ہے۔

یہ ارواح جب دنیا سے گئے تو اس وقت یہ تیرے اوپر ایمان لانے والوں سے تھے اے اللہ ان پر اپنی جناب سے رحمت روانہ فرما اور میری جانب سے ان کو سلامتی عطا فرما اللہ تعالیٰ آدمؑ کی خلقت کے زمانے سے لے کر اب تک مخلوق کی تعداد اور اب سے قیامت تک آنے والی مخلوق کی تعداد کے برابر نیکیاں درج فرمائے۔

﴿سجدہ کی حالت میں آپ کی دعا﴾

اے میرے سردار اے میرے مولا کیا تو نے لوہے کی ہتھکڑیوں اور زنجیروں کیلئے میرے اعضاء کو خلق کیا ہے۔ کیا تو نے جہنم کے کھولتے ہوئے جوش مارتے گرم پانی پلانے کیلئے میری انتڑیوں کو خلق کیا ہے اے میرے الہ اے میرے معبود! اگر تو مجھ سے میرے گناہوں کی بابت مطالبہ کرے گا تو میں تجھ سے تیرے کرم کا کرم مطالبہ کرونگا اور اگر تو نے مجھے خطا کاروں اور گناہگاروں کے ہمراہ محبوس کر دیا تو میں ان سب کو بتادوں گا کہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں اے میرے سردار تیری اطاعت کرنا تجھے فائدہ نہیں پہنچاتی اور نہ ہی میری نافرمانی کرنا تجھے کوئی نقصان پہنچاتا ہے پس مجھے وہ قرار دے جو تجھے فائدہ نہیں دیتا اور بخش دے میرے لئے اس جو تجھے نقصان نہیں دیتا ہے کیوں توں ارحم الراحمین ہے۔

﴿بارش طلب کرنے کی دعا﴾

اے اللہ ہمیں ایسی بارش سے سیراب فرما جو وسیع ہو ٹھہرنے والی ہو عمودی ہو نفع بخش ہو نقصان دہ نہ ہو ایسی بارش دے جو ہماری آبادیوں اور صحراؤں کو شامل ہو اس بارش کے ذریعہ ہماری روزی میں اور ہمارے شکر کرنے میں اضافہ فرما دے اے اللہ اسے ہمارے لئے ایمان کو روزی قرار دے اور ایمان کا عطیہ قرار دے اے اللہ ہمارے لئے اپنی عطاء کو ممنوع قرار نہ دے اے اللہ ہمارے اوپر ہماری سرزمین میں زمین کا سکوں عطا فرما اور اس زمین میں ہر قسمی کھیت اگا اسے سرسبز وشاداب بنا۔

﴿پاؤں کے تلوے اور کونچوں کے درد کیلئے امام حسین علیہ السلام کی دعا﴾

آپ علیہ السلام نے فرمایا جب پاؤں کے تلوؤں میں درد محسوس کرو اور اٹھنے کے وقت آپ کی کونچیں درد کریں تو اپنا ہاتھ درد کی جگہ پر رکھ کر یہ دعا پڑھو بسم اللہ و باللہ والسلام علی رسول اللہؐ اللہ کے نام سے اللہ کی مدد سے اور رسول اللہؐ پر اللہ کا سلام اسکے بعد سورہ زمر کی آیت ۶۷ پڑھو۔

وما قدروالله حق قدره والارض جميعاً قبضته يوم القيمة والسماوات مطويات بيمينه سبحانه وتعالى عما يشركون.

انہوں نے اللہ کی اس طرح قدر نہ کی جس طرح قدر کرنے کا حق تھا اور ساری زمین قیامت کے دن اللہ کے قبضے میں ہوگی اور تمام آسمان اللہ کے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہونگے اللہ کی ذات پاک ہے اور بلند ہے وہ ذات اس بات سے کہ لوگ اسکا شریک قرار دیں۔

﴿دانت کے درد کی دعا﴾

جس دانت میں درد ہو اس پر اپنی انگلی رکھیں اور پھر اس دعا کو پڑھیں اور سات مرتبہ اس دانت کی جانب پھونک ماریں اور دم کریں یہ دعا حضرت جبرائیلؑ نے امام حسین علیہ السلام کیلئے آ کر دی اور دعا یہ ہے۔

االعجب كل العجب الدابة تكون فى الغم تاكل العظيم وتترك اللحم انا ارقى.

حیرانگی ہے اور پوری حیرانگی ہے اس کیڑے سے جو کہ منہ میں ہوتا ہے ہڈی کھاتا ہے اور گوشت چھوڑ دیتا ہے میں دم کرتا ہوں۔

والله عزوجل الشافی الکافی لا الا اله الله و الله شافی ہے اللہ کافی ہے کوئی الہ اللہ کے سوانہیں ہے والحمد رب العالمین اور تمام حمد اللہ رب العالمین کیلئے ہے اس کے بعد سورہ بقرہ کی آیت ۷۱ پڑھیں۔

ترجمہ:۔اور جب تم نے ایک شخص کو قتل کر ڈالا پھر ایک دوسرے پر اسکا الزام لگانے لگے لیکن جو بات تم چھپا رہے تھے اللہ اسے ظاہر کرنے والا تھا۔

مذکورہ آیت: **واز قتلم نفسافاداراتم فیھا والله مخرج ما کنتم تکتمون فقلنا اضربوه ببعضها.**

﴿ہر فریضہ کے بعد امام حسین علیہ السلام کی دعا﴾

اے اللہ بتحقیق میں تجھے تیرے کلمات کا واسطہ دیکر تیرے عرش کے رابطوں کا واسطہ دیکر تیرے آسمانوں میں رہنے والوں کا واسطہ دیکر تیری زمینوں میں رہنے والوں کا واسطہ دیکر تیرے انبیاء اور رسولوں کا واسطہ دیکر میں سوال کرتا ہوں کہ تو میری دعا قبول فرما کیونکہ میرے معاملے نے مجھے سخت تکلیف میں ڈال دیا ہے پس میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ محمدؐ وآلؑ محمدؐ پر صلوات بھیج اور میرے امر و معاملہ کو آسان فرمادے۔

﴿شب قدر کی دعا﴾

اے اللہ شب قدر میں جو تو نے فیصلہ دینا ہے اور جو تو نے مقدر کرنا ہے حتمی امر سے اور جو کچھ تو نے امر حکیم سے پھیلانا ہے ایسا فیصلہ جس میں نہ کوئی تبدیلی ہے اور نہ ہی اسے ٹھکرا دیا جاتا ہے اے اللہ تو نے مجھے اس سال اپنے گھر کے حجاج سے قرار دے جن کا حج مقبول ہے اور جن کی سعی اور عبادت مشکور ہے جن کے گناہ بخشے ہوئے ہیں جن کی نافرمانیاں کفارہ شدہ ہیں اور اس رات جو تو نے فیصلہ دینا ہے اور جو کچھ مقدر کرنا ہے اس میں میری عمر کو طولانی فرمادے اور میرے لئے میری

روزی کو وسعت عطا فرما دے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے کربلا کی سرزمین پر پہنچ کر یہ دعا مانگی

اے اللہ! میں مصیبت اور پریشانی میں تیری پناہ مانگتا ہوں یہاں ہمارے اترنے کی جگہ ہے اور خدا کی قسم یہی جگہ ہماری قبروں کیلئے ہے قسم بخدا! یہی ہمارا محشر ہے اور یہی ہمارے نشر ہونے کی جگہ ہے اور یہی وہ بات ہے جس کا وعدہ میرے نانا رسول اللہؐ نے مجھے دیا اور ان کا وعدہ سچا ہے۔

قنوت حضرت امام حسین علیہ السلام

اے معبود! کوئی شخص کسی طرف مائل ہوا میں تیری طرف مائل ہوں اور کوئی کسی کی پناہ لے میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ اے معبود رحمت فرما سرکار محمدؐ وآلؑ محمدؐ پر اور میری آواز سن اور میری دعا قبول فرما میری بازگشت اور ٹھکانہ اپنے ہاں قرار دے میری نگہبانی کر سخت آزمائشوں، مشکل وقتوں اور شیطان کی دخل اندازیوں میں، اپنی عظمت کے ذریعے جس میں نفس کی خواہش کا شائبہ نہیں نہ بدگمانی کے کسی خیال کا گزر ہے ار نہ مدہوشی کا خطرہ تا کہ تو مجھے اپنی طرف پلٹائے اپنے ارادے سے نہ بدگمانی اور نہ تہمت کیساتھ نہ شک وشبہ کی حالت میں یقیناً تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

ہمشکل پیغمبرؐ حضرت علی اکبر علیہ السلام کے رخصت کرنے پر دعا

اے اللہ! اس قوم پر گواہ رہنا! اب ان کی طرف ایک ایسا جوان مبارزت کیلئے بھیج رہا ہوں جو تیرے رسول محمد مصطفےٰ کے خلق سیرت اور صورت، کردار وعمل میں اس جیسا ہے جب ہمیں اشتیاق ہوتا تھا کہ تیرے نبی کا دیدار کریں تو ہم اس کی طرد یکھتے تھے۔

عمر سعد پر نفرین

اے ابن سعد! تجھے کیا ہو گیا ہے؟ اللہ تیری نسل کو اسی طرح قطع کرے جس طرح تو نے (علی اکبرؑ سے) میری نسل کو قطع کیا ہے تو نے رسول اللہؐ سے میری قرابت داری کا پاس بھی نہیں کیا اللہ تعالیٰ

تمہارے اوپر ایسے شخص کو مسلط کرے جو تجھے تیرے بستر پر قتل کرے۔

﴿حضرت علی اکبر علیہ السلام سے مخاطب ہو کر ان کے قاتلان کیلئے نفرین﴾

اے اللہ! اس قوم کو قتل کر جنہوں نے تجھے قتل کیا اے میرے پیارے بیٹے! انہوں نے اللہ پر کتنی بڑی جرات کی اور اللہ کے رسولؐ کی حرمت پامال کرنے پر کتنی جرات کی ہے اے میرے پیارے بیٹے! تیرے بعد اس دنیا میں خاک رہ گیا ہے۔

﴿عبداللہ بن حصین ازدی کیلئے نفرین﴾

اے اللہ! اسکو پیاسہ قتل کر اور اسکو کبھی معاف نہ کرنا اور اسکی قطعاً مغفرت نہ کرنا (یہ معلون پیاسہ ہی ہلاک ہوا)

﴿حضرت علی اکبر علیہ السلام کے قاتل پر نفرین﴾

اے اللہ! ان لوگوں سے زمین کی برکتیں روک لے اور ان کے درمیان منافرت ڈال دے (انہیں جدا جدا کر دے) حکمرانوں کو ان سے کبھی خوش نہ رکھ۔

﴿حنظلہ شامی کیلئے دعا﴾

جب حنظلہ شامی نے دشمنوں کی صفوں میں جا کر ان کو وعظ و نصیحت کی اور انہوں نے کوئی اثر نہ لیا تو امامؑ نے حنظلہ کی حوصلہ افزائی ان دعائیہ جملوں میں فرمائی۔

اللہ آپ پر رحمت نازل کرے ان لوگوں نے آپ کی دعوت کو ٹھکرا کر اپنے لئے عذاب کا استحقاق پیدا کر لیا ہے کیونکہ آپ نے انہیں حق کی دعوت دی اور وہ آپ کی اور آپ کے ساتھیوں کی جانب قتل کرنے کیلئے بڑھے اب ان کے ساتھ کیا کرنا ہے کیونکہ یہ تو وہی لوگ ہیں جنہوں نے تیرے صالحین بھائیوں کا قتل کیا ہے حنظلہ نے عرض کیا میں آپ پر قربان جاؤں آپؑ نے سچ فرمایا ہے اس کے بعد حنظلہ نے ان الفاظ کے ساتھ مولاؑ سے اجازت چاہی۔

کیا ہم اپنے پروردگار کی طرف نہ جائیں اور اپنے بھائیوں کیساتھ ملحق نہ ہو جائیں امامؑ نے فرمایا

ایسی خیر کی طرف جاؤ جو دنیا سے بہتر ہے اور جو کچھ اس دنیا میں ہے اس سے بھی بہتر ہے اور اس ملک کی طرف جاؤ جسے فنا نہیں اس کے بعد حنظلہ نے مولاؑ کو یوں الوداع کیا۔

السلام علیک یا اباعبداللہ صلی اللہ علیک وعلی اھل بیتؑ وعرف بیننا وبینک فی جنتہ

اے اباعبداللہؑ آپؑ پر میرا اسلام ہو آپؑ پر اور آپؑ کے اہل بیتؑ پر میرا اسلام ہو اور اللہ کی صلوٰۃ ہو اللہ تعالیٰ ہماری اور آپؑ کی اپنی جنت میں پہچان کرائے امامؑ نے فرمایا آمین ثم آمین۔

﴿ابوشعشا کیلئے دعا﴾

امامؑ کے یہ صحابی معروف تیر انداز تھے اور اسکے ترکش میں ۱۰۰ تیر تھے جب اس صحابی کا گھوڑا اپے کر دیا گیا تو اس نے خیمے کے سامنے دوزانو ہو کر دشمن کو نشانہ بنایا اور تیر چلانا شروع کر دیئے امامؑ نے اس صحابی کی جانثاری دیکھ کر دعا فرمائی اے اللہ! اسکے نشانے کو خطا نہ کر اور اس کا ثواب جنت قرار دے۔

﴿سیف بن حارث اور مالک بن عبدود بھائیوں کیلئے دعا﴾

یہ دونوں نوجوان امامؑ کی خدمت میں آتے ہیں دونوں رو رہے ہیں مولاؑ نے ان سے دریافت کیا کہ اے میرے بھائی کے بیٹو! کس بات نے تم کو رلایا ہے؟ ان دونوں نے عرض کی ہم آپؑ پر قربان جائیں خدا کی قسم ہم اپنے اوپر تو نہیں رو رہے ہمارا گریہ تو آپ کیلئے ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ آپؑ اس وقت دشمنوں میں گھر چکے ہیں اور ہم آپؑ کا دفاع سوائے اپنی جانوں کے نذرانے کے نہیں کر سکتے مولاؑ نے ان کی یہ بات سن کر فرمایا ''اللہ آپ دونوں کو جزائے خیر دے اے میرے بھائی کے بیٹو! تمہیں اللہ اس غم کا بدلہ بھی دے جس کا تم اظہار کر رہے ہو اور تم دونوں کو اس ہمدردی کی جزا بھی دے جو ہمدردی تم میرے ساتھ کر رہے ہو وہ جزا جو متقین کی بہترین جزا ہے اور تم دونوں پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔

﴿فرزندان ابو طالبؑ اولاد عقیلؑ کیلئے دعا﴾

اے میرے چچا کے بیٹو! صبر کو اے میرے اہل بیتؑ صبر کرو خدا کی قسم! آج کے بعد تمہیں کبھی ذلت کا سامنا نہیں کرنا پڑیگا۔

﴿حضرت قاسمؑ ابن حسنؑ کی شہادت پر فرمان﴾

اے اللہ! ان سب کو چن چن کر عذاب میں مبتلا فرما اور ان میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہ رکھ ان کیلئے کبھی بھی اپنی بخشش عطا نہ کر اور انہیں کبھی بھی معاف نہ کر اس قوم کیلئے بربادی ہے جس نے تجھے (قاسمؑ کو) قتل کیا ہے تیری وجہ سے قیامت کے دن ان کیلئے پھٹکار ہے۔

﴿شہزادہ علی اصغرؑ کی شہادت پر فرمان﴾

اے رب! اگر تو نے اس وقت (امتحان میں) آسمان سے مدد نہیں بھیجی تو اس مدد کا بدلہ اس چیز کو قرار دے جو اس وقت کی مدد سے بہتر ہے اور ان ظالموں سے تو خود ہمارا انتقام لے اور جو کچھ اس وقت ہمارے ساتھ ہو رہا ہے اسے ہمارے لئے آئندہ کا ذخیرہ قرار دے۔

﴿زہیر ابن قین کیلئے دعا﴾

زہیر نے بڑی جنگ لڑی اور ایک دفعہ واپس خیمے میں آیا امامؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر دونوں ہاتھوں کو امامؑ کے کندھوں پر رکھا اور دوبارہ اجازت جنگ چاہی اور یہ الفاظ کہے میری جان آپؑ پر قربان، آپؑ ہادی ہیں آپؑ مہدی ہیں آج میں تیرے ناناؐ سے ملاقات کروں گا جو نبیؐ ہیں تیرے بھائی حسنؑ سے ملاقات کرونگا اور اس سے ملاقات کرونگا جو اسلحہ سجائے ہوئے ہے اپنے جسم پر، اسد اللہ ہے شہید ہے زندہ ہے امام علیہ السلام نے اسکے جواب میں فرمایا آپ چلیں میں بھی اپ کے پیچھے ان سب سے ملاقات کرنے آرہا ہوں اور پھر ان دعائیہ الفاظ کے ساتھ امامؑ نے جناب زہیر کی ستائش فرمائی۔

اے زہیر! اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کو کبھی تجھ سے دور نہ کرے اور تیرے قاتلوں پر اللہ کی لعنت ہو گزشتہ زمانوں میں ان پر پڑی جو بندر اور خنزیر ہو گئے۔

﴿عمر سعد پر نفرین﴾

اے ابن سعد! تجھے کیا ہوگیا ہے؟ اللہ تجھے بہت جلد تیرے بستر پر ذبح کرے اور جس دن تو محشور ہو اللہ تجھے معاف نہ کرے خدا کی قسم میری یہ دعا ہے کہ تجھے عراق کی گندم زیادہ دیر کھانا نصیب نہ ہو۔

﴿ابوثمامہ ساعدی کیلئے دعا﴾

ابوثمامہ ساعدی نے روز عاشورہ مولاؑ سے عرض کی کہ نماز کا وقت ہوگیا ہے تو آپؑ نے اس کیلئے ان الفاظ میں دعا فرمائی۔

آپ نے نماز کو یاد کیا ہے اللہ آپ کو نمازیوں اور ذاکروں میں (شمار کرے) قرار دے جی ہاں یہ نماز کا اول وقت ہے ان سے کہو کہ وہ رک جائیں تا کہ ہم نماز پڑھ لیں۔

﴿صبح عاشور کی دعا﴾

اے اللہ! تو ہر غم واندوہ میں میری پناہ گاہ ہے اور ہر سختی اور پریشانی میں میری امید ہے اور جو معاملہ بھی مجھے درپیش ہے اس میں میرا اعتماد تو ہے اور تو ہی ہر اس غم اور فکر میں میرا سرمایہ ہے جس میں دل کمزور پڑ جاتے ہیں تدبیریں کم پڑ جاتی ہیں اور دوست رسوا کر دیتے ہیں اور دشمن شماتت کرتے ہیں اور میں اپنے تمام معاملات کو تیری بارگاہ میں لایا ہوں اور ان تمام معاملات کی شکایت بھی تجھ سے ہی کرتا ہوں کیونکہ میری رغبت تجھ میں ہے میری چاہت تو ہے تو ہی ہمیشہ میرا مددگار رہا ہے اور میرے غموں کو مجھ سے دور کرتا رہا ہے تو ہی ہر نعمت کا ولی ہے اور تو ہی میری ہر خواہش کا منتہا ہے۔

﴿روز عاشور نفرین امام علیہ السلام﴾

جب قوم اشقیاء نے امام علیہ السلام کی نصیحتوں پر کان نہ دھرے اور کوئی اثر نہ لیا تو آپؑ نے ان سب کیلئے ان الفاظ میں نفرین فرمائی۔

''اے اللہ ہم تیرے نبیؐ کی اہل بیتؑ ہیں اے اللہ ہم تیرے نبیؐ کی ذریت ہیں اے اللہ ہم تیرے نبیؐ کی قرابت دار ہیں تو ان کی کمر توڑ دے جنہوں نے ہمارے اوپر ظلم کیا ہمارے حق غصب کیے کیونکہ تو سمیع بھی ہے اور قریب بھی ہے یہ جملے سن کر محمد بن اشعث آگے بڑھا اور اس نے جسارت کرتے ہوئے یہ جملے کہے اے حسینؑ! تیرے اور محمدؐ کے درمیان کونسی قرابت ہے امام حسین علیہ السلام نے جب اسکی گستاخی اور گھٹیا پن کا اندازہ کیا تو یوں بددعا فرمائی۔

اے اللہ! آج ہی اسے ذلت آمیز انجام سے دوچار فرما جیسے ہی مولاؑ کی زبان وحی ترجمان سے یہ جملے ادا ہوئے یہ ملعون حوائج ضروریہ سے فراغت کیلئے تخلیہ میں گیا وہاں ایک سیاہ رنگ کے آتشی بچھو نے اسکو ڈنگ مارا اور وہ برہنہ حالت میں واصل جہنم ہوگیا۔

﴿نفرین نمبر۲﴾

عبداللہ بن حوزہ ملعون نے لشکر سے باہر آ کر بلند آواز سے چیختے ہوئے یہ بکواس کی تم میں حسینؑ ہے ؟تم میں حسینؑ ہے؟ بار بار وہ ملعون یہ جملہ دہرا رہا تھا مولاؑ کے اصحاب نے اشارہ کر کے کہا یہ ہیں حسینؑ تم ان سے کیا چاہتے ہو؟ یہ ملعون آگے بڑھا اور آگے بڑھ کر گستاخانہ کلام کی اس کے جواب میں امامؑ نے فرمایا، تم نے جھوٹ بولا ہے میں اپنے رب کے پاس پہنچوں گا جو غفور ہے جو کریم ہے جو مطاع ہے جو شفیع ہے تو کون ہے؟ کہنے لگا میں عبداللہ بن حوزہ ہوں مولاؑ نے فرمایا اے اللہ! اسے جہنم کی طرف کھینچ مولاؑ کی نفرین پر اس ملعون نے گھوڑے کو تازیانہ مارا گھوڑا بدکا یہ ملعون یوں گرا کہ پاؤں رکاب میں پھنس گئے اور گھوڑا بھاگتا رہا تا اینکہ یہ ملعون واصل جہنم ہوگیا۔

﴿عبداللہ بن حصین ازدی پر نفرین﴾

اے اللہ! اس کو پیاسہ قتل کرا اور اسکو کبھی معاف نہ کرنا اور اسکی قطعاً مغفرت نہ کرنا۔

﴿عمر بن حجاج کیلئے نفرین﴾

عمرو بن حجاج کی زیر کمان چار ہزار سپاہی تھے جن سے وہ کہہ رہا تھا کہ اسکے خلاف جنگ لڑو جو دین سے پھر گیا ہے اور مسلمانوں کی جماعت سے علیحدہ ہوگیا ہے امامؑ نے اس ملعون کے یہ جملے سن کر

فرمایا

اے عمرو! خدا تجھے برباد کرے کیا تو لوگوں کو میرے خلاف بھڑکا رہے کیا ہم دین سے نکل گئے ہیں اور تم اپنے دین پر قائم ہو بہت جلد تم یہ جان لو گے جب ہماری روحیں ہمارے جسموں سے جدا ہوں گی کہ کون جہنم میں جلنے کا مستحق ہے۔

﴿حضرت جون کیلئے دعا﴾

اے اللہ! اسکے چہرے کو سفید فرما دے اس کے بدن کو خوشبودار بنا اور اسے ابرار کے ساتھ محشور فرما محمدؐ و آل محمدؐ اور اسکے درمیان انسیت پیدا کر۔

﴿عبداللہ بن عمیر کی ماں کیلئے دعا﴾

جب شمر ملعون نے عبداللہ کا سر قلم کر کے خیموں کی طرف پھینکا تو عبداللہ کی ماں نے سر گود میں لیا خون آلود سر کو چوما اور پھر دوبارہ سر کو دشمنوں کی طرف پھینک دیا اور اسکے بعد خیمے کی چوب لے کر اعداد پر حملہ آور ہوئیں مولاؑ کے حکم سے اس خاتون کو واپس خیمے میں لایا گیا اور مولاؑ نے ان الفاظ میں اس بی بی کیلئے دعا فرمائی

آپ کو میرے اہل بیتؑ کی جانب سے اچھا اجر نصیب ہو عورتوں کی طرف واپس چلی جاؤ اللہ آپ پر رحمت نازل فرمائے کیونکہ آپ پر جہاد ساقط ہے۔

﴿امامؑ کا اپنے اصحاب کو دعائیں دینا﴾

مسلم بن عوسجہ کو آپؑ نے یوں دعا دی جب مسلم بن عوسجہ آخری وقت میں زخمی حالت میں گرے مولاؑ ان کے سرہانے پہنچے اور یوں فرمایا

بعض لوگ اپنے عہد و پیمان کو پورا کر چکے اور بعض لوگ اپنی باری کے منتظر ہیں اور انہوں نے اپنے عہد و پیمان میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی ہے۔

﴿دشمنوں سے خطاب کرتے وقت﴾

تم نے خدائے عظیم کی یاد بھلادی پس تمہارا برا ہو تمہارے ارادوں کا برا ہو ہم اللہ کے بندے ہیں اور اسکی طرف لوٹ جانے والے ہیں اس قوم نے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا پس ظالموں کیلئے ہلاکت ہو۔

﴿شب عاشورا امام حسینؑ کی دعا﴾

میں خداوند تعالیٰ کی حمد وثناء کرتا ہوں بہترین حمد وثناء کرتا ہوں اور اے حسینؑ ابن علیؑ کے خدمیں تیری حمد کرتا ہوں اے خدا تو نے ہمیں گرامی قدر فرمایا ہے اور اپنے رسول کو برگزیدگی عطا کی ہے اور قرآن کو ہمارے لئے ہدایت قرار دیا ہے ہمیں علم عطا کیا ہے دین پر خلق فرمایا ہے سننے والے نصیحت حاصل کرنے والے کان عطا کیئے ہیں چشم بینا عطا کی ہے اور جو کچھ تو نے خلائق کو عطا کیا ہے اس سے زیادہ ہمیں عطا کیا ہے اور تو نے ہمیں اپنے شکر گزار بندوں میں قرار دیا ہے۔

﴿سید الشہداؑ کا اللہ سے مخاطب ہونا﴾

میرے خالق تو جانتا ہے کہ میرا قیام (جہاد) نہ تو سلطنت کے حصول کیلئے بلکہ ہم تیرے دین کے معالم کو پیش کرنا چاہتے ہیں اور تیرے شہروں میں اصلاح کرنا چاہتے ہیں اور تیرے مظلوم بندوں کیلئے امن وامان قائم کرنا چاہتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ تیرے فرائض وسنن واحکام پر عمل کیا جائے۔

﴿اشقیاء سے فرمایا﴾

کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو؟ کہ حق پر عمل نہیں ہو رہا ہے اور باطل سے دوری اختیار نہیں کی جارہی ہے ایسی صورت میں مومن کو حق ہے کہ لقائے الٰہی کی طرف رغبت کرے۔

﴿روز عاشورہ جنگ سے پہلے دعا﴾

اے معبود! ہر پریشانی میں تو ہی میرا بھروسہ ہے اور ہر مصیبت وتکلیف میں تو ہی میری امید ہے اور تو ہی میرے لئے مجھ پر نازل ہونے والے ہر مشکل امر (کو آسان بنادینے) کا یقینی

وعدہ ہے کتنی ہی ایسی پریشانیاں ہیں جس میں دل کمزور ہوجاتے ہیں اور تدبیر بیکار ہوجاتی ہے اور دوست ساتھ چھوڑ دیتے ہیں اور دشمن خوش ہوتے ہیں میں بھی تیرے پاس ایسی ہی پریشانی لے کر آیا ہوں تجھ ہی سے فریاد کرتا ہوں تیرے سواسب سے بے نیاز ہو کر صرف تجھ ہی سے لو لگا رکھیہے پس تو اسے مجھ سے دور کردے اور اسے رفع کردے بے شک تو ہی ہر نعمت کا مالک ہر نیکی کا مالک اور ہر آرزو کے پورا کرنے کی انتہائی قوت والا ہے۔

حضرت شریکتہ الحسینؑ سے ارشاد

اے بہن! سوائے صبر وشکر کے کوئی اور چارہ کار نہیں ہے۔

وقت آخر اصحاب کی یاد میں فرمایا

حضرت سید الشہداءؑ نے اپنی ریش اقدس پر ہاتھ رکھا اور فرمایا

یہودیوں پر اللہ کا غضب اس وقت شدید ہوا جب انہوں نے اس کا بیٹا قرار دیا اور نصاری پر اس وقت اللہ کا غضب شدید ہوا جب انہوں نیاس تین میں سے ایک قرار دیا اور مجوسیوں پر اسکا شدید غضب اس وقت ہوا جب انہوں نے اسے چھوڑ کر شمس وقمر کی عبادت کی اور اس قوم پر اسکا غضب شدید اس وقت ہوا جب یہ اپنے نبیؐ کے نور سے قتل کرنے کے عہد پر متفق ہوئے مگر اللہ کی قسم میں ان لوگوں کا جو کچھ یہ چاہتے ہیں کوئی جواب نہ دونگا حتیٰ کہ میں اللہ تعالیٰ سے اپنے خون میں خضاب کیا ہوا ملاقات کرونگا۔

ساحل فرات پر دشمنوں سے خطاب

اللہ نے دنیا کو مصائب کیلئے اور اہل دنیا کو فنا کیلئے خلق کیا پس اسکی جدید شئے توجہ طلب اور اسکی نعمتیں دفعتاً غائب ہوجانے والی اور اسکا سرور غبار آلودہ ہے مختصر قیام کیلئے سرائے اور جڑ سے اکھڑنے والا گھر ہے پس زادراہ اکٹھی کرلو اور بیشک بہترین زادراہ تو تقویٰ ہے پس تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

﴾لشکر یزید کیلئے بدعا﴿

تم اس زعم میں ہو کہ میرے قتل کے بعد تم دنیا کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو گے اور تمہارے محل تمہیں ایسے مصائب میں گھرے ملیں گے جن سے تمہارے جسم کے پٹھے کانپنے لگیں گے تمہارے دل مرجائیں گے حتیٰ کہ تمہارے لئے نہ تو کوئی جاہ پناہ ہوگی نہ کہیں امان کا سایہ یہاں تک کہ تم امت میں ذلیل ترین ہو جاؤ گے اور ایسا مگر نہ ہوگا جبکہ تم نے دل سے قسم کھالی ہے کہ رسول اللہ کا خون بہاؤ گے حضور کی ذریت کو قتل کرو گے۔

﴾روز عاشور کی دعا﴿

روز عاشورہ جب آپؑ کی پیشانی پر ابوالحتوف ملعون نے تیر مارا تو اس تیر کو آپؑ نے پیشانی سے نکالا اور یہ دعا اس وقت پڑھی

اے اللہ تو دیکھ رہا ہے کہ میں اس وقت تیرے نافرمان بندگان کے درمیان ہوں اے اللہ تو ان کی تعداد کو شمار فرما اے اللہ تو ان کو منتشر کر کے قتل فرما اور اے اللہ روئے زمین پر ان میں سے کسی ایک کو باقی نہ رکھ اور کبھی بھی تو انہیں بخشش عطا نہ فرما۔

﴾مناجات روز عاشور﴿

کربلاء میں امامؑ جب دشمنان اسلام کے مقابل آئے تو آپؑ نے اپنے رب سے ان الفاظ میں مناجات فرمائی اور یہ ایسی دعا ہے جس میں آپ نے اپنے انقلاب کے اہداف کو بیان فرمایا۔

اے اللہ تو جانتا ہے کہ جو کچھ ہماری جانب سے اقدام ہوا ہے یہ سلطنت حاصل کرنے کی غرض سے نہیں ہے اور نہ ہی یہ برتری حاصل کرنے کا جھگڑا ہے اور نہ ہی دنیاوی سازوسامان لینے کیلئے ہے لیکن یہ اقدام اس لئے کیا ہے تاکہ ہم تیرے دین کے نشانات کو دیکھیں اور تیرے شہروں میں اصلاح کو عام کریں اور تیرے مظلوم بندگان کو امن دیں تیرے فرائض واجبات اور تیرے احکام وقوانین پر عمل کئے جائیں پس اے لوگو! اگر تم نے ہماری مدد نہ کی اور ہمیں انصاف نہ دیا تو تمہارے اوپر ظالموں کو غلبہ مل جائے گا اے اللہ انہوں نے تیرے نبیؐ کے نور کو بجھانے کیلئے

کام کیا ہے اور اے اللہ تو ہی ہمارے لئے کافی ہے اور تیرے اوپر ہمارا توکل ہے اور اسی کی طرف ہمارا رجوع ہے اور اسی کی طرف ہمارا انجام اور بازگشت ہے۔

امام حسینؑ کی مختصر دعا

اے اللہ تو مجھے احسان کے ذریعہ ڈھیل نہ دے اور نہ ہی مجھے آزمائش کے ذریعہ ادب سکھا۔

امام حسین علیہ السلام کی دوپہر کے وقت دعا

اے وہ ذات جو بڑائی اور جبروتیت کے اس مقام پر ہے جسے کوئی آنکھ نہیں دیکھ سکتی اے وہ ذات جو عظمت اور بزرگی کے اس مقام پر ہے کہ جس کی کہنہ حقیقت کا دلوں میں تصور تک نہیں ہوسکتا اے وہ ذات جس نے اچھا احسان کیا ہے اے وہ ذات جس نے اچھے انداز سے تجاوز اور درگزر فرمایا ہے اے وہ ذات جس کی عفو اور معافی کا انداز اچھا ہے اے جواد اے کریم، ک اے وہ ذات کہ اسکی مخلوق میں سے کوئی بھی چیز اسکے شبیہ نہیں ہے اے وہ ذات جس نے اپنی مخلوق میں ایسے اولیاء کو بھیج کر احسان کیا ہے جن اولیاء کو اس نے اپنے دین کیلئے پسند کیا ہے اور ان کے ذریعہ اپنے بندگان کو ادب سکھایا ہے اور ان کو اپنی جانب سے احسان کرتے ہوئے اپنی مخلوق پر دلائل قرار دیا ہے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے ولی حسین بن علی علیہ السلام کا واسطہ دیکر جو سبط ہیں اور تیری رضاؤں کے تابع ہیں اور تیرے دین کے خیرخواہ ہیں اور تیری ذات پر دلیل ہیں میں تجھ سے اس کے حق کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں اور میں انہیں اپنی حاجات کیلئے تیرے سامنے پیش کرتا ہوں میری خواہش تجھ سے یہ ہے کہ اطاعت پر میری مدد فرما اور اچھے کاموں کے انجام دینے پر میرے اعانت فرما اور ہر اس کام کیلئے میری مدد کر جو تجھے مجھ سے پسند ہے اور جو عمل مجھے تیرے قریب کر دیتا ہے اے ذوالجلال والاکرام اے فضل والے اے انعام والے اے وہاب اے کریم اور تو میرے لئے یہ پورا کردے۔

دعا جو حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو وصیت فرمائی

یٰسین اور قرآن حکیم کے حق کا واسطہ طٰہٰ کا واسطہ اور العظیم کا واسطہ اے وہ ذات جو سوالیوں کی

حاجات کو پورا کرنے پر قادر ہے اے وہ ذات جو اس سے آگاہ ہے جو کچھ ضمیر میں ہے اے پریشانیوں میں گھرے ہوؤں کیلئے آسانی دینے والے اے غم زدوں کے غم کو ٹالنے والے اے بڑے بڑوں پر رحم کرنے والے اے شیر خوار بچوں کو روزی دینے والے اے وہ جو کسی تفسیر کا محتاج نہیں محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیج۔

﴿حضرت امام حسینؑ نے خطبہ عاشور کے اختتام پر یہ دعا فرمائی﴾

اے اللہ! ان سے بارش کے قطرے سلب فرما لے اور ان پر یوسفؑ کے زمانے جیسے قحط کے سال مسلط فرما اور ان پر قبیلہ ثقیف کے جوان کو غلبہ عطا فرما جوان کو موت کے کڑوے گھونٹ پلائے اور ان میں سے کسی کو نہ چھوڑے قتل کے بدلے قتل کرے اور ضرب کے بدلے ضرب لگائے وہ ثقفی نوجوان ان سے میرا انتقام لے میرے اولیاء کا انتقام لے میرے اہل بیتؑ کا انتقام لے میرے شیعوں کا انتقام لے کیونکہ وہ جھوٹے لوگ ہیں جنہوں نے ہمیں جھٹلایا ہے اور رسوا کیا ہے تو ہی ہمارا رب ہے ہمارا توکل ہے اور تیری ہی جانب ہماری بازگشت ہے۔

﴿نماز وتر میں امام حسین علیہ السلام کی دعا﴾

اے اللہ! تو دیکھتا ہے اور تجھے دیکھا نہیں جا سکتا اے اللہ تو منظر اعلیٰ پر ہے اور بتحقیق تیری طرف ہی بازگشت ہے اے اللہ تو ہی ابتداء اور انتہاء کا مالک ہے اول اور آخر سب تیرے لئے ہے اے اللہ ہم ذلت اور رسوائی سے بچنے کیلئے تیری پناہ مانگتے ہیں۔

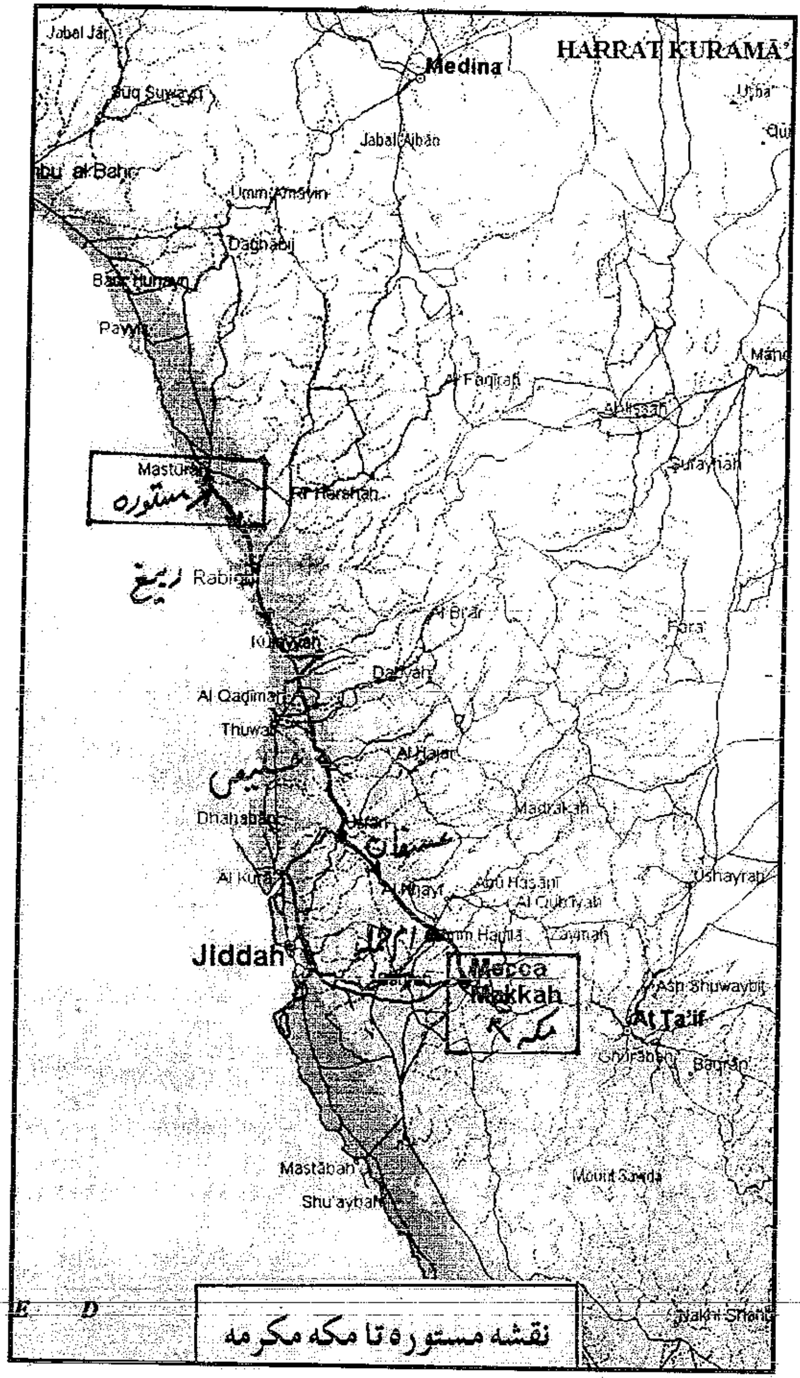
﴾اختتامیہ﴿

معروف سکالر جناب محمد صادق نجمی نے سخنان حسینؑ ابن علیؑ از مدینہ تا کربلا تالیف فرمائی اورحضرت امام حسینؑ کے بیانات، خطبات، مکتوبات اور مناجات کو جس عمدگی کے ساتھ اکٹھا کیا ہے یہ ان کا اپنا حصہ ہےاوراس قسم کی کتاب اس سے قبل موجودنہیں ہے۔یا کم از کم میرے علم میں نہیں مدینہ سے کربلا تک جس ترتیب کے ساتھ انہوں نے امام حسینؑ کے بیانات کومختلف کتب سے تلاش کر کے تحریر کیا ہے۔اس کی مثال پہلے سے نہیں ملتی ہم نے اردو زبان جاننے والوں کے لئے جامعہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰؑ کی طالبات کی آخری کلاس کے لئے ان تمام بیانات کا اردو میں ترجمہ چند سال پہلے کیا تھا البتہ علامہ نجمی صاحب نے عربی بیانات اور فارسی میں ترجمہ کے ساتھ ساتھ جو تشریحات اپنی طرف سے دی ہیں ان سب کا ترجمہ کرنا ہم ضروری نہیں سمجھا بلکہ جہاں ضرورت محسوس کی گئی وہاں وضاحتی نوٹ طالبات کوتحریر کرائے گئے ہیں نیز کلمات امام حسین علیہ السلام نامی کتاب سے بھی کچھ استفادہ کیا گیا۔بعد میں گرانمایہ کتاب کو چھاپنے کا پروگرام بن گیا۔ہم نے اپنی طرف سے کافی کوشش کی کہ اسے زیادہ سے زیادہ مفید بنایا جائے اس کام میں مولانا محمد سعید جندی آف شاہپور اور شاعر آل عمران جناب صفدر حسین ڈوگر کا تعاون بھی شامل حال رہا خداوند انہیں جزائے خیر دے۔

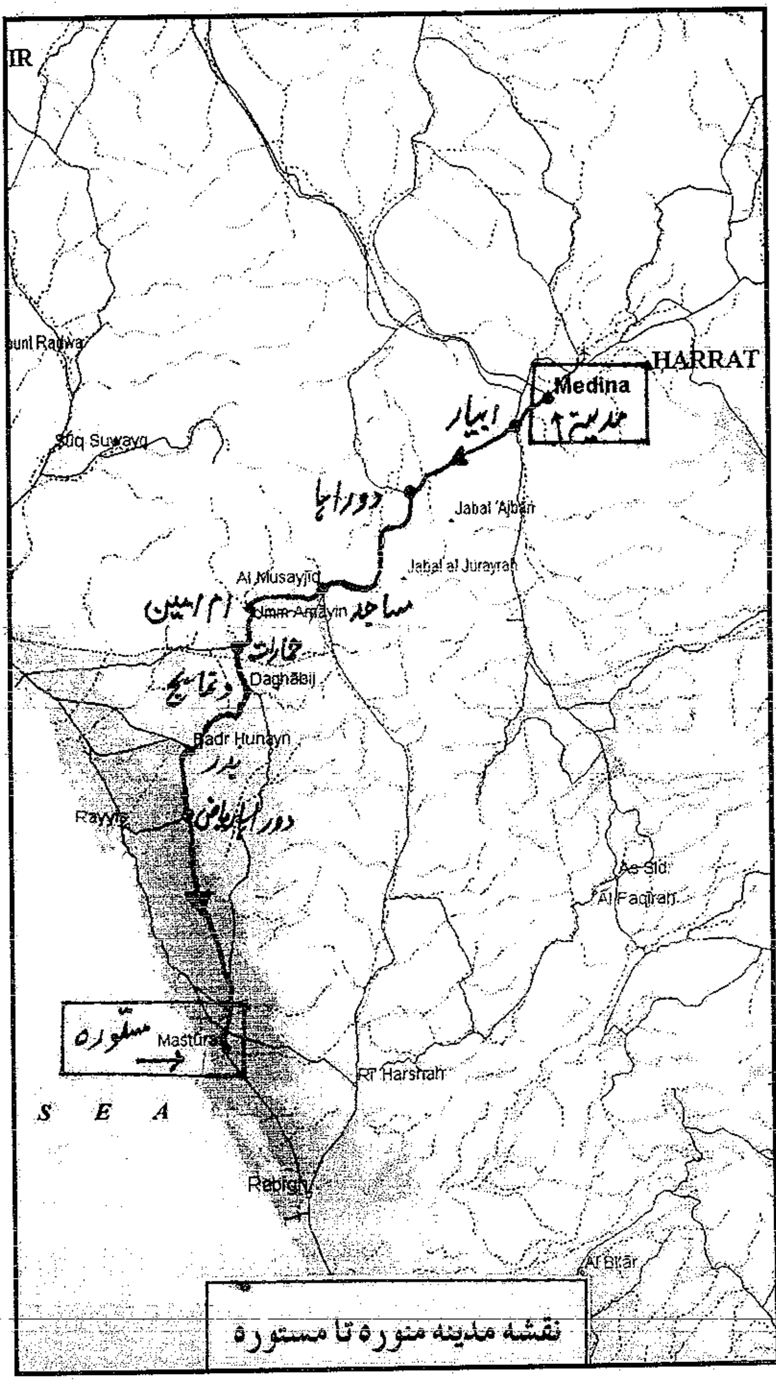
خدا کا شکر ہے کہ اب یہ کتاب اردو زبان میں دینی طلباء و طالبات اور ذاکرین وعلماء وخطباء کے لئے شائع ہوگئی ہے اُمید ہے قارئین کرام اس سے بھرپور فائدہ اُٹھائیں گے اور ہمیں اپنی دعاؤں میں ضرری یاد رکھیں گے۔

اختتام 31.5.2001 بمطابق 7 ربیع الاول

1422ھ بروز جمعرات بوقت تقریباً 10:00



نقشه مستوره تا مکه مکرمه



نقشه مدینه منوره تا مستوره

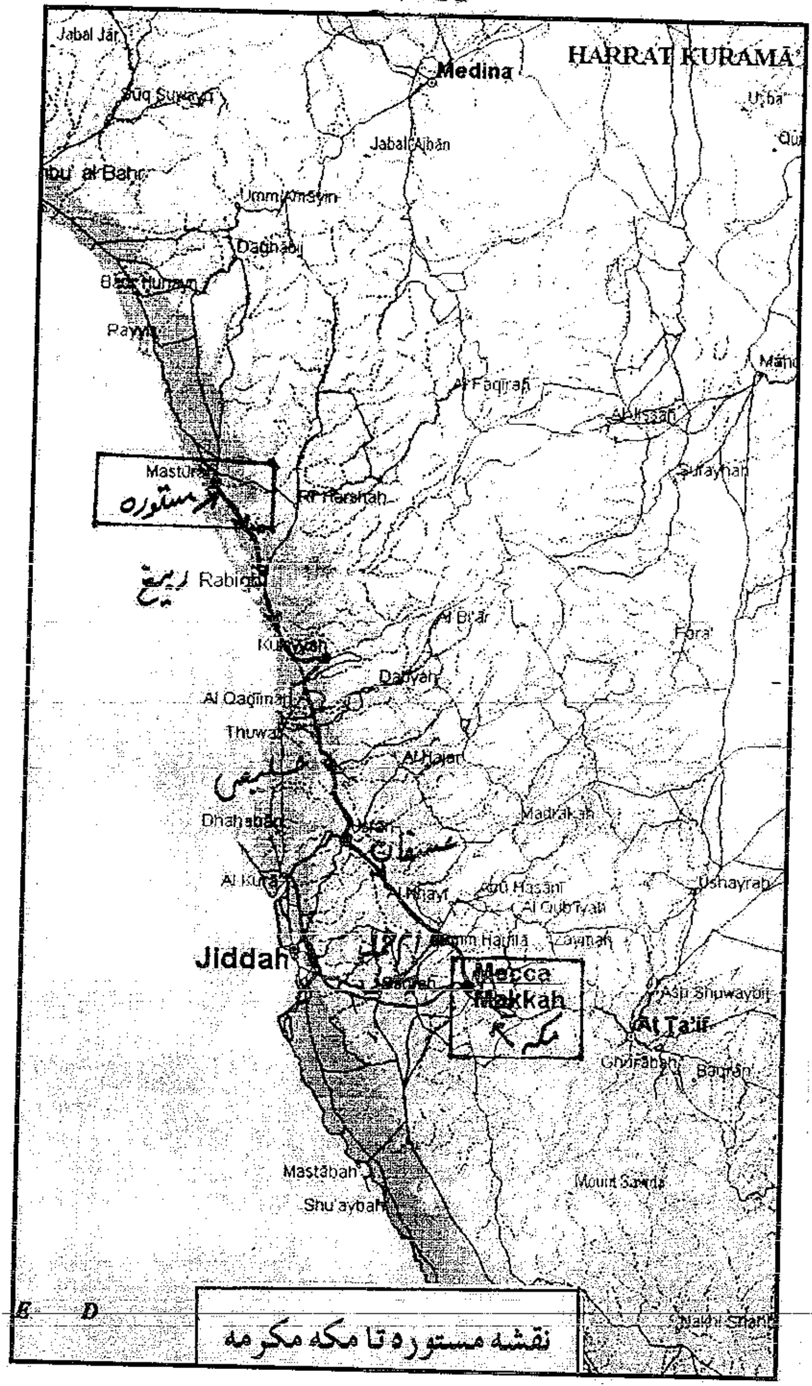
اختتامیہ

معروف سکالر جناب محمد صادق نجمی نے سخنان حسینؑ ابن علیؑ از مدینہ تا کربلا تالیف فرمائی اور حضرت امام حسینؑ کے بیانات، خطبات، مکتوبات اور مناجات کو جس عمدگی کے ساتھ اکٹھا کیا ہے یہ ان کا اپنا حصہ ہے اور اس قسم کی کتاب اس سے قبل موجود نہیں ہے۔ یا کم از کم میرے علم میں نہیں مدینہ سے کربلا تک جس ترتیب کے ساتھ انہوں نے امام حسینؑ کے بیانات کو مختلف کتب سے تلاش کر کے تحریر کیا ہے۔ اس کی مثال پہلے سے نہیں ملتی ہم نے اردو زبان جاننے والوں کے لئے جامعہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کی طالبات کی آخری کلاس کے لئے ان تمام بیانات کا اردو میں ترجمہ چند سال پہلے کیا تھا البتہ علامہ نجمی صاحب نے عربی بیانات اور فارسی میں ترجمہ کے ساتھ ساتھ جو تشریحات اپنی طرف سے دی ہیں ان سب کا ترجمہ کرنا ہم ضروری نہیں سمجھا بلکہ جہاں ضرورت محسوس کی گئی وہاں وضاحتی نوٹ طالبات کو تحریر کرائے گئے ہیں نیز کلمات امام حسین علیہ السلام نامی کتاب سے بھی کچھ استفادہ کیا گیا۔ بعد میں گرانمایہ کتاب کو چھاپنے کا پروگرام بن گیا۔ ہم نے اپنی طرف سے کافی کوشش کی کہ اسے زیادہ سے زیادہ مفید بنایا جائے اس کام میں مولانا محمد سعید جندی آف شاہپور اور شاعر آل عمران جناب صفدر حسین ڈوگر کا تعاون بھی شامل حال رہا خداوند انہیں جزائے خیر دے۔

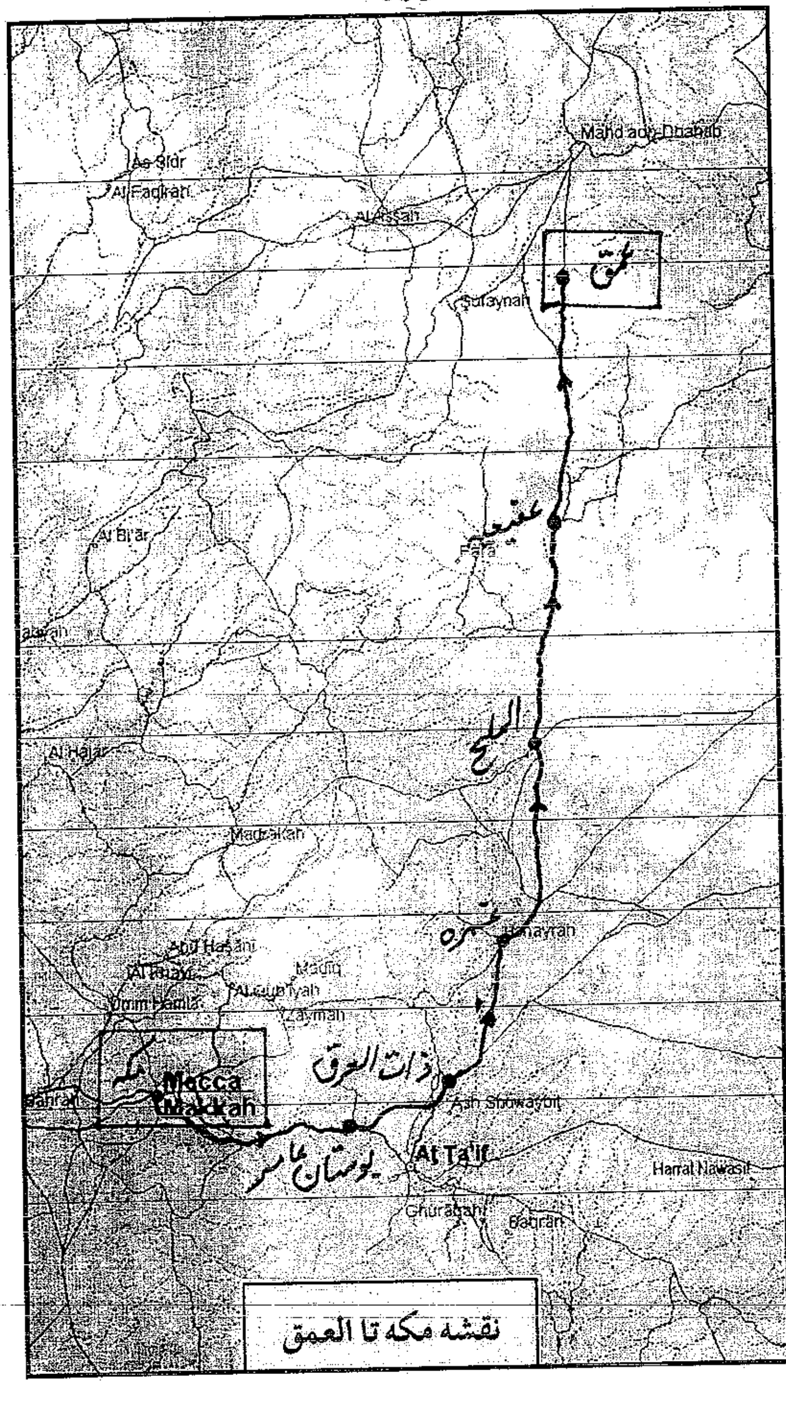
خدا کا شکر ہے کہ اب یہ کتاب اردو زبان میں دینی طلباء و طالبات اور ذاکرین و علماء و خطباء کے لئے شائع ہوگئی ہے اُمید ہے قارئین کرام اس سے بھرپور فائدہ اُٹھائیں گے اور ہمیں اپنی دعاؤں میں ضرری یاد رکھیں گے۔

اختتام 31.5.2001 بمطابق 7 ربیع الاول

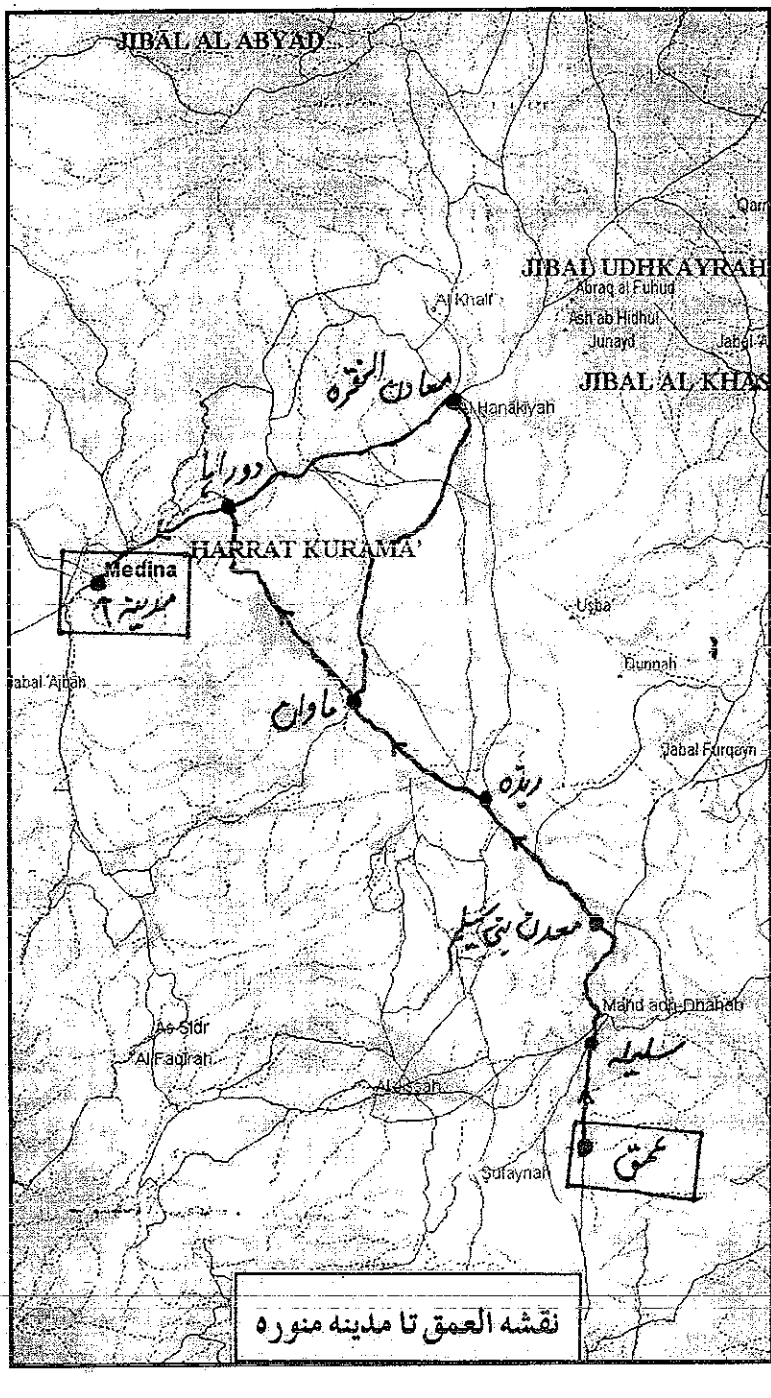
1422ھ بروز جمعرات بوقت تقریباً 10:00



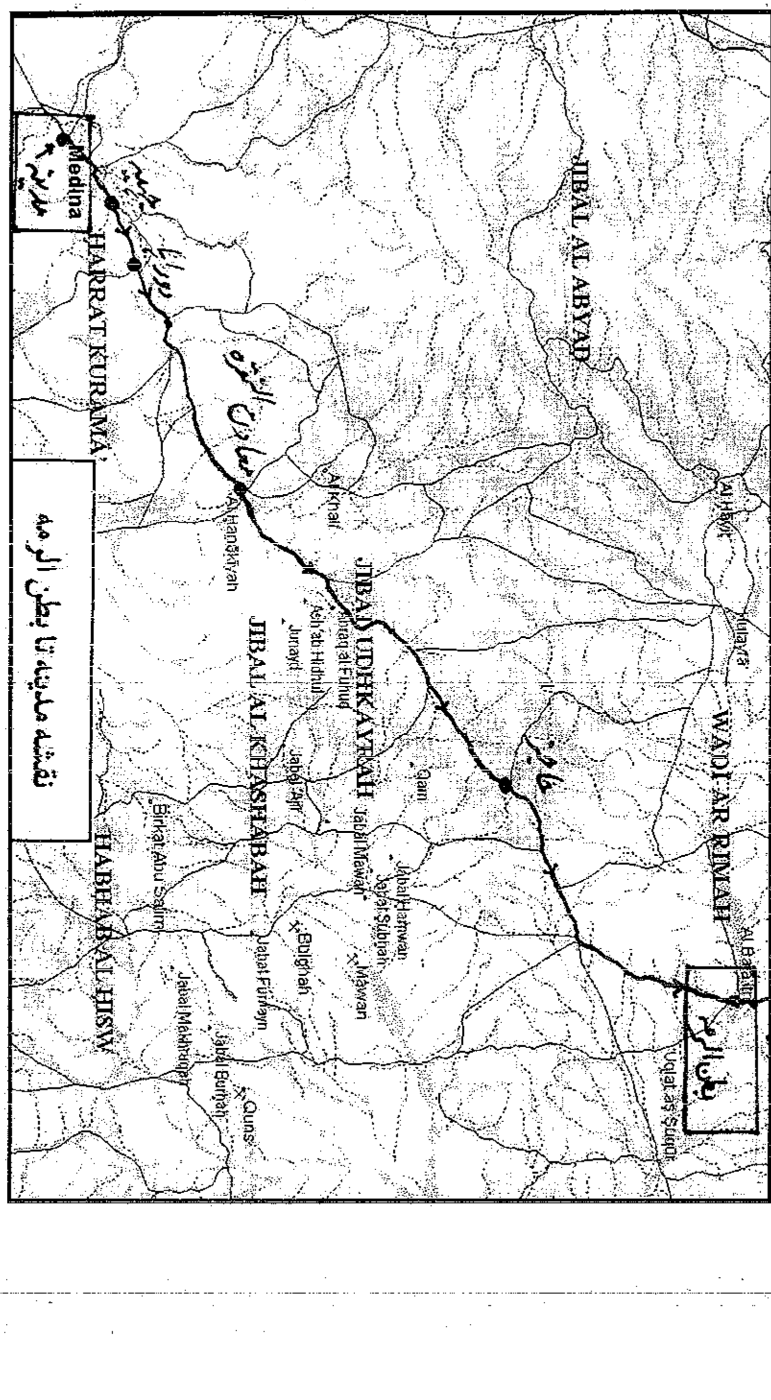
نقشه مستوره تا مکه مکرمه



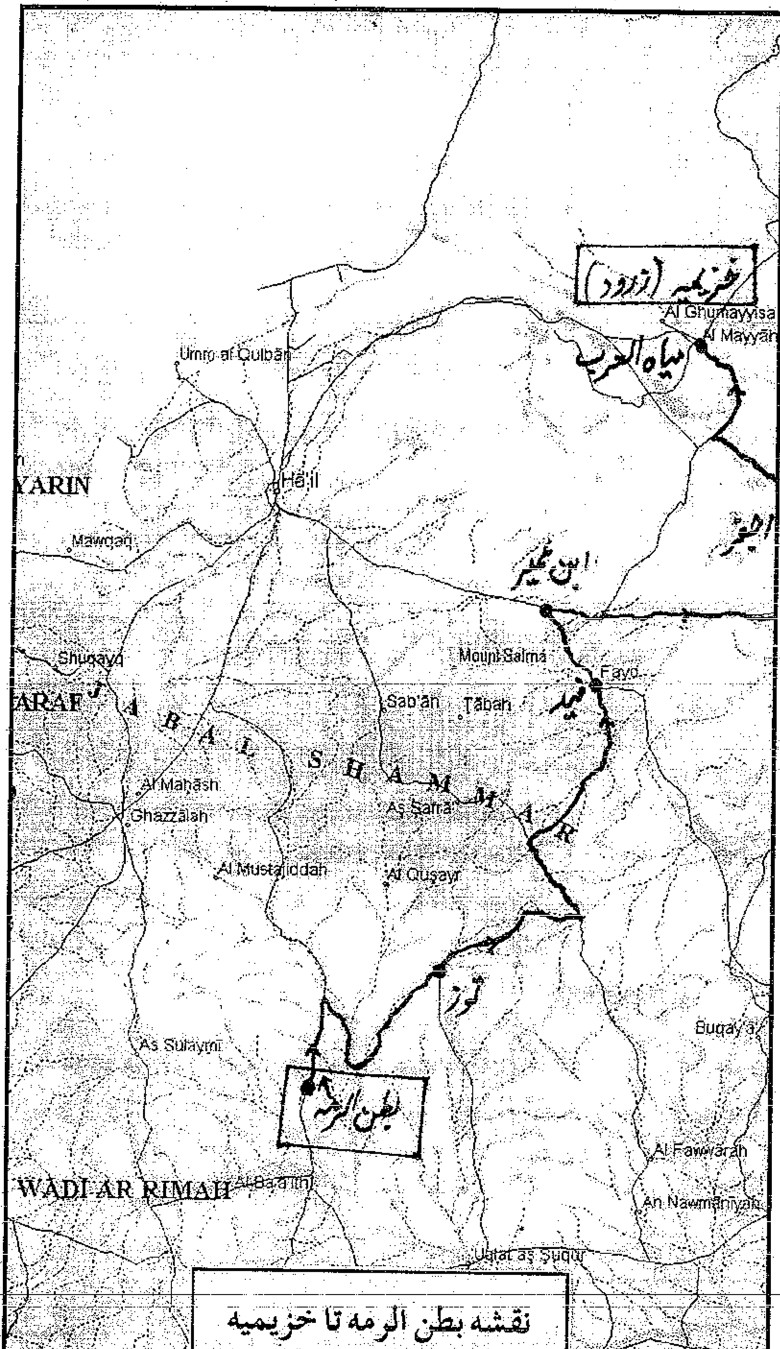
نقشه مکه تا العمق



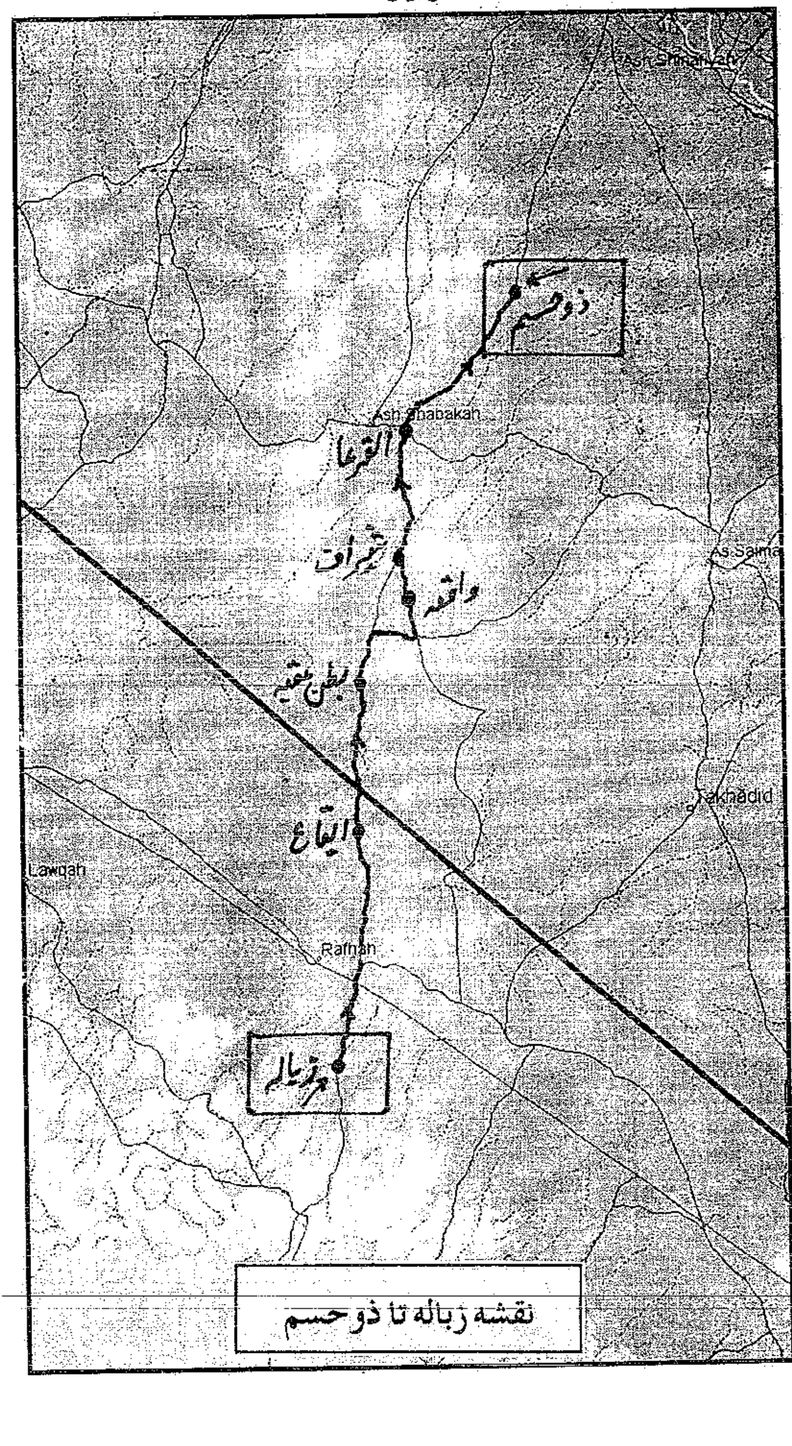
نقشه العمق تا مدینه منوره



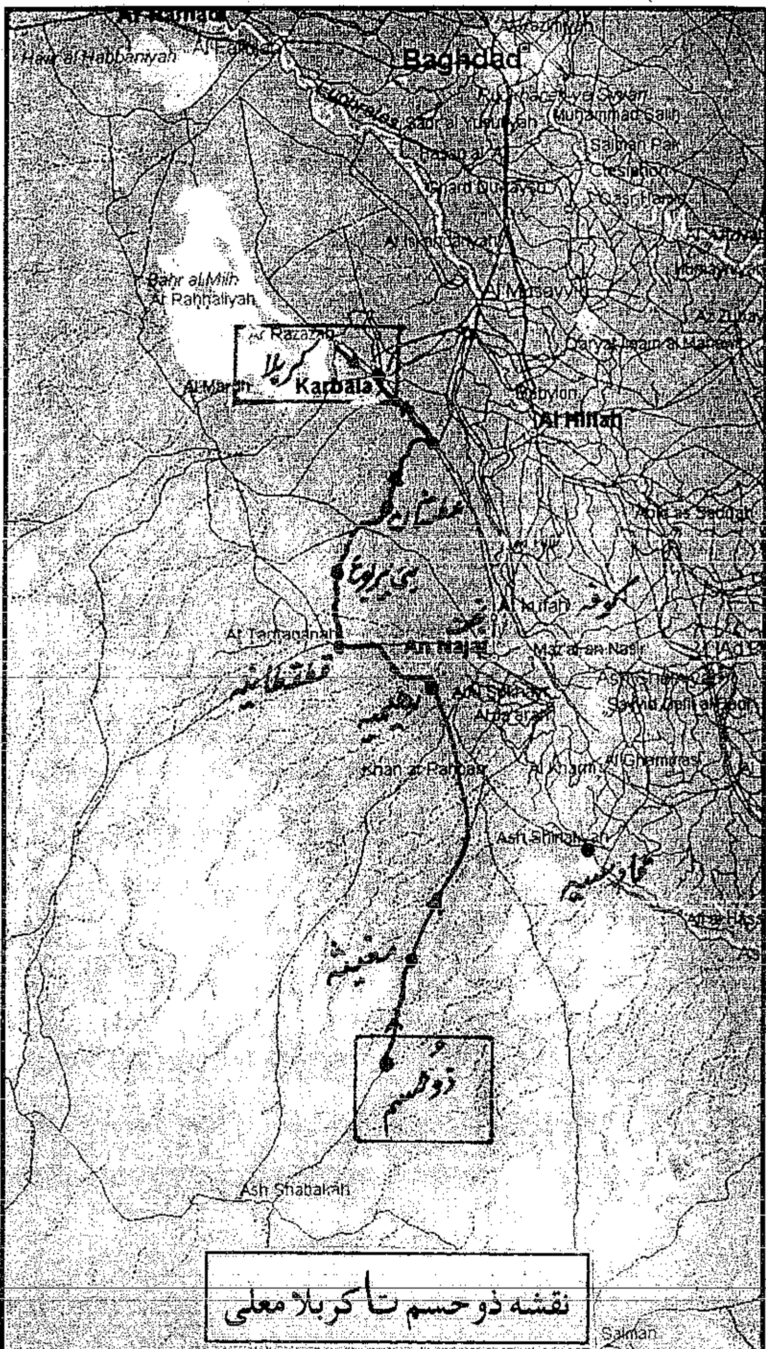
نقشہ مدینہ تا بطن الرمہ
Medina
HARRAT KURAMA'
HABHAB AL HISW
JIBAL AL ABYAD
WADI AR RIMAH
JIBAL UDHKAYRAH
JIBAL AL KHASHABAH
Al Hanakiyah
Al Khalf
Al Hayit
Hulayfa
Qam
Jabal Mawan
Jabal Hamwan
Jabal Subhan
Mawan
Bulghah
Jabal Furhaym
Birkat Abu Salim
Jabal Makhruq
Jabal Buryah
Quns
Uqlat as Suqur



نقشه بطن الرمه تا خزیمیه



نقشه زباله تا ذوحسم



نقشه ذوحسم تا کربلا معلی

www.UmmulBaneen.com